جلد دوم

# قیصر التواریخ

جسمین مفصل حال تاریخی عہد سلطنت حضرت سلطانعالم

واجد علی شاہ بادشاہ اودہ سے تا زمانہ وزارت مصنوعی و چتری

مرزا برجیس قدر و حالات زمانۂ غدر

مسطور ہین

جسے مجمع کمالات سید کمال الدین حیدر الحسنی الحسینی المشہدی متوطن طوسی المعروف بہ

سید محمد میر صاحب زائر نے

حسب ایماے صاحب والاشان جناب ہنری ایلیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا تھا

فی الحال برطبق ارشاد عالی جناب ہز ایکسلنسی مہاراجہ سر دگ بجے سنگہ بہادر

کے سی ایس آئی والی ریاست بلرام پور و تلسی پور وغیرہ

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ محلہ حضرتگنج مین چھپی

ماہ نومبر ۱۸۷۹ء عیسوی

CONTENTS OF THE HISTORY OF OUDH VOLUME 2nd

فہرست مضامین و ذکرہاے تواریخ اودہ جلد دوم

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر



Vajid ali shah.



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## باب دوسرا جلوس حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ کے بیان مین

الغرض جب نواب امین الدولہ نے حسب دستور کرنل رچمنڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ کو خبر انتقال جنت مکان
پہونچائی تب صاحب موصوف مع ڈاکٹر لوگن صاحب نواب کے ساتھہ داخل محلسرا ہوے
بادشاہ کی نعش پر آئے نوروز علیخان نے دوشالہ منہ پر سے اوٹھایا دیکھا تو کسیطرح کا
شبہہ ڈاکٹر صاحب کو نہوا صاحبات محل مین شور قیامت برپا تھا صاحب نے بتاسف
نوروز علیخان سے فرمایا کہ جنابعالیہ سے عرض کرو یہ وقت مقام صبر ہے پھر وہان سے
گلستان ارم مین آکر بیٹھے جب حضرت سلطان عالم کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی سنتے ہی عجب
حالت بیقراری سے برآمد ہوے دونون طرف خواص بازو تھامے ہوے متصل اشک
چشم حق بین سے جاری تھے بیقراری دمبدم بڑہتی جاتی تھی اسی حال سے زرد کوٹھی مین
آکر بیٹھے مصاحبان خاص دست بستہ حاضر تھے ہر چند قطب الدولہ نے چاہا کہ کسیطرح سے
صورت افاقہ گریہ وبکا ہو جاے لیکن رعب ودبدبے سے جرات عرض نہوسکی اس عرصے

مین امیر الدولہ میر مہدی علیخان نے عرض کیا کہ حسب دستور کپتان ہالنگس صاحب تقبال کو
آتے ہین۔ ملازمین ہر طرف اپنے مقام پر کمر بستہ جلو سواری مین حاضر ہوے۔
حسب اتفاق اوسدن یہ مولف کتاب بھی نیلام چھاونی منڈیاؤن مین گیا تھا بمجرد سننے
اس خبر کے وہان سے جلد چلا تا کہ تصدیق و تکذیب خبر معلوم ہو جاے جسوقت لوہے کے
پل پر پہونچا دیکھا کہ جابجا لوگ باتین کر رہے ہین جب قریب مکان ظفر الدولہ کے پہونچا
اور بیلی گارد سے گذرا ہجوم رعایاے شہر اور جابجا امرا اور اہل دربار کی سواریان خالی
کھڑی دیکھین اوسوقت مجھے یقین ہوا اور ارادہ کیا کہ وزیر اعظم کے پاس جاکر صورت
جلوس شاہی دیکھنا چاہیے جب بارہ دری کے پھاٹک پر آیا پھاٹک بند دیکھا اور باہر ورو
سوار اردلی بڑے صاحب کے کھڑے ہوے پاے اس عرصے مین اوسی ہجوم عام مین سے
ایک شخص نے مجھے متوسل انگریز جان کر کہا کہ ہمارے نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ صاحب رزیڈنٹ
سے عرض کیجیے مین سب طرح سے حاضر ہون اگر آپ مجھے مستحق وراثت جانتے ہین تو مجھے
میرے حق سے اسوقت محروم نرکھیے اور جہانتک صورت معاملہ ٹھہرے تم قبول کر لینا مینے اوس
سے کہا کون سے نواب نے یہ پیام بھیجا ہے اور مین کون ہون جو واسطہ دار ایسے امر عظیم کا
ہون اس عرصے مین سوارون کے گھوڑے بھڑکے لوگ ادہر کے اودہر ہو گئے مین بھی دیوار
سے چمٹ کر کھڑا ہو رہا اور وہ شخص کافور ہو گیا مین سمجھا غالب ہے کہ وہی مستحق ہون گے مگر
سبحان اللہ باوصف اس انتظام صاحبان عالیشان کے صاحب اولی العزم اپنی طمع خام
سے ہاتھہ نہین اوٹھاتے فی الحقیقت اگر خوف حکام عالیشان نہوتا تو مثل مقدمات شاہجہان آباد
یہان بھی مستحق اور غیر مستحق دونون قصور نکرتے۔
القصہ مین اس دروازے سے ناامید ہو کر دوسرے پھاٹک شرقی پر گیا وہ بھی پھاٹک بند تھا
ایک چپراسی دیوان عام نے مجھسے کہا کہ مین آپ کو بحکم نواب لوہے کے پل تک ڈھونڈھ آیا
پھر اوسنے دربان کو پکارا جب بھی پھاٹک نہ کھلا اس عرصے مین مہاراج بالکرشن کی سواری آئی
پھاٹک کھلا مین بھی داخل ہوا روش پر نواب صاحب ممدوح مرزا ولیعہد کے پاس سے آتے تھے
بارہ دری کی کھڑکی پر کھڑے ہو کے مجھے اور فتح الدولہ اور میر عنایت علی رسالدار کو اپنے ساتھ لیا

اور پھر کھڑکی کو بند کروا دیا کہ کوئی نہ آئے جب گلستان ارم مین گیا دیکھا کہ کرنل رچمنڈ صاحب
اور ڈاکٹر لوگن و کرنل ولکاکس صاحب ایک اور صاحب بھی مہمان رزیڈنٹ کھڑے ہین
مہاراجہ بالکرشن مسودہ فرمان جلوس بڑے صاحب کو سنا رہے ہین یعنے ما بدولت و اقبال
نے باعانت و امداد آنریبل سرکار کمپنی انگریز بہادر وراثت آبائی پر تخت سلطنت کے جلوس کیا
دوسری طرف مصلح السلطان اہتمام الدولہ حیدر حسینخان شرف الدولہ غلام رضا خان
دوسری جانب مرزا وصی علیخان حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی سفیر شاہی کھڑے ہین
بعد چند دقیقہ کے آمد آمد سواری بادشاہ کی دہوم ہوئی اور دور باش سواری کا بہت
غل و شور ہوا بڑے صاحب نے فرمایا کیون اتنا غل مچایا ہے چپراسی سے ولایتی تلوار لے کر
ڈاب کمر سے لگائی اور صاحب بھی قرینے سے کھڑے ہوگئے جب بوچہ سواری زینے سے
چڑہنے لگا کثرت ہمراہیون سے جنگلہ آہنی زینہ ٹوٹ کر گر پڑا کپتان ہالنگس صاحب پہلوے
بوچہ تھے قریب تھا کہ گر پڑین جب بادشاہ داخل کمرہ ہوے بڑے صاحب سے معانقہ ہوا اور
کمرہ وسطی مین جا کر بیٹھے اور وو دروازے بند کر لیے باہر ثابت الدولہ و تاج الدولہ جوڑی تنبچہ
و قراولی کمر مین تلوار ہاتھہ مین لیے کھڑے ہوے ایک صاحب کے ہاتھہ مین خاصدان بھی
تھا ڈاکٹر صاحب نے صورت غیر اونکی سمجھہ کر مجھسے پوچھا یہ دونون غلام زنگی کون ہین مینے
کہا انھین پہچان رکھیے یہ مقربان خاص شاہی عالم عمل علم موسیقی ہین امیر الدولہ میر مہدی علیخان
داخل کمرہ خلوت ہوے پھر نواب علی نقی خان تسبیح در دست وظیفہ پڑہتے ہوے کمرے مین
چلے گئے باہر سیف الدولہ علی حسینخان داروغہ دیوانخانہ ولیعہدی۔ نواب امین الدولہ
نے اوسوقت مفت کرم داشتن خیال کر کے مجھسے فرمایا کہ مین نے میر مخلص حسین کو بھیج کر نواب
معین الدولہ کو بلوایا ہے یعنے عرض کی اب یہ وقت عام ہے جسے چاہیے بلوائیے وہ وقت
خاص گذر چکا پھر نواب نے مولوی محمد خلیل الدینخان کو معمار کے ساتھہ واسطے تجویز قطعہ نشین مقام
حیز احاطہ رسالہ چھاؤنی سواران ہینڈ وخان مین بھیجا بعد ایکساعت کے جانسن صاحب برگیڈیر چھاؤنی مندیاون
تشریف لائے فقط انہین کے آنے ہی کا انتظار تھا بڑے صاحب کمرے سے باہر آئے اور انھین بھی
کمرے مین لے گئے بعد اسکے بادشاہ تخت روان پر سوار ہو داخل بارہ دری ہوے پہلے کمرہ

خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑہی عباے خاص بر دوش زینے سے تخت پر کھڑے ہوے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوے مجد الدولہ چھوٹی کشتی مین تاج شاہی لائے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھہ سے تاج فرق مبارک پر رکھہ کر فرمایا بزبان انگریزی اب واجد علیشاہ بادشاہ اوده ہوے بعد اسکے بادشاہ نے چار زانو ہوکے تخت جسپر شامیانہ بھی ہوتا ہے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اوسکے بعد سبکی نذرین نواب نے اوٹھالین بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور سب صاحبان عالیشان کھڑے رہے جو ملازم تھے اونھون نے نذر دی بادشاہ نے حسب دستور پانچ اسم سادات بتنی دستخط فرمائے سامنے مبارکباد کا غل ہوا ناچ ہونے لگا باجا انگریزی بجنے لگا شلک سلامی سر ہوئی شہر مین منادی ہوئی اوسوقت گھڑی مین دیکھا تو ۹ ساعت ۳۵ دقیقہ گذرے تھے بعد ایک ساعت کے تخت سے اوترے ایکطرف بڑے صاحب دوسری طرف برگیڈیر تخت روان تک لاکر رخصت ہوے بادشاہ سوار ہوے روشن چوکی بجتی ہوئی داخل محلسراے پہلوے بارہ دری ہوے۔

صاحب رزیڈنٹ سے برگیڈ میجر کپتان لام صاحب جنکو حاکم حفاظت پہرہ انگریزی کی نواب امین الدولہ سے رخصت ہوکر سوار ہوگئے چھاونی سے پانچ کمپنیان جو واسطے بندوبست کی آئی تھین اونکو روز سوم انعام دیکر رخصت کیا یہ دستور پہرہ انگریزی کا کرنل جان بیلی صاحب کے وقت سے چلا آتا ہے۔

قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ ڈیوڑھی عصمت سراے خاص پر گئے مقربان جنت مکان سے سب سرگذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوے راہ مین قنبر علیخان نے خاصہ طعام کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانخانہ محلسرا کے دروازے پر کھڑے رہے جرنل مرزا سکندر حشمت بھائی کو نذر دیکر بہت شدت سے روتے جاتے تھے اونکی بیقراری سے معلوم ہوتا تھا کہ اونھین کا باپ مرگیا ہے اونکے پیچھے حکمت الدولہ اونکا بیٹا تھا اوسوقت محلسرا مین ہجوم ملازمین خاص و عام ولیعہدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسراے وزارت مین آئے نماز مغربین اوسوقت نصیب اولیاے دولت ہوی امیر الدولہ دو خوان اولش لیکر آئے اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گذری ہوگی بندہ راہی کربلاے میر خدا بخش ہوا اوس شب کو ابر غلیظ ہر طرف سے گھرا ہوا تھا اور کچھہ ترشح بھی ہوتا تھا در دولت سے تا کہ چار باغ تک عجب

سناٹے کا عالم تھا ہر قدم پر وحشت برستی تھی اور شہر سے کسی کی آواز بھی نہین آتی تھی حتےٰ کہ کتون کی آواز بھی نہین سنائی دیتی تھی بہرکیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسطرف آبادی شہر نہین ہے اور آدمی کوئی راہ مین نملا سوا اسے ناکہ کے سپاہی کے اوسنے تو البتہ ٹوکا غرض یہ آثار اور علامت حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتی ہین اکثر نواب اور امراے چہلم کے جہت سے اپنے خیمے مین تھے مجھہ سے پرسان حال ہوے جو سانحہ گذرا تھا بیان کر دیا۔

صبح روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا مجلس اے وزارت مین نواب معین الدولہ سعید الدولہ اور اہل دربار متفرق بیٹھے ہین سنا کہ بادشاہ نے صبح کو پھر تخت پر جلوس فرمایا تھا باقی شاہزادے اور امرا اور اہلکارون کی نذرین لین جب مرزا دارا سطوت نے نذر دی اونکی خوردسالی اور یتیمی پر رحم فرما کے روئے جب دربار برخاست ہوا حاضرین تشئیع جنازے کو گئے۔

جب خبر دفن جنت مکان بادشاہ نے سنی وقت عصر باد بہاری یعنے گاڑی پر سوار ہوے مقربان خاص سواری مین تھے شہنشاہ منزل مین تشریف لائے چار گھڑی رات گئے پھر آئے۔

## جلوس روز سوم

القصہ روز دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کے قبر پر ہوئی ارکان دولت شریک فاتحہ خوانی و روضہ خوانی تھے روز سہ شنبہ ۲۹ صفر کو پھر بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا نواب امین الدولہ مہاراجہ وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ قدیم بدستور اپنے کاروبار مین مصروف ہوا الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق علی امرکانہ بادشاہ معدلت پروری و دادرسی رعایا پر متوجہ ہوے عدالت نوشیروانی کی سرسبزی خیال مبارک مین ہوئی خداوند عالم اپنے حفظ و حمایت مین رکھے اور توفیقات اعمال حسنات خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور رضامندی خدا و رسول ہو عطا فرمائے کہ یہی شیوہ و طریقہ عدالت گستری ہے اور مکائد اعدا اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے اور بصحت و باقبال عمر طبعی تک پہونچائے بحق محمد و آلہ رعایا اور برایا سے قریب و بعید پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے دعا سے غافل نرہین

# زائچہ مولود شاہی موافق استخراج اہل نجوم

تولد بادشاہ دہم شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ یکپاس روز برآمدہ سنہ ۱۲۳۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۱ و ۶
و سنہ ۱۲۲۹ فصلی طالع وقت سنبلہ کوکب عطارد سنہ ۱۸۷۹ ساون سُدی ۱۲ روز منگل ۔
۵۸ گھڑی ۹ ۴ ۔ پل چھاپچھتر ۳ ۔ گھڑی ۳ ۳ ۔ پل اندر جوگ

میزان ۲ راس — اسد ۱۲ — سرطان ۱۱
عقرب ۳ — سنبلہ ۱ — جوزا ۱۰
قوس ۴ مریخ — حوت ۶ — ثور ۹ مشتری
جدی ۵ قمر — دلو عطارد آفتاب زحل زہرہ — ذنب حمل ۸

استخراج اہل نجوم

طالع وقت سنبلہ برج خاکی جنوبی ذوجسدین اوسکا کوکب عطارد برج دلو مین ۶ ۔ خانہ
محل وبال آفتاب اوسمین زہرہ زحل جمع ہے منسوبات ۶ خانہ دشمن وجنگ وخوف
ونفع وغلبۂ اعدا برج دلو برج مذکر بادی ۶ خانہ ثابت اوسکا کوکب زحل اپنے گھر پر کمال قوت
سے زحل قوت دشمن وافسون گری وحیلہ جوئی ودروغگوئی ومکاری اوسکی زحل آفتاب سے
دشمن ہے نصارا او ستاد داتالیق بادشاہ ہے اوسکی دلیل یہ ہے کہ بادشاہ سے خصومت ہو
ایک دوسرے کی مشارکت سے زہرہ کو زحل سے دوستی ہے عطارد کو آفتاب سے یہ چارون
کوکب ۶ ۔ خانے مین سخت ہوتے ہین دوسرے خانے مین اس دلیل نقصان مالی مریخ ۴ خانہ
مین اچھا نہین ذنب ۸ خانہ مین اچھا نہین قمر ۵ ۔ خانہ جدی مین خانہ دشمن ۶ خانہ ہبوط قمر مشتری
خوب ہے اگرچہ خانہ دشمن مین ہے واللہ اعلم یہ بڑا علم ہے مگر اس سے استخراج مشکل ہے یعنے
اصل حقیقت نحوست وسعادت ۔

القصہ لازمین قدیم وجدید کو خطاب شاہی ملا مقربان خاص صاحب شمشیر ہوئے آئندہ امیدوار فضل
وکرم سے تنہا ہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔

الغرض ۱۵۔ دن تک طریق ملاحظہ کاغذ اور صورت دربار شاہی بدستور زمان سابق ہی بعد اسکے شہنشاہ منزل مین تشریف رکھنا فرح بخش بیت السلطنت قدیم کو بہین سمجھکر چھوڑنا منظور خاطر اقدس ہو اسواسطے کہ وہان صحن وسیع اور لطافت ہوا زیادہ ہے بڑے صاحب نے دوستانہ سمجھایا کہ اگر بدستور اپنے آبای کرام کے یہین تشریف رکھیے تو بہتر ہے او سوقت بادشاہ نے فرمایا مجھے یہانکی ہوا ناموافق مزاج ہے اور یہ امر کچھ آپ کے خلاف بھی نہین بعد اسکے اہل دربار اور شاہزادگان ودوام اکو حکم ہوا کہ ہر اتوار کو صبح کے وقت دربار سب کوٹھی فرح بخش مین حاضر ہوا کرین مین بھی وقت خاص پر آیا کرونگا۔

خلاصہ یہ کہ ۹ بجے نواب امین الدولہ مہاراج مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور اہل دفتر خاص دولت پر دولتخانۂ قدیم مین حاضر ہونے لگے وقت ملاحظہ کاغذ ہر ایک حاضر ہوتا تھا بعد دوپہر کے جب نوبت زوال شمسی بجتی تھی برخاست ہوتی تھی اسکے بعد صحبت خاص مقربان قدیم ہوتی تھی کبھی دن تک سواریوں و ترک سوار آگے صندوقچی لیکر چلتے تھے راہ مین جو مستغیث عرضی دیتا تھا صندوقچی مین داخل کر دیتے تھے وقت ملاحظہ کاغذ او نپر حکم نوشیروانی مزین بدستخط خاص ہوتا تھا اسکا نام مشغلہ نوشیروانی رکھا تھا اہلکارون کو اس سے خوف اور رعایا کو باعث از دیاد تقویت ہوتا تھا فی الحقیقت بہت خوب مشغلہ تھا اگر اسے قیام رہتا۔

دوسرے ہفتہ کو روز سہ شنبہ کوٹھی رزیڈنسی مین صحبت چاے پانی ہوئی موافق معمول کے نواب علی نقی خان امیر الدولہ میر مہدی علیخان داخل زمرۂ کرسی نشینان ہوے وقت رخصت بڑے صاحب نے حسب سررشتہ ان دونون صاحبون کو ہار گوٹہ اور عطر دیا۔

## تفصیل اولاد و محلات بادشاہ

### نواب خاص محل مخدرۂ عظمےٰ اسے

۱۔ خسرو مرتبت دارا شوکت نوشیروان قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر معذور مصرع۔

۲۔ ابو الحرب مغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم مرزا محمد جاوید علی بہادر

۳۔ ابو النصر کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علی بہادر۔

| | |
|---|---|
| ۴- قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔ | |
| ۵- آسمان جاہ مرزا کاظم علی بہادر۔ نواب رشک عالم صاحبہ سے ۔ | |
| ۶- صاحب عالم مرزا علی مرزا خوش بخت بہادر۔ | اختر محل |
| ۷- جنرل فریدون قدر محمد ہزبر علی بہادر۔ | |
| ۸- محمد علی | معشوق محل |
| ۹- مرزا برجیس قدر | نواب حضرت محل |
| ۱۰- قمر احسن مرزا۔ | مہدی بیگم صاحبہ |
| ۱۱- قمر قدر مرزا۔ | |
| ۱۲- محمد عابد علی بہادر۔ | فخر محل |
| ۱۳- مرزا آسمان جاہ | رشک محل |
| ۱۴- قمر احسن مرزا۔ | واجد محل |
| ۱۵- قمر احمد مرزا انجم جاہ علی بہادر۔ | معشوق محل |
| ۱۶- مرزا محمد جوگی بہادر | جہان پناہ محل |
| ۱۷- مرزا محمد جلال بہادر | صدر محل |
| ۱۸- قمر حسین مرزا بابر بہادر۔ | اکلیل محل |
| ۱۹- بلند جاہ مرزا محمد عسکری بہادر | عیش محل |
| ۲۰- مرزا کام بخش بہادر | الفت محل |
| ۲۱- روشن گہر مرزا قائم علی بہادر | حور محل |
| ۲۲- مرزا مسعود علی بہادر۔ | شاہ نواز محل |
| ۲۳- جہان پرور مرزا محمد کاظم علی بہادر۔ | دل افروز محل |
| ۲۴- فرخ مرزا ابوتراب بہادر۔ | نونہال محل |
| ۲۵- مبارک مرزا علی بہادر | ہمایون محل |
| ۲۶- اقبال جاہ مرزا محمد ہادی بہادر۔ | تابان محل |

| | |
|---|---|
| ۲۷۔ سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر۔ | سنبہا محل |
| ۲۸۔ تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر۔ | محبت محل |
| ۲۹۔ سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر۔ | بے نظیر محل |
| ۳۰۔ مسرور مرزا حسین علی بہادر۔ | تابان محل |
| ۳۱۔ بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر۔ | شہزادہ محل |
| ۳۲۔ ہمایون جاہ مرزا محمد اصغر بہادر۔ | پیارا محل |
| ۳۳۔ محمد علی مرزا بہادر۔ | عالم افروز محل |
| ۳۴۔ عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر۔ | دل نما محل |
| ۳۵۔ دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر۔ | بنگالہ محل |
| ۳۶۔ خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر۔ | ولایتی محل |
| ۳۷۔ کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر۔ | دلاویز محل |
| ۳۸۔ داراجاہ مرزا ابو العلی بہادر۔ | مبارک محل |
| ۳۹۔ بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر | شباب محل |
| ۴۰۔ مرزا اختر جاہ۔ | صغیر محل |

## تفصیل شاہزادی ہائے عصمت مآب

| | |
|---|---|
| ۱۔ سپہر آرا نواب کبریٰ بیگم۔ | سلیمان محل |
| ۲۔ صغرا بیگم۔ | عزت محل |
| ۳۔ جہان آرا بیگم | حور محل |
| ۴۔ سریر آرا نواب زینب بیگم۔ | خاقان محل |
| ۵۔ تخت آرا نواب شہر بانو بیگم۔ | نواب بیگم |
| ۶۔ نگین آرا نواب رقیہ بانو بیگم | شیدا محل |
| ۷۔ دیہیم آرا نواب بنت السلطان بیگم | ملکہ سرو سہی |

٨- نواب سر آرا بیگم
٩- بنت الملک نواب صغرا بیگم
١٠- تاج آرا نواب صبیحہ سلطان بیگم
١١- مرتبہ آرا نواب سکینہ بیگم
١٢- حکم آرا نواب شہر بانو بیگم
١٣- نزاکت آرا نواب محمدی بیگم
١٤- محفل آرا نواب معصومہ بیگم
١٥- محل آرا نواب کستر صادق
١٦- منزلت آرا نواب رقیہ بیگم
١٧- عفت آرا نواب طیبہ بیگم
١٨- حسن آرا نواب فاطمہ بیگم
١٩- ملک آرا نواب عابدہ بیگم
٢٠- بہار آرا نواب کنیز حسن بیگم
٢١- بزم آرا نواب سکینہ بیگم
٢٢- رزم آرا نواب خدیجہ بیگم
٢٣- شرف آرا نواب کنیز قایم
٢٤- مروت آرا نواب مہدی بیگم
٢٥- شکوہ آرا نواب رشیدا بیگم
٢٦- گوہر آرا نواب نیک بخت بیگم
٢٧- سیما آرا نواب کنیز جعفری بیگم
٢٨- بدر آرا نواب اکثیر بیگم
٢٩- سر آرا نواب معنی بیگم
٣٠- سلطان آرا نواب پوتی بیگم — صاحبزادی جرنل صاحب

۱۳۲- بادشاہ آرا نواب ہادی بیگم — ہادی محل
۲۳۳- تاجدار نیک نہاد بیگم — مرغوب محل
۳۳۴- زکیہ بانو بیگم — بارگاہ محل

شاہزادی ۱۱۱ شاہزادیاں ۳۳ جملہ ۱۴۴

یہ تفصیل کئی برس پیشتر کی ایک دوست نے کلکتہ سے بھیجی تھی غالب ہے اس مدت میں اور ہوئی ہوں حضرت عرش منزل کی محلات اس کثرت خداداد سے نتھے مگر حضرت سلطان عالم کو اپنے مبدء جود و فیض سے عنایت ہوئے۔ اللہم زد و لاتنقص + + +

## مثنوی سانحہ نواب امین الدولہ من کلام منشی احمد

بیا اے خامہ تا رسم فسانہ
رقم سازم ز آشوب زمانہ

برائے بندگان خاص داور
رسد آلام روحانی مقرر

غم و رنجے کہ در عالم عیان است
پئے مومن برائے امتحان است

نمائم شرح این اجمال اکنون
برنگ مثنوی و طرز موزون

بعہد بادشاہان اکثر اوقات
بملک ہند شد زینگونہ آفات

پس از فرخ سیر از دست دشمن
بہر یک حال سادات ہست روشن

مگر بود آنہمہ از قہر یزدان
مکافات ز خون بادشاہان

بعہد آصفی مختار دولہ
شدہ مقتول خنجر در اٹاوہ

بود اسباب قتل او نمودار
بظاہر جرم و بدخواہی سرکار

شدہ ہنگامۂ اکثر امیران
بدہلی ہمچنین بعد از نجف خان

بہر یک بود دعوائے ریاست
باین اسباب شد بغض و عداوت

ازین ہنگامہ ہا از بہر ہر یک
ثبوت وجہہ و حقے بود بیشک

مگر در لکھنؤ از جور گردون
نباشد فتنہ بے وجہہ اکنون

کہ از نیرنگئ گردون دون آہ
عجائب سانحہ رو داد ناگاہ

امین الدوله دستور معظم ‌‌ وزیر باکرم ثانی رستم
بسبب عادت خود صبحگاهان ‌‌ روان شد از پی مجرای سلطان
بدور پیشش هنگام رفتار ‌‌ شده همراه معدودی جلودار
بظاهر پنج شش کس از سواران ‌‌ بجز سید همه زنهای میدان
یکی نامرد عیسی لنگ پا بود ‌‌ نجف نام شریر و بیحیا بود
دگر در مذهب خود بوده ارشد ‌‌ خلاف مسلک آل محمد
سیوم مشهور هر برنا و پیر است ‌‌ جوان خوب نامش شاه میر است
چهارم بود سید میر میدان ‌‌ شهید و عاشق شاه شهیدان
سلامت او همیشه در امان داشت ‌‌ چو فرزندان خود مانند جان داشت
پیاده چند کس از خاص بردار ‌‌ بدست هر یکی برق شرربار
یکی سرکرده آنها برهمن ‌‌ هولاس اسم و بدل مانند بهمن
غرض نگهی بیامد در روانی ‌‌ بزیر مسجد ملکه زمانی
همانجا چار کس از بدمعاشان ‌‌ بباطن کافر و ظاهر مسلمان
یکی فضل علی و دیگر اکبر ‌‌ دو کس دیگر تفضل نام حیدر
بهم هر چار کس کردند فریاد ‌‌ که بر ما بیکسان گردید بیداد
منم از مردمان راج پلٹن ‌‌ کمیدان بیسبب گردیده دشمن
مرادانسته از جنس پیاده ‌‌ زتنخواهم بما دامی نداده
شنید این ناله چون نواب ذیجاه ‌‌ ازین فریاد هر یک گشته آگاه
بشرط رحم و عدل و بذل اشفاق ‌‌ عنایت درکشید از روی اخلاق
که ناگه چون سگ آن سگها دویدند ‌‌ همه تا زینه نگهی رسیدند
هولاس آن جاکر نگهی بیک بار ‌‌ زده یک ریسمان بر آن سیه کار
چو این جرأت نموده آن دلاور ‌‌ دگر شمشیر تر بر دست چاکر
یکی زان چار کس بندوق سر داد ‌‌ برقعه گله بندوق بر باد

چون سگِ دیوانه بیتاب — به نگهی رفت بهرِ قتلِ نواب
هنگامه دستورِ معظم — که در جرأت بود ثانیِ رستم
ستے بران نامردِ ناپاک — که او از صدمه‌اش افتاد بر خاک
ش باقبالِ خداداد — بروے سینه‌اش نواب افتاد
بن ملجم دیگرے آه — بزد ضربت بروے پشت ناگاه
ست کان نوابِ ضرغام — رسانده کار افتاده به اتمام
آن وقت کارِ شیرِ نر کرد — که بر نواب خود خود را سپر کرد
دگر یکبار سر داد — که آن بر سینهٔ آن شیر افتاد
کله فوراً گشت بیجان — ز جرأت لیکن او مانندِ شیران
قاتلِ خود حمله آور — زده یک زخمِ شمشیر آن دلاور
له بر زمین از پا در افتاد — تصدق گشت و بر نواب جان داد
سے که اول گشت مذکور — ز خوفِ جان خود گشتند مفرور
شاه میر آن دم مکرر — ز بیمِ جانِ آقا گشته مضطر
لفاظ مے کرد آه و ناله — که از جان مے رود نواب واله
ست آن مردِ فراری — زده شمشیر بهرِ یادگاری
هنگامه لیکن سیدِ پاک — بسانِ شیرِ نر بوده غضبناک
شمشیر پیشِ نوکرش بود — تلاشِ نوکر و شمشیر بنمود
ی بیامد از سرِ زین — نموده حمله آن مردِ خوش آئین
را چند با مشت و لگد زد — پس آنگه دفعتهً در یادش آمد
کارد زیبِ کمر هم — کشیده از کمر آنرا همان دم
مے زد آن کارد چو شیران — شده خصم کارِ آن مردِ میدان
سر به چون باشد سپهر دست — رسیده چار زخمِ تیغ بر دست
ند مثلِ دریا خون سید — شده خصم قامتِ موزون سید

بدل چون بے سلاحے نقش بربست — زدہ تکیہ بدیوارے و بنشست
چو شد نواب بے یار و مددگار — نمودہ آن سگان او را گرفتار
ولیکن از زبانِ پر شقاوت — ہمی کردند اقرارِ شجاعت
کہ اے نواب مثلِ تو دلاور — ندیدم در جہان اللہ اکبر
ترا اصلا خیالِ ظلم من نیست — ز جرأت بر جبینِ تو شکن نیست
در انخالت وزیر از روے جرأت — چنین فرمود با اہلِ شقاوت
اگر دارید قصدِ کشتنِ من — نمودم صبر اینک تیغ و گردن
نماند لیک در اندک زمانے — بعالم از شما ہرگز نشانے
اگر باشد طلب دیگر شما را — کنند از راہ خود آگاہ ما را
رسانم تاکہ آن مطلب بہ انجام — ازین شورش نباشد ہیچ فرجام
چو از کردار خود شرمندہ بودند — بپاسخ از خجالت لب کشودند
کہ اے بحرِ کرم را بے بہا دُر — بعالم نیست مثلِ تو بہادر
چنین کس را اگر سازیم بیجان — نباشیم از گروہِ مردمیدان
ز تو خواہیم اے نواب والا — امانِ جانہاے خویشتن را
پس انگہ گفت آن نواب ذیجاہ — مناسب نیست شورش در گذرگاہ
ازین ہنگام جاے بردہ ما را — ز من سازید اطمینان خود ہا
پس آن سگہا ز راہِ پاس آداب — نشانیدند در دوکان قصاب
وزیر انگہ بہر یک این صدا زد — کہ بنشینیم ہیچ کس اکنون نیاید
خبر وحشت اثر را چون شنیدند — امیر الدولہ ہم فوراً رسیدند
بیکدم در ہمان ہنگام شدت — بیامد ہر یک از ارکان دولت
فراہم شد چو ہر سو فوج سرکار — شدہ ہنگامۂ محشر نمودار
بجا نیاز ہی ہمہ بودند موجود — دلے با ہر یکے نواب فرمود
اگر حفظِ من دل خستہ خواہید — بہ پیشِ ما کنون ہرگز نیائید

امیر الدوله چون بودند بیتاب
بگفتا با یکے زان بد معاشان
امیر اہل ایمان ہست نواب
ز راہ رحم او را وارہانید
کلام من اگر سازید باور
ہم از روے حلف سازم ضمانت
بگفت آنہمہ اہل شقاوت
نماید از زبان خود چو اقرار
ہماندم صاحب والا مناقب
دگرگون قصد دشمن را چو دیدند
اجازت خواستند زینہار زیڈنٹ
پس انگہ صاحبان را ہم طلب کرد
بگفت اول ز درد زخم نواب
براے حاکم این شدت نباید
براے بخیہ گر باشد اجازت
بگفتہ آنہمہ بسیار بہتر
یکے بخیہ زنے از تو نچانہ
زدہ چون بخیہ ہا در زخم نواب
دو سہ بار آب خاصہ نیز طلبید
بہ انگریزی بگفتا ڈاکٹر ہم
بہ انگریزی جوابش داد صاحب
رزیڈنٹ آنزمان کردہ ضمانت
کہ اینک ضامن جان شما ام

نظر کردہ بحسرت سوے نواب
شما ہستید آخر اہل ایمان
ز ایذاے جراحت ہست بیتاب
بجایش پیش خود ما را نشانید
دہم پنجاہ تا از صرۂ زر
کہ تا جان شما باشد سلامت
اگر صاحب کلان سازد ضمانت
شوم زین فعل بیجا دست بردار
ز شفقت آمدہ با چند صاحب
ہمہ از روے دانش پا کشیدند
برفتہ اولاً تنہا رزیڈنٹ
ز دشمن پرسشش وجہ و سبب کرد
نہایت مضطر است و سخت بیتاب
چنین کس را چنین ایذا نشاید
نباشد دور ز آئین شرافت
ہمان دم آمدہ از لطف داور
کہ بود آن شخص اوستاد زمانہ
شدہ نواب را بس خواہش آب
بجوشش تشنگی نواب نوشید
ز یک کار دگر گفتن مے توانم
نباشد اینچنین سرعت مناسب
بگفتا با ہمہ اہل شقاوت
بدولتخانۂ خود مے نشانم

زرِ مقبولہ ہم محمول فیلان
شوید اکنون سوارِ فیل با زر
غرض نواب را صاحب رسانید
مع زرِ تار زِ پڑ سنٹے بپردہ
سوارِ پالکی خوش گشتہ نواب
بدولتخانہ از اقبال شاہی
پس از دو روز گشتہ روبکاری
بجرمِ آن سیہ کاران نظر کرد
شدہ آن جملہ بیرون گشتہ محبوس
مگر جرمِ ہمہ نواب ذیجاہ
ولیکن بیشتر زان بانیِ شر
زخونِ وارثانِ خویش و ناگاہ
بجرمِ سابقہ در بند زندان
بہر یک جرم شان گردید ظاہر
وزیر اعظم از راہِ عنایت
زراہِ رحم و با الطاف بیحد
خدا نواب را دارد سلامت
بافضالِ خدا نواب والا
زبس از تیغ کین مجروح بودہ
شدہ در عرصۂ یک ماہ کامل
بہر یک خلعت و در شد عنایت
بروزِ پنجشنبہ بعد یک ماہ
عطا شد خلعتِ شاہانہ پر زر

طلب کردہ است نوابِ فلک شان
بجا آرید از دل شکر داور
بہ پشتِ فیل اعدا را نشانید
بسرہنگان انگریزی سپردہ
روان شد مثل خورشیدِ جہانتاب
بیامد از عنایاتِ الٰہی
بحمد اللہ کہ از تائید باری
ز کوٹھی صاحب آنہا را بدر کرد
ز جانِ خویشتن بودند مایوس
ز راہِ مرحمت بخشید لیکن
شدہ زین گونہ چون احوال اکثر
نمود اکثر رعیت نالہ و آہ
شدند از حکم شاہی پا بجولان
ولیکن روبکاری ہاست دائر
بر آنہا مے کند اتمام حجت
طعامِ خاصۂ خود مے فرسید
برائے بندگان است آب رحمت
رہا گردید چون از شرِ اعدا
علاجش ڈاکٹر صاحب نمودہ
شفا از جملہ مکروہات حاصل
برسمِ تہنیت شد جشن عشرت
چو آمد بہر پابوس شہنشاہ
بفیل و پالکی و لعل و گوہر

## نواب مدارالدولہ علی نقی خان



ALINA QUIKHAN

ز تشریفِ وزارت گشت افزود
زرہ خود و کمانِ داستانہ
شہنشہ اینچنین کردہ عنایت
بحمد اللہ کہ بر نواب ذیجاہ
بدورش گشتہ شد این احمد بیچارہ
بہ پیری بر طرف گردید ناگاہ
گدائی نیست ہرگز عادتِ او
سعید الدولہ اور اپنا ازین آہ
شہِ جنت مکان از روے اعجاز
کنون از رحمتِ نواب عالی

زرخت رنیمی اشیاے معدود
دگر چار آئینہ ہم رستمانہ
نمودہ جملہ مختار ریاست
شدہ زینگونہ الطافِ شہنشاہ
کہ دارد شہرتے در فنِ تحریر
کند ہر روز و ہر شب نالہ و آہ
بہ پیری شد پریشان حالتِ او
نمودہ از ستم چون قتل ناگاہ
نمودستش زندہ ہم کردش سرفراز
شدہ شامل بہ امیدِ بحالی

برائے چارہ معصوم اورا
دوبارہ زندہ کن نواب والا

## معزولی نواب امین الدولہ و منصوبی سید علی نقی خان بہادر

خلاصہ باوجود اس قدر تفضلات ظاہری شاہی صحبت نواب اہلکار و مقربان محفل عیش و نشاط سلطانی سے نبھتی بلکہ ہر روز بگڑتی چلی گئی اور خاطر ہمایون مین غبار زمان ماضیہ از سر نو پیدا ہوے چند روز امیر الدولہ کی جہت سے گذرے نواب نے حسب فہمایش و صلاح دہی اپنے خیر اندیشون کی اتمام حجت سمجھ کر بعد جلوس بادشاہ اوسکے دوسرے دن بڑے صاحب سے عرض کیا کہ میری مدت عمر وزارت بعد وفات جنت مکان کے تمام ہو چلی اب میرے واسطے کنارہ کشی بہتر ہے کسواسطے مثل مشہور ہے کہ باپ کا نوکر کبھی بیٹے کے کام کا نہین ہوتا چار دن کے بعد اگر کسی اتہام یا الزام سے موقوف ہو جاونگا باعث میری سبکی اور نارسائی کا ہوگا بلکہ کیا عجب ہے کہ حسن خدمت و خیر خواہی زمان ماضیہ کی مٹ جاے اب بادشاہ جس شخص کو چاہین مین اوسے بخوشی اور اپنی رضامندی سے خلعت

وزارت پہنچا دن آئندہ اگر مجھہ حسن خدمت سمجھین جو کچھہ مناسب ہو میرے واسطے
مقرر فرمائین مین اوسپر قناعت کرکے دعای دولت دیا کرونگا اور خوب مجھہ ثابت ہے کہ
بادشاہ بدل مجھسے صاف نہین اور نہ کبھی ہونگے دوسرے اونکے مقربان خاص سے نہ بنیگی
بڑے صاحب نے جواب دیا کہ اگر ایسی ابتدائے وقت مین تم کنارہ کش ہو جاؤگے ہمارے نزدیک
خلاف تمھاری قدامت وخیر خواہی زمان ماضیہ کے ہوگا کسواسطے کہ جتنا بادشاہ کو تمھارا
پاس وحفظ مراتب وشنوائی نیک وبد صلاح کا ہوگا دوسرے کا نہو گا مگر تم از راہ مآل اندیشی
عذر کرتے ہو تو ہم بھی بادشاہ سے اس باب خاص مین استمزاج لینگے اور دوستانہ صلاح
نیک دیکر سمجھائینگے چنانچہ بڑے صاحب نے بادشاہ سے مشرح سب طرح کے نشیب وفراز سے
سمجھایا بادشاہ نے فرمایا مجھے اونکی نمکخواری وخیر خواہی سے تعجب ہے کہ مجھسے اسوقت مین
کنارہ کش ہوتے ہین مین اونکے حقوق کو حضرت جنت مکان سے کم نہین سمجھتا جب بڑے صاحب
نے ایسے کلام سنے مطمئن ہوے اور نواب کی ہر صورت خاطر جمع کردی پھر نواب نے نواب
ملکہ آفاق اودھ بہادر مالکہ کشور سے بھی عذر کنارہ کشی عرض کیا اونھون نے بھی وہی جواب دیا
کہ سبحان اللہ تم چاہتے ہو قدامت اور نمک حلالی کو اپنے ہاتھہ سے مٹا کر دوسری صورت کیا چاہتے
ہو دوسرا ایسا نمک حلال خیر خواہ کون ہوگا بعد اسکے نواب نے بادشاہ سے بھی عرض حال کیا
بادشاہ نے وفور عنایت سے اپنے گلے لگالیا اور فرمایا مین تمھین بجاے حضرت جنت مکان
سمجھتا ہون تم مجھے ایسے وقت مین چھوڑتے ہو نواب مطمئن ہوے مگر یہ سب باتین ظاہر دنیا داری
کی تھین باطن مین بے اصل اور نہ اسکا خیال ہوا کہ ہم آج جو یہ کہہ رہے ہین کل جو انھین موقوف
کرینگے تو بڑے صاحب سے کیا صورت ہوگی اونپر کذب وصدق ہماری منزلت کے خلاف نہ گذریگا
اور وہ نہ کہین گے کہ آپ نے ہمارے کہنے سے کیون نہ موقوف کیا یہی فہمایش سبحان علیخان نے
بعد حضرت خلد مکان نواب معتمد الدولہ سے کی تھی بلکہ ریکٹس صاحب رزیڈنٹ نے بھی نواب کو
دوستانہ سمجھایا تھا اونھون نے اپنی طمع نفسانی سے نمانا تھا اوسکا نتیجہ بھی دیکھا جب خودرائی
وخود پسندی ہوگی البتہ یہی صورت ہوگی۔

خلاصہ بعد چند روز کے ایکدن بڑے صاحب نے بے انتظامی ممالک محروسہ کو بادشاہ سے کہا

نواب نے کہا کہ ابھی کئی دن جلوس بادشاہ کو گذرے ہین انشاء اللہ جیسا آپ کے مکنون خاطر ہے اوسیطرح عمل مین آئیگا اس بیان سے بادشاہ کے خیال اقدس مین یہ آیا کہ یہ تاکید شدید جو بڑے صاحب کر رہے ہین اس دھمکانے کے محرک فقط نواب ہوے ہین مگر در پردہ اس تصور سے امور خلاف و ناگوار خاطر ہونے لگے اور تجویز فرمایا کہ انھین موقوف کرکے امیر الدولہ میر مہدی کو وزیر کیجیے انکے دماغ مین بھی بوے کبر و نخوت سما گئی تھی چنانچہ ایک دن بادشاہ نے کمال وفور عنایت سے فرمایا کہ تم یہ مندیل وزارت سر پر رکھکر بار وزارت کو اوٹھاؤ اونھون نے بمقتضاے اپنی شرافت کے ہنوز پورا خلعت وزارت بھی نہوا تھا کہ اول کارروائی یہ کی کہ ایک معبد ہنود جو انکے مکان کے قریب راستہ مین تھا تیسرے روز پانے مندیل وزارت کے کھدوا ڈالا کہ ہندوون کا سبب ناراضی ہوا اور دوکانین شہر مین بند ہوگئین ایک بلوہ سا ہوگیا اور لوگ مستغیث در دولت بادشاہ و رزیڈنٹ پر پہونچے صاحب رزیڈنٹ بھی سوار ہوکر بادشاہ کے پاس آئے اور حکم نظربندی میرن مذکور جو موسوم بہ میر مہدی اور ملقب بامیر الدولہ و قائم بوزارت ہوے تھے صادر ہوا اوس روز سے اپنے گھر پر مقید رہے بعد اسکے نواب علی نقی خان کو تجویز فرمایا انکی یاوری اقبال سے بہت سے اسباب بیرونی و اندرونی جمع ہوے حالانکہ روبرو امیر الدولہ کے یہ پایہ اعتبار مین نتھے ہرچند انھین ازراہ عاجزی و بیاختیاری بدل لینے صفائی منظور نتھی لیکن امیر الدولہ نے اپنی خود فہمی اور پندار غلط سے بیحقیقت سمجھکر نمانا اسقدر نخوت و تکبر ہوگیا تھا بلکہ واسطے کو جواب نامناسب دیا کہ صفائی اپنی ہمسر سے چاہیے سو دو سو کا درماہہ تمھارے واسطے ہوجایگا تقدیر اسپر ہنستی تھی کہ علی نقیخان کے ہاتھ سے یہی تمھارا ہوجایگا چنانچہ وہی ہوا نواب علی نقی خان بزمان حضرت خلد مکان ایکدن نواب امین الدولہ کی ملاقات کو آئے ایک دوست نے انکا احوال پوچھا جواب دیا کہ اب ہم بحکم بادشاہ مرزا ولیعہد بہادر کے سپرد ہوے ہین اونھون نے کہا بس تم سجدۂ شکر بجالاؤ اسکا انجام ہم جانتے ہین تم نہین جانتے دیکھو تو خدا کیا اپنی قدرت دکھاتا ہے۔ بعد اسکے جب راہ مین ملاقات ان سے ہوتی تھی پوچھتے تھے وہ انکو جواب دیتے تھے ابھی صبر کرنا بہتر ہے چنانچہ وہی صورت پیش آئی جیسا اونکو خیال گذرا تھا خدا کو بناتے کچھہ دیر نہین لگتی لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔

غرض نواب امین الدولہ سے روز بروز بے لطفی بڑہتی چلی گئی اور اونھین بھی اپنی معزولی کا یقین

ہوگیا اور اس جستجوی قیام وزارت مین لوگون کے کہنے سننے سے کچھ روپیہ بھی صرف کیا لیکن بیفایدہ اور بے محل کیا بلکہ ایک مقربان محل خاص سے جسدن اوسے کچھ ملا اوسی رات کو وہ مرگئی خود نواب اوسکے دینے پر افسوس کرتے تھے آخر ۱۹ شہر رجب ۱۲۶۳ھ روز شنبہ ۹ بجی مطابق ۹ جولائی ۱۸۴۷ء اگرچہ کیفیت شدنی سے باخبر ہوچکے تھے کہ آج مین خانہ نشین اور اپنے عہدے سے موقوف ہوجاؤنگا لیکن چار و ناچار موافق معمول در دولت پر حاضر ہوے مشیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر اور اہل دفتر بھی سب حاضر تھے مصاحب الدولہ نے آکر کہا کہ بادشاہ نے مہاراج اور راجہ کندن لال میر منشی کو یاد فرمایا ہے پہلے انھون نے جانے مین کچھہ تامل کیا دوبارہ بھیر طلب ہوے نواب نے فرمایا تم کیون نہین جاتے عرض کی آج خلاف معمول ہوتا ہے کسواسطے کہ ہر روز آپ کے ساتھہ جاتے تھے اس عرصے مین ایک خواص نے نواب سے کہا کہ آپ کو حکم برخاست ہوا نواب یہ سنتے ہی سوار ہوکر اپنے گھر چلے آئے بعد دوپہر کے ایک چوبدار سلطانی نے شیخ اکبر علی داروغہ دیوانخانہ نواب سے کہا کہ حکم بادشاہ یہ ہے کہ نواب سوار نہون۔

بادشاہ نے اوسیوقت مصلح السلطان انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ ہمنے امین الدولہ کو موقوف کیا خلعت وزارت علی نقی خان کو دیتے ہین صاحب نے جوابدیا کہ مشورہ ہمارا نہ معزولی قدیم اور نہ منصوبی جدید مین ہے مین خود بادشاہ کے پاس آتا ہون جب تشریف لائے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل عنقریب تشریف لایا چاہتے ہین اگر جبتک کسی امر جدید خصوص اس عہدہ جلیلہ وزارت مین توقف ہو تو بہتر ہے اس جہت سے اوسی دن کے خلعت مین تامل ہوا مگر صاحب کو نہایت ناگوار خاطر ہوا کہ ہمسے بادشاہ نے کہا کچھہ اور کیا کچھہ اگر ہماری فہمایش پر یہ امر ہوتا تو ہمکو ناگوار نہوتا بلکہ نواب امین الدولہ سے باعث حجاب ہوا کہ ہمارے سمجھانے سے اونھون نے اپنی کنارہ کشی مین تامل کیا تھا فی الحقیقت یہی فرمابرداری نواب کے کام آئی کہ بڑے صاحب کو انکی حمایت امور واجبیہ مین لازم ہوئی نواب معتمد الدولہ نے لاکھون صرف کرکے حمایت سرکاری تھی انھین ہمیشت حاصل مسبب الاسبابی سے حاصل ہوئی بے دام اور درم صرف کیے۔ فی الحقیقت صاحبان عالیشان خلاف کو بہت برا سمجھتے ہین اور راست گوئی اور صداقت کو اچھا۔ بلکہ خدا بھی یہی سمجھتا ہے

غرض نواب علی نقی خان بحکم حضرت احکام عظام جاری کرنے لگے اور مصروف کاردبار ہوے چھہ

یہ بھی تجویز ہوئی کہ مثل زمان حضرت خلد مکان مرزا ولیعہد بہادر کو خلعت ہوا اونکی پسندیدہ ستی کا انھین خلعت دیجیے پھر اسمین بھی تامل ہوا۔

قبل از معزولی نواب ایک امر جدید یہ ہوا کہ کسی محلے مین اہل اسلام و ہنود سراگیون سے بجہت ایک دہرہ جدید فساد ہوا جب پرچہ اخبار گذرا ثابت الدولہ و تاج الدولہ کو حکم ناطق ہوا کہ تم ابھی جا کر اوس دہرہ کو جو سراوگیون نے بنایا ہے کھدوا ڈالو اس حکم ناطق سے بعض نادان اہل اسلام نے اپنی جرأت حماقت سے کئی شیوالون کو کھدوا ڈالا قریب تھا کہ صورت بلوائے عظیم تمام شہر مین ہو جاسے یہ دہرہ جوہریون کا تھا بہت سے جوہری جمع ہو کر بڑے صاحب کے پاس فریاد کو چھاؤنی منڈیاؤن مین گئے۔ بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا اس جہت سے کہ گلاب رای جوہری کارفرما سے نواب تھا بڑے صاحب نے اسمین کچھہ دخل نہ دیا مگر صدر مین رپورٹ کر دی یہ شعلہ جدید بھی تھوڑا سا سلگ کر رہ گیا۔

بعد ایک مہینے کے جب رزیڈنٹ کو جواب رپورٹ باب وزارت مین حسب المرضی بادشاہ آیا بڑے صاحب اور کپتان برڈ صاحب بادشاہ کے پاس آئے اوسکا جواب باصواب کہہ گئے کہ یہ امر خانگی ہے بادشاہ کی خوشی پر موقوف ہے روز چہارشنبہ بادشاہ نے پرچہ پیام منصوبی وزارت مین بھیجا مصلح السلطان انجم الدولہ نے زبانی بھی بریذیڈنٹ سے عرض کیا روز پنجشنبہ ۱۲ بجے ۲۲ شہر شعبان سنہ ۱۲۶۳ھ مطابق ۵ اگست سنہ ۱۸۴۷ء ۲۹ پارچہ کا خلعت وزارت نواب علی نقی خان کو اس خطاب سے ملا۔

"رکن رکین خلافت وجہانداری اعتضاد سلطنت وشہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک معتمد الخاقان تلمیذ السلطان سیف مسلول بازوی شاہنشاہی رمح مصقول معرکہ دشمن کاہی صاعد مصاعد یکرنگی وصفا ناہج مناہج صداقت ووفا مرید مرشد پرست اخلاص گزین خانہ زاد عقیدت سرشت صفوت آمین مختار ذوی اقتدار یار وفادار سپہ سالار رستم ہند مدار الدولہ منتظم الملک علی نقی خان بہادر سہراب جنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم واجد علیشاہ بادشاہ اودہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ"

یہ خطاب نامی جد امجد نواب کو تبرکاً اور تیمناً ہوا کہ قطع نظر مرتبہ جدی کے عمر بھی موافق اونکے بڑی ہو مگر نہوئی مصلح السلطان انجم الدولہ بہادر کو سفارت رزیڈنٹ حفیظ الدولہ مولوی امداد علی

موقوف اہتمام الدولہ سید حسینخان کو اہتمام دیوان عام میر یوسف علیخان برادر نسبتی انجم الدولہ
کو خدمت اہتمام الدولہ امیر الدولہ خانہ نشین سیف الدولہ علی حسینخان خدمت قدیم دیوانخانے
سے موقوف خانہ نشین ہوئے مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر کو خدمت دیوانی راجہ
بہاری لال کو خدمت واصلباقی بدستور بحال رہی اور کسی عہدہ کو تغیر وتبدل نہوا بشیر الدولہ۔
گلبن الدولہ دیانت الدولہ۔ احسن الدولہ۔ فیروز الدولہ کو نظارت محلات معلی اور خدمات
عالیہ اور حاجی شریفان سب خواجہ سراکو خدمتین عنایت ہوئین حاجی شریف کو رسالہ ترکسواران
خاص اور کپتی پٹالن تلنگہ ملین اسیطرح ثابت الدولہ۔ وتاج الدولہ۔ رضی الدولہ۔ نجیب الدولہ
قطب الدولہ۔ انیس الدولہ۔ مصاحب الدولہ۔ ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین
قطب الدولہ کو کچھہ علم تھا اس جہت سے دستخط عرضداشت وغیرہ مین دخل تام ہوا اور ان دونون
فرقۂ خاص کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے اور ان سب کا دماغ فلک ہشتمی سے گذر گیا تھا
مصاحب الدولہ بسبب اپنی صلاحیت مزاج کے فی الجملہ نیکنام رہے ہاور مقید صوم وصلوٰۃ بھی تھے
فی الحقیقت اگر بنظر انصاف دیکھیے تو امر وزارت بڑا بار عظیم ہے ہر شخص مین مشکل سے قوت ایسے بار
عظیم سلطنت کے اوٹھانے کی ہوتی ہے اگر کتب تواریخ مین دیکھیے تو اس امر خاص کے واسطے حکیم تجویز
ہوتے تھے یا وہ لوگ جو حسبًا ونسبًا خصوصًا من حیث العمل اچھے ہوتے تھے اور اپنے حق خدمت کو جانتے
تھے اور صاحب لیاقت صاحب علم خدا پرست سنر اور امانت ودیانت ہوتے تھے نہ یہ کہ شخص اجنبی جاہل ہو
مگر اس سلطنت مین ہمیشہ سے یہ عہدہ جلیلہ رضامندی اور خوشنودی حاکم وقت پر رہا ہے اسی جہت سے
اصل ہندوستان سے رفتہ رفتہ یہ سب بنجاتی ہین بالفرض اگر ایک شخص اس لیاقت کا ہوا دوسرا نہین
ہوتا اور بڑی خطا یہ ہے کہ ایک شخص پر محول ہوتا ہے اگر بلاے کارشورہ ومشورہ پر ہوا کرے تو سب سے
بہتر ہے اسکی مانع نفسانیت ہے لہذا ہمین اتنا کہنا کافی ہے کہ سے امور مملکت خویش خسروان دانند
نواب وزیر الممالک مثل امراے ہند زندگی بسر کرتے رہے سب جانتے ہین پہلے اہلکار سلطنت بہت
خائف تھے کہ دیکھیے اس انقلاب وزارت مین کون منسوب اور کون معزول ہوتا ہے لیکن نواب کی
رحمدلی اور مروت اور اخلاق اور فروتنی مین کچھہ شبہہ نہین یہ صفات ذاتی کیونکر نہون حسبًا اور نسبًا
اور علو مراتب مین امراے مشاہیر ہندوستان سے تھے جد امجد خال بادشاہ فردوس مکان شاہ عالم

بادشاہ دلّی اور انکے اسلاف کرام اقربائے قریبہ سلاطین طیموریہ سے ہین اور اس سلطنت مین
بھی قرابت قریبہ ہے جد امجد خسر جنت آرامگاہ نواب مخدرۂ عظمیٰ انکی بھتیجی اوسکے بعد یہ خسر حضرت
سلطان عالم پس اگر انصاف شرافت کی راہ سے کیجیے تو وزارت کو فخر ہوا گرنہ اور ونکو وزارت سے
فخر ہوا کسواسطے کہ وزیر داخل زمرۂ خواص بادشاہ ہوتا ہے خدا توفیقات عمل خیر عنایت فرمائے کہ رعایا
اور برایا سے از روی انصاف پیش آئین جو موجب ترقی اور بقائے مرتبت و حقوق ولی نعمتی و نیکی
و خیر خواہی ادا ہون اور انجام بخیر ہوا ور مشیران بد سے محفوظ رہا نیا۔

## مصلح السلطان کا سفارت سے موقوف ہونا نواب محمد خان کا ہونا بادشاہ کا کانپور تشریف لیجانا واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے

الغرض نجم سعادت مصلح السلطان مطلع شرقی سے اوج شرف رفعت سرکارین پر چمکا اور
انصرام مہمات بجا آوری احکام عہدۂ جلیلہ سفارت پر بجانفشانی و خیر خواہی سرگرم و مستعد ہوئے اور
سفارت خاقانی بواسطہ وزیر اعظم بالمشافہ بادشاہ سے عرض کرتے رہے یہ بھی حسبًا و نسبًا کچھ کم
نتھے نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے عزیزون مین تھے فی الحقیقت آدمی کے ہوا سے جاہ
دنیا عالم سفلی سے طالب جاہ عالم علوی کی ہوتی ہے نفس قناعت نہین کرتا مطمئنہ مشکل غلاصہ اوسکہ
بہادر موصوف دستور صحبت صاحبان عالیشان اور تبلیغ رسالت صداقت سے بسبب خوف بادشاہ
عادی نتھے خوشی خاطر اقدس کو بخوف اپنے عہدہ قدیم مقدم سمجھکر نقص احکام رسالت ہوا جو باعث
ناگواری خاطر صاحب رزیڈنٹ ہوا کسواسطے کہ سرکارین کو بصداقت و بصفائی راضی رکھنے مین خود لازم
سے بری ہونا ہوتا ہے جب متواتر یہ صورت ہونے لگی صاحب رزیڈنٹ تنگ ہوئے آخر ایک پیام
صاحب نے جو بادشاہ کو بھیجا تھا اوسکی عدم تبلیغ سے موقوف ہوئے ۱۲ شہر ذیقعدہ روز شنبہ ۱۲۶۳ھ
صاحب رزیڈنٹ مع کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور طالب جواب اپنے پیام کے ہوئے بادشاہ
نے فرمایا ہم تک نہین پہونچا زیادہ تر موجب برہمی مزاج ہوا اور بہت عتاب سے کلمات نامناسب
فرمائے اور اپنے پاس کے آنے کی ممانعت فرمائی بہادر موصوف نے چار و ناچار یہ عتاب بسبب خوف
بادشاہ قبول کیا اس جہت سے اپنے عہدۂ قدیم پر بدستور رہے وگرنہ دونون طرف سے جاتے رہتے۔

اس سلطنت مین جب سے غلام یحیی خان ظہیر الدولہ رتبۂ سفارت سے بوزارت نامور ہوے ہر صاحب دربار کو حوصلہ اولو العزمی ہوا یہ نہین سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوتے ہین تو سفارش بھی اپنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بھی بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہوجاتی اگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہونے سے موقوف کیا تاج الدین حسینخان نے بھی اسی سفارت سے قلابے زمین آسمان کے ملائے تھے مگر بوجوہ ناکام رہے

اس عرصے مین ثابت الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان برادران عینی مقربان خاص بظاہر بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت حیدر علیخان ہوئی پایہ عتاب مین آئے دربار سے موقوف ہوے لیکن وظیفہ شاہی بدستور رہا دربار وزیر اعظم مین جاتے تھے۔

خلاصہ باب سفارت مین مشورہ رکن رکین سلطنت ہوا نواب نے بنظر حسن خدمت زمان سابق جو میر علی حسن ناصر یہ خوان کی سفارش سے حالت بیکاری مین نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے محسن سابق افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ مین انکے بار احسان سے سبکدوش ہوجاون وہ بھی تھوڑے کئی مہینے سے لکھنو مین آئے تھے نواب کے پاس آتے تھے لیکن جب صاحب رزیڈنٹ سے استمزاج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار و صدق کردار مین قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہماری موجب تکلیف کا ہو گا چنانچہ اس استمزاج کی فرد اسم نویسی سفیران مجوزہ مشیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر حسبارت جنگ دیوان اور راجہ کندن لال بہادر میر منشی منظوری صاحب رزیڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر بسالت جنگ دوسرا مفتی محمد خلیل الدینخان سفیر زمان حضرت خلد مکان مقبول سرکار ین تیسرا مولوی فضل حق خیرآبادی مندرج کیا راجہ کندن لال نے عرض کیا اگر نام چہارم بھی محمد خان کلکٹر مالک جاے تو چار یار پورے ہوجاین مہاراج نے کہا وہی تینون پہلے کے کافی ہین غرض بعد مبالغہ چوتھا نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار حال محمد خان کا نام منظور کیا کپتان ہالنکس صاحب کی سفارش سے کہ وہ اوسوقت موجود تھے کہ نسبت اور رون کے یہ ہمارے سررشتہ سے واقف ہین بظاہر عالیخاندان ہین اور صاحب منور الدولہ کے ہمنشست بھی رہے ہین

بعد اس منظوری کے اہلکار سرکار نے ازراہ معاملہ فہمی خلعت دینے مین تامل کیا مگر یہ اپنی یاوری اقبال سے روز جمعہ ۱۰ شہر ذیقعد ۱۲۶۳ ہجری خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے اسعرصہ مین ایسٹ صاحب بہادر سکریٹر اعظم نواب گورنر جنرل ڈلہوزی بن بکیم ماہ نومبر ۱۸۴۷ء مطابق ۱۲ شہر ذیقعد سنہ الیہ داخل شہر ہوئے اور باتفاق صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کی ملاقات کو آئے تعارف معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے شہر کو دیکھ کر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتبخانہ سلطانی سے لیکے پھر کانپور گئے یہ صاحب جس شہر مین گئی ہین بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی خواہ بہدیہ لوگون نے خوشامد سے نذر کین یا بقیمت چنانچہ چار جلد کتاب متوسط احوال ہندوستان کی لکھین وہ طبع ہوکر مشہور ہوئین اور اپنی علالت مزاج سے برخصت کیپ گئے وہین مرگئے۔

جب خبر داخلہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کانپور مین آئی بادشاہ نے حکم طیاری لشکر فرمایا ارکان دولت امرا سے جس قدر سامان سفر درست ہوسکا ارادہ ہمراہی بادشاہ کیا کس واسطے کہ تنخواہ ہر ایک کی سرکار مین بہت چڑھ گئی تھی ہر شخص پریشان حال تھا بہر صورت روز سہ شنبہ ۲۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا وصی علی خان پیشتر سے چار پانی لیکر روانہ ہوگئے وقت پہونچنے کے ۱۱ پارچہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار گھڑی دن رہے بسواری بادبہاری موتی باغ مین ازراہ پاتراب رونق افروز ہوئے روز پنجشنبہ ۲۴ کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶ روز شنبہ صبح کو سڑک قدیم نول گنج و رحمت گنج سے تشریف فرما ہوئے انتظام شہر افسرون کے سپرد ہوا الحق کہ شرف المکان مکین سے ہوتا ہے تمام شہر کی کوچہ و بازار مین خصوصاً در دولت پر ایک وحشت برستی تھی۔

فی الحقیقت لشکر ظفر پیکر قابل دید تھا دریا کا کنارہ ہر طرف سبزہ زار کوسون کا میدان موسم خوشگوار خوبی لطافت دریا خوبی عمارات کنپ آنطرف دریا خصوصاً خیمہ بارگاہ سلطانی کو راجہ درشن سنگھ بہادر غالب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گرد چمن اور دوپ بلکہ درخت میوہ جات سب ثمردار گملون میں رکھوا کر کے آراستہ کیا تھا اور سڑک پر سرخی پڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مصنوعی نہین ہے ہمیشہ سے یونہی از خود آراستہ تھا۔

## ورود کوکب ہمایون بندگان اقدس لشکر مین اور مراجعت لکھنؤ اور داخلہ نواب گورنر جنرل کا لکھنؤ مین

روز شنبہ ایک بجے دن کو عین شدت باران رحمت مین بادشاہ سلیمان بارگاہ بسواری باد بہاری
مانند رحمت خدا رونق افروز لشکر ہوئے باغیچہ طلسم کار دیکھہ کر بہت خوش ہوے صاحبان عالیشان
نے بھی اسے بہت پسند کیا تھا کہ گویا یہ باغ اصلی ہے بعد چند دقیقہ کے حکم ناچ اور رنگ ہوا
نصف شب تک یہ صحبت عیش رہی روز یکشنبہ کو بھی آفتاب نے پردہ رحمت سے منہ باہر نکالا
دوشنبہ تک وہی صورت رہی جب ایک ساعت دن باقی رہا بادشاہ خیمہ سے برآمد ہوے ہمہ تن
رو بقبلہ کھڑے ہوکر کمال خشوع و خضوع سے درگاہ قاضی الحاجات مین سکون بارش کی دعا کی
برکت دعا سے مطلع شرقی صاف ہوا بندگان خدا تھلکہ طوفان سے بچے۔

صبح سہ شنبہ جنرل جواد علیخان مرزا اسکندر حشمت نواب سرفراز الدولہ نواب وزیر الممالک کپتان
برڈ صاحب کرنیل والکاکس صاحب بیچی صاحب مصاحبان خاص بادشاہ واسطے اجازت ملاقات
شاہ جم جاہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر بڑے جلوس سواری سے تشریف فرما ہوے رسم ملاقات حسب
دستور قدیم ہوئی عطر پان گوٹہ ملے بعد اسکے رخصت ہوے وقت عصر ایٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم مع
صاحبزادہ ہاے نواب گورنر جنرل بہادر اور ایک صاحب مصاحبان خاص نواب محتشم الیہ واسطے تقرر
ملاقات بادشاہ روز چہارشنبہ تشریف لائے اوسی طریق سے رخصت ہوے ۔

صبح چہارشنبہ کو پہلے جنرل صاحب اور مرزا خورم بخت نواب وزیر الممالک بہادر بحضور نواب گورنر جنرل بہادر واسطے
اطلاع تشریف آوری بادشاہ تشریف فرما ہوکے بعد نصف ساعت بادشاہ شان و شوکت سلیمانی سے نالکی طلاکار پر
سوار ہوے اوسوقت جس کیمپ نیر جناب رزیڈنٹ مصلح السلطان نے ٹکٹ نمبر وار ہر عمائد اور اقربای شاہی کے ہاتھہ مین دیئے
یہ سب ۱۹ صاحب کرسی نشین تھے اور ۱۲ ٹکٹ خواص عہدہ دار کو ملے یہ امر جدید کبھی پیشتر نہوا تھا اگرچہ دستور انگلستان
کے خلاف نہین ہے بلکہ دستور ہر ولایت کا یہی ہے کہ بے ٹکٹ کوئی مہمان بھی کسیکے گھر نہین جاتا چنانچہ شاہجہان آباد مین
بھی آجتک دستور ٹکٹ جاری ہے کہ جو شخص اپنے گھر مین مجلس عزا کرتا ہے ٹکٹ طلب بقید وقت ہر شخص کو بھیجدیتا ہے
لوگ سب آتے ہین اور بغیر ٹکٹ کے کوئی مجلس مین نہین جاتا سواے لکھنؤ کے کہ یہان بغیر طلب لوگ سنکر مجلس

مین جمع ہو جاتے ہین خلاصہ جب بادشاہ کنار دریا پل کشتی سے اوس پار پہونچے ہاتھی پر سوار ہوئے
روپیہ بانٹنا شروع ہوا فقرا و مساکین ملے ہاتھی کو گھیر لیا تین ہزار چار سو چھپن روپیہ سب نے پایا کہ دفعتہً
لوٹیان شہر نے ہجوم کیا اور خوف جان سے نڈر ہو کر ہاتھیون کے حلقہ مین آ گئے ایک شخص کچل بھی
گیا جب گورے بارک کے پاس پہونچے گورے اپنی بارک سے نکل کر اخذ زر مین مشغول ہوئے شہدون
سے اور اون سے خوب کشتی ہوئی آخر کو گورے تھک کر اپنی بارک مین چلے گئے رزیڈنٹ نے بادشاہ
کو اثنار زر سے روکا کہ مبادا دو چار کا خون ہو جاوے وہان سے سواری آہستہ آہستہ چلی جب اوس خیمہ پر
پہونچی نواب گورنر جنرل ہاتھی پر سوار ہو کر آئے طرفین سے برسم قدیم سلام ہوا نواب محتشم الیہ نے
بادشاہ کو اپنے پہلو مین بٹھا لیا اور داخل خیمہ ہوئے مجمع امرائے ٹکٹ یافتہ نے دوسراچہ پر ہجوم کیا ٹکٹ
دکھا کر داخل خیمہ ہوئے اوسوقت مع بادشاہ سب کرسی نشین ۲۰ تھے اور ۱۲ خواص یعنی بشیر الدولہ
مصلح السلطان اہتمام الدولہ اقبال الدولہ مجد الدولہ مفتاح الدولہ وغیرہ تھے مرزا وصی علیخان
اہتمام چاہ پانی کر رہے تھے ایکساعت تک صحبت چاہ پانی رہی پہلے صاحب سکرٹر نے بادشاہ سے کہا
کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ کچھ نان و نمک نوش فرمائیے یہ سنکر درجہ اول سے درجہ دوم مین تشریف
لے گئے جہان میز آراستہ تھا۔

نواب گورنر جنرل نے اول جلسہ صحبت مین بادشاہ سے کلمات ازراہ مزید محبت اور دلخواہی یہ ارشاد
فرمائے جو کہ اوس صحبت خاص کے حاضرین کی زبانی سنے گئے کہ ہم بہت مشتاق ملاقات تھے بہت خوش
ہوئے آپکے اسلاف کرام کے حقوق جو نسبت ہماری سرکار کے ہوئے بیان سے باہر ہین وہی امور باعث
قیام و سرسبزی سلطنت ہوئے اونکا کہنا اور تفہیم ہمپر لازم ہے اور صاحب رزیڈنٹ قائم مقام ہمارے بمنزلہ
ہماری زبان کے ہین جو امور مناسب وقت اور اصلاح سلطنت کے ہونگے اونکا مشورہ نیک آپکو دینگے
کہ باعث سرور و مسرت آپکا ہو اور آپ بہرصورت مالک مختار اپنی سلطنت کے ہین فقط

وقت رخصت نواب گورنر جنرل نے مالہ مروارید بیش بہا اپنے ہاتھ سے زیب گلوے بادشاہ کیا اور اکاون
کشتیان نفیسہ اور پشمینہ بیش قیمت بادشاہ کو اور تیس ۳۰ مرزا ولیعہد بہادر کو چھبیس ۲۶ مرزا اسکندر حشمت
کو دین اور سہ ہاتھی ۲۔ عماری پرزر ۲۔ ہودج نقرہ ۲۔ ۶ گھوڑے اونمین سے ۲ ولایتی ساز طلائی
قجری پشمینہ ۱۔ دکھنی مع ساز قجری زردوزی ایک خیمہ پشمینہ مع چوب نقرہ دو نالکی ایک تامجان

ایک کشتی جواہرات کی جسمین طرۂ الماس بیش بہا اور جیغہ گلابی تھا باقی امرا و اقربا کو
عطر اور ہار گوٹہ وغیرہ کے ملے ۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ سفیر کو خلعت مع
ہاتھی و پالکی ملا ۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب گورنر
جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر کے خیمہ مین داخل ہوے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے نظر
بقلت تعداد کرسی کہ مبادا وخانہ کرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا مہمان
ہین اگر تقدیم اپنے مہمانون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئینگے نواب معز الیہ نے
بطیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی امرا
دوسرے کمرے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ
ہیسٹنگ صاحب نے کیا ظاہر ہے اور نظر بخلوص جنت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے
تھے تحریر خطوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین
نواب گورنر جنرل کا خانساماں جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت ۷ پارچہ کا اور ایکہزار
روپیے عنایت ہوے ۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا اسکندر حشمت ۔ مرزا خرم بخت بہادر ۔ نواب وزیر الممالک صاحب
رزیڈنٹ ۔ کرنل والکاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے ۹ بجے نواب
محتشم الیہ پل پر پہونچے اوسیطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو مین بٹھا کر داخل خیمہ ہوے بعد ایک
ساعت کے رخصت ہوے بادشاہ نے سرا پردۂ خیمہ تک مشایعت کی وقت رخصت مالاے مروارید زیب
گلو نواب محتشم الیہ کیا اونکے صاحبزادون کو اور مالی خواتین جلیل القدر کو بھی مالے دیے گئے باقی اور
صاحبون کو ہار گوٹہ و عطر دیا گیا اور اونکی کشتیان جو اس کی پیشکش مین خانساماں سب کو ایک گھڑی مین باندھ کر
لے گیا ۔ اقبال الدولہ معتمد کشتی نے نظر بحسن سلوک محمد کاظم اپنے ملازم کو بجاے مقابلہ اسباب بھیجا
خلعت ۵ پارچہ ہزار روپیے پانے ۔ اونسے [illegible] پایا ۔ آغا مرزا داروغہ توشکخانہ جو ہمیشہ کشتیون کے
ساتھ جایا کرتا تھا معتمد الدولہ سے شکایت کی وہ خلعت انھین مل گیا ۔

شب جمعہ [illegible] نواب [illegible] آباد واسطے خوشنودی مزاج اقدس اپنے مورخ کے واسطے

کنارہ دریا اور دریا مین بڑے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑے بہت سی آتشبازی چھوڑی
دریا مین ایک باغ تازہ گلہاے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوے صاحبان
عالیشان ونمو آتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھین۔
صبح روز جمعہ بادشاہ سوار ہوکے بہاری ڈاک مین پہلے داخل موسیٰ باغ ہوے وہان سے درگاہ
بارہ امام مین زیارت کرکے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوے صاحب رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی
ہوے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔
روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام امام ہوے لشکر مین قلت رسد ہوئی راجہ غالب جنگ
مہتمم لشکر نے داتارام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کرکے معزت کیا بازار مین تشہیر کیا چوتھے دن
چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے برسم قدیم چار امرامع نواب وزیر الممالک
پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ وصاحب رزیڈنٹ بادبہاری پر سوار ہوکر ناکہ شہر تک تشریف فرما
ہوے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب محتشم الیہ اور صاحب رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوے
ستا منزل مین داخل ہوے چاہ پانی اور فیل خنگی وغیرہ ہوئی نواب معز الیہ بمقتضاے سن پیری
وخستگی راہ بہت جلد رخصت ہوے۔ بروز پنجشنبہ چاہ پانی کوٹھی رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص
مشخصہ کرسی نشین تھے رسم ہدایاے کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے لکھنؤ مین نہوئی کسواسطے
کہ کانپور مین ہوچکی تھی اور طریق طعام شب وروشنی وغیرہ یعنے بڑا کھانا خاص منزل کے وقت سے
موقوف ہوگیا ہے۔
روز جمعہ جب وستور معظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار
مین نواب امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتوب شاہی ہین فرمایا اونکا آنا
محض بمشاہرہ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آوینگے تو انکے آنے مین کیا قباحت
ہے جب نواب اور سفیر شاہی نے بھی بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل کی خوشی
ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت ہوئی جو
بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا وگرنہ گورنمنٹ مین انکا کونسا حق تھا اور منور الدولہ کیواسطے
وسیلہ آبائی تھا اوسمین حمایت جدید کی احتیاج نتھی۔

خلاصہ صاحب رزیڈنٹ نے سعادتخان جمعدار کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو بلوایا دوپہر کو سوار ہوکر چلے راہ مین دوسرے چوبدار نے آکر کہا کہ صاحب کا حکم یہ ہے کہ آپ کل ۲ بجے تشریف لائیے گا۔

دوسرے دن شنبہ کو پہلے نواب گورنر جنرل شاہ منزل مین واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے۔ ہاتھی گینڈے کی لڑائی دیکھی ۱۱ بجے رخصت ہوئے دوپہر کو اہل دربار صاحبان وثائق خیرخواہان سرکار کمپنی کوٹھی ضیافت مین جمع ہوئے نواب امین الدولہ شرف الدولہ اعظم الدولہ نواب ممتاز الدولہ پہلے کوٹھی ضیافت مین علحدہ بیٹھے پھر ہر شخص کو نمبر وار ٹکٹ ملا موافق اوسکے کرسی نشین ہوئے۔ یہ سب اکتالیس صاحب تھے۔

پہلے کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور نواب امین الدولہ سے کچھ سرگوشی کی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل رونق افروز ہوئے۔ کرسی نشینون نے کھڑے ہوکر سلام کیا پھر کرسی پر بیٹھے بعد اوسکے پھر ہر ایک نے ترتیب وار جا کر حضور محتشم الیہ کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر آکر بیٹھے نواب امین الدولہ نے کلمات شکریہ ادا کیے رزیڈنٹ صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا بعد اسکے ہر ایک شخص کو عطر اور ہار عنایت ہوا پھر ہر شخص نے جا کر سلام رخصتی کیا جب دربار برخاست ہوا نواب امین الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیا ہر شخص کے پاؤن مین فرش پر جراب بغیر کفش تھی۔

| | نقشہ دربار | |
|---|---|---|

کرنل رچمنڈ صاحب۔ نواب گورنر جنرل بہادر۔ الیٹ صاحب سکرٹر۔ کپتان برڈ صاحب

۱۔ نواب مبارک الدولہ
۲۔ نواب ممتاز الدولہ۔
۳۔ نواب وزیر مرزا۔
۴۔ نواب سعید الدولہ۔
۵۔ نواب منور الدولہ۔

صاحبزادی فرنگستانی

مصاحبان خاص ۱۲۳۲ ۱۲۵۵ء

۶۔ نواب امین الدولہ۔
۷۔ نواب شرف الدولہ
۸۔ سلطان مرزا شاہزادہ صفوی
۹۔ دلیر الدولہ۔
۱۰۔ نواب بہادر۔
۱۱۔ نادر مرزا
۱۲۔ مرزا عباس
۱۳۔ رضا علیخان۔
۱۴۔ مرزا علیخان۔
۱۵۔ مرتضےٰ حسینخان۔
۱۶۔ مرزا محمد حسین۔
۱۷۔ مرزا افضل علیخان۔
۱۸۔ مرزا علی عسکری۔
۱۹۔ مرزا مہدی پسر حسین علیخان
۲۰۔ مرزا فدا علی پسر حسین علیخان
۲۱۔ جعفر علیخان۔
۲۲۔ امیر مرزا۔
۲۳۔ محمد عطا خان۔
۲۴۔ سید محمد خان مجذوم
۲۵۔ جلال الدین حیدر
۲۶۔ مظفر الدولہ
۲۷۔ محمد علیخان۔
۲۸۔ میر نظیر علیخان۔
۲۹۔ مرزا محمد تقیخان پسر حسین علیخان۔
۳۰۔ احمد حسین خان
۳۱۔ نواب حیدر علیخان۔
۳۲۔ نواب مہدی علیخان ابن نواب ارالدولہ
۳۳۔ میر نواب ابن مرزائے اصاحب۔
۳۴۔ ڈاکٹر میر عنایت حسین۔
۳۵۔ منشی عبدالکریم منشی گورمنٹ
۳۶۔ اعظم الدولہ۔
۳۷۔ رفیق الدولہ۔
۳۸۔ مولوی ذاکر علی
۳۹۔ مظفر حسینخان کنبوہ
۴۰۔ منشی جانکی پرشاد
۴۱۔ احمد رضا خان۔

## صاحبان خلعت

۱۔ منشی جانکی پرشاد میر منشی رزیڈنٹی ۷۔ پارچہ۔ ۵۔ رقم جواہر۔

۲- بابو بھیرون چندر خزانچی رزیڈنٹی ۹- پارچہ- ایک رقم جواہر

۳- اخبار نویس لال جی رزیڈنٹی ۵ پارچہ-

۴- مظفر حسین خان کنبوہ- ۴- پارچہ-

۵- مرزا وصی علی خان مہتمم چاپہ پانی ۴- پارچہ- ۴- رقم جواہر- ایک قسم دلی

۶- نانک چند مہاجن ۵- پارچہ-

نواب امین الدولہ کا دربار مین جانا لوگ خلاف سمجھتے ہین کہ یہ داخل اہل وثائق نتھے۔ اور اولاد نواب مختار الدولہ سرفراز الدولہ- امیر الدولہ کب اہل وثائق سے تھے وظیفہ شاہی بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ملتا ہے نظر بحسن خدمت کہ سرکارین مین باعث فتنہ و فساد کے نہوئی بلکہ موافقت سرکارین مین پیروی کرتے رہے نواب امین الدولہ بھی اسیطرح نیکنام رہے تحریر صاحبان رزیڈنٹ سے ظاہر ہے مقام استعجاب بیجا اور حمایت رزیڈنٹ بھی ظاہر ہے جسکا ذکر کیا گیا بلکہ خود سرکار سے انکی حمایت پیدا ہوئی۔

مظفر حسینخان کنبوہ اپنی خوش رفتاری سے الہ آباد سے بموافقت لورد صاحب کمشنر لکھنؤ آئے فی الحقیقت یہ خلعت ڈپٹی ولایت حسینخان کے واسطے تجویز ہوا تھا مگر موافقت عملہ سرکار اور اپنی حسن تدبیر سے اور لورد صاحب کی جہت سے انھین ملا چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب کو اصل حقیقت معلوم ہوئی یہ اوسوقت حکیم بندہ رضا خان کے پاس بیٹھے گرمجوشی سے اختلاط کی باتین کر رہے تھے کہ دفعتہً چپڑاسی رزیڈنٹ نے حکم اخراج شہر پہونچایا اوسیوقت سید ھے کانپور چلے گئے اسیطرح ایک شبہ نیابت نواب امین الدولہ کے زمانے مین شہر مین آئے اور مہاراج جھاؤلال کے مکان مین اترے لکھنؤ کے اہل غرض عروج ثانی انکا سمجھکر آنے لگے نواب سے بھی ملازمت کے امیدوار اپنی کارفرمائی کے تھے جب کپتان شیکسپیر صاحب نے انکے باب مین بہت کچھ نواب سے کہا نواب نے کہا کہ ایسے لوگ بہت سے لکھنؤ مین آتے جاتے ہین مجھے اوس سے کیا کام ہے غرض عذر کیا ورنہ کیا عجب تھا کہ اونکو بھی کچھ کام کا سمجھکر اپنے دربار مین آنے دیتے جیسے بعض اونکے داروغہ کو کارفرما سمجھکر داروغہ اپنے کاروبار کا کیا تھا- غرض یہ مایوس اور ناکام ہو کر پھر کانپور چلے گئے-

غرض روز دوشنبہ ۱۲- تاریخ ماہ نومبر کو چند خیمہ ہاے انگلشیہ مہمان صاحبات محل ہوئین ہر ایک کو

گلوبند کے ہار کے بدلے مالاے مروارید دیا اوسی دن بادشاہ ۴ بجے واسطے رخصت نواب گورنرجنرل کے تشریف فرما ہوے دو ساعت تک تخلیہ خاص رہا نواب محتشم الیہ نے فہمائش صرف ہمت والا انتظام ممالک محروسہ و رفاہ و فلاح رعایا مین اوس طرح اچھے سے جو لازمہ محبت و یکجہتی ہے سمجھایا شاہ عالم پناہ نے کلمات نازدوستانہ بہرحال خوشنودی خاطر نواب معظم الیہ کو مقدم رکھکر کمال بے تکلفی سے دامن نواب کا ہاتھ مین لے کر فرمایا کہ لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر نے جو سلوک جنت آرامگاہ کے بعد کیے ظاہر ہین اور لارڈ آکلنڈ صاحب نے فردوس منزل کو صاحب تخت و تاج کیا ہمیشہ اونکے معین و مددگار رہے لہذا آپ بھی نسبت حقوق ہے ۔ اسلاف کرام کے میرے واسطے امر جدید جو باعث مزید محبت ہو تجویز فرمایئے تو آپ سے کچھ بعید ہوگا اور جبتک اقرار نہ فرمایئے گا اپنا ہاتھ آپ کے دامن محبت سے نہ اوٹھاونگا نواب موصوف نے اس جوش محبت بادشاہ سے وہ کلمات کمال شفقت سے فرمائے جو موجب تسکین خاطر ہمایون ہوے اور بہت خوش ہوے ایک انگوٹھی الماس اور شمشیر ولایتی حسب دستور وقت رخصت دی نواب محتشم الیہ نے ایک قلمدان جواہر نگار اور ایک ہاتھی عماری دار نقرہ دیا اور شادان و فرحان رخصت ہوے ۔

اوسیدن رات کو نواب گورنرجنرل بہادر واسطے ملاحظہ روشنی حسین آباد تشریف لائے اوسکی صورت یہ ہوئی کہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نے ازراہ فراست عرض کیا کہ حضرت فردوس منزل کو اولیاے سرکار دولتمدار سے بہت محبت روحانی تھی اور صاحبان صدر کو بھی خصوصیت وجدانی ہے پس محبت فیما بین مستلزم اسکے ہے کہ حضور مع صاحبان عالیشان و خواتین معظمہ حسین آباد مین رونق افروز ہون اور تماشاے روشنی و آتشبازی ملاحظہ فرمائین کہ یہ مہمانی حضرت فردوس منزل ہے اور باعث خوشنودی روح حضرت ۔ اس جہت سے نواب محتشم الیہ تشریف لائے دوساعت تک بارہ دری تالاب پر بعد زیارت امام باڑہ کے رونق افروز رہے ۔

صورت روشنی پر تکلف یہ تھی کہ رومی دروازے سے حسین آباد تک دورویہ ٹھاٹھر روشنی کے تھے اور نہر پر لیہ بلند بنا تھا اور سب پر چراغ روشن تھے اور گرد تالاب کے ابرک کی فانوسین اور گولے نصب کیے تھے اور بارہ دری مین روشنی شیشہ آلات اور حسین آباد مین در و دیوار پر گلاس روشن تھے

اور بڑا انتظام کیا تھا کہ سواے متوسلین سرکار کوئی تماشہ بین شہر نہین جانے پاتا تھا اور دالان بارہ دری مین میز پر نوا کہات و میوہ جات تر و خشک آراستہ تھے۔
غرض ۱۲ بجے نواب گورنر جنرل بہادر کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوے مرزا وصی علیخان جو میور کے نیبگلے مین مہمان اپنی چالاکی سے از راہ رسوخ کانپور سے مین کرانچی ڈاک بین چاہ پانی اور سامان ضروری لے گئے تھے صاحبزادہ نواب گورنر جنرل نے وعدہ انکے گھر جانے کا کیا تھا بموجب ایفاے وعدہ از راہ ناواقفیت دستور مع چند صاحب باغ مین دریا کے اوسپار تشریف لیگئے مرزا نے موافق اپنے حوصلے کے بہت تکلف سے باغ آراستہ کیا تھا اور کئی طائفے ارباب نشاط صاحب حسن و جمال بھی اپنا باغ سیر دکہانے کو بلوائے تھے بعد دو ساعت کے یہ تماشا بھی دیکھ کر رخصت ہوے اس وجہ سے انکا موجب رسوخ و تفاخر ہمچشمون مین ہو گیا جب کپتان برڈ صاحب نے صاحب سکرٹر کو اس مہمانی جدید کی چٹھی شکایتی لکھی کہ موجب تفاخر میزبان اور خلاف منشا مہمان کے یہ امر ہوا۔ ایسا کبھی بیشتر یہان نہین ہوا کہ سواے بادشاہ کے کسی اور کے گھر مین صورت مہمانی ہوئی ہو اسکا جواب دیا کہ تمنے اپنی چٹھی مین حال چاہ پانی کو مرزا کی عزت لکھا ہے پس اگر ایسے شخص کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا قباحت ہے۔
روز سہ شنبہ چہارم ماہ ذیحجہ ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۲۔ نومبر ۱۸۲۶ء صبح کو نواب گورنر جنرل بہادر ڈاک مین سڑک چار باغ سے روانہ کانپور ہوے نواب وزیر الممالک اور رزیڈنٹ تا کہ شہر تک مشایعت کو گئے صاحب سکرٹر بھی اوسی رات روانہ ہوے۔
مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ اور ارکان دولت حسب قانون صاحب رزیڈنٹ کو احکام مجوزہ مناسب وقت تحریر رپورٹ فرمائی جسکا معتمدین سرکار نے بقدر اپنی سمجھ کر یون بیان کیا۔
حال بادشاہ اودہ اور برخلاف راے نواب صاحب رزیڈنٹ ہونا اور استغاثہ رعایاے شہر بنسبت وقوع امر جدید از روے اخبار و تحریر صاحب رزیڈنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیڈنٹ کو اجازت دی کہ شاہ اودہ کے ایسے امور مین مداخلت نکرین کسواسطے کہ بعد ورود لکھنؤ ہم خود سمجھ لین گے کسواسطے کہ آبا و اجداد سلطنت اودہ سے اور ہماری سرکار دولتمدار سے ہمیشہ سے سلسلہ اتحاد

دیکھتی چلا آیا ہے بہر حال پاسداری اور رعایت امور مرجوعہ لازم ہے ہمنے تخلیہ مین بہت سے
مراتب تفہیم بادشاہ سے کیے اونھون نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلیے ہمنے بھی اونکی خوشی خاطر مقدم رکھی
پس نظر بحقوق اسلاف سلطنت اصلاح حال سلطنت اہالیان سرکار پر لازم ہے اور ہمین کسیطرح کی
مداخلت اونکے گھر مین منظور نہین لہذا چاہیے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم و بدعت اور اتلاف
ملال شاہی مین بدل مصروف رہین اور کوشش کرین اگرچہ وہ درستی خلاف مزاج بادشاہ
اور بعض ارکان دولت کے ہو اور درستی فوج بھی بآئین شایستہ عمل مین آوے کہ تیس ہزار سوار
و پیدل و توپخانہ جنگی اسی طرح سے آراستہ و پیراستہ ہو کہ بروقت ضرورت سرکار کمپنی کے بھی کام
آسکے اور سرکوبی متمردین بھی بروقت سرکشی کر سکے

خلاصہ رتق و فتق مہمات سلطنت بتجویز و صلاح دہی صاحب رزیڈنٹ قرار پائی چنانچہ واسطے دادرسی
مستغیثان سپاہ فوج سرکار کمپنی سکنۂ ملک اودھ جنکا مقدمہ زمینداری محکمجات شاہی مین
انفصال ہوتا تھا اور بہجل بھی ل جاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقداران سے اپنے حق
کو نہ پہونچکر ہمیشہ داد و بیداد کرتی تھی اسکے واسطے ایک کچہری تحصیل حضور مقرر ہوئی اور انفصال
فیصلہ مقدمات پر تاکید ہوئی اور امر نیابت بھی محول بصاحب رزیڈنٹ ہوا اور واسطے عدم زیادتی
زر سرکار عمال سے تنقیح کا حکم ہوا کہ اگر ضمانت عمال سے ہو اوسکا تدارک کیا جاسے اور اگر سرکشی
رعایا سے بغیر حجت ظلم دریافت ہو اونکی سرکوبی اعانت فوج انگریزی سے ہو کہ انتظام کامل عمل
مین آوے اور اگر متدین کارگزارون کا ملنا جو سب طرح کی لیاقت رکھتے ہون دشوار ہے
لہذا اس ملک مین ایسا قانون جاری ہو کہ کسیطرح کا فتور انتظام مین نہو اور از روے قانون
کوئی شخص خیانت نہ کر سکے اور اجراے کار سرکار حسب لیاقت ظاہری رہے

غرض نواب گورنر جنرل بہادر عجب سردار سیر چشم حاتم زمانہ تھے عملہ شاہی سے جسے خلعت عنایت کیا
پشمینہ بیش قیمت اور ہر شے تحفہ تھی چنانچہ خلعت سفیر شاہی نو ہزار روپیہ کی مالیت کا اور زر بافت اور
اور خلعت نواب وزیر الممالک و مہاراج کا بہت بیش قیمت اور عمدہ کا تھا اور جسے خلعت دیا
بیش قیمت۔ اور بادشاہ کو پانچ ہاتھی عماری دار و ہودج نقرہ و جھول کارچوبی دو نالکی ایک
تامجان۔ ۶ گھوڑے ساز طلا و نقرہ ایک مسہری نقرہ خیمہ پشمینہ اکاون کشتی ملبوس خاص سرمانگوا

کشتی جواہر و ظروف نقرہ ہشت ظروف چینی کار طلائی شیشۂ الماس تراش کے سامان آراستگی میز مین بدری دوشالہ کشمیر کے عمدہ قلمدان جواہر نگار رقومات جواہر بیش بہا تاج بطور سرپیچ قدیم مالہ سرپیچ دو لڑا ہر وارید انگوٹھی الماس دست بند وغیرہ دیا اسیطرح کسی گورنر جنرل بہادر نے نہین دیا کسواسطے کہ لارڈ ماٹرا صاحب عمو صاحب لکھے جاتے تھے اونھون نے استقدر تحفہ نہین دیا تھا سب جانتے ہین بلکہ دو کروڑ زر نقد اس سرکار سے لیگئے تھے یہ امر سب پر آشکارا ہے کتب تواریخ انگریزی مین بھی مندرج ہے سرکار شاہی سے بھی بہت تحفہ اسباب دیا گیا ایک گاڑی نقرہ جو معرفت کپتان برڈو صاحب کے لندن سے بفرمائش آئی تھی دیگئی۔

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب رزیڈنٹ کو بادشاہ کے واسطے ایک محبت نامہ چند مدات کا دیا تھا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ممالک محروسہ امانی کئی برس کی مدت کا دیا جاوے جس مدت مین عہد شکنی نہو پکّون پر تھا بجات مقرر رہین تاکہ رعایا پر ظلم نہو اور زر تحصیل بسہولت حاصل ہو کہ موجب آبادی ملک اور افزائش مزروعات ہو بعد تفہیم ان صاحب کی محض مقتضائے محبت و دولتخواہی سرکار شاہی منظور ہے اسواسطے کہ فیمابین دولتین مابقین محبت و اتحاد قدیم مستلزم اصلاح مفاسد ہے پس مکرر و متواتر مدارج تفہیم مین کوئی امر نہین رہا اگر شاہ اودہ اس فہمائش مذکورہ جو موجب افزائش مال و نیکنامی سلطنت ہے حکم کی تعمیل نفرمائینگے تو آئندہ بطور اپنے بندوبست کرکے بعد انتظام کلی ممالک محروسہ اودہ قبضۂ اہالیان شاہ اودہ مین مناسب وقت سمجھکر دیا جاویگا فقط یہی مضمون ہدشتشم عہدنامۂ فردوس منزل ہے۔

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز سہ شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ جو حقیقت مین مثل حکمنامہ تھا دیا اور بہر سب طرح سے کمال خلوص و دولتخواہی سے فہمائش کرکے رخصت ہوے جسکا نتیجہ یہ ہوا جو سبنے دیکھا بادشاہ نے اقرار تعمیل فرمایا کہ انشاءاللہ تبدریج بموجب مضمون خاطر عمل مین آئیگا چنانچہ کچہری حضور تحصیل متعلقان انگریزی سے مقرر ہوئی اور اسکے مہتمم مولوی فضل حق خیرآبادی مقرر ہوے اور بظاہر ممالک محروسہ امانی قرار پایا مگر اوسمین شرط اجارے کی تھی *

# ورود نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی صاحب کا کلکتہ مین اور محبت نامہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب کا بادشاہ کے واسطے

۲۰ ماہ جنوری ۱۸۴۸ء عیسوی مطابق ۱۲۶۴ ہجری رائٹ آنریبل جیمس انڈرو ارل آف ڈلہوزی گورنر جنرل بہادر بیت السلطنت کلکتہ مین رونق افروز ہوئے حسن اتفاق سے دونون صاحبان عالیشان منصوب و معزولین مین رسم ملاقات مہمانداری بہ تکلف ہوئی اور ایک دوسرے کو رخصت کرکے روانہ ولایت ہوئے لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر نے مناسب وقت سمجھکر بموجب ارشاد بادشاہ وقت رخصتی محبت نامہ بھیجا چنانچہ ۲۰ شہر ربیع الاول سنہ مذکور ۱۱ بجے صاحب رزیڈنٹ تنہا بادشاہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ دیا سبب تنہائی یہ تھا کہ کپتان برڈ صاحب کانپور گئے تھے حاصل مضمون یہ تھا کہ ہمنے نواب گورنر جنرل بہادر منصوب سے مہمات رتق فتق سلطنت مشروحاً بیان کیے نواب محتشم الیہ نے ہماری راے صوابدید کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہ جمجاہ تعمیل امورات مرجوعہ سلطنت مین متوجہ ہونگے اور ارکان دولت کمال جانفشانی اور دولتخواہی سے بجا لائینگے باعث مزید اتحاد دولتین عالیین کا ہوگا اور باعث نفع کثیر و موجب نیکنامی سرکار نقط یہ بھی وہی مضمون مدت مشتم کا ہے ورنہ اسقدر تاکید شدید سے نتیجہ کیا۔ ہمنے کہدی ہے خبر ہم کو خبردار رہو ورنہ انتزاع ملک ہو جاے گا۔

بادشاہ نے حسب دستور حکم سلامی اتواپ فرمایا اور بعد رخصت صاحب رزیڈنٹ سواری تامجان فرح بخش تشریف لائے ارکان دولت مع وزیر اعظم ہمراہ رکاب تھے ازراہ آداب پیادے جلو سے سواری مین تھے پھر توپخانہ کو ملاحظہ فرماکر مراجعت فرمائی۔ بادشاہ نے جو نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمایا تھا کہ گورنران سابق نے میرے اسلاف سے یہ کچھ کیا آپ بھی میرے [illegible] ایسا کیجیے کہ یہ بھی موجب یادگار رہو گا۔ پس غرض اس ہدایت سے انتظام ملک نہ تھی [illegible] رموز [illegible] ہین جو حکام ہی جانتے ہین اصل بنیاد دوسرا کیا جان سکے ✦

## بحکم صاحب رزیڈنٹ بہادر صاحبان وثائق پر محلدار کا ہونا اور باہر داروغہ کا اور بحکم شاہی پھر موقوف ہونا

صاحبات محل اہل وثائق مثل نواب مبارک محل و لائتی محل ممتاز محل سرفراز محل تاج محل نواب
ملکہ جہان صاحبہ وغیرہ موافق تجویز ضمانت و حمایت مختار افعال و کردار خود دلپسند فارغ البال
رہتی تھیں اور ظل حمایت صاحب رزیڈنٹ مین باستراحت تمام خواب راحت مین آرام کرتی تھین
ہرچند بسبب ظنون فاسد جو خلاف شان شاہی تھے ہوتے تھے اور وقتاً فوقتاً مداخلت بمحل اغیار سے
اکثر وزرائے سلطنت سے ممانعت ظاہری ہوئی کسواسطے کہ حفظ ناموس اسلاف کرام حاکم وقت پر
لازم ہے چنانچہ نواب منتظم الدولہ نے بہت تاکید اس انتظام مین بحکومت چاہی اور میر منشی صاحب رزیڈنٹ
بسفارش بحیلہ وثیقہ چاہتے تھے کہ مداخلت بیجا کرین نواب نے روبروے صاحب رزیڈنٹ معقول کیا
اور بعض وزرانے دہمکا کر اپنی صورت نفع نکالی اور پھر اسکا انتظام قرار واقعی نکیا اونھون نے بھی
اپنی عادات قدیمہ سے ہاتھ نہ اوٹھایا آخر رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہونچی کہ میر کلب حسین بیٹے جناب
میر سید علی مرحوم خاندان عالیہ جناب مجتہد العصر اسی بلائے لاحقہ مزمنہ مین گرفتار ہوئے اسکا شور و غل
ہر گلی و کوچہ شہر مین پہونچا نواب ناظر محلات شاہی نے اسپر بہت سی چشم نمائی کی جو سراسر انکے خلاف شان
خاندان تھی پس بعد از خرابی بصرہ کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے صاحب رزیڈنٹ نے نظر باحتیاط
و حفظ مراتب ناموس اسلاف کرام شاہی اور اپنی رفع بدنامی کیواسطے ایک حکمنامہ ہر صاحب وثائق کو بھیجا
کہ ہمنے واسطے خبر رسانی محلات کے ایک محلدار مقرر کی ہے کہ وہ بعد پندرہ دن کے ہر صاحب وثیقہ کے احوال سے
خبر پہونچایا کرے اوسکی تنخواہ صاحبات محل کے ذمے ہوگی اور ایک ایک داروغہ سرکار شاہی سے مقرر ہوا کہ
وہ بھی اندرونی و بیرونی خبر مفصل پہونچایا کرے بہت خوب انتظام کیا تھا اور بہت سی رخنہ بندی کی تدبیر
کی تھی اگر اسے قیام ہوتا یہ امر جدید جو اس تاکید شدید سرکارین سے ہوا سب کے ہواس گم ہوئے اور ہر طرف
گھوڑے چاندی سونے کے دوڑانے لگے چنانچہ پہلے ہر ایک نے خیالی مضمون بنا بنا کر صاحب سے عرض حال
کیا مگر مطلق شنوائی نکی حکیم بندہ رضا خان جو مدت سے ملازم خاص سرکار نواب مبارک محل کے تھے بنظر
پیشہ طبابت مگر جناب موصوفہ کے وفور عنایت سے اختیار کلی اندر اور باہر کا رکھتے تھے وہی نظر بمادہ فاسد نے

کئی بار وزارت مین قید بھی ہو چکے تھے اس حکم ناطق سے قیام شبانہ روز ڈیوڑہی کا موقوف کرکے خود وقت صبح وقت نباضی اطبا اختیار کیا تھا آخر بعد چند روز کے ہر ایک نے اپنا عرض حال کپتان برڈ صاحب سے کیا جنکے تعلق صاحبات محل تھے اور کرنل رچمنڈ صاحب نے بسبب اپنی ناواقفیت کے جتنے امور تھے انھین کی تجویز پر محمول رکھے تھے انکا حال جو کچھ ان صاحب کی رزیڈنسی کے عہد مین گذرا صاحبان عالیشان بھی خوب جانتے ہین اس حکومت جدید کو ہر ایک سے موقوف کر دیا پھر سب فارغ البال بدستور سابق ہو گئے نواب منتظم الدولہ نے جب احوال صاحبات کا روانہ صدر کیا وہان سے قطعی حکم آیا کہ باب عدالت مین صاحبات محل کے اور حفاظت ناموس اسلاف مین بادشاہ کو اختیار ہے چنانچہ حضرت فردوس منزل کے عہد دولت مین نواب تاج محل نے اپنے بھائی کے قید ہونے کی شکایت جنرل کالفیلڈ صاحب سے کی کہ ہم اہل وثیقہ ہین۔ صاحب نے ناواقفیت سے بادشاہ کو پرچہ پیام لکھا مولوی خلیل الدینخان نے تحریر حکم صدر سے معقول کیا صاحب نے بھی جب کتاب مین تحریر دیکھی خاموش ہوے

## ہتک لال جی اخبار نویس درمیان راہ چھاونی کے اور برڈ صاحب کا برہم ہونا

کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ اول رزیڈنٹ بسبب ناموافقت آب وہواے شہر اکثر چھاونی منڈیاون مملوکہ شاہی مین رہا کرتے تھے لال جی اخبار نویس رزیڈنسی ہر روز اخبار سنانے کو انکے پاس جایا کرتے تھے ایکدن نواب عزت محل منجملہ اور محلات معلے راجہ جیالال کے باغ مین جو واقع سر راہ چھاونی ہے تشریف لیگئی تھین بشیر الدولہ ناظر کے سپاہی سٹرک پر آیندو روند آدمیون کا اہتمام کر رہے تھے۔ منشی کپتان موصوف ہاتھی پر سوار شہر سے صاحب کے پاس جاتے تھے سپاہیون نے منع کیا وہ ہاتھی سے اوتر کر حد باغ تک پیدل ہو کر چلے گئے راہ مین لال جی سے اپنی کیفیت بیان کی انھون نے کہا تم بلند سواری پر تھے اس جہت سے منع کیا تھا مین میانے مین جاتا ہون مجھکو کوئی منع نکریگا جب زیر باغ پہونچے سپاہیون نے پھر ممانعت کی انھون نے عذر سواری میانہ کیا مگر سپاہیون نے نمانا آخر حد باغ تک یہ بھی پیادہ گئے کسواسطے کہ درجہ سر راہ کوٹھی پر چلمنین پردہ پڑی ہوئی تھین لال جی نے جنرل سلیمن صاحب سے اپنے ہتک کی شکایت کی صاحب بہت خفا ہوے نواب کو بلواکر روبکاری کی۔ بشیر الدولہ سے ہزار روپیہ جرمانہ لیکر لال جی کو دلوایا۔

## نواب گورنر جنرل کا کانپور سے ممالک مغرب جانا پایکا الہ آباد پھر آنا کرنل حمیند صاحب کا ولایت جانا

جب خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل بہادر کا نپور سے سمت ممالک مغربی جانے کی مشہور ہوئی حسب دستور قدیم چاہی پانی وغیرہ کا سامان سرکار شاہی سے الہ آباد روانہ ہوا مرزا وصی علیخان کچھ سوچ سمجھ کر گئے اپنی طرف سے کسی داروغہ کو تجویز کرکے بھیجدیا چند روز کے بعد وہ سب سامان پھر آیا نواب گورنر جنرل نے عذر جانے ملک مغرب کا کیا ورنہ معمول قدیم یہ تھا کہ الہ آباد سے کانپور تک عملداری سرکار تھی اس جہت سے معمول تھا دانشمندان اہلکاران سرکار کو اسی سے ایک تخیلہ پیدا ہوا خلاصہ نواب محتشم الیہ ڈاک مین ۱۵ ماہ نومبر ۱۸۴۷ء عیسوی داخل کانپور ہوئے۔ بعد توقف ایک ساعت روانہ اکبر آباد ہوئے وہانسے انبالہ کو روانہ ہوئے اس عرصے مین جنرل لو صاحب راجپوتانہ اجمیر کے رزیڈنٹ ہوکر کلکتے سے کانپور کو جاتے تھے کپتان ہاجسن صاحب انگلس صاحب دوست قدیم تھے صاحب کی ملاقات کو گئے۔ کرنل ولکاکس صاحب مہتمم رصد خانہ سلطانی کا حال انتقال سنکر بہت تاسف کیا اسواسطے کہ یہ دونو صاحب ایک دوسرے کی اولاد کے دھرم باپ تھے۔

۲۶ ماہ نومبر سنہ الیہ کو کرنل حمیند صاحب رزیڈنٹ دربار شاہی سے بسبب علالت مزاج روانہ ولایت ہوئے اور یہان کے کاروبار اور رنگ دربار اور مزاج بادشاہ سے بہت تنگ ہوکر اپنا جانا بہتر سمجھے اور جانتے تھے کہ یہاں کا رنگ اچھا نظر نہین آتا کرنل صاحب موصوف مدت سے منتظر رزیڈنٹی تھے بوندیلکھنڈ سے تشریف لائے وہان بہت عمدہ عمدہ کار سرکار کیے تھے کہ تیس ہزار ٹھگ اور راہزنون کو گرفتار کر پھانسی دے کر راہ دکھن خوب صاف کر دی تھی۔ کپتان برڈ صاحب انتظار تشریف آوری صاحب مین قائم مقام رہے جب سلیمن صاحب کلکتے سے اونکے مقام پر پہونچے تب صاحب مذکورہ بالا لکھنؤ آئے

## انتقال کرنل ولکاکس صاحب و گفتگوے قیام رصد خانہ کا اس عاصی مولف کتاب سے نواب وزیر الممالک سے ولیس صاحب کا کلام کرنا اور برطرف ہونا عملہ رصد خانہ کا

اب سنیے بناے رصد خانہ سلطانی کو حضرت خلد منزل کی سلطنت مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک بسفارش و تجویز صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس ہوئی نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان وزیر اعظم تھے اپنا رسوخ و نیکنامی سمجھ کر بانی ہوئے چنانچہ کپتان ہربرٹ صاحب کو نواب گورنر جنرل

نے تجویز کرکے بھیجا اور مہتمم ہوے سترہ سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسمعیل
مع چند طلبہ ہندوستانی انگلستان علم وعمل ہیئات کے واسطے مقرر رہے رمنہ سلطانی مین بناے رصدخانہ
تجویز ہوئی قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنا جنرل مگلوڈ صاحب مہندس ومصاحب خاص جنت آرامگاہ
نے ڈالی تھی بعد دو برس کے ناتمام ہو کر رہ گئی اتفاقاً کپتان ہربرٹ صاحب دفعتہً مر گئے جنرل لو صاحب
نے صدر مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکاکس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت
پر تھے اونھین مقرر کرکے بھیجا اور وہ ۱۸۳۲ء عیسوی اپریل کے مہینے مین داخل لکھنؤ ہوے معرفت
صاحب رزیڈنٹ شرف ملازمت بادشاہ حاصل ہوئی ۱۴ پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار رصدخانہ پر
متوجہ ہوے جب مولوی اسمعیل بسفارت روانہ لندن ہوے اور اونکے چھوٹے بھائی اونکے قائم مقام
ہوے جب حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوے خرچ فضول وبیکار سمجھ کر تخفیف کیا جسطرح
اکثر کارخانون کو بیفائدہ جان کر موقوف کیا تھا صاحب کو تنخواہ تمام وکمال دے کر مع دو ہزار روپیہ زاد راہ
کے دیکر روانہ لندن کیا جب جنرل لو صاحب کہ کلید سلطنت تھے بادشاہ سے اسکی سب حقیقت حال بیان
کی اور کہا کہ آپکی سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی ایسا امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری
ولایت کے کاملین مشتاق ہون اور ہر ولایت مین رصدخانہ ہے جس سے کاملین کو فائدہ حاصل ہوتا ہے
اور اسکی بنا بحکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہے بہت تعجب ہے کہ آپ ایسے
قدرشناس اسے صرف بیجا سمجھ کر داخل تخفیف کرین ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی
اسکے جاری رہنے سے ہوگی اور ایسے رصدخانہ مجموع ولایت مین ہین ہندوستان مین کبھی اسکی بنا نہین
ہوئی یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجرائے رصدخانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختاور سنگھ
تجویز صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپیے اسکی تعمیر مین صرف ہوے پچاس ہزار کے پتھر دوربینونکے
نصب کرنے کو بنارس مرزاپور سے آئے اور لاکھ روپیے کے آلات رصدیہ موافق رصدخانہ گرین وچ
لندن سے آئے اسکے بعد حکمنامہ شاہی آیا کہ مہتمم رصدخانہ تا تکمیل رصدخانہ دو سو روپیہ تنخواہ سے
کم ہونگے اور عملہ کو موقوف کرو لیکن ایک شخص عملے سے جو تمھارے کام کا ہو رکھ لو چنانچہ مولوی عبدالرحمن
کنبوہ کو صاحب نے اپنے واسطے رکھ لیا جب رصدخانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت نگاہداشت عملہ
کی کہ طلبا زبان انگریزی سے واقف ہون اور بسفارش نوکر نہون ورنہ موجب ابتری کار سرکار ہوگا

چنانچہ حسب الغرض صاحب مزین بدستخط خاص ہوئی اور پہلے یہ عاصی مولف کتاب بسر رشتہ منشی و ترجمہ کتب علم ہیأت وغیرہ ملازم ہوا اور تاحیات صاحب ممدوح ۱۹ رسالے کتب علمیہ وغیرہ بمقابلہ و تصحیح صاحب موصوف اردو مین موافق فہم عوام ترجمہ ہوے صاحبان اسکول بک سوسیٹی کلکتہ اور آگرہ اور دہلی مین طبع ہو کر مشہور خاص و عام ہوے اور صاحبان کمیٹی سے اکثرون کا انعام اور چٹھی نیکنامی دی بعض مطبع سلطانی مین چھپوا دی گئی رسالے مقابلہ جناب مین آئے

## تفصیل کتب ترجمۂ عاصی

۱- علم ہیأت۔
۲- آلات آب وغیرہ۔
۳- ہوا۔
۴- علم مناظر۔ — غیر طبع
۵- قصہ راسلس ڈاکٹر جانسن صاحب۔ — طبع آگرہ
۶- مقاصد علوم لارڈ بروہم صدر الصدور لندن طبع کلکتہ و مطبع شاہی۔
۷- رسالہ حرارت۔
۸- رسالہ ہوا۔
۹- رسالہ آب۔
۱۰- ایضاً رسالہ آب۔ یہ چارون رسالے کتاب طبیعات سے ہین۔ غیر طبع۔
۱۱- رسالہ ہیأت ڈاکٹر برنکلی۔ — طبع مطبع سلطانی۔
۱۲- رسالہ علم ہیأت ڈاکٹر نسن صاحب۔ — طبع مطبع سلطانی ناتمام
۱۳- معرفت طبیعی ہیلی صاحب۔ — طبع مطبع دہلی۔
۱۴- رسالہ مقناطیسی۔ — طبع مطبع ایضاً
۱۵- رسالہ آلات رصدیہ سمسن صاحب۔ — مطبوعہ ایضاً
۱۶- رسالہ علم کیمسٹری پارکس صاحب۔ — غیر طبع

۱۷- رسالہ علم مناظرہ کتاب طبیعات سے — غیر طبع

۱۸- قوانین دستور العمل انگلشیہ اردو و فارسی۔ — غیر طبع

۱۹- تواریخ ممالکت اودھ اردو۔ — زیر طبع

۲۰- ایضاً فارسی۔ — غیر طبع

۲۱- ایضاً ترجمہ انگریزی — غیر طبع

عملہ ہندو و بنگالی انگریزی دان مشاہدات رصدخانہ کو بسفارش صاحبان آگرہ و الہ آباد نوکر ہوئے بعد چند روز کے دوسرا رصدخانہ مقناطیسی بحکم نواب گورنر جنرل بہادر طیار ہوا اور صاحب موصوف دونوں رصدخانوں کا مشاہدات و انتظام کرتے تھے اور انکی تعلیم بھی کرتے تھے حضرت جنت مکان نے نوہ دو سو روپیے تنخواہ کے بدستور جاری کیے اب جو صاحبان عالیشان وارد ہوتے تھے مشاہدہ رصدخانہ سے بہت خوش ہوتے تھے اکثر امراے بیرونی جو شہر مین آتے تھے مشتاق ہوتے تھے ایک دن جناب سلطان العلما و سید العلما بھی تشریف لائے صاحب نے مشاہدات کو اک سکھے ایکدن حضرت جنت مکان مع صاحبات محل تشریف لائے صاحب اور میم صاحبہ اور اس عاصی کو خلعت اور عملہ کو انعام عنایت فرمایا پھر بموجب درخواست صاحب موصوف کو چھ ہزار روپیے سرکار سے طبع مشاہدات کو ملے خلاصہ اس کہی برس کی مدت مشاہدات مین صاحب نے ہر روز بڑی مشقت اختیار کی تھی ہر چند بابو وغیرہ دس آدمی تھے مگر سب کی تصحیح مین خود محنت کرتے تھے اتفاقاً ۲ اپریل روز سہ شنبہ ۱۸۴۹ء عیسوی میم صاحبہ تین دن کے عرصے مین ڈاکٹر لوگن صاحب کے علاج سے مر گئین اسی مہینے کی ۱۸ تاریخ کو ۱۸۴۲ء عیسوی غازی پور مین میم صاحبہ پیدا ہوئی تھین۔ بعد اس واقعہ کے صاحب دسمبر کے مہینے مین تین اطفال خورد سال لیکے کلکتہ کو روانہ ہوے اور وہان سے ان لڑکون کو اپنے باپ کے پاس روانہ ولایت کیا اور کلکتہ سے آکے پھر وہی مشقت کرنے لگے آخر کو جگر مین ورم ہو گیا اور بعض امور سرکار شاہی سے بھی خلاف طبع اور موجب ناگواری ہوتے لگی وجہ ظاہری یہ ہوئی کہ کپتان ہالنگس صاحب ڈاکٹر لوگن صاحب پادری کیشور صاحب یہ سب صاحب کے دوست صادق تھے صاحب رزیڈنٹ اور کپتان برڈ صاحب سے وہ صورت اتحاد و یکجہتی نرہی جو جنرل لو صاحب اور جنرل کالفیلڈ صاحب سے تھی دربار شاہی کی یہ صورت تھی کہ جو ملازم شاہی مرجاتا تھا اوسکے

عیال اطفال کو خلعت ماتم پرسی ملتا تھا اور زر نقد بھی اس امر خاص مین
سرکار سے ملتا تھا ہر چند اس حامی نے حضور عالم سے عرض کیا کہ ولیسن صاحب
سالہا صاحب کے اسباب وغیرہ نیلام کرنے کو آئے ہین اونھین اور اونکی اولاد کو خلعت دینا مناسب ہے اسمین
آپکی بڑی نیکنامی ولایت تک ہوگی حضور نے قبول فرمایا پھر معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ ولیسن صاحب
سے ملاقات تک نکی آخر وہ انتظار کرکے رات کو ۸ بجے ڈاک مین سوار ہوکر چلے گئے - اور کپتان
برڈ صاحب نے بھی قیام رصدخانہ مین سرکار سے کچھ تحریک نکی بسبب جنرل لو صاحب نے اظہار حال کیا تھا
معلوم ہوا اونہین ایسے ذی عزت صاحب کا یہان رہنا ناگوار تھا حیلے سے یہ کہا بلکہ رپورٹ اسکی سرکار
مین بھی کی کہ اس رصدخانہ کا فائدہ اہل ولایت کو ہے اہل ہند کے واسطے کچھ فائدہ نہین ہے لہذا یہ امر
موقوف خوشی اور قدرشناسی بادشاہ پر ہے پس یہ وجہ اسکے قیام کی نہوئی حالانکہ ۱۹- لاکھ روپیہ
چودہ برس کے عرصے مین سرکار کا خرچ ہوا اور نو دس برس تک محنت مشقت مشاہدات اور درستی
حساب مین صاحب نے کی تھی اوسکا نتیجہ کچھ حاصل نہوا - بلکہ وہ روپیہ جو سرکار سے طبع مشاہدات کیواسطے
ملا تھا وہ بھی پھیر لیا گیا -

غرض ان وجوہات لاحقہ سے صاحب کا قصد مصمم ہوچکا تھا کہ بعد طبع مشاہدات رصدخانہ کے مین ولایت
چلا جاؤنگا جب عوارض جسمانی و روحانی کو طول ہوا ڈاکٹر لوگن صاحب اپنے بنگلے منڈیاؤن مین
لے گئے پھر ڈاکٹر صاحب روانہ کانپور ہونے لگے صاحب کو بھی اپنے ساتھ کانپور تک لے گئے وہان ڈاکٹر
میکنن کے سپرد کرکے روانہ لاہور ہوے صاحب کو عمل طبابت کثرت سے ہوے کہ جان بلب ہوگئے -
آخر ۲- اکتوبر ۱۸۴۶ء وقت شب انتقال کیا اتفاقاً صاحب کے چھوٹے بھائی کی بی بی انکی پرستاری کو
آگئی تھین انکے شوہر مہم لاہور کو پلٹن کے ساتھ گئے تھے چنانچہ اونھون نے بتاکید تمام پادری صاحب اور
ڈاکٹر صاحب کو بلوایا صاحب نے ولیسن صاحب اپنے برادر نسبتی کو اپنا وصی کیا شام کو جنازہ اوٹھا
جتنے صاحبان کیپ تھے سب تشییع جنازے مین شریک تھے - فوج گورہ بھی ساتھ تھی -

جب لکھنؤ مین خبر آئی ٹریا صاحب نے نواب سے کہلا بھیجا اونھون نے کپتان بارلو صاحب کو واسطے حفاظت اسباب
کے بھیجا بعد اسکے غازی پور سے ولیسن صاحب آئے اور اسباب نیلام کرکے چلے گئے اس نیلام
کی یہ صورت ہوئی کہ ہزارون کتب علمیہ تھین غالب ہے لہ اوسکے خرید نے مین ہزارون روپیہ صرف

کیسے ہونگے تیرہ سو پر نیلام ہوئین بہت سی ڈاکٹر اسپرنجر صاحب و ولبسن صاحب نے کپتان ہانگس صاحب کا مال ہال دوست سمجھ کر لے لین اسیطرح سارے گھر کا نیلام ہوا۔ مال مردہ پس مردہ۔
اس عرصے مین ایک انگریز نے اہلکاران سرکار کو غافل جان کر درخواست اس عہدہ جلیلہ کی کی۔ جب یہ صورت ہوئی بندہ نے حضور عالم سے مشرح عرض حال ابتدا و انتہا کا کیا کہ اگر از راہ فروغ علم کچھ اسکی قدر و منزلت اور اپنی نیکنامی سمجھیے تو وہ صورت کیجیے جو بعد کپتان ہربرٹ صاحب کے صاحب متوفی مامور ہوے اور اگر کچھ تخفیف منظور رہے تو کانٹ صاحب مہتمم کالج جو جرنل مارٹن صاحب کے دوست ہین اور متوفی صاحب کے عمل سے بھی واقف ہین انھین مقرر فرمایئے اور وہ کچھ کم مشاہرے پر بھی راضی ہو جاوینگے اور اگر بسفارش کسی انگریز ملازم سرکار کو جو محض جاہل اور ناواقف اس کوچہ سے ہو مقرر کیا گیا تو محض نقصان سرکار ہے آیندہ اختیار ہے اسے کون سنتا تھا بلکہ ایسی جایداد کا خالی ہونا مقربان خاص اپنے واسطے فتوح غیبی سمجھے۔
خلاصہ کئی دن کے بعد نواب صاحب نے اس عاصی سے فرمایا کہ بادشاہ نے کوٹھی رصد خانہ مجھے عنایت فرمائی اور رصد خانہ کا قایم رکھنا منظور خاطر اقدس نہین کتب خانہ رصد داخل تحویل مجد الدولہ ہوا اور عملہ رصد خانہ برطرف۔ چنانچہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۴۹ء تک تنخواہ عملہ دے کر رخصت کیا اور اس عاصی کو نظر بعنایات تعارف دوستانہ قدیم بدستور بحال رکھا۔ رصد خانے سے توپ زوال شمسی چلتی تھی اہل شہر کو خبر ہو جاتی تھی بابو رشنک موہن بنگالی گھڑی ساز مقرر رہے۔

## نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے استقبال سلیمن صاحب کے جانا رصد خانہ بدستور قایم رہنا

۲۶ جنوری روز شنبہ نواب محمد خان سفیر شاہی بذریعہ ڈاک روانہ کانپور ہوے روز چہارشنبہ ۳۰۔ بجے رات کو کرنل سلیمن صاحب بہادر داخل کوٹھی دلکشا ہوے صبح کو نواب وزیر الممالک ملاقات کو گئے بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور رہے روز پنجشنبہ ۱۱۔ ماہ مذکور کو مرزا ولی عہد بہادر مع شاہزادے وغیرہ استقبال کو گئے ۹۔ بجے صاحب ممدوح داخل شاہ منزل ہوے حسب دستور فیل خنگی وغیرہ ہوئی بعد حاضری کھانے کے صاحب رزیڈنٹ واسطے ملاقات بازدید بادشاہ تشریف لائے تعارف معمولی ہوا ۱۱ بجے صاحب ممدوح داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے اتواپ سلامی سر ہوئین۔

نواب صاحب نے اس عاصی سے ارشاد کیا کہ حضرت نے کوٹھی رصد خانہ مجھے عنایت فرمائی مناسب ہے کہ
عملہ رصد خانہ برطرف کو بھی بدستور بحال کرو چنانچہ بیس دن کی تنخواہ دینے کو بھی حکم خزانہ عامرہ مین
پہونچا بدستور قدیم بنگالی وغیرہ مددگار علم مشاہدات مین مصروف ہوے اور توپ بھی ۱۲ بجے
کی حکم رصد خانے سے بدستور ملنے لگی۔

## بڑے صاحب کا واسطے عیادت بادشاہ کے آنا مرزا وصی علیخان کا معطل ہونا

روز شنبہ ۴ ۲۔ فروری سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ دفع خلجان اخبار موحش طبیعت ناسازی مزاج اقدس
سنکر تشریف لائے کہ براے العین تصدیق و رفع اشتباہ حال مزاج اقدس کرین چنانچہ محلسرے
شہنشاہ منزل مین بالمشافہہ بادشاہ سے باتین کین جس سے تسلی تخیلات اخبار سماعی کی ہوئی
شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ سوائے عارضہ خفقان و مراق اور کوئی عارضہ متحقق نہوا ورنہ کیا عجب تھا
صورت زبحکسنی کی ہوجاتی یعنے تا صحت مزاج کوئی اور دبتی ہو جاتا۔ خارج سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو
بھی ایسا توہم ہوا تھا چنانچہ مرزا محمد رضا برق سے بھی ارشاد کیا تھا خلاصہ پرستاری بادشاہ
محول بجناب عالیہ تھی اور سوائے اطباے ملازمین سرکار علاج ڈاکٹری منظور نہین چنانچہ صاحب نے
کیفیت مزاج جو خود مشاہدہ کی اوسکی رپورٹ صدر مین کردی مگر خدا نے رحم کیا۔
مرزا وصی علیخان نے اپنے رفتار کردار سے ہر طرح باغ سبز دکھا کر نواب سے رسوخ حاصل کیا اور بھیر
خدمت وصلباقی جو نواب امین الدولہ نے دی تھی اوسی پر مامور ہوے اور مشیر خاص صلاح دہی
اکثر امور مین ہوتے تھے اتفاقاً ان سے اور نواب محمد خان سفیر شاہی سے بوجوہ بگڑی اب دو دشمن
انکے لگانے والے آگ کے خودرو پیدا ہوے اول شرف الدولہ محمد ابراہیم ثانی نواب محمد خان۔
مولوی ذاکر علی کہتے تھے کہ مین نے محمد خان سے کہا کہ انکے مقابلے کو بڑی قوت چاہیے ایسا نہو
تم بھی کسیطرح انکے پھندے مین آجاؤ آخر کو وہی ہوا غرض ان دونون نے باتفاق بڑے صاحب سے
دل لگانا شروع کیا اور شکایات کردار بیان کرنے شروع کیے اور بڑے صاحب عادی مخبران
اخبار کے تھے اگر ایسے نتھے تو تمہارا زور بھاگ دلوگو نکو پھانسی دیتے اور اس شہر مین بھی بہت سے مخبر
پھرا کرتے تھے جب صاحب کو احوال اطراح زمان ماضیہ جنرل لو صاحب و جنرل کالفیلڈ صاحب نسبت انکے

اور کردار زمان حال وقوم و فرقہ کمینہ ایسے ہین پرچۂ پیام ارسال شاہی ہوا کہ ایسا شخص جسکا اخراج
اس صورت سے ہوا ہو پھر وہی مدار المہام جمیع امور عمدہ سرکار ہو یہ امر باعث بدنامی سرکار ہین سے ہے
لہذا نیازمند کے نزدیک مناسب وقت یہ ہے کہ حکم محکم اسکے اخراج کا شہر سے ہو فقط یہ پہلی بسم اللہ
اخراج شہر کی شروع ہوئی دیکھا چاہیے کون کون صاحب کا اخراج ہوتا ہے۔
روز سہ شنبہ نواب صاحب ممدوح کے پاس واسطے رفع توہمات نسبت مرزا سے مذکور تشریف سے گئے
اور پرچہ پیام بھی بہت بنا بنا کر اور سمجھ کر لکھا کہ قصور مرزائے مذکور سرکار شاہی مین ثابت نہین کسواسطے
کہ زبان جنت مکان مین انکی روبکاری ہو چکی ہے بعد عدم ثبوت قصور نواب امین الدولہ نے مہتمم
کاروبار وزارت کیا تھا اور میرے عہد دولت مین کوئی اور شخص من جمیع الوجوہ ایسی لیاقت و عزت
کا نتھا اسواسطے انھین نواب گورنر جنرل کے چار پانی کے ساتھ بھجوایا تھا اور نواب محتشم الیہ نے
نظر بحسن خدمت و قدرشناسی کمال وفور عنایت سے بنگلہ مور ڈاک مین اپنے دستخط خاص سے چٹھی
حسن خدمت کی عنایت کی ہے اور لکھنؤ مین خلعت فاخرہ دیا اور صاحبزادہ نواب ممدوح مع صاحبان
عالیشان مہمان انکے باغ مین ہوئے آئین دعوت کے طور پر چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب نے شکایت
انکے باب مین کی تھی اوسکا جواب گیا تھا کہ تمنے پہلی چٹھی مین مرزا کی عزت لکھا تھا ان وجوہات سے
نظر بحسن خدمات سابقہ مرد کارگذار سمجھ کر منصرم کاروبار کیا۔ پس کیا قباحت ہے فقط
خلاصہ نواب صاحب نے بھی بمقتضائے حسن خدمت جس قدر مرکوز خاطر تھا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا
صاحب نے پھر اسکی تحقیقات نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے کی انھون نے مقتضائے وقت
سمجھ کر گول گول جواب دیا بخیال ناراضی وزیر حال اسکے بعد دوسرا پرچہ پیام آیا کہ نیازمند کو تحقیقات کی
کچھ احتیاج نہین ہے لہذا مناسب ہے کہ انکو مداخلت کاروبار سے معطل کیجیے چنانچہ دسوین تاریخ
ربیع الثانی روز سہ شنبہ مرزا مذکور حکم حاکم سے مجبور ہو کر مستوفی ہوئے لیکن دو سو روپے تنخواہ کے
بدستور رہے۔ خدمت اطلاق و واصلباقی سپر دمہاراج وشرف الدولہ غلام رضا خان کے ہوئی۔
اور مقدمہ وصی علیخان شروع نفاق صاحب رزیڈنٹ اور وزیر اعظم ہوا۔ آگے اسکا انجام دیکھا
چاہیے کیا ہوتا ہے +-

## انتقال مرزا ولیعہد بہادر

مرزا ولیعہد بہادر شاہزادہ دومی بادشاہ کئی مہینے سے مبتلائے تپ دق و سرفہ مزمنہ ہو رہے تھے آخر مستسقی بھی
ہو گئے اطبائے ملازمین نے بلطائف الحیل بچاؤ اپنی بدنامی کا سمجھ کر علاج سے ہاتھ کھینچا آخر کار
محول بڈاکٹران کیا چنانچہ ایکدن حسب الحکم ڈاکٹر اسپرنجر صاحب مع ڈاکٹران چھاؤنی شہزادے کے
دیکھنے کو آئے اونھون نے اپنی کیفیت مزاج بزبان شیرین بیان کی کچھ تجویز کر کے چلے آئے لیکن
کچھ مفید نہوا کسواسطے کہ وقت ہاتھ سے جا چکا تھا کہ ہم اپنا الزام ہٹوا دیا چاہتے ہین آخر کو حبچپاس نکلی
اوسکی شدت سے زیادہ موجب ہلاکت ہوا دوسری تاریخ رجب روز شنبہ قریب شام ۱۲۶۶ ہجری
مطابق ۲۲ مئی ۱۸۵۰ عیسوی شاہ منزل مین نقل مکان کیا تھا اوسکے ۹ دن کے بعد انتقال کیا
۴ بجے صبح کو پہلوی حضرت جنت مکان مین دفن ہوئے اس خبر موحش کو مصلحتاً بخیال ناسازی مزاج
اقدس مقربان خاص نے چھپایا لیکن جوش خون پدری درد جگر کب چھپا سکتا ہے اوسیدن بادشاہ
بہ نسبت اور دنون کے بہت افسردہ و مضطرب الحال ہے وقت طعام خاصہ خود ارشاد فرمایا کہ
آج نوالہ میرے حلق سے نہین اوترتا اور دل خود بخود گھبرا آتا ہے اسکا کیا باعث ہے حاضرین نے باتون مین
لگا لیا آخر کار رات کو جناب عالیہ نے کہ وہ روز سوم تھا ظاہر کیا کلمات صبر و شکیبائی ارشاد فرمائے۔
اوسوقت بہت بیتاب ہوئے سچ ہے کہ اس خاندان مین ابتدائے عروج ریاست سے جیسے ایکسو کئی
برس گذرے کسیکا جانشین نہین مرا اس امر کو بھی اکثر لوگ شگون بد سمجھے لیکن مصلحت خدا مین کسیکو
کیا دخل ہے انجام کار کو دیکھنا چاہیے روز سیوم کپتان ایبٹ صاحب قائم مقام رزیڈنٹ تقریب تعزیت
مین نواب کے پاس آئے بادشاہ کے پاس ناسازی مزاج کی وجہ سے نہ لے گئے سن شریف مرحوم کا
دس برس پانچ مہینے کا تھا۔

### قطعہ تاریخ وفات از نتیجہ فکر منشی احمد صاحب

| | |
|---|---|
| رفت از دنیا ولیعہد شہنشاہ جہان | جوہر تیغ خلافت تہ نشین شد ہائے ہائے |
| شد بزیر خاک پنہان وارث تاج و نگین | خاتم دست سلیمان بے نگین شد ہائے ہائے |
| زیب دامان جناب حضرت خاقان ہند | زینت آغوش پاک حور عین شد ہائے ہائے |

گفت ہاتف مصرعۂ سالِ وفات او چنین
ماہ اوجِ سلطنت زیرِ زمین شد ہائے ہائے

## مرزا وصی علیخان کا فیض آباد جانا اور بسلامت پھر آنا

خلاصہ نواب وزیر الممالک نے بہت جد و جہد مرزا وصی علیخان کے قیام کیواسطے لکھنؤ مین کیا اور عدم ثبوت قصور بذریعہ صاحب ممدوح بیان کیا لیکن جو صاحب رزیڈنٹ کو اختیار اپنے حکم کا ہوتا ہے اور جمیع امور عظیمہ سلطنت حسن رائے نواب بیدار اور مصلحت وقت صاحب رزیڈنٹ پر موقوف ہین بادشاہ نے بموجب حکم و خوشنودی خاطر صاحب ممدوح سمجھکر حکمنامہ بنام وزیر الممالک مزین بدستخط خاص فرمایا کہ بالفعل اخراج وصی علیخان موجب خوشنودی خاطر ہمایون بھی ہے اور صاحب ممدوح کو اغراض کے واسطے ناراض کرنا مناسب حال نہین کہ تازہ وارد ہین۔

الحاصل بیاروناچار مرزا وصی علیخان کا فیض آباد جانا تجویز ہوا کہ عملداری سرکار مین رہین کانپور کا جانا ضرر ناموافقت آب و ہوا کیا گیا اور حسب دستور بخاطر صاحب ممدوح تاکید روانگی کو چوبدار بھی متعین ہوا چنانچہ ۱۹ شہر رجب روز سہ شنبہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۱۲ جون ۱۸۴۹ عیسوی مرزائے مذکور مع متعلق و اسباب بجمعیت سپاہ حفاظت راہ اور سپاہ راجہ مان سنگہ بہادر قائم جنگ باطمینان تمام روانہ فیض آباد ہوے بعض احباب اہل دنیا و اہل غرض اپنے رسوخ سے ناکہ شہر تک پہنچا آئے اب خدا باقیات صالحات کو ایسے حوادث غیر طبعی سے بچائے اور توفیق اعمال و سکون و قیام کی دے نہ یہ کہ محرک غیر صالح ہوجائین دیکھا چاہیے اس اخراج کے بانی مبانی کیونکر کہتے ہین فی الحقیقۃ مرزائے مذکور کی کارگذاری مین کچھ شبہ نہین کسواسطے کہ تعلیم و تربیت یافتہ منتظم الدولہ تھے مگر ایسکہ دستور صداقت شعار صاحبان عالیشان سے کم واقف تھے اپنے جود و ہمت و نفع ذاتی کو مقدم سمجھتے تھے محل و غیر محل پر جرأت کر بیٹھتے تھے انجام کار کا خیال نہین کرتے تھے یہ باعث انکی ناکامی بلکہ بدنامی کا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن ایک دوست نے درد دل سے سمجھایا کہ مرزا صاحب ایسی رفتار و روش اچھی نہین صاحب رزیڈنٹ کو ناراض کرنا اور اونکے حکم کے خلاف ہونا در مقابلہ کرنا اسکا مآل کیا سمجھے ہین اگر آپ کانپور یا بیرون شہر رہیے اور تحریر یا بواسطہ نواب صاحب کے صلاح دہی

کیا کیجیے ہمین کچھہ فائدہ نہوگا مگر کب سنتے تھے اپنی تدبیر پر نازان تھے غرض اوسیدن نواب صاحب
نے بھی ڈبلیو صاحب سے اونکے اخراج کی اطلاع کی ۔

مرزا ے مذکور بعد چار مہینے کے فیض آباد سے قصبہ کاکوری مین چلے آئے مولوی مسیح الدین خان
میر منشی معزول گورنمنٹ کے مہمان ہوے اپنا دوست خالص سمجھہ کر انکا عزل بھی انھین کی جہت
سے ہوا تھا اکثر لوگ جانتے تھے خلاصہ اپنی حسن رسائی اور یاوری تقدیر سے سرکار سے
اجازت قیام قصبہ مذکور قریب شہر کے لی تھی اسکا سبب یہ ہوا کہ ایلیٹ صاحب سکرتر اعظم گورنر جنرل
سے بسبب کتب کے تعارف ہمیشہ حاصل ہو چکا تھا گویا تخم امید بو چکے تھے شاید کہ ہمین بیضہ بر آرد یعنی
بال بکسو اسطے کہ صاحب کو کتب تواریخ خط ولایت کمیاب و نایاب زمانہ کا بڑا شوق تھا جس شہر
مین گئے جو پاے کتب ہوے مرزا نے بر سوخ عرض کیا کہ میرے پاس کچھہ کتب بزرگونکی نشانی رکھی
ہین ہمین معاش دنیا سے فرصت اسقدر کہان کہ اونپر متوجہ ہون اگر بہ نہ ہون ملاحظہ فرمائیے
اور وہ کتب در اصل کتب خانہ سرکار شاہی کی قلعہ مچھی بہوات مین رہتی تھین وہان جب آرام گاہ
مین تحویلدارون نے صندوق کے تختہ پائین کو اوکھاڑ کر چرالی تھین قفل و مہر بدستور قائم رہا
تھی باخفا مرزا محمد جعفر ملا محمد اکرام اللہ خان کے ہاتھہ بیچی تھین اور کسی ناواقف کو نہین دکھائی
تھین کہ شاید افشاے راز ہو جاے بعد مرزا جعفر مرزا محسن اونکے بیٹے کے پاس رہین جب یہ
معتمد الدولہ کے زمانے مین قید ہوے بہت سی کتابین تلف ہو گئین جب مرزا محسن مر گئے مرزا محمد
اونکے بھتیجے سے نواب علی نقی خان نے کئی ہزار روپیہ دے کر مول لین وہ روپیہ صرف لغویات
پتنگ وغیرہ مین بادہوائی ہوا مرزا صاحب نے ایلیٹ صاحب کے نام سے نواب کو دم دے کر لے لین
اور سمجھایا کہ دیکھیے اونکو دے کر مین کیسا کام اپنا نکالتا ہون صاحب اون کتابون کو دیکھہ کر بہت
خوش ہوے کہ یہ کتابین اب حکم عنقا رکھتی ہین قیمت کو ان سے کہا عرض کیا ہین ناچیز نہین میرے
پاس بیکار ہین چندروز مین کیڑون کی غذا ہوتین آپ اسکے قدر دان ہین اگر آپ کے پاس رہینگی
تو بہتر ہے اور مجھے کچھہ غرض نہین کہ اس حیلے سے آپ کو دون ایسی بناوٹ سے باتین کین کہ
صاحب نے لے لین یہ مطمئن ہوے کہ میرا ہدیہ انشاء اللہ میرے کام آئے گا چنانچہ اسی امید پر خیال کر کے
فیض آباد سے اپنے وکیل معتمد کو روانہ کلکتہ کیا اور ایک عرضی صاحب کو لکھی کہ میرے دشمنونکے بہکانے سے

میری طرف سے رزیڈنٹ کو ایسا وسوسہ ہوا کہ مین بحکم بادشاہ اپنے شہر سے نکالا گیا امیدوار ہون کہ اپنے گھر کے گوشہ عافیت مین بیٹھا رہون اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے اور امورات شاہی مین کسیطرح کی مداخلت نکرون جسکا شبہہ صاحب رزیڈنٹ کو ہے صاحب سکرٹر نے نظر بحسن سلوک کتب چٹھی دوستانہ رزیڈنٹ کو لکھی کہ اگر یہ شخص کسیطرح کا تمہارا ہارج نہو اور مثل رعایا ے شہر کے اپنے گھر مین بیٹھا رہے تو کیا قباحت ہے جب مرزا کو تحریر صاحب سکرٹر معلوم ہوئی احتیاطاً رفع مظنتہ کے لیے صاحب رزیڈنٹ کو ایک عرضی اسی مضمون واحد کی بھیجی صاحب تہ مطالب سے خوب واقف ہو چکے تھے بپاس خاطر صاحب سکرٹر دستخط کیا کہ اگر اسطرح شہر مین رہنا منظور ہے تو کیا مضائقہ - اسکے سوا سرکار شاہی سے اجازت رہنے کی پائی تھی نواب صاحب کی رعایت سے یہ سبب انکی رجعت قہقری کا ہوا جب گھر مین آئے خوب مجالس عزا کین مگر اپنی خوے بد سے باز نرہے رات کو چھپ کر بسواری زنانہ نواب صاحب کے پاس جانے لگے یہ اخبار ہر روز صاحب رزیڈنٹ کو پہونچنے لگے - اس عرصے مین الیٹ صاحب روانہ کیپ ہوے -

## ترقی خطاب نواب وزیر الممالک

اس شہر مین ہزارون بیکار و معطل خانہ نشین ہین ان سب کی تلاش معاش بھی مختلف ہے - بہت بڑا وہ شہر ہے جہان کسی پیشے یا تجارت کی قدر نہو یا وہان کے لوگ کسی کسب یا پیشے کو خلاف اپنی شان کے سمجھین جسطرح دستور ہر ولایت کا ہے اور ہندوستان مین بھی قلیل کثیر بر تجارت تھی جسطرح علی آباد کا سلم سب ولایت مین جا کر بکتا تھا تاجران لکھنؤ کو دو چند سہ چند نفع ہوتا تھا اسیطرح جنکے پاس بضاعت قلیل تھی اسی تجارت سے صاحب مال چند روز مین ہو گئے تھے وہ تجارت بھی بالکل موقوف ہو گئی ولایتی کپڑے کے آنے سے باقی تجارت خاص اشیا جزئیات کی رہ گئی اوسکی بھی کثرت سے قدر قیمت جاتی رہی پھر تلاش معاش منحصر فقط نوکری پر رہ گئی وہ بھی اس زمانے مین جاتی رہی اگرچہ اوسمین ہر شخص ملازم نکما ہو جاتا تھا کسی کام کا نرہتا تھا ترغیب و تعلیم و کسب پیشہ نہین رہی اب اس زمانے مین فقط تعلیم زبان انگریزی کی رہ گئی - وہ بھی چند روز مین بسبب کثرت بہت سستی ہو جائیگی اور ازروی حساب جغرافیہ مملکت تمام ارض

مین تین ملین فی ۱۰ لاکھ آدمی تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین جنرل لو صاحب فرماتے تھے کہ دس لاکھ فقط اس شہر مین ہین اونمین غالب ہے آب تین لاکھ سے زیادہ نہون ہزارون مرگئے ہزارون آوارہ وطن ہوے ہزارون جو مجبوری رہ گئے ہین محتاج نان شبینہ کے ہین علاوہ اسکے ہزارون نے شغل بیکاری استعمال افیون اختیار کیا ہے اس سے بدتر اور دو تین چیزین اختیار کی ہین کہ وہ آدمی کو معطل اور از خود رفتہ کردیتی ہین اب فقط فی السماء رزقکم پر توکل ہے اور اپنی صحبت مین اپنی فہم اور بے ایاقتی سے افسانہای لا طائل و بے سود بیان کرکے مشہور خاص و عام کرتی ہین اور از بسکہ یہانکی خلقت طبیعت رسا رکھتی ہے مضامین خیالی خوب تراشتے ہین اور اوسکے کذب و صدق مین آپسمین مناظرہ بھی کرتے ہین خصوصاً وزرا منصوب یا بہ ہین یا معزول کے پہر منصوب ہونیکی خبر اوڑاتے ہین اپنے توسل کے جہت سے چنانچہ عالمگیر کی نقل زبان عوام مشہور ہے کہ اوسوقت دہلی کے تمام شہر مین بہت بیکار و معطل نکلے نوکر ہوگئے اور جہان سارا شہر بیکار اور معطل ہو غرض اس بیان سے یہ ہے کہ ایکدن بادشاہ نے ازراہ بیدار مغزی استفسار آمدنی ممالک محروسہ فرمایا دستور معظم نے اوسکا جواب بتاخیر کیا اور چند روز پیشتر سے شہر مین مشہور ہوگیا تھا کہ حضور والا تمام ایام برسات مین باغ گاؤگھاٹ مین دریا کے کنارے رہینگے اتفاقاً اوسیدن تمام اسباب پہر دولتخانہ قدیم حسین گنج مین پہر آیا اسی تردد سے حضور والا شام کو حاضر حضور شاہی ہوے اسی جہت سے بعض نافہمون نے مضمون غزل تراشا اور اصل حقیقت زبانی خواص دربارہ یہ ہے کہ بادشاہ فی الحقیقۃ کچھ کشیدہ خاطر ان سے ہوکر کوٹھی دلکشا مین رونق افروز ہوے اور حکم قطعی یہ دیا کہ کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے بجز بندہ علیخان کوچوان کے کسواسطے کہ اہتمام اندرونی و بیرونی انکے اختیار مین تھا فقط گھوڑون گاڑی کی باہر سے جایا کرتی تھین اور اندرون احاطہ سے کوئی باہر نہ آتا تھا یہ حال بڑہی بادشاہ دستور معظم پر خوب منکشف ہوگیا تھا اور اس افواہ عوام سے خود بھی متزلزل ہورہے تھے اور تجسس تدبیر تھے آخر [illegible] داروغہ اور بندہ علیخان کو اپنے احوال سے آگاہ کیا اور مترصد احوال بادشاہ سے تھا اپنے باب مین ہوے محمد خان کو بندہ علیخان سے کمال موافقت تھی ایکدن یہ خیمہ بندہ علیخان مین پہونچے ایک سائیس کو روپیہ دیکر اپنی خبر کی جواب پایا

کہ کل ۳ بجے مجھ سے ملاقات ہوگی جب بادشاہ استراحت مین ہونگے غرض جب ملاقات ہوئی نواب کا احوال بیان کیا اونھون نے اوسکی تصدیق کی کہ فی الحقیقت بادشاہ نے روپوشی فقط نواب کے لیے اختیار کی ہے اب تدبیر یہ ہے کہ مین کل گاڑی اسی سڑک پر لے آونگا نواب کا سلام ہو جائیگا خلاصہ جب گاڑی اودہر سے نکلی نواب نے سلام کیا قدمون پر سر جھکایا بادشاہ نے بچشم غضب دیکھا جب گاڑی سے اوترے بندہ علی پر بہت خفا ہوے اسنے قسم کھا کر اپنے تئین بری کیا اور اوسی دن بادشاہ نے دیکھا کہ سپاہی بندوق کے توڑے چڑہائے پھر رہے ہین حالانکہ وہ سپاہی روند کے ملازم تھے واسطے حفاظت کے پھرتے تھے بندہ علی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے عرض کی حضور یہ جنگل ہے زمیندار تمام شب کو گردرمنہ کے پھرتے رہتے ہین یہ سنکر خائف ہوے چاہا کہ اوسیوقت سوار ہو کر قیصر باغ مین تشریف لائین بندہ علی مانع ہوا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ کل مین بادشاہ کو لے آونگا آپ اوسیوقت مستعد رہیے گا غرض بعد ملاحظہ کاغذ بادشاہ گاڑی مین سوار ہوے قریب دروازہ قیصر باغ کے گاڑی کے پہیے کو کہین چڑہا دیا گاڑی رک گئی۔ نواب وہان کھڑے ہوے تھے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور یہین اوترین اور سلام کیا بادشاہ گاڑی سے اوترکے داخل مسجد ہوے نواب نے قرآن شریف ہاتھ مین لیکر بادشاہ کے روبرو بہت قسمین کھائین اور اپنی صفائی حاصل کی۔ بادشاہ نے بندہ علی سے فرمایا کہ نواب کیواسطے خلعت منگواؤ نواب نے عرض کی غلام کی شہر مین بڑی بدہوائی ہو رہی ہے امیدوار ہون کہ میرے خطاب کو تبدیل فرمائیے چنانچہ خلعت بھی عنایت ہوا اور حضور عالم بہادر کا خطاب فرمایا اپنے خطاب سلطان عالم سے اسے مشتق فرمایا کہ نظر خلائق مین صورت واحد جلوہ افروز ہووے یہ خطاب کسی وزیر اعظم کو نملا تھا اگرچہ حضرت خلد منزل نے منتظم الدولہ کو خطاب حضور جو جنت آرامگاہ کا تھا دیا تھا بہرحال صبح کو سبھون نے اسکی نذرین دین بندہ علیخان کا بڑا حق رسوخ ثابت ہوا +-

# انتقال سلطان مریم بیگم صاحبہ و نواب مبارک محل صاحبہ

سلطان مریم بیگم صاحبہ قوم ارمنی ساکن بغداد مذہب عیسائی بیٹی ڈاکٹر شارٹ باشندہ
بغداد کے ساتھ تھی انکی ابتداے شان نزول داخل زمرہ محل معلے حضرت خلد مکان یہ ہوئی
کہ تیسرا سال جلوس مسند نشینی تھا کہ انکی مان انھین کانپور سے لیکر حیدر آباد دریا کے اس پار
کرایہ کے مکان مین آکر رہین سال بھر تک لباس انگریزی پہنے سڑک پر کھڑے ہوکر
سلام کرتی رہین جب قسمت نے یاوری کی ایک شب جناب عالی نے بعد نصف شب میر کلو
خواص کو مع میانہ سواری اور مشعلچی بھیجکر بلوایا انکی مان میر کلو سے کہنے لگین کہ ہم
مایوس ہوکر کانپور جایا چاہتے تھے منتظر خرچ کے تھے غرض بن سنور کر داخل کمرہ محلسرا کے
فرح بخش ہوئین حکم ہوا کہ منبر پر سے ایک قطعی تین لاکھ روپیہ کے زیور جواہر کی لیجا اور
پہن کر ہمارے پاس آؤ خلاصہ جب مشرف بسعادت ابدی ہو چکین پانچ ہزار روپیہ دیکر
رخصت فرمایا اسوقت انکی مان کی خوشی شادی مرگ ہونے کی بیان سے باہر ہے صحن خانہ
مین ہر جگہ سجدہ شکر بجالاتی تھی بعد کئی دن کے پھر رات کو طلب فرمایا دوسری قطعی زیور
جواہر کی اور دو ہزار روپیہ ہزار اشرفی اور تین بدری ہر قسم کے پارچے کی عنایت ہوے بعد
کئی دن کے بلاکر حاضری عباس علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کھلا کر مذہب اسلام تلقین فرمایا
بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر کلمۂ شہادت پڑھا اگرچہ ظاہر مین حب دنیا کے واسطے کیا ہوا اور فرمایا
کہ ہمنے تمھین بیگم کیا اونھون نے نذر دی پھر ایک دن ایک جوڑی جڑاؤ ہاتھون کی ایک لاکھ
روپیہ کی جسمین الماس کے نگینے سفید و گلابی جڑے تھے اور ایک نتھ لاکھ روپیہ کی عنایت فرمائی
پانچ ہزار روپیہ ماہواری مقرر ہوے پہلوے بارہ دری محلسرا عنایت ہوئی اور اہتمام ڈیوڑھی
اور لوازمہ اسباب ضروری کو حاکم ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کو حکم ہوا سکھپال سواری کو ملا
بہرحال ہم پلہ نواب مبارک محل کیا اب اس زمانے مین جو اس قسم کے زیور و جواہر دینے کو بیان
کرے افسانہ ہے خلاصہ آمدم بر مطلب دو برس سے کھانسی اور تپ دق مین گرفتار تھین اسے
مرض الموت جانکر ازحد بخوف حاکم وقت کہ مردہ بدست زندہ ہو جاؤن ایک وصیت نامہ لکھکر صاحب

ریذیڈنٹ کے پاس بھیجدیا یعنے مین اپنے اصلی مذہب عیسائی پر تھی اور ہون میری ماننے
بعض مصلحت بظاہر عذر دنیا مجھے اہل اسلام کو دیا مین بھی اپنی نافہمی سے مجبور تھی ہرچند بادشاہ نے مجھے
اپنے مذہب کی تلقین و تعلیم کی مگر باطن مین مین اپنے مذہب عیسائی پر مستقل رہی لہذا میری
تجہیز و تکفین موافق مذہب عیسائی کے ہو اور ایک ثلث میری تنخواہ مین میری وصیت جاری رہے
اور بعد اسکے حسن علی کپتان کے مکان مین متصل امام باڑہ آغا باقرخان بکرایہ جاکر رہین آخر
ماہ اپریل ۹ شنبہ رات کو ۱۸۴۹ء عیسوی مین مرگئین اور موافق وصیت کے قریب بیلہ شاہ چیرپیل گورستان
مین کپتان کے مین دفن ہوئین حسب الحکم شاہی مجد الدولہ نے تعلیقہ کرکے پہرے بٹھائے جب در
رپورٹ صاحب ریذیڈنٹ آیا مستر وکہ اونکا جوزف شارٹ کو ملا ہرچند پرچہ پایا گیا
گیا کہ اسصورت مین ساری تنخواہ وثیقہ کربلاے معلی جاوے لیکن کچھہ نہوا بعد
حضرت خلد مکان کے ایک حکیم کا وہان بھی بڑا اختیار کلی تھا جسطرح حکیم بندہ رضا خان مبارک محل
مین تھے واللہ اعلم

نواب مبارک محل صاحبہ کا احوال جنکا بیان حضرت خلد مکان کے احوال مین ہوچکا ہے بیٹی کرنل
مسماۃ چھنا کے پیٹ سے جنکا نبگالہ کانپور مین اسی نام سے تھا جب صاحب ولایت جاچکے
مین اسکول مین لڑکیون کے ساتھہ پڑھنے کو جایا کرتی تھین بلکہ طامس ہیرصاحب کے پاس بھی
مین پڑہا تھا نصرانی تھین جب حضرت خلد مکان نے تعلیم و تلقین فرمایا صدق دل سے ایمان
فی الحقیقت بہت صاحب حسن وجمال تھین صاحب ہمت تھین کئی ہزار آدمی اونکی بدولت
پاتا تھا اور سیر چشم تھین اختیار سیاہ و سفید سب حکیم بندہ رضا خان کے اختیار مین رہا
اکثر اوجاع باطنی ہوجاتا تھا حکیم صاحب کے دست شفا سے دفع ہوجاتا تھا پھر چند روز سے آلام روحانی
مین مبتلا ہوئین خلاصہ باغ سے ڈالی انبہ کی آئی تھی اوسمین سے کئی انبہ رات کو نوش کیے رات کو
مزاج کچھہ برہم ہوا حکیم صاحب نے موافق معمول کچھہ دوا بھیجی اوسے نوش کیا پھر شاید استفراغ کیا
آخر شب ہشتم ماہ شعبان روز شنبہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۳۰ جون ۱۸۴۹ء انتقال کیا محلین
شور قیامت برپا ہوگیا قریب دوپہر دن کے حضور عالم بہادر کو خبر پہونچی اوسیوقت بادشاہ سے
انتقال کیا پھر رات گئے جنازے کو اوٹھایا بعد غسل دریا حکم بادشاہ سے موافق راے حضور عالم

امامباڑہ نجف مین ہم پہلوے حضرت خلد مکان دفن ہوئین یکشنبہ وقت صبح حسب دستور مجد الدولہ
نے تعلیقہ کیا پہرے بٹھائے بظاہر بعد اسکے جو کچھ دستیاب ہوا داخل سرکار ہوا - دیانت الدولہ
کے سپرد بادشاہ نے مال مردہ سمجھ کر کچھ خیال نکیا جسکی قسمت مین تھا اوسے ملا مجد الدولہ منہ
دیکھ کر رہ گئے اگر ان سے مقابلہ اسباب کا کیا جاتا البتہ سب کا احوال کھل جاتا پشمینہ وجواہر
انکے پاس کا مشہور تھا پھر اوسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا -
بیگمصاحبہ مرحومہ ۶ برس پیشتر اپنے انتقال کے اپنے ثلث وثیقہ مین وصیت حسب تنخواہ مشہورہ
حکیمصاحب بواسطہ میر منشی نواب گورنر جنرل جداگانہ صاحب رزیڈنٹ صدر کلکتہ مین بھیج چکی
تھین اونکے ملازمین جو اپنے حق ملازمی سے محروم رہتے ہین خلاف کہتے ہین واللہ اعلم موافقت
اہلکارون سے بہت سی کاربرآری ہو جاتی ہے جب صدر سے تحریر آئی رکٹس صاحب رزیڈنٹ
نے کچھ تامل کیا تھا مہندر نرائن خزانچی نے اونھین سمجھا کر جاری کر دیا -
دوشنبہ کو تقریب سیوم ہوئی خلعت ماتم پرسی حکیمصاحب اور اونکے بیٹے مرزا بندہ مہدی خانکو
اور پنڈت دیوان کو حضور عالم نے دیا اور محل مین فقط بوا جی کو جو صف ماتم پر بیٹھے تھے -

## بسلک صاحب کا محبت نامہ صاحب رزیڈنٹ کے نام اور مرزا کیوان قدر کو خلعت ولیعہدی اور مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی ملنا

روز سہ شنبہ ۳ جولائی سنہ ۱۸۴۷ عیسوی کو صاحب رزیڈنٹ نے محبت نامہ مشعر عزل مدار المہام
سلطنت چند مدات کا بھیجا پہلے چپراسی مصلح السلطان کے پاس لایا کہ جلد نظر اقدس مین
گذرانین انھون نے چاہا کہ پہلے حضور عالم کے پاس بھیجین پھر کچھ احتیاط سے بادشاہ کے پاس
بھیجا بادشاہ نے بعد ملاحظہ کے حضور عالم کو دیا کہ اسکا جواب مناسب لکھکر بھیجدو مشیران خاص
نے صحبت بنا بناکر اوسکا جواب لکھا کہ اہلکار خاص بسبب علالت مزاج اقدس پرستاری مین
رہتے اس سبب سے مہمات مالی وملکی مین توجہ کامل نہوئی اب فی الجملہ تخفیف علالت ہوئی
ہے انشاء اللہ حسب تجویز آپکے عمل مین آویگا اور حضور عالم بہادر کو قطع نظر عہدہ وزارت کے منزلت
قرابت خاص بھی حاصل ہے اور ہر حال مین یہ خیرخواہ سرکار مین متصور ہین انکا حفظ مراتب بہرصورت

انکون خاطر ہمایون رہتا ہے غالب ہے کہ نظر باتحاد سرکارین آپکی بھی نظر عطوفت بحال مین انپر ہے انشاء اللہ تمام امور ملکی و مالی مین اپنے پیش نہاد رکھین گے۔

## ملال سلیمن صاحب نوابصاحب اور وہان کے طرز دیکھکر آنریبل مہاراجہ گرجا سنگہ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی بلرامپور و تلسی پور وغیرہ کا گھبرانا اور ان دونو صاحبون کے درمیان مین رفع ملال کا باعث ہونا

۱۲۵۹ فصلی مین سلیمن صاحب بہادر وزیر اعظم سے بد انتظامی ملک کے سبب سے رنج ہو گیا اونکو اپنی رزیڈنٹی پر ناز۔ اونکو اپنی وزارت کا دعوے۔ نوابصاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی اونکے متوسط کی بھی اپنے پاس آنیکی صاحب نے ممانعت کی نوابصاحب کو نہایت تشویش ہوئی اسی فکر مین سر بزانو ہوے ایک روز مہاراجہ صاحب بہادر سے کہا کہ تمپر سلیمن صاحب از بس مہربان ہین اگر ہو سکے تو کوئی صورت رفع ملال کی نکالو اس کوہ غم کو ٹالو مہاراج حسب الحکم نوابصاحب سلیمن صاحب کے پاس گئے بعد گفتگوے بسیار مطلب کی چھیڑ چھاڑ کی نوابصاحب سے بگاڑ کی وجہ پوچھی صاحب نے جواب دیا کہ ہم لوگ سب سے صاف دل ہو کے ملتے ہین دل مین زرا نہین ہمکو یہ ریاست مٹانا کسیطرح منظور نہین بلکہ یہ چاہتے ہین کہ روز بروز یہ ملک سرسبز و شاداب ہو۔ رعایا آرام پائے اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بد انتظامی اور سہل انگاری بادشاہ کی دیکھ کے طبیعت مایوس ہے اسکا بڑا رنج و افسوس ہے جو ہدایت ہم کرتے ہین اوسپر قائم نہین رہتے کسی بات کا ماسکا نہین سواے اسکے جلساز دغاباز چار پانچ ایسے سرکار مین ہین کہ وہ اور بھی اونکو خراب کرتے ہین مہاراج نے عرض کی کہ آپ جو فرماتے ہین بجا ہے مگر از راہ اخلاص و نیکخواہی یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ نے کیا تجویز فرمایا ہے جس سے یہ بکھیڑا پاک ہو غافلون کو قوت ادراک ہو صاحب نے بعد تامل فرمایا کہ بس یہی اسکا علاج ہے ہماری راے مین تو یون آتا ہے کہ چار پانچ شخص مثل وصی علیخان اور دیوان چندی سہاے اور بسنت وغیرہ جو مثل اربع عناصر وحواس خمسہ نوابصاحب کے ہمدم و مشیر ہین انکا لدپے جائین کسی معاملے مین دخل نہ دینے پائین نواب علی نقیخان

جو بالفعل وزیر ہین مین جانتا ہون کہ وہ پوتڑون کے امیر ہین انتظام ملک مین ا
نہین گو اپنے نزدیک ہوشیاری و مستعدی کرتے ہین برسر کد ہین مگر اس کوچہ
نابلد ہین بادشاہ انکو بہت چاہتے ہین اپنے کیے کو نباہتے ہین مدبر عقل
رہنے دین اونکی پیشدستی کا کام شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے لین کہ ا
ملک مین دخل تام ہے وہ لائق عہدہ وزارت الکلام ہے اگرچہ بادشاہ او
گوارا کرین تو ہماری و جمعی ہو پھر شاید اس ریاست کو ترقی ہو مہاراج کو بھی
یہ بات پسند آئی اور واقعی بنظر انصاف دیکھیے تو سوا اسکے بہتر کیا تجویز
نتھی غرض مہاراج بہت بشاش ہوکے صاحب سے رخصت ہوکے دربار مین
پہونچے اوسوقت حضور عالم بہادر دولتسرا مین تھے حضور نے اپنے آنے کی اطلاع
نواب صاحب نے اندر طلب کیا مہاراج نے جو صاحب سے سنا تھا حرف بحرف سب
مہاراج کی گفتگو سے وہ صدمہ نواب صاحب کے دل پر ہوا کہ رنگ چہرے کا متغیر ہو گ
نے رفع ملال کے لیے کہا کہ اسمین کچھ حضور کا نقصان نہین شرف الدولہ کے بل
کچھ کسر شان نہین اور جن لوگون کو صاحب نے دربار مین حاضر ہونے کو منع کیا
دربار مین نہ آئین مخفی حضور کو اختیار ہے بلوا لیا کرین جسطرح صاحب نے کہا ہے ویسا ہی
عمل کیجیے حجت تمام کرنے کو یہ بھی دیکھ لیجیے لیکن بظاہر تو سلیمن صاحب دوست [illegible]
ہین فقط اتنی بات کی تکرار ہے یہ بھی گر گذریے مین بنظر خیرخواہی عرض کرتا ہون آ
اختیار ہے یہ کہکے رخصت ہوے وہان سے دل کبیدہ آئے خوش نتھے رنجیدہ
مہاراج کا کہنا نواب کے دل پر موثر ہوا کلمات نصیحت پسند آئے چار دن بعد وہ
پانچون آدمی نظربند ہوے دوسرے روز نواب صاحب نے مہاراج سے کہا اب جا
سے اطلاع کرو کہ ہمنے اون آدمیون کو نکلوا دیا اب جیسا حکم ہو مہاراج نے
سلیمن صاحب سے کہا اونھون نے جواب دیا اچھا تمھارے کہنے سے ہمکو یقین ہوا مگر شہ
ابھی بندوبست نہین ہوا مہاراج نے عرض کی کہ اتنا تو ہوا ہے اب آپ نواب صا
آنے دیجیے بہتر یہ ہے کہ اسکی گفتگو تخلیے مین ہو تو خود بھی فہمائش کیجیے اتنی بات و

ابھی کہکے اپنی برات کرلی صاحب نے فرمایا اچھا جاؤ آج تیسرے پہر کو نوابصاحب
کولے آؤ مہاراج نے آکے نوابصاحب سے یہی کہدیا وہ اپنی طلب سنکے بہت خوش
ہوئے تیسرے پہر کو سوار ہو کر اور مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیا صاحب کے پاس پہونچے وہ
بہت لطف سے پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان مین لائے مہاراج تو صاحب
کو سلام کرکے علیحدہ ہو گئے جانبین مین صفائیان منظور تھین تین گھنٹے تک سلیمن صاحب
اور نوابصاحب کے خلوت مین باتین ہوا کین بعد اوسکے نوابصاحب رخصت ہوے
مہاراج نے اوسوقت حضور عالم بہادر کو بہت بشاش پایا خود بھی مورد مسرت ہوے چند روز
لکھنؤ مین رہکر بہت بات بنائی مگر ان دونون حاکمون کی راے ہرگز مطابق نپائی ناچار
ہوکے مہاراج نے سلیمن صاحب سے عرض کی کہ مجکو دربار شاہی کا رنگ بیرنگ معلوم
ہوتا ہے اب آپکی صلاح کیا ہے مجھسے تو دیکھا نہین جاتا کہانتک روز صدمے اوٹھاؤن
اگر ارشاد ہو تو مین اپنے گھر جاؤن اونھون نے کہا تمھارے اور مقربان شاہی کی طبیعت
مین بہت فرق ہے اصل مین ریاست کا درخت بے اصل ہے اور جس درخت کی جڑ نہ مضبوط
ہوئی وہ باد مخالفت سے ایکدن ضرور منہ کے بل زمین پر آئے گا جو اوسکے سایے مین ہین
اونکو بیشک گزند پہونچ جائے گا اگر اپنا بچاؤ منظور ہے تو ابھی سوچے ہو چلے جاؤ یہی بہتر ہے
اندیشہ تو تھا ہی یہ سنکے اور گھبرائے وہان سے پھر کے سیدھے نوابصاحب کے پاس
مہاراج چلے آئے موقع پاکے رخصت کی درخواست کی حضور عالم نے بخوشی گھر جانیکی اجازت
دی کہ ضابطہ تم بھی جانتے ہو جو کچھ مال تمھارے ذمہ ہے مناسب ہے کہ اوسکی بالضامنی کسیسے
لکھوا دو مہاراج نے راے سدہن لال کی ضمانت لکھوا دی چلتے وقت نوابصاحب نے ایک
نقارہ دیا اور ایک ضرب توپ عنایت کی مہاراج دونون چیزین اپنے ساتھ بلرامپور لے گئے
روز چہارشنبہ صاحب رزیڈنٹ کو پیام شاہی پہونچا کہ آپ بہر صورت بسبب علالت مزاج
کے کرسی یا تامجان پر بیٹھکے میرے پاس آئیے یا صاحب قائم مقام کو میرے پاس
بھیجدیجیے اسکا سبب یہ ہوا کہ کئی دن پیشتر صاحب موصوف بار رمنہ شاہی مین گھوڑے
سے گر پڑے تھے پانون مین خوب چوٹ لگی تھی وہان سے صاحب اوٹھکے چھاؤنیکے جہانپر

لیٹ کر کوٹھی مین آ گئے تھے ہرچند پھر تامجان بھی بادشاہ نے بھیجا تھا مگر بسبب شدت
درد کے اوسپر سوار نہو سکے کئی مہینے تک پاؤن درست نہوا۔ پاؤن لنگ رہا لکڑی
کے سہارے سے چلتے تھے اس جہت سے پنجشنبہ کو بسک صاحب آئے خلوت ہوئی جرنیل صاحب
مرزا کیوان قدر کو خلعت ولیعہدی مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی بصلاح صاحب موصوف
عنایت ہوا اوسکے بعد شرف الدولہ رائے جگناتھ عرف غلام رضا خان کو خلعت بحالی
علاقہ حضور تحصیل نواب محمد خان سفیر شاہی کو خلعت معمولی شیخ مصاحب علی اونکے خدمتگذار
کو دوشالہ رومال مرحمت ہوا۔

ظاہر ہے کہ عہدہ جرنیلی درستی عبارت وآراستگی فوج سے ہے یہ تعلق علم ہندسہ سے ہے
جسطرح صاحبان عالیشان کو حاصل ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کو اس
علم مین بدرجہ کمال دستگاہ حاصل تھی اسکے سوا چاہیے کہ فوج مین اشرف قوم جس قوم کے ہون بھرتی
ہون اسیواسطے سپاہ پیادہ کو نجیب کہتے ہین اور مدارج سپاہ بتدریج بجانفشانی کار سرکار
پہنچتے جاتے ہین اور سرکار سے حقوق اونکے مادام حیات ضایع نہون کہ اورون کو قطع امید
ہو جاوے اسکی تفصیل صدر اعلی سرکار نے درباب فساد بدمعاشان سرکار اپنے رسالہ طبع حکم
سرکار سے خوب لکھی ہے غرض اس سلطنت مین یہ منصب جلیلہ جنت آرامگاہ نے فرزند زادہ
آفاق نواب شمس الدولہ بہادر کو دیا تھا اور خود جنابعالی مثل نگاہ ہشت سوار و پیادہ ملاحظہ
فرماتے تھے یا کبھی جرنیل صاحب یا نواب نصیر الدولہ کو حکم ہو جاتا تھا حضرت خلد مکان نے
اختیار بخشی فوج کو دیا اب کم سفارش اور عملہ کا فائدہ شروع ہونے لگا خاص رسالے
کی اسامیان معرفت میر ودود بکنے لگین حضرت خلد منزل نے اقبال الدولہ ظفر الدولہ کے بڑے
بیٹے کو جرنیل کیا اونھون نے منشی غلام مرتضے روضہ خوان کو اختیار دیا خود عیش و عشرت گذاری
مین مشغول ہو گئے اس عہد دولت مین اہلکارون کی خوب بن پڑی انتظام اچھے اور برے کا
جاتا رہا افسران فوج علاقون سے روپیہ ضروریات کا خاطر خواہ سرکار سے آپسمین رسدی
تقسیم کر لیتے تھے اخبار نویس جو ہر علاقہ نظامت پر رہتے تھے اونکا درماہہ پندرہ سے کم نہین
بیس سے زیادہ نہوتا تھا مستاجر صاحب اخبار داروغہ سے ہو کر جاتے تھے چنانچہ یہ اجارہ

لاکھ روپیہ سالانہ تک پہونچا تھا اور خود ہر اخبار نویس ہزار بارہ سو سے کم ماہواری نہ لیتا تھا
بلکہ اس سے زیادہ نواب منور الدولہ اپنے بھتیجے کو اور نواب روشن الدولہ نے اپنے بیٹے
کو حضرت فردوس منزل نے مرزا ہمایون بخت کو حضرت جنت مکان نے مرزا اسکندر حشمت کو
حضرت سلطان العالم نے مرزا فریدون قدر کو۔ مگر دفتر جرنیلی خاص داخل تخفیف ہو گیا تھا بس
جب ایسی خرابیاں فوج مین ہون پھر اصلاح اور درستی و آراستگی کہان ایک پلٹن
نجیب کی تیس ہزار روپیے اجارے پر تھی ان سب کے سوا سفارش اندرونی و بیرونی ہوتی
تھی چنانچہ ڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ تمھاری فوج سے
عملہ سرکار کو بڑا فائدہ ہے اس جہت سے وقت ضرورت سرکار ہرج کار سرکار ہوتا ہے
چاہیے کہ فوج اسطرح آراستہ و پیراستہ رہے کہ بر وقت ضرورت ہماری سرکار کے بھی کام
آئے اسی جہت سے جب ہر رسالے سے سوار منتخب ہو کے ہم لاہور کو جانے لگے تھے تو بڑی
مشکل پڑی تھی سواروں نے اپنی عادات قدیم سے بڑی ذلتین اوٹھائی تھین اگر ہمیشہ سے
حاضر باش اور نوکری پیشہ رہتے کاہے کو یہ صورت ہوتی غرض ہر سلطنت مین بربادی و خرابی
و نقصان سرکار ہوتے ہوتے آخر یہ نوبت پہونچی جو سب نے دیکھی مہاراجہ گوالیار یا راجہ
بھرتپور نے خود متوجہ ہو کر کیسی فوج آراستہ و طیار کی ہے اور سرکار کا انتظام تو ظاہر ہے

## برگشتگی تقدیر این عاصی پر معاصی اور موقوفی عملہ صدر خانہ سلطانی سے

جب اس عاصی پر معاصی نے حسب الحکم ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ انگریزی بہ تصحیح
و مقابلہ کرنل ولکاکس صاحب بہادر یہ تواریخ اردو موافق دستور انگریزی لکھی جسمین خوشامد
اور تعریف زائد جانب داری کسی کی نہین مطبوع طبع اکثر صاحبان عالیشان منصف و
قدر شناس ہوئی چنانچہ جرنل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ و کلنٹ صاحب مہتمم کالج و جرنل
مارٹن ڈاکٹر اسپہ نجبر صاحب نے بنظر اصلاح دیکھا اتفاقاً قطب الدولہ مقرب حضور بادشاہ نے اسکا
ذکر بادشاہ سے اس خیال سے کیا کہ از راہ قدر شناسی کچھ بھلا ہو جاے مگر خوبی قسمت سے اپنے
یہ بالعکس صورت ہوئی سے اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی مصداق آیا بالقمہ نان جو ندیعہ

صاحب متوفی و بسفارش جنرل کالفیلڈ صاحب رزیڈنٹ بے منت مومنین دربار مقرر ہوا تھا
ازراہ قدرشناسی سلطان عادل موقوف ہوا وجہ یہ ہے کہ قطب الدولہ نے جب تواریخ مجھسے
منگوا کر بادشاہ نے جب حضرت جنت مکان کا احوال دیکھا بہت خوش ہوے اور
تعریف کی جب اپنے احوال پر آئے بعض مقام جو حقیقت مین سچ تھے دیکھے اور خفا ہوکر
برطرف کیا ہر چند مین نے واسطے سے کہا کہ اگر مین خود پڑھکر اون مقامات کو سناتا اور خفا
ہوتے جواب شافی دیتا مگر مجھسے وہ نہ لے گئے۔ یہان کچھ طمع تھی کہ امیدوار ہوتا صبر کیا
بسر اوقات مع عیال اطفال ۱۵ برس تک توکل پر رہی مگر شکر یہ ہے کہ کسی امیر شہر کے دروازے
پر نہ گیا نصیر سالم البتہ سال بھر کے بعد کچھ اعانت کرتے تھے موافق اپنے عقیدے کے یہ در دولت
کربلا قاسم بن حسن کا تھا باعزت وبے منت رفع احتیاج ہوئی جب عملداری گورنمنٹ ہوئی متواتر
عرضی حال کیا کچھ نہ سنا صبر کیا جب عملہ رصدخانہ برطرف ہوا بنگال وغیرہ جو بسفارش
اکبرآباد الہ آباد دیتے آئے تھے جنرل اسلیمن صاحب سے درخواست پنشن کی کی بادشاہ نے فرمایا
پنشن دستور سرکار نہین اور اس مصنف تواریخ سے ہمین رنج ہوا ہے بعد اسکے بخاطر جنرل صاحب
تہائی حصہ پنشن کو عملے کے لیے اجازت ہوئی سواے اس معتوب کے بہرحال صبر کرنا چاہیے۔
جب جنرل ہیر وصاحب کو چودہ سالے علمی مع تواریخ اودھ ڈپٹی مرزا عباس بیگ نے دکھائے
کہ یہ شخص محروم حق پنشن سے رہے رپورٹ صدر کو کیا نصف تنخواہ معینہ یعنے پچاس روپیہ ماہواری
مقرر ہوئی مگر الحمد للہ کہ وہ کتاب جو ملاحظہ بادشاہ مین آئی تھی ۱۸ یا ۱۹ جز تھے اب ۷۰ یا ۸۰ جز
تقریباً کتاب مبسوط طیار ہے ایک جلد فارسی اردو اور انگریزی جنرل ہیرلین صاحب نے خود اور
پاٹر صاحب سے ترجمہ کروایا ہے کئی سو روپیہ اوسکی طبع مین صرف ہوا اور غالب ہے کہ نفع بھی ہو
مگر سرکار خود طبع نہین کرسکتی ہے مجھے اختیار ہے یا جو شخص ازراہ قدردانی طبع کرائے۔ جب
اسکے قدرشناس دیکھینگے البتہ مجھے بنیکی یاد کرینگے۔ آیندہ اختیار بخدا۔ وہ کسی کی محنت
برباد نہین کرتا ضرور اوسکا اجر دیتا ہے فقط

## احوال نواب جلال الدولہ مہدیعلیخان بہادر

بعد انتقال جنت آرامگاہ نواب خاص محل مادر گرامی نواب جلال الدولہ مہدیعلیخان بہادر محلسرائے خاص فرح بخش سے باولی کے مکان مین تشریف لائین یہ بھی عمارت عالیہ نواب آصف الدولہ نے قابل رہنے سلاطین کے بنوائی تھی اگرچہ وضع ہندوستانی ہے نواب جلال الدولہ کو اپنی مان سے چندان موافقت نتھی اس جہت سے نشاط باغ مین آکر رہے اوسے اپنے طور پر خوب آراستہ کیا اور سامان عیش و نشاط شاہانہ شروع کیا اکثر ملازم تیرانداز وغیرہ نوکر ہوے تیراندازی اور بندوق لگانے مین وہ بھی خود کامل تھے جنت آرامگاہ نے سب صاحبزادون کو جیسا چاہیے سب طرح سے تعلیم فرمایا تھا انکے شریک جلسہ صحبت عیش فقط نواب حسین الدینخان ہوتے تھے جد مادری حضرت سلطانعالم تھے۔

کئی برس کے عرصے مین یہ مصارف کثیر بسبب قلت مداخل کے تمام ہوے اور بسبب فضولخرچی اور صرف بیجا کے مان نے اعانت موقوف کردی تھی اس جہت سے صحبت عیش درہم وبرہم ہوئی اور ملازمین نے اپنی راہ لی لالہ ماہولال داروغہ بیگمصاحبہ اور کارگزار بیگمصاحبہ نے اپنے بچاؤ کے واسطے نواب معتمدالدولہ اور خوانین کنبوہ سے موافقت پیدا کی تھی ان سے ناموافقت کلی دربار شاہی مین اکثر جاتے تھے مگر انکی تنخواہ مثل اور بھائیون کے قلیل تھی آخر تنگ ہوکر دربار کا جانا موقوف کردیا تھا اتفاقاً انکو ہیضہ وبائی ہوا نوبت بہلاکت پہونچی نواب خاص محل جوشش محبت مادری سے باغ مین تشریف لائین نواب کی پرستاری کی حکیم میر ابو ملازم بیگمصاحبہ معالج ہوے خدا نے شفا دی فی الجملہ تکفل اخراجات ہوئین نواب بھی بمجبوری اطاعت کرنے لگے۔

## اجمالی تنخواہ مرشدزادہ ہاے جنت آرامگاہ

حضرت خلدمکان کی سلطنت مین جب کثرت مصارف سرکار شاہی بڑھی نواب معتمدالدولہ کو اقرباے شاہی سے کسیطرح موافقت نتھی بلکہ ہر ایک کے درپے تخریب رہتے تھے

چاہتے تھے کہ ان سب کے مواجب معینہ بہت کم ہو جائین چنانچہ نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا
صاحب کو ایک محبت نامہ لکھا کہ بھائیون کی تنخواہ ہزارون روپیے کی ہے اور بسبب کثرت
مصارف اونکی تنخواہ دینے مین دقت و دیر ہوتی ہے اونکی باعث شکایت کا ہوتا ہے
لہذا منظور ہے کہ ہر ایک کی تنخواہ نصف ہو جاے اور اولاد و ازواج نواب آصف الدولہ مرحوم
میرے عم نامدار فقط بنام نامی اونکے ہین غیر مستحق سمجھ کر آزاد کر دیے جائین اسکا سبب یہ
تھا کہ معتمد الدولہ ان سب کو غیر مستحق و بیگانہ سلطنت جان کر تنخواہ بہت دقت اونھون
چڑھا کر دیتے تھے یہ سب بیبیان بیچ محلہ وغیرہ مین رہتی تھین جب فاقون سے مرتی تھین بعد
نصف شب کے کوٹھے پر محرم کا باجا بجا کر غل مچا کر معتمد الدولہ کو کوستی تھین اس وجہ سے
نواب کو عداوت ہو گئی تھی اور اونکے نکالنے کی یہ تدبیر کی تھی لیکن وہان سے یہ جواب آیا
کہ مقدمہ خانگی مین آپ کو بہمہ وجوہ اختیار ہے مگر اولاد و ازواج نواب آصف الدولہ
کے واسطے ہمین یقین واثق ہے کہ یہ آپ کے عم نامدار کے بنام ناموس مشہور ہو چکے ہین
غالب ہے کہ انھین خلاف ہمت عالی سمجھ کر گوارا نہ کرینگے کہ موجب بدنامی ہوگا اور بھائیونکی
تنخواہ مین اختیار ہے ایک زمانہ یہ گذرا کہ حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین حضور عالم
نے انھین ازواج و اولاد کو محل سے نکلوا دیا کیسینے نسنا
خلاصہ جب بھائیون کی تنخواہ نصف کر چکے اسکے دینے مین برسون ہو جاتے تھے اس جہت سے
اکثر شہزادون کی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی بسبب قلت مداخل اور عدم وصول سے
مثل نواب بہادر الدولہ حسین علیخان یہ فیاض بہت تھے اور بادشاہ بھی انکی طرف سے غافل
ہو گئے آخر ایکدن تنگ ہو کر باتفاق نواب نصیر الدولہ مع سب بھائیون کے دادخواہی کیواسطے
چھاؤنی منڈیانون مین رکٹس صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے اپنا اظہار حال کیا جواب
مناسب وقت پایا وہان سے مایوس ہو کر پھرے نواب نصیر الدولہ سب سے بڑے تھے فوج
شاہی نے انکے دولتخانہ کو گھیر لیا ہر طرف توپین لگا دین جابجا پہرے بٹھا دیے آمدرفت
بند کی کئی دن تک یہ ہنگامہ صلہ رحمی گرم رہا آخر معرفت اعظم علیخان عظیم اللہ خان نے
کچھ دیکر تصفیہ کیا فی الجملہ صورت عافیت پیدا ہوئی جب سے عظیم اللہ خان دربار نواب مین حاضر

ہونے لگے اور ہر طرح سے خوشامد کرتے رہے۔ بہادالدولہ نواب حسین علیخان بھی معصور سپاہ شاہی تھے بیش سوار اور پیادے متعین تھے انکے پاس دینے کو ایک کوڑی نتھی آپ فاقہ کرتے تھے جب اس قید بیجا سے بہت تنگ ہوے ایک شب گھبرا کے گھر سے نکلے بہزار خرابی نہین معلوم کیونکر کانپور پہونچے وہان سے فرخ آباد کو چلے کہ نواب منتظم الدولہ کے پاس جاون چوبے پور کی سرا مین اوترے تھے مرزا علی حسن مرزا حاجی کے بیٹے کانپور سے انکی رہبری کو ساتھ ہوے تھے بیس سوار جنکے پہرے سے نکلے تھے انکے تعاقب مین چلے آتے تھے سرا کو گھیر لیا چاہا کہ نواب کو پکڑ کر لیجائین تہتک ہوا تھانہ دار آیا اونھین باز رکھا یہ مایوس ہو کر پھرے نواب نے اسی قصور سے برطرف کر دیا جب نواب فرخ آباد پہونچے وہان بھی صورت خلاف دیکھ کر کاشی گئے وہان بھی کوئی صورت دادرسی کی نہ نکلی عدم استطاعت و بیسامانی سے اسباب دنیا کیونکر حاصل ہون جب حضرت خلد منزل سریر آراے سلطنت ہوے حسب الطلب شاہی لکھنو آئے انکی زرتنخواہ تمام و کمال ملی۔ بادشاہ بیگم صاحبہ نے ازراہ کمال ترحم و صلہ رحمی شہامت علیخان کی بیٹی جوان نامرد تھے عقد شرعیہ کر دیا نوابنے مہاجنون کا قرض بالکل ادا کر دیا بعد کئی برس کے انتقال کیا۔

## نواب جلال الدولہ کا باخفا لکھنؤ سے نکلنا کلکتہ سے کربلا کو جانا

نواب خاص محل نے حکومت نواب معتمد الدولہ مین انتقال کیا نواب جلال الدولہ متروکہ نادری وجاگیر نواب گنج سے محروم رہے جواہر و اسباب تحفہ ماہولال نے اپنے خوف جان و مال سے نواب و خوانین کو دیا انھون نے اپنی امانت و دیانت ظاہر کرنے کو اوسے کوڑے بھی لگائے چند روز کے بعد چھوٹ گیا نواب جلال الدولہ بامید موہوم طلب انصاف کو چند روز تک دربار جایا کیے جب شنوائی نہوئی مایوس ہو کر خانہ نشین ہوے باہر نکلنا بالکل موقوف کر دیا جب اس تکلیف سے تنگ آئے ایک شب کو منّا سنگہ زمیندار کے گھوڑے پر باخفا سوار ہو کر کانپور پہونچے وہان سے ڈاک مین کلکتہ روانہ ہوے کئی دن کے بعد ہرکارون نے سرکار مین خبر کی کسی کے کان پر جون بھی نرینگی۔

جب نواب شمس الدولہ سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوئے کمال محبت سے پیش آئے
فرمایا انشاء اللہ ہم تم باہم عتبات عالیات کو چلین گے اس عرصے مین نواب شمس الدولہ
نے انتقال کیا اور چاہتے تھے کہ اپنے حین حیات مین چار لاکھ روپیہ کے نوٹ گورنمنٹ نواب
کو خرید کر دین حضرت بیگم صاحبہ ایکدن باتون مین کچھ طعنہ زن ہوئین نواب جلال الدولہ
نے جواب شافی دیا کہ مین کلکتہ مین رہنے کو نہین آیا کہ کسیکا محتاج ہونگا میرا زادراہ مین
اشرفی موجود ہین اور کچھ جواہر بھی ہے
نواب جلال الدولہ بدل متمنی عتبات عالیات تھے انکا کوئی روکنے والا بھی نتھا چند
ملازمین خاص سے جہاز پر سوار ہو بصرے پہونچے حاکم بوشہر متسلم یعنے ناظم بصرہ پالیوز بغداد نے
ہر مقام پر انکا احترام کیا طریق ضیافت ومہمانی موافق دستور ولایت پیش آئے ۔ کئی سوار
اور چاوش انکے ساتھ کر دیے جس شہر یا قلعے کے نزدیک پہونچتے تھے سلامی توپ کی ہوتی
تھی جب دورے کی زیارت سے فارغ ہوئے راہی مشہد مقدس ہوئے ناگہان مکافات
ایام نا فرجام سے منزل مابین عباس آباد ومیامی جو مختص رہزنی ترکمان ہے نواب نماز صبح
زیر درخت چنار پڑھ رہے تھے کہ دفعتہ ترکمان پہاڑ کی چوٹی سے اوتر کر قافلے کو لوٹنے لگے
اوسمین کچھ ہندی بھی تھے بعض نواب کا نام لیکر فریاد کرنے لگے نواب نے ازراہ جسارت
اونپر زجر کیا بعض نے نواب کو منع کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے آپ خاموش رہیے۔
اس عرصے مین نواب نے تپنچہ مارا۔ دونون خالی گئے حالانکہ نواب اس فن خاص کے بڑے
قادر انداز تھے ناگاہ ایک ترکمان دوڑکر نواب سے لپٹ گیا گھوڑے سے گرا دیا اور مقید کر کے
پشت پہاڑ پر جہان رہتے تھے لے گئے اور کئی من تبریزی بیڑیان پاؤن مین ڈالدین اور ہر روز
عداوت سے اشد مصائب اور آلام روحانی دینے لگے اور بہت خوش تھا کہ میرے حصے مین
نواب ہندی اور شاہزادہ ہاتھ آیا ہے ۔ نواب اوسے سمجھاتے تھے کہ تیرا گمان غلط ہے۔
مین جلا لیہ فقیر ہندوستان ہون وہ کہتا تھا بہر صورت تم مجھے پانچ ہزار روپیہ دو چھوڑ دونگا
یہ کہتے تھے کہ اگر یہی منظور ہے میرا خط بالیوز بغداد یا طہران کے پاس لیجاؤ وہ روپیہ تمھین
دیدینگے وہ کہتا تھا ہمارا آدمی وہان جا کر گرفتار ہو جائیگا۔ غرض اوس قافلے سے زن ومرد

چھہ آدمی اسیر ہوگئے تھے اور نواب ۶-آدمیون کے حصے مین تھے ایکدن نواب نے تنگ ہوکر
اوس ترکمان کی آٹھہ برس کے بیٹے کو مارڈالا اس جہت سے کہ وہ حرامزادہ سب سے زیادہ
آزار دیتا تھا کبھی انپر موت دیتا تھا کبھی منہ پر تھوکتا تھا کبھی گالیان دیتا تھا اوسکا باپ
نواب کی اس حرکت سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ تمنے اس عورت کو کیون نہ مارڈالا کہ میرا
حصہ بڑھ جاتا یعنے جتنے آدمی ۶- سے کم ہوتے اوسکا حصہ بڑھ جاتا دوسرے دن اوسکا بھائی
جو شریک حصہ تھا خفا ہوکر کہنے لگا مین آج نواب کو مارے ڈالتا ہون اور اپنے پاس سے
چلمہ دار سے نواب کی پنڈلی پر کھڑا ہو گیا صاحبخانہ نے کہا پہلے تو میرا حصہ دیدے پھر تجھے اختیار
ہے ایک دن نواب چکی پیستے جاتے تھے اور اپنی بیکسی پر رو رہے تھے اوس ترکمان
کی جورو نے رحم کیا اور ایک کرتہ اور لنگی نواب کو دی اور اپنے خاوند سے سفارش بھی کی
کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خاندان عالیہ سے ہے اسکے رونے پر مجھے رحم آیا تیرا کرتہ اور لنگی
میتے اسی دی خلاصہ نواب عجب مصیبت ناگہانی اور بلا مین گرفتار ہوے کہ خدا کسیکو نصیب
نہ کرے غرض اسیری نواب کی خبر مشہور ہوئی شاہ جمجاہ فتحعلیشاہ نے فرمانفرما ے مشہد
مقدس کو لکھا کہ کوئی صورت انکی رہائی کی ہو تو باعث نیکنامی ہے اور مزید حسنات اخروی
لکھنؤ مین حضرت خلد منزل مین یہ خبر آئی زائرین نے بھی مفصل احوال بیان کیا نواب وشن الدولہ
نائب تھے یہان کون سنتا تھا جب شہزادہ مشہد مقدس نے حاکم مازندران کو لکھا اوسنے
پانچ ہزار روپیہ دیکر نواب کو چھوڑایا نواب وہان سے طہران مین آکر مہمان خانہ بالیوز ہوے
شاہ کو یہ امر خلاف گذرا اور نہ احترام اور لوازمہ مہمانی زیادہ ہوتا بلکہ کیا عجب تھا کسی شاہزادی سے
شادی بھی ہوجاتی۔ وہانسے عتبات عالیات آئے پھر بصرے سے جہاز پر سوار ہو کلکتے
ہوتے ہوے کانپور مین ڈوہان صاحب کے بنگلے مین اوترے وہی انکا متکفل اخراجات ہوا اور
وہ تاجر جسنے پانچ ہزار روپیہ دیا تھا انکے ساتھ آیا تھا۔

## نواب کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

جب حضرت فردوس منزل سریر آراے سلطنت ہوے انکا حال سنکر از راہ صلۂ رحمی تنقہ طلب

بھیجکر بلوایا تاکہ شہر پر جلوس سواری بھیجا جب شرف ملازمت حاصل ہوئی خلعت دیا اور
کوٹھی اسمعیل گنج محلہ کہ اعظم علیخان رہتے کو دی اپنے حین حیات تک محبت کرتے رہے
تنخواہ بھی مثل اور بھائیون کے مقرر فرمائی بہرحال اوسپر قناعت کی ایکدن کمال خصوصیت
سے عرض کیا تصویر خاص مرحمت ہو کہ مین اوسے اپنا حرز جان سمجھکر ہر وقت شرف ملازمت
حاصل کرتا رہون بادشاہ نے اپنی تصویر بڑے جلوس سے بھجوائی امراسب پیادہ ساتھہ تھے
نواب ہر صبح اوسکے سامنے باداب جاکر بیٹھا کرتے تھے کہ موجب خوشنودی خاطر بادشاہ ہو۔
جب حضرت جنت مکان ہوے سبکی تنخواہ کم ہوئی انکے بھی پندرہ سو روپیہ ماہواری رہے
یہ اوسے بھی غنیمت سمجھے ازبسکہ صدمات روحانی اوٹھا چکے تھے کوئی حسرت دنیا باقی نرہی
تھی پیر نود سالہ گھل کر ہوگئے تھے وہ حسن وہ جوانی شباب سب جاتا رہا تھا کتب تواریخ کا
بہت شوق تھا دیکھا کرتے تھے غذا ایک وقت کی رہ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد اوسے بھی
قے کرکے نکال ڈالتے تھے ابتدا مین بہت موٹے تھے انگریزی حوضہ بھر جاتا تھا ڈاکٹر صاحب
کی تجویز سے مشی کرتے تھے اور قے اختیار کی تھی اس سے بہت دُبلے ہوگئے تھے نواب امین الدولہ
سے بڑا ربط تھا اس جہت سے کہ امام بخش خان انکے باپ تیراندازی مین نوکر تھے اس
خصوصیت سے ایک شب مجلس محرم مین بھی آئے تھے۔
حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین اور بھی تنخواہ کم ہوگئی تھی اوسپر بھی شکر خدا کرتے
رہے اکثر علیل بھی رہتے تھے آخر عوارض مزمنہ سے ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۴۹ء انتقال کیا حکم
بادشاہ سے کربلاے نو تعمیر حضرت خلد منزل مین دفن ہوے اسباب ضبط سرکار ہوکر نیلام ہوا
ازواج و اولاد نتھی اور نیز اسکا مدت عمر تک شوق و رغبت تہی۔

## احوال قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی

یہ دونون احوال نواب جلال الدولہ و قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی اسواسطے لکھے
کہ انکا خاتمہ اسی سلطنت مین ہوا خلاصہ مرزا حاجی مقرب خاص حضرت خلد مکان سے
پانچ ہزار روپیہ پاتے تھے اور منتہا سے عنایت انپر تھی کہ غیر از چند ساعت خواب راحت

بادشاہ کو انسے مفارقت ناگوار تھی اسی رسوخ سے نظامت سلطانپور۔ بیسواڑہ۔ سلون۔
انھون نے بھائیون کو بڑے بیٹے مرزا محمد کو دی تھی ہرچند یہ کام خالی خوف و دغدغے سے
نتھا کسواسطے کہ خوف انجام اور دشمن قوی نواب معتمد الدولہ تھا ہرچند کئی برس پیشیر سلطنت
سے انسے کمال خصوصیت تھی کہ واسطہ جواب و سوال بامید سلطنت بھی تھی شب کو باخفا آیا
کرتے تھے اور تحفہ تحائف بھی لایا کرتے تھے آخر وہ اتفاق اہل دنیا مبدل بہ نفاق ہوا۔
جب نواب معتمد الدولہ نائب ہوئے مرزا ۹ مہینے تک خانہ نشین ہوے نواب کو معرفت
دیوان بھیجا تھا بعد عہد و پیثاق صفائی باطنی منظور تھی لیکن مرزا محسن نے باوجود اس عقل
و دانش اپنے بڑے بھائی کے کلید عقل تھے برہم کر دیا جب دوبارہ عروج نواب ارفع مدارج
پر ہوا مرزا کی مصاحبت بادشاہ ٹھنڈی ہوئی خانہ نشین ہوکر پایہ محاسبہ مین آئے بابت
نظامت چکلہ ہاے مذکور مرزا نے باعتبار خود ۵ یا ۶ لاکھ روپیہ گھر سے دیکر مہاجنان بازار
سے گلو خلاصی کی اس خیال سے کہ اگر یہ خیرخواہ سرکار مین نالش کر دینگے تو معتمد الدولہ
کی بن پڑے گی اور قریب تین لاکھ روپئے کے بابت فرمائشات کے انکار و پیہ سرکار مین رہ گیا
پانچ برس تک اپنے گھر مین مع اپنے بھائیون کے قید رہے کوئی صورت نجات کی نہ نکلی اور
گورمنٹ سے زمان کرنل جان بیلی صاحب رزیڈنٹ سے قطع امید ہو چکی تھی اور یہ اسیر نازان مطمئن
تھے کہ ہمارا یکسو ہو جانا بادشاہ کے موجب صفائی کا ہو جاے گا معتمد الدولہ انکے خراب کرنے سے
کبھی غافل نتھے آخر نواب نے شیخ محمد ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے محرم راز مقرب خاص تھے
اور اونکا فروغ و رشد سارا شہر جانتا ہے کہ انکے گھر سے انھین حاصل ہوا تھا بطمع دنیا اپنے
کو موافق و متوسل کیا انھون نے بھی اپنی قدامت سے ہاتھ اوٹھایا اور بظاہر حیلہ آبروریزی
حاکم وقت سے جان کر آمد و رفت بالکل مرزا کے پاس آنیکی ترک کی اسکے سوا اپنا رسوخ سمجھ کر
درپے تخریب اپنی ولی نعمی ہوے اور نواب سے عرض کی کہ مین فقیر ہون دربار مین حاضر ہونا
میرے واسطے موجب مضحکہ ہوگا بروقت ضرورت حاضر ہونگا مگر کلاہ بغیر لباس [illegible]
پگڑی مین نے کبھی نہین رکھی اور جو بجا آوری احکام ہوگی گھر سے بجا لاؤنگا [illegible]
قبول کیا تھا۔

غرض جب ایسے گھر کے بھیدی اور محرم راز جمع ہو چکے ایک سپاہی مفلوک و پریشان حال کو دم
دے کر سکھا کر واسطے قتل نواب کے وقت شب بارہ دری مین بلایا کہ تو ننگی تلوار ہاتھ مین لیے
چلا آنا جسے ہم کہین گے تلوار مارنا تجھے بہت کچھ ملیگا مرتا کیا نہ کرتا اوس اجل رسیدہ نے
قبول کیا خلاصہ جب وہ رہبری جاسوسون سے قریب نواب کے پہونچا اوسکے انتظار مین نواب
پیشتر سے باہر نکل کر بیٹھے تھے اور اصحاب یار غار بھی اونکے مسلح حلقہ باندھے بیٹھے تھے
اوسے دیکھ کر کہنے لگے وہ آتا ہے وہ آتا ہے ایک شخص نے پکار کر اوس سے کہا ارے مار
تلوار نواب کو چاہتا تھا کہ تلوار لگائے اصحاب نے مل کر اوسکا پہونچا مروڑ ڈالا نیم جان اوسے نواب کے
پاس لائے کہنے لگا مجھسے دغا کی یہ کہہ کر گر گیا حاضرین نے کہا یہ ہذیان بکتا ہے اسکے حواس
درست نہین خلاصہ صبح کو اوسکے پاؤن مین رسی باندھ ہاتھی سے کھچوا کر بازار مین تشہیر کیا
لیکن سب پر اس جوڑ کی اصل حقیقت کھل گئی اگرچہ بہت حاکم وقت سے ہم تجو تھے اور ایک ٹیپ
ہندی تحریر مہاجنی اوسکے بازو سے کھول کر مشہور کیا تھا کہ مرزا حاجی نے اس سپاہی کو واسطے
قتل نواب کے بھیجا تھا بادشاہ کو پرچہ اخبار گذرا حالانکہ اوس ٹیپ کی پشت پر حساب مٹھائی کا
لکھا ہوا تھا دوسری طرف انعام قتل شیخ ناسخ اسکی صداقت کو در دولت پر حاضر ہوے بادشاہ
کے سامنے روبکاری کو گئے میر غلام علی رسالدار جو قریب خاص مرزا تھے وہ بھی حاضر ہوے
بادشاہ نے صمصام الدولہ مرزا جعفر کو حکم کیا تم کو اسکی تحقیق کرا دی ہر صورت خیر خواہ و دوست
حقیقی نواب تھے انھون نے پہلے شیخ ناسخ سے تصدیق چاہی کہ یہ ٹیپ کیسی تھی انھون نے
مناسب وقت سمجھ کر جو اشیا عداوت دیا مرزا جعفر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہو صادق ہے ایکطرف
اور شیخ ناسخ ایکطرف سے انکو حکم ہوا اپنے گھر جائیے دوسری گواہی میر غلام علی کی جو دی
یہ سید بنی فاطمہ تھے کب جھوٹے ہو سکتے ادا حال تھا تم جانتا یہ سب محض افترا اور جال ہے مجھے
مطلق اس حال سے خبر نہین حکم ہوا انھین احاطہ راجہ درشن سنگھ مین لیجا کر وہان طوق زنجیر
مین مسلسل ہوے بعد کئی مہینے کے عشرہ محرم مین اسی زندان شام مین مر گئے اور اپنے آبا
کرام سے ملحق ہوے یہ ادنی شعبدہ اس زمانے کا تھا۔
اب شیخ صاحب کا حال مفصل یہ ہے کہ مرزا حاجی کی قید مین ہر وقت حاضر رہتے تھے جب انتہا ے

ب ہوا کہ مبادا ارادے سے پکڑ جایئن گھر مین بیٹھہ رہنے تھا جب یہ جوڑ بند تھا پہلے چوبدار سلطانی
لو آیا انھون نے کہا تم ٹھہرو جبتک مین تدبیر سواری کی کرون پگڑی بندھواؤن ـ
مین خواجہ محمود کے قوال کے پاس جاکر ایک ڈولی تمھارے واسطے لے آؤن اوس وقت
ہے کہ رنگ بے طور نظر آتا ہے سامان جینے آبرو کی ٹلا ہے چوبدار ڈولی لینے گیا شیخجی
دازے پر شیخجی لگا سر پر چادر اوڑھے باہر نکلے اور اپنا دوست و شاگرد خاص جانکر
ے پاس گئے اور کہا مجھے دو تین دن تک اپنے گھر مین چھپا رکھو جبتک کہ شہر سے باہر
ی اونھون نے نخوت حاکم وقت سے ڈر کر کہا کہ میرا گھر مفت برباد ہو جاوے گا ظلم
رہتا ہے شیخجی نے کہا کہ ایک حجام بلا دو مین داڑھی مونچھ منڈوا کر بیراگی بنکر شہر سے
آغا نے کہا اگر حجام سرکار مین کہدے تو بھی بجبیر آفت آئیگی اب شیخجی پر ثابت ہوا کہ
سوخ ثابت کرنیکو کہدین تو کیا عجب ہے اسی عرصے مین جب چوبدار آیا یہ حال دیکھ کر
ہر کی میر اسد نواب کے حکم سے گھر پر آکر پکار کر کہنے لگے کہ بہر صورت شیخجی کو امان ہے
ے مین جسنے اپنے گھر مین چھپایا ہوگا وہ البتہ ذلیل و خوار ہوگا یہ منادی کرکے پھر آئے
ر ٹھیک دو پہر کو میر اسد کے دروازے پر پہونچے سپاہی سے کہا کہدو ناسخ حاضر ہے
رہتہ باہر آئے اور بہت احترام سے اندر لیجا کر اپنے مسند پر بٹھایا آغا توکل نے اپنا بیٹا
کر دیا تھا کہ مبادا شہر کے باہر چلے جاوین میر صاحب سے اوسنے کہا کہ ہم امانت سرکار کو
میر صاحب نے اونسے کہا کہ آپکی عزت کے ساتھہ میرا سر حاضر ہے اور نواب سے جاکر کہا
پاس رکھو دوسرے دن جب روبکاری مذکور ہو چکی اپنے گھر بسلامت آئے سپرد
نے مقرر کیا بس انکا رسوخ و اعتبار دن بدن بڑھنے لگا جو مقدمہ جعل و فریب کا
ا ان سے کہلا بھیجتے تھے یہ اوسے اپنی بندش شاعری سے موزون کر دیتے تھے
اسیطرح اکثر مشاہیر لکھنو بھی حاضر رہتے تھے ـ
ل شیخجی کا یہ ہے کہ جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوئے شیخجی نے محض خوشنودی مزاج
ایک غزل کہی تھی بقافیہ گرسخیتہ یعنے دکانچو برائے پختن شلجم گرسخیتہ) اور پھر اونکے
یخ باز گرسخیتہ لکھہ کر مشہور کی تھی محمد خان قوال نے اس غزل کو نواب کے سامنے

گایا تھا ہزار روپیے انعام کے ملے تھے ہم صحبت تو آپنے بہت خوش ہو کر اسپر مضحکہ اور تعریف
کی تھی منتظم الدولہ نے ایک چوبدار انکی طلب کو بھیجا اوسے انھون نے پندرہ روپیہ
دیکر ٹھنڈا شربت پلایا اور تدبیر سواری اور پگڑی کی فکر مین ٹہلنے لگے وہ مرد بیگر تھا سرد
شربت پی کر اور بازار کی مٹھائی کھا کر غنودگی نشہ کی اوسے پیدا ہو گئی سو گیا شیخجی نے
عصا پیرا کو کٹھری مین رکھ کر باہر نکلے سیدھے فقیر محمد خان رسالدار کے پاس پہونچے
خانصاحب نے منشی گنج بہاری کے میانے مین بطریق سواری زنانہ سوار کرکے کول تار
بھیجدیا وہان سے کانپور رہے ہوے الہ آباد مین شاہ ابو المعالی کے مہمان ہوے پھر
وہان سے بر خاستہ خاطر ہو کے کانپور مین مرزا علی محمد کے مہمان ہوے جب منتظم الدولہ
معزول ہو کر فرخ آباد گئے شیخ جی پھر بسلامت لکھنؤ آئے مرزا حاجی جب وزارت اعتماد الدولہ
مین آگئے تو شیخ جی کو نسبت اپنے انتقام منتقم حقیقی پر رکھا۔
جب حضرت فردوس منزل ہوے شیخجی کو سو روپیہ ملنے لگے اور ہر سال قطعہ سال جلوس پر
خلعت بھی عنایت ہوتا تھا اور معتظم الدولہ کی سفارش سے مرزا جی صاحب دوست قدیم
شیخ جی کو سو روپیہ ماہواری کا نوکر رکھوا دیا تھا حضرت جنت مکان کے عہد دولت
مین از راہ تخفیف برطرف ہوے مگر صاحب سلیقہ تھے جس قدر سرکار نواب محسن الدولہ سے
ملا صرف بیجا نہین کیا تھا بیٹون کی تعلیم مین قصور نہین کیا تھا حکیم زین العابدین اونکا
بیٹا شاگرد حکیم مرزا محمد علی طبابت کرتا ہے چلن سے چلتا ہے بعد کئی برس کے شیخجی نے
انتقال کیا بموجب اپنی وصیت کے جس گھر مین رہتے تھے اوسی مین دفن ہوے فی الحقیقت
فن شاعری اور تحقیق و تصحیح الفاظ مین اونکا نظیر نتھا بہت سے شاگرد رشید اس شہر
مین ہوے غرض سبب دیباچہ احوال شیخصاحب کا تھا برسبیل تذکرہ جس قدر آنکھون سے
دیکھا نہ کہ از راہ نفسانیت بیان کیا ہو کئی برس تک مرزا حاجی کے دربار مین بندے کا
آنا جانا اونکے ساتھ رہا ہے خلاصہ نواب معتمد الدولہ کئی برس تک مرزا حاجی کے اخراج شہر
کی فکر مین رہے جب بادشاہ سے اونکے اخراج کو عرض کرتے تھے بادشاہ فرماتے تھے
اسکو پڑا رہنے دو رہنے دو تمھارا کیا نقصان کرتا ہے ایکدن نواب نے قید مین مرزا کو

بواسطہ میر ابراہیم و میر شاہ علی رقعہ اہتمام حجت بھیجا کہ اگر مجھے دستخطی رقعہ مرزا الکفین اس مضمون کا کہ آپ کے بانی مبانی محمد آفرین علیخان تھے بین تھا اب مین تمھاری اطاعت سے باہر نہونگا جب عہد و میثاق فیما بین مین ہو جائیگا پانچ ہزار کا مواجب کار شاہی سے مقرر کرواد ونگا اور اپنا کار نیابت بھی اونسے لونگا بعد غور و تامل مرزا نے جواب صاف دیا کہ مجھسے کسیطرح اطاعت تمھاری نہو سکے گی اور نہ مین صاف ہونگا کسو اسیطے کہ یہ صاحب دل سے نہ بھولین گے سچ تو یہ ہے مجبور ہون آخر کار نواب نے بادشاہ سے بصورت اجازت خواہی سے کرد سوین تاریخ ربیع الثانی روز چہارشنبہ ۱۲ ہجری مطابق ۱۸ عیسوی راجہ بختاور سنگھ نائب ٹھیری سنگھ وزیر اودھ بادشاہ مع باربرداری گاڑھی چھکڑے ۔ کہار ۔ اسباب ضروریات اور سپاہی لیکر آئے کئی دن تک انہر محصل رہنے کوئی عذر لسنا اور نہ بادشاہ سے جاکر اسکا عذر واجبی ہو سکی خلاصہ چار و ناچار پیادہ پا اپنے گھر سے نکلے سوار نہوسے سارا شہر جا بجا جمع ہوکر قدرت خدا کا تماشا دیکھنے کے لیے کھڑی تھی اور معتمد الدولہ کو اپنی زبان سے مناسب وقت کہہ رہا تھا انکے گرد حلقہ سپاہ تھا او سوقت ان اسیران ظلم اور اجتماع خلائق سے کیفیت بازار دمشق ظاہر تھی چوک مین کسی سپاہی سے تکرار ہوئی ایک ہنگامہ ہو گیا تھا راجہ نے بمنت و سماجت ان سبکو سوار کرکے شہر کے ناکے کے باہر کر دیا قریب شام یہ قافلہ تکیہ بو علیشاہ پر پہونچ کر رات وہاین لبسر کی صبح کو روانہ کانپور ہوسے پہلے کانپور مین کرایے کے مکان مین رہے اوسکے بعد ایک بنگلہ پریڈ پر مول لیکر رہے نواب نے انکے مکانات سب نواب محسن الدولہ کو دیدیے کہ اگر انکی رجعت شہر مین ہوگی تو انسے کوئی نہ لے سکیگا چنانچہ آج تک اونھین کے قبضے مین ہین نسبت اوس زمانے کے اب شارع عام سڑک پر ہوگئے ہین ۔

## مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا اور پھر کانپور جانا

نواب منتظم الدولہ عجب صاحب ہمت تھا اور ہمیشہ متجسس اپنی نام آوری کے رہتے تھے ہر چند زمان سابق کے جہت مرزا مین اور انہین صورت ناموافقت جیسا اہل دنیا کو طمع دنیا سے

ہوتی ہے نتھی لیکن اپنے دل سے گذشتہ رہے اصلوٰۃ پڑھکے مرزا کو بلوا بھیجا دوسو روپیہ
درماہہ کر دیا اور اپنا قوت بازو سمجھکر ہم پیالہ ہم نوالہ بنایا اور اس زمانے مین جتنے شہر
بدر ہوے تھے سبھون نے اپنی عافیت سمجھکر اوسی امید پر کہ اگر وزیر ہو جائین گے
ہمارا بھی بھلا ہوگا اور منتظم الدولہ بقدر حال ہر ایک کی اعانت بھی کرتے تھے چنانچہ
صاحب اخبار کلکتہ نے چھپوایا کہ معتمد الدولہ کی جہت سے فرخ آباد کا شہر رشک
جزیرہ نپولین ہو گیا ہے غرض یہ سب قافلہ شب و روز منتظر تائید غیبی رہتا تھا اور
منتظم الدولہ کیواسطے سامان امارت جیسا چاہیے حاصل تھا مگر وزارت لکھنؤ کے متوقع
رہتے تھے اور جب یہانکی بے انتظامی اور تکرار ہی سنتے تھے افسوس کرتے تھے مرزا حاجی اونکے
بھائی بھی سمجھین کیا اگر وہ گھر برباد ہوتا ہے یہ کہتے تھے جس گھر کی بدولت ہمارا گھر بنا ہے
وہ بگڑا جاتا ہے ہم ہین کیونکر افسوس نہو غرض جب حضرت خلد منزل نے نواب کو بلوایا مرزا
حاجی بھی برفاقت اونکے ساتھ آئے عیال اور بھائی بھی اونکے ساتھ آئے منتظم الدولہ
کی صورت قیام اعتماد الدولہ کی جہت سے ہوئی مرزا حاجی اور [illegible] ہوکر بوقت
اعتماد الدولہ لکھنؤ مین رہے املاک پدری جو فرنگی محل مین تھی بحکم سرکار ملی اور وہی دوسو
روپیے کا مواجب جو منتظم الدولہ دیتے تھے سرکار سے مقرر ہوا اور املاک ذاتی اونکی جو
گھسٹ پالی مین تھی نواب محسن الدولہ کے جہت سے نہ ملی مرزا دربار مین وقت چاہے باقی
جاتے تھے سلام کرکے چلے آتے تھے ہر چند منتظم الدولہ کو اونکی وضعداری سے خلاف گذرا
بلکہ ایسا بخانتے تھے کہ میری رفاقت سے ہاتھ اوٹھائین گے مگر اہل دنیا اپنی غرض کو
مقدم سمجھتے ہین انکو شہر کا رہنا غنیمت ہوا۔

جب نوبت وزارت بنواب روشن الدولہ پہونچی مرزا بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ ہمارے
عزیز بہت خوش ہوے کہانتک حقوق صلہ رحمی سے پیش نہ آئین گے اور کیا عجب ہے کہ
صورت فلاح بھی نکلے۔ نواب روشن الدولہ ایکدن انکی ماں کے پاس آئے یعنی خاص صاحبہ
کو سبھون نے نذر دی کسیطرح کا خدشہ نرہا وہان بستہ صاحبان کنبوہ تھا وہ محرک
انکے اخراج بلد کے ہوے نواب نے کسیطرح کی رعایت برادری انکی بلکہ قطع صلہ رحم کیا

پھو بدار سلطانی اخراج کو متعین کیا مرزا مع مرزا علی حسن اپنے بیٹے کے پھر کانپور پھونچے
دوسرے دن نواب نے اپنی رفع ندامت کو مرزا محمد بڑے بیٹے و مرزا مبارک علی کو خلعت
دوشالہ رومال دیا مرزا علیحسن سے ایک طریق خاص سے چشمک تھی اور دو ہزار سالانہ
مرزا کے واسطے مقرر کر دیا وہی دو سے روپیہ کی حساب سے گویا نمازی کا ٹکا تھا۔

## مرزا کا پھر لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

القصہ مرزا صاحب حالت تعطلی و خانہ نشینی مین رامپور گئے نواب محمد سعید خان بہت
احترام سے پیش آئے اس جہت سے کہ کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنٹی مین یہ بہت
اونکے کام آئے تھے لیکن اپنے پاس انکو نوکر رکھا مرزا علی حسن انکے بیٹے کو اخبار و افسری
پلٹن دی مرزا رامپور سے پھر کانپور آئے اوسی دو ہزار مین اپنی بسر کرتے رہے۔
جب نواب امین الدولہ کانپور اور لاہور کی توپین دیکھنے گئے۔ مرزا نے ملاقات کی نذر
دی کربلا کے قریب جو باغ تھا انھین نذر دیا نواب نے سات ہزار روپیہ انھین دیے۔
حالانکہ اس باغ کے پختہ کنوؤن مین سترہ ہزار روپیہ صرف ہوے تھے اسکا قصہ بھی
چند در چند ہے بنگلہ کانپور کا رہن تھا اوسے چھوڑایا نواب سے صورت آشتی پیدا ہوئی بلکہ
نواب کو منظور تھا کہ انھین اپنا پیشدست کرین لیکن اہلکارون نے نہونے دیا حالانکہ
یہ اونکا گمان فاسد تھا انسے بھی نہوسکتا گو کہ نام مرد بہ از مرد تھا۔
خلاصہ حضرت سلطان عالم کا زمانہ ہوا۔ علی نقی خان حضور عالم ہوے یہ بھی انکے رشتہ دار تھے
نواب اکرام الدولہ بیٹے نواب شریف الدولہ احمد علیخان نے نظر باتحاد قدیم و قرابت
معرفت مرزا محمد بڑے بیٹے کے کانپور سے بلوایا وہی دو ہزار روپیہ سالانہ ملتے
تھے بلکہ لکھنؤ مین تنخواہ اکرام الدولہ حضور تحصیل تھے اوسمین سے دیتے تھے بعد چند روز
کے عرضداشت کی اجازت قیام لکھنؤ ملی چنانچہ ۲۰ تاریخ ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۲ہجری
مطابق ماہ فروری ۱۸۵۶ عیسوی پہلے کربلاے میر خدابخش مین آئے اکرام الدولہ
انکے لینے کو آئے روبروے ضریح مبارک جا کر ان سے عہد و پیمان لیا کہ اگر احیا تا بادشاہ

اور تمسے مثل زمان سابق کسیطرح کار سورخ نکلے تو حضور عالم سے نہ بگاڑنا پھر اہلکارون نے
چاہا کہ یہ کانپور مین بھیجے جاوین اکرام الدولہ اسلیئے مستعد ہوئے کہ انکے ساتھ مین بھی کانپور
چلا جاؤنگا جب نواب مجبور رہے اکرام الدولہ اپنے ساتھ نواب کے پاس رہ گئے خلعت
دیا املاک پدری مین اکر رہے مجالس محرم یا اور کسی تقریب مین حضور عالم کے پاس
جاتے تھے مرزا حیدر صاحب سے وقت تقدیم تھی اکثر اون سے ملاقات رہتی تھی اونکو
گمان غلط تھا انکی طرف سے وہ زمانہ حقیقت [illegible] کا تھا حسن وسیلہ اور خدمتگذاری
سے انکا تقرب ہوا تھا یہ سوا اسکے کسی کام کے نتھے آخر ۱۲۸۳ ہجری مطابق
۱۸۶۶ عیسوی انتقال کیا چاولی باپ کے دفن ہوئے سوا اسکے چند قبر کے جتنی املاک
انکے باپ کی تھی سب پچیس ہزار روپیہ صرف ہوا تھا اور کسی غریب کا مکان ایسے حکومت
نہین لیا تھا داخل [illegible] شمار عام ہوئے [illegible] اسلیئے گھر مین قبر کرنا اچھا نہین -

جنرل سلیمن صاحب بہادر کا سیاحت ممالک محروسہ کا جانا شوکت الدولہ
سفیر شاہی کا سفارت سے معزول ہونا امین الدولہ کا ہونا

۱۳ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۴۹ع جنرل سلیمن صاحب بہادر مع کپتان [illegible]
واسطے رخصت سیر وسیاحت ممالک محروسہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم دسمبر
مع عملہ دفتر فارسی و انگریزی روانہ بسمت بہرائچ ہوئے یعنی براو العین ممالک محروسہ
مقامات قلب وجنگل معمورہ وغیر معمورہ وحال رعایا راجہ تعلقدار سرکش وتمرد کا دیکھین
اسکے سوا جو باطن مین مکنون خاطر تھا جسکا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا فعل عبث نہ تھا -
رزیڈنٹ ہمیشہ حاکم وقت کے ساتھ ہوتا تھا شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی
راجہ بختاور سنگہ مہتمم لشکر رسد رسانی وغیرہ ساتھ ہوئے حضور عالم چھنٹ تک مشایعت
کو گئے صاحب بہادر نے ابتدا اور انتہا ہر ضلع کا سفر کیا اور زمین ممالک محروسہ اور پیدائش
اور محاصل ہر بگہہ کا تخمینہ کیا تعلقدار ناظم حاضر ہوتے تھے معرفت سفیر شاہی حاضر ہوتے
تھے جو اونسے پوچھا اوسکا جواب پایا جب علاقہ بیسواڑے مین نواب گنج امین الدولہ

میں آئے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات کے شطرنج کا کھیل کر چلے آئے۔
اور صاحب موصوف اس دورہ میں راجہ دگبجے سنگھ رئیس موروثی راج بلرامپور
سے بہت محظوظ رہے اور ساتھ اسکے اوسکے لیے از روی قدردانی انگی ولایت یہ چٹھی یادگار
بدستخط و قلم خود لکھ کر دی۔

(ترجمہ چٹھی جنرل سلیمن صاحب بہادر ریذیڈنٹ لکھنؤ)

میں دگبجے سنگھ راجہ بلرامپور کو دو برس سے جانتا ہوں آدمی خوش چلن وذی لیاقت
نہایت ہوشیار ہیں اور شاہ اودھ کی رعایا سے خوشتر گزار ہیں نہایت نیکنام ہیں
مجکو یقین ہے کہ یہ شخص بہت ایماندار ہے اور جو کچھ مناسب ہے اوسکا شوق رکھتے
ہیں انھیں انگریزی میں شوق زیادہ ہے وہ شمال ضلع بہرائچ کی بدطینتی سے اپنے
علاقے کے تعہد میں بہت سخت بڑی بڑی تکلیفیں اوٹھائے ہیں فقط

دستخط ڈبلیو ایچ سلیمن
مقام لکھنؤ سنہ ۲۔ مارچ سنہ ۱۸۵۲ء

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۴ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ الیہ مطابق
۲۶۔ فروری ۱۸۵۲ء وقت شام پہلے شاہ منزل میں تشریف لائے اس جہت سے کہ
مرزا ولیعہد استقبال کو گئے تھے اور بادشاہ تفریحا کہیں تشریف لے گئے تھے اوسدن ملاقات
نہوئی ہار و عطر لیکر رخصت ہوے۔ ۶۔ مارچ قریب شام بادشاہ رزیڈنٹی میں تشریف
لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھ احوال سیر و سیاحت ملک راجہ و تعلقداروں کا مذکور
ہوا۔ بعد ازاں مراجعت فرمائی۔
شوکت الدولہ سفیر شاہی ۵۔ مارچ مطابق ۱۳۔ ربیع الثانی عہدہ سفارت سے موقوف
ہوے وہ جو مولوی ذاکر علی نے اونسے کہا تھا کہ ذرا آپکا مرزا وصی علیخان سے مقابلے کا
ارادہ کرنا وہ صادق آیا عجیب اتفاق ہوا کہ لشکر میں سفیر کی لونڈی انکی بی بی کے
جور و ظلم سے بھاگ کر ریذیڈنٹ کے خیمے پر جا کر فریاد کی اور صاحب سے بالمشافہ سب احوال
جور و ظلم کا بیان کیا صاحب نے کمال انصاف سے احوال خانگی سنکر اپنے دربار سے منع کیا

اور مقدمہ کنیز سپرد مرافعہ شرعیہ جناب مجتہد العصر کیا غرض چاہ کندہ را چاہ در پیش ہوا تاہم
مرزا وصی علیخان کو جناب مجتہد سے خصوصیت تقلیدی تھی بعد روبکاری فتوے غریب
بدستخط خاص ہوا کہ ایسا ظالم قابل ایسی خدمت جلیلہ کے نہوتا پس اس علت خارجہ سے
سفیر موقوف ہوئے سہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔

روز سہ شنبہ ۲۷ ربیع الثانی مطابق ۱۲ مارچ خلعت سفارت محض تجویز خاص بادشاہ
مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسنخان بہادر معالج خاص بادشاہ کو عنایت ہوا محمد خان مع
عیال و اطفال روانہ فرخ آباد ہوئے انکے بڑے بھائی مختار خانہ رئیس فرخ آباد کے تھے

## گنگا بخش زمیندار تعلقہ بہٹا ئی ممالک محروسہ

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بہٹائی بسبب تمردی اور سرکشی زر واجبی سرکار مین نادہندگی
کرتا تھا فوج شاہی اوسکے استیصال کو گئی اور بحکم صاحب رزیڈنٹ چھاونی سے ایک
کمپنی مع توپ اور افسر انگریز موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ بھی گئی تھی اوسکی گڑہی
کو گھیر لیا ایکدن صاحب افسر نے دلیرانہ حملہ کیا گڑہی کو ناچیز و بے حقیقت سمجھکر اور فوج
سرکار پر طعنہ زن ہوا افسرون نے کہا کہ زمیندارون کی لڑائی کا ڈھنگ اور ہوتا ہے
آپ اتنی جلدی نہ کیجیے اسمین اکثر خطا دیکھی ہے صاحب نے نمانا دفعتہ پورش کی زمیندار
گھبرا کر پھاٹک کھول کر باہر نکلے ایک باڑھ ماری قضارا گولی صاحب کے لگی کام آئے
اونکی نعش چھاونی منڈیاؤن مین آکے دفن کیا زمیندار خوف جان سے بھاگا فوج سرکار تعاقب
مین رہی ۔

جب سرچارلس نے سپرصاحب کمانڈر انچیف سنا یہ ماجرا سناہت ناگوار گذرا اور خلاف
رائے نواب گورنر جنرل بھی ہوا کئی مہینے تک اونکی [illegible] صاحب رزیڈنٹ سے رہی
زمیندار ہر طرف کئی مہینے تک بھاگتا پھرا جب [illegible] بہت گھبرا یا کہین مقام
روپوشی و پناہ نپایا اکثر ادسکے نوکر بھی مجبوری عملہ شاہی سے سازش کرنے لگے اور عورات
جو اوسکے ساتھ پھرا کرتی تھین وہ بھی اپنی جان سے تنگ آگئین تھین کہ اس گردانی سے

کوئی ہمین مارڈالے تو بہتر ہے چنانچہ نواب منورالدولہ شکار کو جاتے تھے گنگابخش حاضر ہوا عرض کی کہ اگر آپ میرا جرم صاحب سے معاف کروا دیجیے تو میری جان بچیگی اور آپکی نیکنامی ہوگی نواب نے اوسکو اطمینان کیا کہ جب لکھنو پھر آونگا جہانتک ہوسکے گا صاحب سے کہونگا اس امید پر اوسکا وکیل نواب کے پاس حاضر رہتا تھا اس عرصے مین مرزا وصی علیخان معتوب رزیڈنٹ متوقع رسوخ صاحب اس کارسازی کے وسیلے سے ہوے اور اسے اپنے حق مین مژدہ غیبی سمجھکر کمرہمت باندھی کہ اگر یہ مجرم سرکار یہن میرے ہاتھہ آجاویگا تو غالب ہے کہ موجب رفع الزام خاطر صاحب ہوگا اور سرکار شاہی مین زیادہ موجب وثوق و نیکنامی ہوگی اوسکی صورت یہ کی کہ شیخ قطب الدین شیخزادہ ہاے لکھنو خویش شیخ احمد بخش داروغہ دیوانخانہ نواب امین الدولہ انکا علاقہ دیہات زمینداری اسی زمیندار کے علاقے کے قریب تھا زمیندار زمیندار سے مطمئن ہوتا ہے مرزا وصی علیخان سے انسے بھی خصوصیت تھی باہمین تصفیہ کرکے شیخ نے دم دیکر اور اپنا رسوخ اور اعتماد سے زمیندار کو راضی کیا کہ ہم تمہارا تصفیہ بخوبی کرا دینگے اور نواب منورالدولہ سے تمہارا تصفیہ بخوبی ہوجایگا اوس اجل گرفتہ کو اسکا یقین ہوا چنانچہ پہلے ایک خط مہری احمد علیخان لاکر اوسے دیا کہ یہ مہر خاص اونکی قدیم مہر ہے اور قرآن شریف بھی بضمانت دیا وہ بہت صاف اور خوش ہوا سمجھا کہ ایسے نام کی مہر بہت ہوتی ہے مرزا وصی علیخان نے اپنے رفع الزام کو پرچہ پیام اس باب خاص مین سرکار شاہی سے رزیڈنٹ کو بھجوایا اجازت کلی لے لی خلاصہ زمیندار اوسی خط مہری اور شیخ کے اطمینان سے غافل خط تقدیر خریدہ میانے مین سوار ہو مع اپنے بیٹے کے مقام معینہ پر آیا اور اپنے ہمراہیون کو جدا اگانہ چھوڑا شیخ جی کے ساتھ لکھنو کو چلا مرزا وصی علیخان کو اپنا استقبال استیصال تصور کیا مرزا صاحب نے مع اپنے معتمدین و جان نثار کے کمرہمت باندھی ۱۸ شوال روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۶ ہجری مطابق ۲۵ اگست سنہ ۱۸۵۰ عیسوی مع ایک جاسوس اور چوبدار سلطانی و فرمان شاہی درباب اطاعت فوج سرکار لیکر چلے اس خیال سے کہ مبادا افسران فوج وقت دستیابی اپنی ناموری سمجھکر اسیر کو چھین لین تو میرا سارا کھیل بگڑ جایگا

غرض جب گگرا ل ندی سے پرے شام ہو گئی تھی اندھیرے سے وہ اجل گرفتہ آتا تھا
دفعۃً جب نزدیک پہونچا ایک دفعہ باڑھ داغی بندوقین رعب کے واسطے مارین اوسوقت
وہ دام بلا تواب مرگ سے چونکا میلے سے کود پڑا سپاہی ہر طرف سے دوڑے جھٹ
پکڑ کر مشکین باندھ مرزا کی فنس مین ڈالدیا دروازے بند کر دیے اسیطرح اوسکے بیٹے
کو بھی پکڑ لیا تھوڑی دور تک مرزا اوسکے بلوے سواری مین چلے پھر پالکیان ایک جوکی
پر شہر سے اس عرصے مین فوج شاہی بھی [illegible] سرحد کو آپہونچی چوبدار نے فرمان شاہی
دیکھا دیا [illegible] سباب ہو گئے قریب نصف شب دولت پر پہونچے اتفاقاً اوس شب بادشاہ
رونق افروز خورشید باغ نواب [illegible] شب خبر
اسیر پہونچی حکم ہوا راجہ ٹھاکر سنگھ [illegible] کر دو اوس شب پنجشنبہ کو چندی تھی
بادشاہ وقت عصر کربلاے میر خدا بخش مین بھی زیارت کو آئے تھے خلقت شہر کا بڑا ہجوم تھا
صبح روز جمعہ مرزا نے حضور عالم سے ساری کہانی بیان کی ہر طرف سے صداے این کار
از تو آید و مردان چنین کنند کی دھوم تھی روز یکشنبہ خلعت [illegible] پارچہ مع ہاتھی پالکی ملا
شیخ قطب الدین جنھون نے حق ہیبات زمینداری ادا کیا تھا فقط دوشالہ رومال دوسرے
دن مرزا کی سفارش سے دس ہزار روپیہ سرفروشی کو انعام کے ملے ۲۹ ماہ اگست کو
صاحب رزیڈنٹ بتقریب تہنیت عید بادشاہ کے پاس آئے اطلاع اس سانحہ کی اور تبلیغ
حسن خدمت مرزا کی گوشگذار صاحب کردی کہ اکنون حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را
ایک دوست نے مرزا سے کہا اب آپ کے باب مین صاحب سے احتیاج کسی کی گواہی
کی نرہی فی الحقیقۃ آپ ایسے ہین مگر صاحب رزیڈنٹ آپ سے کبھی جہان نہونگے جب
رستم کو چاہیے آپ پکڑ لاییے۔

خلاصہ اسکی روبکاری صاحب رزیڈنٹ سے ہوئی بعد تحقیقات و بموجب فتوی اقتل مجتہد العصر
سلطان العلماء دین تاریخ شہر ذیقعدہ روز چہارشنبہ ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۵ ماہ ستمبر ۱۸۵۳ء
گنگا بخش اور اوسکے بیٹے کو وقت صبح [illegible] اکبری دروازہ سلیح قصاص مین باہتمام لاے
گردن مارنے کو لیکن تا دم قتل مقتولین کو تحسین [illegible] قرآن شریف پر تھا یعنی واللہ عزیز

زود انتقام ہے چنانچہ تین دن پیشتر اسکے یہ باپ بیٹے سپرد کو توالی ہوے تھے آب و دانہ چھوڑ دیا تھا کوتوال نے سمجھا یا کہ چودھری اب غم و غصہ کھانے کا وقت نہیں ہے جو ہونا تھا ہوا تم کچھ کھاو میری خاطر سے اوسنے چند سنگھاڑے بازار کے کھائے اور کہا کہ اب ہم گنگا نہیں جانتے مگر قرآن شریف کو جانتے ہیں اوسوقت حاضرین کے آنسو نکل پڑے کوتوال نے کہا میں حکم حاکم سے مجبور رہوں اب تمھارا اعتقاد قرآن شریف پر ہے تو اسکی عدالت بھی دیکھوگے وہی صورت ہوئی۔

دنیا عجب مقام عبرت اور انتقام بعدالت ہے مرزا اس کارفرمائی سے بہت نازان تھے مگر سوائے بدنامی کے اسکا ثمرہ کچھہ نہوا بہت تعجب ہے کہ ایسا مومن نمازگذار دیندار مجالس مین ہزار ہا روپیہ صرف کرنے والا مرتکب ایسے قصاص بیمحل کا ہوا اور پھر اوسکا حاصل بھی نہ دیکھے امام سے کیسی خصوصیت ہو مگر وہان بھی عدالت ہے قید کسی مذہب کی نہین چلاسبہ اسپر چند روز نہ گذرے تھے کہ مرزا ایک خاص مرض لا علاج مین گرفتار ہوے کہ نسبت اسکے اسمین بھی ممتاز ہوے یعنے حلق سے کوئی چیز نہین اوترتی تھی اور روز بروز بلکہ ساعت بساعت نعمتی اور سوکھتے جاتے تھے ہر اطباے حاذق اور علما ملان ماثورہ اور نذر نیاز ہر اماکن مشرفہ مین بہت خشوع و خضوع سے کرتے رہے بلکہ عوام کے کہنے سے بطریق ہنود ہوم بھی کیا صاحب عامل ہوم سے زمیندار نے کہا کہ مین اسکی چھاتی سے نہ اترونگا آخر مرزا کا مقولہ یہ تھا کہ میری املاک اور سب مال و دولت دنیا کوئی لیوے اور مجھے ایک دوکان رہنے کو دے اور کچھہ سد رمق کھانے کو دے مگر اجل اور انتقام نے نچھوڑا مر گئے اسمعیل گنج کی حویلی اپنی مین دفن ہوے اب وہ سارا محلہ داخل سڑک ہو گیا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

## انتقال حضرت مریم مکانی

۱۲۔ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۱ھ مطابق ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۴۵ء قریب شام حضرت مریم مکانی نواب ملکہ آفاق عرف کشو بیگم صاحبہ خاص محل حضرت فردوس منزل بیٹی نواب امام الدینخان نے ہیضہ وبائی سے انتقال کیا بعد حضرت جنت مکان جب بادشاہ دولتخانہ قدیم اور

اور قیصر باغ مین رہنے لگے اور فرح بخش کو بدیمن سمجھکر چھوڑ دیا حالانکہ وزارت سے
تخت نشینی اسی مقام سے ہوئی تھی ہر چند صاحب رزیڈنٹ نے سمجھایا فرمایا مجھے وہانکی
آب وہوا موافق نہین اور آپ بھی تو رعایت ہوا کرتے ہین مگر حکم کیا کہ آٹھوین دن
جو روز دربار عام مقرر کیا ہے سب حاضر ہوا کرین بعد چند روز کے یہ صورت بھی نہ رہی
غرض حضرت مریم مکانی حسن باغ مین جا کر رہین اور روز دوشنبہ ششم امامباڑہ عسکریہ
نو تعمیر خود جیسے مثل حسین آباد معرفت حاجی مرزا محمد علی طیار کیا تھا مدفون ہوئین فی الحقیقت
صاحب اوقات تھین روز و شب عبادت خدا مین بسر کرتی تھین اور مصائب خامس
آل عبا مین مصروف رہتی تھین اور از راہ مآل اندیشی چھ لاکھ روپیہ جو حضرت فردوس منزل
نے معرفت نواب امین الدولہ بھیجے تھے اور باقی اپنے پاس سے تیرہ لاکھ روپیہ کے
نوٹ اپنے نواسے مرزا عالیقدر کے نام لیکر بقید وصیت دیے تھے جسکا نفع چھ ہزار روپیہ
ماہواری ہوتا ہے بطریق قرضہ مؤبد گورنمنٹ سے معرفت نواب منور الدولہ تھے اس
صرف سے امام باڑے مین رونق رہتی تھی اور متروکہ موافق سہم شرعیہ تقسیم ہوا ایک حصہ
حاکم وقت یعنے بادشاہ دوسرا جناب عالیہ نواب ملکہ کشور بدعوے متروکہ پدری کے نواب
حسین الدینخان مرحوم تیسرا حصہ بڑی شاہزادی زوجہ نواب محسن الدولہ چوتھا چھوٹی
شاہزادی زوجہ نواب منیر الدولہ کا ہوا چنانچہ فی کس پانچ لاکھ روپیے سوا جواہر
واسباب کے ملا اور تنخواہ دار ملازمین قدیم زن و مرد کے واسطے داخل وصیت تھا کئی برس
تک یہ انتظام رہا اب سنتے ہین کہ وہ سب نوٹ گورنمنٹ سے نواب محسن الدولہ لیکر اپنے
خرچ مین لائے فقط

## سفارت شاہی کا رزیڈنٹی سے موقوف ہونا پھر بحال رہنا

یکم ماہ ستمبر ۱۸۵۵ء مطابق ۲۶ محرم ۱۲۷۲ھ روز یکشنبہ از روے پرچہ اخبار مرسلہ صاحب
رزیڈنٹ عہدہ سفارت شاہی رزیڈنٹی سے موقوف ہوا اس جہت سے کہ سفیر ہندوستانی
ہر سرکار کے بموجب حکم و تجویز کونسل نواب گورنر جنرل موقوف ہوے اور منظور ہوا کہ مہینے مین

طرفین سے دو مرتبہ بادشاہ رزیڈنٹ کے پاس اور دو مرتبہ صاحب بادشاہ کے پاس
موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ اور خلد مکان آیا کرین اسکے سوا جب ضرورت ہو
صاحب اسسٹنٹ حاضر حضور بادشاہ ہوا کرین لیکن بادشاہ کا پرچہ پیام بتصریح تمام کیا
اور اوسکے نہونیکا سبب معقول لکھا یہ تجویز ملتوی رہی کسواسطے کہ نسبت اور سرکارون
کے اور اس سرکار کے سفیر مین فرق زمین و آسمان ہے لیکن صرف اکثر مصارف رزیڈنسی
مثل خرچ عمارت باغ وغیرہ جسمین دارونعہ متعینہ کا بھلا ہوتا تھا ودسر حساب ہو گیا
ہیچ ہے ایک مرزا زمان بیگ باپ مرزا خانی خواجہ سرا فقط دارونعہ عمارت تھے بہت کچھہ
حاصل کیا تھا فرنگی محل مین بہت سی حویلیان بنالی تھین وہ مکرایہ جاتی تھین یہ امر محض
دولتخواہی جنرل سلیمن صاحب کی بدولت ہوا ورنہ کسی رزیڈنٹ کو اسکا خیال ہوا تھا
کہ جنرل سی سرکار کرتا چنانچہ بعد انتقال جنت آرامگاہ دوسری کوٹھی ضیافت رزیڈنٹی مین
بنی وگرنہ پیشتر اسکے خیمے مین چاے پانی اور ضیافت ہوا کرتی تھی رکٹس صاحب نے چھاونی
منڈیاؤن مین بنگلہ وسیع اور ایک بڑی باؤلی بنوائی تھی بعد اونکے جانے کے سب
بائیس ہزار کو سرکار شاہی مین خرید ہوے جنرل لو صاحب نے تیخانہ وغیرہ ملحق کوٹھی قدیم
جنرل صاحب بنوایا چار پانچ لاکھہ روپیے کے ظروف نقرہ ضیافت کے رہتے تھے سال
مین دو ضیافت بادشاہ ہوتی تھی ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری پیدائش حضرت
عیسے ء یہ سب گورنمنٹ سے موقوف ہوے +

## شادی صاحبزادی حضور عالم بہادر

۲۲ شہر جمادی الاول ۱۲۶۶ھ مطابق اپریل ۱۸۵۰ء شادی بڑی بیٹی حضور عالم کی
نواب باقر علیخان اقربائے قریبہ سے بڑی دہوم سے ہوی طرفین کا اخراجات سرکار
نواب وزیر الممالک سے ہوا باغ گاؤگھاٹ مین بادشاہ مع صاحبات محلات رونق افروز تھے
اور میدان وسیع دولتخانہ قدیم کنار دریا خیام سلطانی نصب تھے اہتمام محفل مختص شاہزادون
اور اکابر سلطنت متعلق مرزا وصی علیخان تھا اور بخت طعام مہمانی مین کہی شخص تھے اور

تین دن کی روشنی ٹھاٹھر بندی وغیرہ باغ سے تحسین گنج تک متعلق شرف الدولہ تھا
دونون طرف کنار دریا روشنی بڑے لطف سے تھی آتشبازی مقابل اوس پار باغ کے تھی
ہجوم کثرت تماشائے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو بملاحظہ روشنی کو سوار ہوے اور
رسومات عروسی سب محل مین روبروے بادشاہ ہوے۔

## کتخدائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی جنت مکان

۴ رجب [illegible] جمعہ سنہ الیہ مطابق [illegible] اسمی سنہ الیہ مین شادیان ہوئین ایک جنت مکان
کی شاہزادی کی اور دو بادشاہ کی شاہزادیون کی اتفاقاً روز دوشنبہ [illegible] ماہ مذکور وہ
شاہزادی جو مرزا عالیقدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منسوب تھی بہ سبب نادانون کی
غفلت و بیخبری [illegible] تشنج ہو انتقال کیا نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر سے
صدمہ روحانی ہوا حضرت جنت مکان کی شاہزادی مسماۃ سلطنت آرا بیگم معز الدولہ
محمد تقی خان عرف منجھلے آغا دوسری بیٹی مرزا ابوالقاسم خان سے یعنے بھانجے نواب محسن الدولہ
سے کتخدا ہوئی حضرت سلطان العالم کی شاہزادی سپہر آرا بیگم جو نواب سلیمان محل سے تھے
عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتخدا ہوئے اس شادی کی
نسبت سے مرزا ابوالقاسم خفا ہو کر بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عتبات عالیات ہوے۔
بندر بمبئی تک ڈاک مین گئے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ اونھین اپنے بیٹون کی شادی اپنی اقربا
مین منظور تھی اونکی بی بی نے اونکا کہنا مانا اس جہت سے بتوفیق جبر کے اونیک اختیار
کی الحمد للہ کہ کئی برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس حاصل کی مصیبت تکلیف شرح
بھی بہت اوٹھائی آخر منشن سرکاری وہان پہونچتا تھا اوسمین بسر اوقات خود فقیرانہ کرتے تھے
باقی سب [illegible] مجاورین و محتاجین مسافرین ہندو غیرہ اور کئی مکان خریدے تھے اوسمین زائرین
قیام کرتے تھے جبتک جیتے رہے اسی زہد و تقوے سے بسر کیا کیئے زائرین بالاتفاق اونکے
شکر گزار تے تھے اور نواب مظہر علیخان منداجی بھی انسے زیادہ بڑھے ہوے تھے اور کئی ہزار
کی تنخواہ بھی اونکی آتی تھی مجاورت ایسے ارض اقدس کی اس صورت سے اختیار کرے تو

سبحان اللہ خوشا حالے دیگرے اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دونون بیبیون
نے وہین انتقال کیا۔

## اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵ رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴ مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس
آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی چار اسپہ عنایت
ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالہ ثروت دنیاے ناپایدار لبریز ہو چکا تھا
گنجایش ظرف ذاتی مین نرہی اور جوشش باد نخوت سے چھلکا اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ
مرتکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کے یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ اور
قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان وغیرہ دفعتہً گرفتار قہر سلطانی ہوئے اصطبل سلاخ
آہنی مین قید ہوئے انکی سب خدمتین خواجہ سراؤن کو ملین ہرچند ثابت الدولہ و تاج الدولہ
وغیرہ دو برس سے معتوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی ملتا تھا معرفت حضور عالم وہ دربار مین
حاضر رہتے تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردیف وار حریف کمین تھے فرصت وقت پاکر انکو
بھی داخل فرقہ خارجیہ کر دیا یعنے مہاراج بہادر مدت سے دانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰ رجب روز یکشنبہ مطابق ۲ جون سنہ الیہ محبوبین خاص مع عیال و اطفال گاڑیون پر
سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوے میر محمد اکبر کمیدان افسر محافظین ساتھ روانہ کانپور
ہوے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص قرضخواہ ہو یا جسکا معاملہ ہو
سرکار مین نالش کرے چنانچہ انمین سے وحید الدولہ رضی الدولہ بعلت محاسبہ دو ایک غیرہ
کے دن کے واسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوے عنایت اللہ خان رسالدار کسواے حضور بدولت
رضی الدولہ سے رخصت لیکر رام پور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے
ہاتھ نہ اوٹھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے مین ایسی بات بہت کم ہے بلکہ
استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آنریبل مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر کے سی ایس آئی ستارہ
ہند والی بلرامپور و تلسی پور و چردہ وغیرہ مین ملازم ہے۔ نجیب الدولہ قطب الدولہ وقت

روانگی ایک گاڑی مین سوار ہوئے نشیب و فراز راہ سے گاڑی اولٹ گئی دونون کے چوٹ خوب لگی راہ مین میر محمد اکبر بہت سختی سے پیش آئے بامید طمع زر کہ ان سے کچھ ہاتھ آوے ثابت الدولہ کے ہاتھ مین کئی انگوٹھیان تھین لی لین اور کچھ کھلا پانی نہین دیتے تھے بچے پیاس سے تڑپتے تھے بہزار خرابی دریا کے پار اوترے جان بچی ایک مکان کرایہ کا لیکر رہے پھر ہر ایک اپنی تلاش معاش کو ہر طرف گیا - ۱۱ - ماہ رمضان روز دوشنبہ مطابق ۲۲ - جولائی رضی الدولہ وحید الدولہ پہلے در دولت پر حاضر ہوئے جب حکم ہوا برنڈن صاحب کی گاڑی ڈاک مین روانہ ہوئے یہ صاحب انھین کا ساختہ پرداختہ تھا کانپور تک پھونچا آیا اپنے حق احسان سے ادا ہوا -

رضی الدولہ ان سب مین صاحب قوت تھا وہ رامپور بریلی گیا اتفاقاً قطب صاحب کے میلے مین بہادر شاہ موافق معمول آئے تھے یہ بھی وہان گیا لوگون نے بادشاہ کے سامنے مجرا گروایا اسپر مضحکہ ہوا کس واسطے کہ اپنے علم موسیقی سے بے بہرہ تھا قطب الدولہ فن ستار مین کامل تھا اور صاحب علم بھی تھا نواب محمد علیخان کا چند روز تک نوکر رہا نواب نے ایک دن ثابت الدولہ و تاج الدولہ کو بڑی خواہش سے بلایا پہلے یہ اپنی نخوت سے نہ گئے آخر قطب الدولہ کے سمجھانے سے گئے کچھ گائے دو شالہ رومال ملا نواب محل مین چلے گئے خدمتگارون نے انسے کہا تمنے نذر خلعت کیون نہ کیا تمھارے دماغ سے بوے تقرب شاہی نہین گئی گفتگو بڑھی پھاٹک بند کرکے خوب پیٹا دیوار پھاند کر بہزار خرابی سڑک پر نکلے کپڑے پھٹ گئے گھڑیان جو کمر مین تھین چھنگئین نیز ارادہ نالش کا کیا وکیلون نے کہا ایسا نہو اولٹا جرمانہ تمپر پڑ جائے صبر کرکے بعد چند روز کے مر گئے قطب الدولہ عملداری سرکار مین لکھنو آئے چند روز تک نواب ممتاز الدولہ نے نوکر رکھا پھر رامپور جاکر نوکر ہوے - رضی الدولہ کلکتہ گئے مگر ناکام رہے مصاحب الدولہ رئیس الدولہ ملازم بادشاہ ہین +

## شادی مرزا نوشیروان قدر خلف ارشد بادشاہ

۲۶ - ربیع الثانی روز جمعہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۰ - فروری سنہ ۱۸۵۰ع شادی مرزا نوشیروان قدر بہادر

بڑے بیٹے معتمد حضرت سلطان عالم جنپر کیفیت بشری ختم نواب اکرام الدولہ مرزا حسینخان کی بیٹی سے حضور عالم کی نہایت شوق سے ہوئی حسب دستور سلطنت تکلفات شادی محض خوشنودی والدین کے واسطے ہوئی۔

## شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان خلف ارشد حضور عالم

شہر رجب ۱۲۶۷ھ مطابق ماہ مئی ۱۸۵۱ء شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان بہادر سگی بھانجی حضور عالم سے ہوئی اس شادی مین نسبت سالگذشتہ طرح کا سامان اور تکلف تھا بادشاہ مع صاحبات محل سب رونق افروز تھے۔

روز جمعہ ۲۔ شہر مذکور وقت عصر سائیس اور تلنگون سے دو پیسے کی مٹی کی ناند پر جھگڑا ہوا نوبت کشت وخون پہونچی طرفین مین مجروح ومقتول ہوے کوتوال کے سپاہی اور رجبہ بختاور سنگہ نے آکر تصفیہ کیا بعد اس معرکہ کے بادشاہ بھی سوار ہوکر قیصر باغ تشریف لائے۔

## اخراج مولوی علیحسن بلگرامی

اگر چشم انصاف سے کوئی دیکھے تو لکھنو بھی تماشا گاہ عالم ہے اس شہر کی قدر ومنزلت اہل شہر کو کم معلوم ہے مگر وہ لوگ جو دنیا کے خصوصًا بلاد ہندوستان کی سیر وسیاحت کر آئے ہین اور ہر فرقے سے معاشرت کی ہے البتہ جانتے ہین اکثر خوش باشان لکھنو کو بے محنت بے مشقت فراغت معاش سے ہوئی ہے اور شہر مین فقط اعتبار ظاہری سے مشہور ہو گئے ہین از انجملہ مولوی علیحسن بلگرامی بھی شہرہ آفاق ہوے لوگ انکے بھی نصیب کی قسم کھاتے ہین چنانچہ حکیم بندہ رضا خان کی بدولت نواب مبارک محل کے وثیقے سے سو روپے علیحدہ ملتے ہین اور اسیقدر نواب مخدرہ علیہ کے نوٹ سے بمنت پہونچتا ہے اور یہ مشاہرہ اختیار متولی اور مختار کا سے باہر ہے گورنمنٹ سے بموجب تحریر وصیت علیحدہ ہوکر ملتا ہے میر سجاد جان ہموطن ان کے میر منشی نواب گورنر جنرل کی سعی وسفارش سے یہ صورت ہوئی لوگ کہتے ہین کہ انھون نے طریق تحریر وغیرہ تعلیم کیے تھے اسکے بعد نواب سلطان عالیہ بیگم صاحبہ سے بہت کچھہ حاصل ہوا وہ اونکی شاگرد

رشید اصول فقہ تعلیم و تلقین احکامات شرعیہ اور دینیہ سے پس پردہ عصمت سے دیا کرتے
تھے نواب ممتاز الدولہ کو انکا تسلط و اختیار اندرون و بیرون بہت ناگوار تھا مگر کچھ بس نہین
چلتا تھا بیگم صاحبہ کی بدولت فراغت دنیا تھی حضور عالم سے اور نواب سے بہت خصوصیت
ہوگئی تھی آخر باستصواب رزیڈنٹ و بحکم بادشاہ وقت فریضہ نماز عصر سلخ شہر رجب ۱۲۶۷ھ
مطابق یکم جون ۱۸۵۱ع چپراسی دیوان عام سلطانی و سپاہی خدمت مولوی صاحب مین آئے
دو گوشہ نشینی پیادہ پا میان خاص و عام مولوی صاحب کو شہر کے باہر نکالدیا پالکی گاڑیان عیال
کے پیچھے روانہ ہوئین وقت روانگی جو کچھ گھر مین تھا عین المال سیاہ ہوا ہرچند جناب عصمت
مآب نے نظر بحقوق تعلیم امور شرعیہ ملتجی و مزاحم ہوئین مگر کچھ اثر نہوا مولوی صاحب نے کانپور سے اپنے
بیٹے کو ڈاک مین روانہ کوہ شملہ کیا میر منشی کو عرضی استغاثہ دی بحکم نواب گورنر جنرل صاحب
رزیڈنٹ نے استرداد اسباب کروادیا جسقدر دستیاب ہو سکا۔ بلکہ ایام سے بھی جو کچھ آیا تھا
لیکن بیگم صاحبہ نے اوسکا نعم البدل عنایت کیا؛

## شادی حضرت سلطان عالم

۴۔ شہر شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق جون ۱۸۵۱ع عروسی حضرت سلطان عالم تیسری
صاحبزادی حضور عالم سے بشرط و شروط حسب المرضی بادشاہ ہوئی ہرچند حضور عالم کو بپاس خاطر
نواب مخدرہ عظمے اور بظاہر ازراہ ہندوستان زائے بھی اس کثرت ازواج مطہرات پر بہت ناگوار
تھا مگر اطاعت و فرمانبری بادشاہ و قیام عہدہ وزارت مقدم تھا اور خلاف اسلاف کرام بھی یہ
امر تھا خاندان تیموریہ اور اس خاندان عالیشان سے آج تک قرابت چلی آئی ہے خلاصہ سوائے
نواب مخدرہ عظمے اسب محلات متعلق اور جناب عالیہ شریک عروسی تھین صاحبات محل موجب خوشنودی
بادشاہ مثل خواص بکام خدمت کرتی تھین بعد چند روز کے نواب مخدرہ عظمے کا رفع ملال حضور عالم
سے ہوگیا یہ احوال اسیقدر سلسلہ کتاب کو تحریر کیا گیا بادشاہون کی کثرت ازواج پر موجب استعجاب
نہین بہادر شاہ بھی ہر مہینے مین دولہا بنتے تھے سلطان روم کے پانسو جورو ہے غریب کی البتہ
ایک جورو سے مٹی خراب رہتی ہے اس خاندان مین نواب صفدر جنگ نے نہ کیا سوائے نواب بیگم کے

مدت عمر کسی عورت سے واقف نہوے یا ناصر الدین شاہ طہران اس کثرت سے محروم ہین حالانکہ اہل ولایت ہین۔

## شادی مرزا ولیعہد بہادر

کیوان قدر مرزا ولی عہد بہادر کی شادی نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے ہوئی یعنی بھائی بادشاہ کے ۱۶۔ ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۴۵ء ساچق روز دوشنبہ حنابندی روز سہ شنبہ ۱۸۔ ماہ مذکور برات ۱۹۔ کو رخصت عروس ہوئی بادشاہ لباس شہانی سے موافق دستور زمان قدیم جامہ رنگین تاج شاہی ضیغہ سرپیچ سے اور سب اقربا اور ارکان دولت لباس سرخ سے جوڑے بھاری پہنے ساتھ تھے جلوس سواری بہت تکلف ہجوم اہل شہر سے کوچہ و بام بھرے ہوے سڑک پر بازار اطعمہ و نواکہات کا تھا یہ جلسہ بھی غنیمت تھا

## شادی جرنل صاحب بہادر

شادی مرزا فریدون قدر جرنل صاحب بہادر حضور عالم کی صاحبزادی سے ہوئی ۲۲ ذیحجہ روز یکشنبہ مطابق ۱۸۔ اکتوبر سنہ الیہ ساچق و حنابندی روز دوشنبہ برات صبح سہ شنبہ ۲۵ ذیحجہ ۲۱۔ اکتوبر ۸ بجے بادشاہ جلوس خاقانی سے مع ارکان دولت و اقربا لباس سرخ پہنے سوار ہوے جب برات گادگھاٹ کے باغ کے دروازے پر پہونچی سب وہین سے رخصت ہوے مرزا ولیعہد مع نوشاہ و بادشاہ داخل باغ ہوے کہ محرم تھی سنہ پہر کو رخصت ہو داخل چتر منزل ہوے۔ تین دن تک روشنی وغیرہ کا اہتمام شرف الدولہ سے رہا۔ روز چہارشنبہ ۲۲۔ اکتوبر صاحب رزیڈنٹ مع صاحبان عالیشان بارہ دری فرح بخش ہین بتقریب ضیافت تشریف لائے حسب معمول عطر پان لیکر رخصت ہوے۔

## انتقال نواب جعفر علیخان

۱۳۔ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۲۔ اگست ۱۸۵۴ء عماد الدولہ نواب جعفر علیخان

مرشدزادہ آفاق جنت آرامگاہ نے مرض الموت ہیضۂ وبائی سے انتقال کیا نواب حسین سلطان
اور انکا سگا بھائی اولاد مین تھا اور ایک پوتا خاص محل سگی بہن میر محمد اکبر کمیدان اور
محمد ۱۴ برس سالہ از زمان حضور عالم مین ہوے تھے باقی اور خواصین تھین نوابنے بہت سلیقہ
سے چھہ ساتھہ لاکھہ روپیہ جمع کرکے اوسکے نوٹ گورنمنٹ سے علی قدر حال سبکے خریدے
تھے اور بظاہر کسیطرح کا فساد و خدشہ تو کیا تھا اس انتظام خاص سے سب متعلق شکرگزار
تھے اپنے گھر مین اپنی مان کی پہلو مین دفن ہوے عہد دولت حضور عالم مین معرفت میر
محمد حسین فاضل بموجب فتواے مجتہد العصر سب متروکہ مرحوم کئی لاکھہ روپیے کا داخل مہر
مسماۃ وزیر بیگم خاص محل ہوا بعد اس ہنگامہ فساد لکھنؤ کے ایک اونکی بی بی مسماۃ
حسینی خانم ایک شاہزادے کی خدمت مین آئی الہ آباد مین مرگئی وزیر بیگم بھی محتاج
نان شبینہ ہوگئین حضور عالم کچھہ کفالت کرتے رہے بی بیون کا یہ حال ہوا لونڈیون کا کیا
حال ہوا ہوگا اونکے مقبرے مین کوئی صاحب بکرایہ رہتا ہے اوسے اپنی طور پر درست کرلیا ہے

## انتقال خاص محل نواب معتمد الدولہ

۱۲ شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۸۶۰ء نواب بیگم خاص محل
نواب معتمد الدولہ عرض الموت سُفتہ سے مرگیئن نواب شیر جنگ کے باغ مین اپنی بیٹی کی
پہلو مین دفن ہوئین انکی تنخواہ وثیقہ دو ہزار عطیہ حضرت خلد مکان اور ساڑھے بارہ سو
ترکہ نواب اور ہزار روپیہ منجملہ وثیقہ بیٹی کے از راہ حق مادری بموجب تحریر وصیت نامہ نواب
وارثان شرعیہ مسماۃ پیاری بیگم سگی بھانجی اور امانی بیگم اونکے دو بھائی اولاد میر شاہ علی
سگے بھائی مرحومہ پر تقسیم ہوا تنخواہ لونڈی غلام اور خرچ مجالس وغیرہ موقوف برضامندی
وارثان رہا مرزا جمشید قدر شاہزادہ بیٹا مرزا آسمان قدر نواسہ داماد مرحومہ نے چار لاکھہ
روپیہ کے قرضے کا دعوی کیا کہ بعد اداے دین تقسیم وثیقہ ہو لیکن اسکی شنوائی نہوئی ہر چند
بہت ہاتھہ پانون مارے بامید انشاء اللہ تعالے کوئی عملہ موافق نہوا اگر بحسب ظاہر تحریر
بالعلت عرضہ موافق قانون دستخط حکام کانپور سے ہوئی تھی مگر سب جعل تھا اور وہ بھی پڑا

کامل اس فن مین تھا سب اپنے معاصرین کو اپنا طفل مکتب سمجھتا تھا خاص محل کے پاس
انسٹھ لاکھ کا نقد و جنس تھا کئی برس کے عرصے مین سب کانپور مین بعیاشی و لغویات
لاطائل اوڑا دیا اور خود بندے سے کہتا تھا مین نے چالیس لاکھ اپنے ہاتھون صرف
کیا ۱۲۶۹ھ مین مرگئے کربلاے نواب امین الدولہ مین دفن ہوے فقط اوقات اکیسو
اٹھتیس روپیہ حق زوجیت سے ملتا تھا باقی کچھہ ترکۂ پدری سے۔ یہ احوال تو خاص محل سیدہ
کا گذرا دوسرا محل نواب مرحوم خورد محل جسطرح فرقۂ خاص سے تھین ظاہر ہے امین الدولہ
آغا علیخان اپنے بڑے بیٹے کے ساتھہ روانہ عتبات عالیات ہوئین مدت حیات تک مجالس
و غربا سے مومنین کے ساتھہ سلوک کرتی رہین وقت مرگ لاکھہ روپیہ بالیوز بغداد کو صفائی
نہر حسینی کو دیکر مرگئین روضۂ مقدسہ مین دفن ہوئین متروکہ دونون اپنے پوتون آغا علیخان
کے بیٹون کو احمد آغا وغیرہ کو دیگئین نیکنام ہوئین تا حین حیات کسینے اونکو بدنام نہین کیا
کوئی ہو چلن و رفتار نیک سبکو پسند ہے

## رزیڈنٹ کا ملاقات نواب گورنر جنرل کو جانا

۱۱ دسمبر ۱۸۵۱ع مطابق ۱۷ ماہ صفر روز پنجشنبہ ۱۲۶۸ ہجری جنرل سلیمن صاحب بہادر
نواب گورنر جنرل ارل ڈالہوزی صاحب بہادر کی ملاقات کو مع دفتر فارسی و انگریزی تشریف
فرما ہوے نواب محتشم الیہ شملے سے بعد سیر و سیاحت رامپور رونق افروز ہوے نواب محمد
سعید خان کے حسن انتظام سے بہت خوش ہوے ولیعہدی نواب یوسف علیخان اونکے
بیٹے کی منظور فرمائی وہ بھی مطمئن ہوے کہ حکومت اس ریاست کی میری اولاد مین رہے
وہان سے فرخ آباد و کمپ فتحگڈہ کانپور سے الہ آباد الہ آباد سے روانہ کلکتہ ہوے مسیح الدولہ
سفیر شاہی راجہ بختاور سنگہ مہتمم لشکر جو صاحب رزیڈنٹ کے ساتھہ تھے فقط راجہ کو نواب
گورنر جنرل نے ملازم قدیم جنت آرامگاہ جانکر خلعت سرفرازی دیا روز یکشنبہ ۱۸ ربیع الثانی
مطابق ۱۵ جنوری ۱۸۵۲ع شام کے وقت صاحب کوٹھی رزیڈنٹی مین داخل ہوے مرزا
ولیعہد حضور عالم بہادر نا کہ چار باغ تک استقبال کو گئے اور باتفاق ایک ہی گاڑی مین تشریف

لائے روز سہ شنبہ ۲۰ جنوری صاحب بادشاہ کی ملاقات کو آئے مہ گذشت سفر حالات رامپور کا ذکر رہا رخصت ہوئے نواب گورنر جنرل کا کانپور سے سیدہے چلے جانا اور اس قرب پر لکھنؤ نہ تشریف لانا اور سفیر شاہی کا باریاب ملازمت نہونا اور مصمم شکر کا خلعت ہونا موجب تفکر اور اندیشہ انجام کا سبکو خیال آیا نواب محتشم الیہ کی ملاقات شاہ کے نہ کرنے سے نتیجہ انتزاع ملک ظاہر ہوا کہ مکنون خاطر یہ تھا پھر کیونکر ملاقات کرتے اور یہ خیال جب بھی ادہر کسیکو نہ آیا کہ ظاہری مظالم کہ اپنی ہی فوج و حکام جدہر جاتے ہین اپنا ہی علاقہ و رعایا کو بے سبب لوٹتے ہین ایسی صریح ظلمون سے تو باز رکھین۔

ایک اور جملہ معترضہ یہ ہوا کہ ۱۷ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ روز سہ شنبہ مطابق ۹۔ مارچ ۱۸۵۲ع صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس تشریف لائے عرضی نواب مصطفی علیخان بہادر خلف ارشد حضرت جنت مکان محبوس و مایوس سلطنت مع محضر گواہی ۳۶۔ اشخاص مشخصہ رکن رکین سلطنت قدیم و جدید نے دی جو از راہ استغاثہ نواب گورنر جنرل کلکتہ بھیجی تھی اور جب سررشتہ دستخط وغیرہ جو معمول دفتر ہے تھا صاحب رزیڈنٹ پر یہ سب جعل و فریب و کارسازی نسبت مرزا وصی علیخان ثابت ہو گیا اور متواتر اونھین کا نام لیا چنانچہ نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے پوچھا کہ یہ مہر آپکی ہے عرض کیا فی الحقیقت مہر ہماری مگر ہم نہین واقف اور نہ خود ہمنے مہر کی بڑے صاحب نے کہا ہمین خوب ثابت ہے کہ یہ کام فقط وصی علیخان کا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مہرکن جو مہر کندہ کرتا ہے ایک نقل اوسکی اپنے پاس رکھہ لیتا ہے مرزا صاحب نے اوسی مہرکن کو کچھہ دیکر یہ مہرین ثبت کی تھین اور لطف یہ ہے کہ اوسی مہرکن نے خود بڑے صاحب سے جاکر یہ احوال کہدیا اور خود کانپور چلا گیا غرض جب اس امر خاص کی تحقیق بموجب تحریر صاحب رزیڈنٹ اہل دفتر کلکتہ سے ہوئی کئی شخص اس اتہام و فریب سے موقوف ہو گئے مگر مطلب اس سے مستغیث کا کچھہ حاصل نہوا وجہ اسکی تو ظاہر ہے کہ خدا کو اور ہی پاداش اعمال منظور تھی پھر کسکے حق اور مستحق ہونیکا خیال کرتے۔

۲۰ مئی سنہ الیہ مطابق ۱۹۔ رجب سنہ الیہ کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ بسبب خلاف

اور ناموافقت رزیڈنٹ جو مدت سے فیما بین مین ہو رہا تھا روانہ اجمیر ہوے جرنل لو صاحب
کے اسسٹنٹ ہوے وقت روانگی بادشاہ کے پاس تنہا بے صاحب رزیڈنٹ خلاف معمول
آے رزیڈنٹ اپنے خلاف ہونے سے ساتھہ نلاے کپتان پیز صاحب اجمیر سے اونکے مقابہ ہوے

## احوال پُراختلال نواب روشن الدولہ اور اونکا انتقال

نواب روشن الدولہ محمد حسینخان عرف مرزا اچھو صاحب ہمت مرد فیاض سیر چشم صاحب
اقبال مصاحبت سلاطین اور اپنی گردیدہ گری مین کامل تھے لیکن خراج ومصرف غافل
مآل اندیشی سے شمہ اونکا احوال عبرت الناظرین سمجھکر لکھا جاتا ہے کہ بعد انتقال اپنے
باپ نواب اشرف علیخان بموافقت مرزا حاجی لاکھون کا ترکہ پدری ان دونون کے حصہ
مین آیا مرزا عباس انکے بڑے بھائی بڑی چلن سے رہے اور بہت امارت سے بسر زندگی
کی متروکہ منسوب بمہر مادری دے کر کرا لیا ہر چند جب ازواج اور اولاد مرحوم حبت آرام مکان
کی در دولت پر دادخواہی کو گئے بخوبی سنا اور محول نواب گورنر جنرل لارڈ مایرا صاحب کی
تشریف آوری پر رکھا تھا منجملہ اور سب مقدمات کے اس عرصے مین انتقال ہو گیا یہ مقدمہ
بھی رہ گیا فضل علیخان اور مرزا حاجی کی بدولت مستحقین اپنے حق سے محروم رہے تین لاکھہ
روپیہ اپنی دلالی کا لیا چنانچہ امیر مرزا نے طیبہ بیگم کو سمجھایا کہ پھوپھی صاحب یہ سب حقدار اپنے
حق سے محروم رہے جاتے ہین ایک لاکھہ کی تقسیم مین یہ راضی ہو جاینگے مظلمہ آخرت سے
آپ بچ جائیے گا کسیکی نسنا مرزا بہادر علیخان اور شرف الدین علیخان یہ دونون بھائی بھی
دربار مین حاضر رہتے تھے اور صغیر السن بھی تھے اور ... لو صاحب لیاقت بھی تھے خصوصاً
بہادر علیخان بہت صاحب سلیقہ تھے حضرت خلد مکان بھی بہت چاہتے تھے نواب روشن الدولہ
کے مقرب ومخرب خاص بڑے مرزا بیٹے مرزا بہو لے تھے جتنا ترکہ پدری کئی لاکھہ روپیہ کا ہاتھہ
آیا وہ مہاجنون نے اپنے قرض مین لے لیا اور اخراجات بیہودہ اسیطرح رہے مگر اپنی
یاوری قسمت سے نواب معتمد الدولہ سے موافقت کلی حاصل تھی اور یہانتک نواب کی نسبت
حاضر وغائب کی کہ موجب وثوق اعتماد کلی ہو گیا تھا اسی جہت سے دخل مرہ مقربان خاص ت

ہوے اور نواب بھی قائم مقام اپنا سمجھتے تھے کسواسطے کہ نواب باوجود اس تسلط تام کے پھر
بھی بادشاہ کی طرف سے کھٹکا رہتا تھا اور روشن الدولہ دربار مین صبح سے تا وقت استراحت
حاضر رہتے تھے اور بجا آوری احکام سلطانی کیا کرتے تھے جب مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے
نظامت بیسواڑے سے موقوف ہوگئے تھے کئی مہینے تک نظامت اشرف الدولہ رمضان علیخان کو
رہی بعد اسکے نواب روشن الدولہ کو نظامت ہوئی انھون نے بڑے مرزا کے کہنے سے میر عسکری خان بیٹے میر زین العابدین خان
کو اپنی طرف سے مختار کرکے روانہ کیا چنانچہ مرزا کاظم نے ۲۲ - لاکھ تحصیل کیے تھی میر صاحب نے
۳۶ - وصول کیے اسپر کئی برس کی نظامت سے ۲۲ - لاکھ عین المال اپنے مصرف مین لائے
نواب معتمد الدولہ نے معاف کروا دیے تین دن تک روشن الدولہ حاضر نہوے جب طلب
ہوے بادشاہ نے معاف کر دیے پھر خلعت نظامت کیا بعد ازان نظامت راجہ بختاور سنگھ
کو دی انھون نے اپنے بھائی راجہ درشن سنگھ بہادر کو دی اونھون نے اون سے بھی زیادہ
ظلم و تعدی سے کیا اگر روشن الدولہ کو زر واجبی موافق اقرار کے دیا قول مشہور ہے مرغی بیارو
مرہ بخورد انکھون تشخیص ہو جیا تھا سے نواب معتمد الدولہ نے نظام الدولہ سید علیخان اپنے بیٹے کی
شادی انکی بیٹی سے کی بہت تکلفات اور دھوم دھام سے شادی ہوئی کہ آج تک شہر مین
زبانزد خلائق ہے اور اس زمانے مین مثل افسانہ ۔
خلاصہ بعد معزولی وزارت معتمد الدولہ نواب روشن الدولہ معطل و خانہ نشین ہوسے اور معتوب
بادشاہ اور بحال عسرت و تنگی معاش اور اخراجات روزمرہ تھوڑے سے زیادہ گذرا حالانکہ راجہ
بختاور سنگھ اپنی تنخواہ و ماہانہ سے پانسو روپیہ دیے جاتے تھے مگر انکے اخراجات کب روا
ہو سکتے تھے جب منتظم الدولہ وزیر ہوسے اپنی ناموری و ہمت سے پانسو روپیہ مقرر کر دیے
تھے اور اپنے دربار کی اجازت دی تھی اور اپنی قدردان سمجھے تھے جب نواب منتظم الدولہ
موقوف ہوے بسفارش صاحبان کل اور تجویز رکن رکین سے وزیر اعظم ہوے تاج الدین حسین خان
جو عہدہ زن وزارت منتظم الدولہ اپنے خیال انتقام کے واسطے ہوسکے تھے وہ بھی سبحان علیخان کی
بدولت ناکام رہ کر راہی کانپور ہوئے تھے بعد چند روز کے نواب روشن الدولہ کو مزاج
اقدس شاہی مین مداخلت کلی ہوئی اور رتق و فتق مہمات سلطنت اونکے پاس منبر معتمد الدولہ

دیکھہ چکے تھے اپنے تسلط سے سب طرف سے رخنہ بندی کرکے خوب ہاتھہ صاف کیا
خان سپیر اور راونکی اولاد رشید سے مرجعیت جمیع امور سلطنت متعلق رہی جب خلد منزل نے
موافق روایات مشہور قضاے مبرم یا معلق سے اس جہان فانی سے انتقال کیا حضرت
فردوس منزل ہوے نواب خوف ورجا مین تھے بادشاہ کو بدل انکا منسوب رہنا منظور
تھا مگر اس شرط سے کہ حضرات کنبوہ کو اپنے پاس نرکھین لیکن نواب اپنی فہم سے مستوفی
ہوے انکی مفارقت گوارا نکی ۲۲ - لاکھہ سرکار شاہی مین دیے ۷ - لاکھہ عملہ کو دے کر
نجات پاکر روانہ کانپور ہوے
جنرل صاحب محمد حسنخان انکا بیٹا وہ بھی انسے ناراض تھا اور سمجھا کہ یہ اپنے ہاتھہ سے
اپنے تئین برباد کرینگے مین بھی انکے ساتھہ خراب ہوجاؤنگا کنبوہ انسے جدا ہونگے
دس لاکھہ اپنے رسوم جرنیلی وغیرہ لیکر علیحدہ ہوگئے اکبرآباد جاکر قیام کیا اور آج تک
اچھی طرح سے بسر کرتے رہے حکام بھی انکے چلن سے راضی رہے عتبات عالیات بھی جاکر آئے
خلاصہ کئی برس کے عرصے مین تقریبا پچاس لاکھہ روپیہ صرف کیا تین لاکھہ روپیہ کا علاقہ
راجہ درشنسنگہ سے کالیا تھا معرفت حضرات کنبوہ وہ بھی بہ نقصان ہاتھہ سے گیا پشمینہ
پوشاک تین لاکھہ روپیہ کا خرید اتھا تیس ہزار روپئے پر ساہجی کے پاس رہن ہوا لاکھہ
روپیہ کی تلوارین مول لی تھین احمد علیخان داروغہ اسبفارش کنبوہ ہوے تھے گھر مین آگ
لگا کر وہ تلوارین سب جل گئین نواب امین الدولہ کے پاس وہ تلوارین آئی تھین
اس عاصی نے بھی انھین دیکھا تھا کلکتہ مین جاکر بکین اسیطرح سب اسباب گھر کا نوکرون
کی غفلت و بیخبری سے تلف یا بخیانت ہوا یا لوٹ لیا غرضکہ مجبور اکسبی جو انکے گھر مین تھی
بھی مرگئی پہلے منشی کسبی تھی وہ بھی مرگئی ایک بی بی نکاحی فضل علیخان کی بیٹی جنکے
بیٹی کی شادی بہ علیخان نواب معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی ایک حسینی جس سے جرنیل صاحب نے
مجبوبا سے مہدیعلیخان بیٹا ۱۴ برس کا اور ایک بیٹی تھی ان صدمات اور آلام روحانی سے
نواب روشن الدولہ گرفتار مرض الموت ہوے جرنیل صاحب باپ کے دیکھنے کو اکبرآباد سے
آئے چاہتے تھے کہ مہدیعلیخان کو میرے سپرد کرین بن تعلیم و تربیت کرون ناگاہ آخر ۱۲ شہر

رجب ۱۲۵۹ھ مطابق ۲۴-اپریل ۱۸۴۳ع ۶۰ برس سے کم ہوکر مرگئے سپرد خاک کانپور کیا پہلے
کربلاے معلے تابوت بھیجنے کی تجویز تھی پھر ممکن نہوا نعش لکھنو لائے اونکی مان کی پہلو مین
دفن کیا اب وہ املاک پدری ومقبرہ داخل حصار محچھی بھون ہوگیا بعد اسکے مہدیعلیخان
اور اونکی بہن لکھنو مین مصلح السلطان انجم الدولہ کے پاس آکر رہین حضور عالم نے سو روپیہ
ماہواری مقرر کردیے مہدیعلیخان عارضہ چیچک سے مرگیا بہن کی شادی ڈپٹی کلب حسینخان
سے ہوئی میان عنبر نے حق نمک نواب روشن الدولہ ادا کیا یعنے جس قدر اسباب زیور
وغیرہ اس صاحبزادی کا انکے پاس رہ گیا تھا اوسے بامانت دیا اتفاقاً وہ صاحبزادی
بھی مرگئی مدفون کربلاے میر خدابخش مرحوم ہوئی بے اولادی میان عنبر اپنی دیانت و
امانت سے مختار خانہ ڈپٹی صاحب ہین ڈپٹی صاحب دو برس کی رخصت لیکر سیر لندن بھی
کرآئے ۱۰ ہزار روپیہ سرکار سے زادراہ بھی پایا خلاصہ امراے ہندوستان کا ایسا ہی حال
اکثرون کا ہوتا ہے مآل اندیشی نہین جانتے ہین اور وقت فراغت قدر روپیے کی نہین کرتے
آخر انجام یہی ہوجاتا ہے اس ریاست مین دو وزیرون کے گھر کا قیام فی الجملہ ایک نواب
منتظم الدولہ کا دوسرے نواب امین الدولہ مرحوم کا اگرچہ بعض وارثون نے اپنے ہاتھہ سے
اپنی بربادی وخرابی کی ہے مگر ریاست واملاک سے ابھی تک فی الجملہ نام باقی ہے۔

## روبکاری خاص جو بادشاہ نے رفع منظنہ رزیڈنٹ کی

ایک دن مسیح الدولہ سفیر شاہی نے رزیڈنٹ سے عرض کیا کہ چار آدمی رات کو کوٹھی مین آگئے
تلنگہ نے بندوق ماری وہ پایین باغ سے بھاگ کر چلے گئے اسکا منظنہ آپکو وصی علیخان
کی نسبت ہوا ہے پس بادشاہ اسکی خاص روبکاری اپنے سامنے کیا چاہتے ہین فرمایا
بادشاہ کو اختیار ہے ہمین اس روبکاری سے کچھہ سروکار نہین غرض حکم بادشاہ سے کپتان
بارلو ملازم کپتان آر صاحب جبکہ جوانس وصی علیخان حضور عالم حاضر حضور ہوے پہلے بادشاہ نے
قرآن شریف اپنے ہاتھہ مین لے کر فرمایا خدایا تو شاہد حال ہے کہ کبھی مجھے ایسا منظنہ یا خیال بد
ایسے امر باطلہ کا خاطر مین نہین گذرا اور نگذرتا ہے اور نگذریگا اور ہرگز ایسا امر گوارا نہ کرونگا

اور حاشا ہین اس سے واقف بھی نہین اور جو مرتکب ایسے فعل قبیح کا ہوا ہو وہ میری سلطنت کا اور میرا دشمن جانیے بعد اسکے حضور عالم نے یہی صورت کی اوسکے بعد وصی علیخان نے بھی قرآن سر پر رکھکر قسم کھائی بعد اسکے یہ روبکاری لکھی گئی حاضرین نے دستخط و مہر کیے بڑے صاحب کے پاس بھیجدیا لیکن کچھہ مفید مطلب نہوا اگر ان چار یار مین سے ایک بھی پکڑا جاتا تو کچھہ قلعی کھلجاتی اور معتبرین یہ کہتے تھے کہ یہ چال اور رفتار بھی نسبت مرزا صاحب کے تھی کسواسطے کہ وہ اکثر برادران کشمیر کو جمع کر کے عمل پڑہوایا کرتے تھے چنانچہ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب رمنہ سلطانی مین ہوا کھانے جاتے تھے عربی گھوڑے سے گر پڑے جان بچی مگر پاؤن پر صدمہ پھونچا یہ روایت زبانی اوسی شخص کے ہے جو شریک عمل ہوتا تھا۔ دوسرے یہ کہ ایک دن بڑے صاحب ہوا کھا کر کوٹھی کے برآمدے مین اوترے راجہ بختاور سنگہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ راجہ ہمنے سنا ہے کہ وصی علی اور کوئی مظفر حسین ہے تین لاکھہ روپیے ہماری بدلی کیواسطے بادشاہ سے مانگتا ہے ہم چاہتا ہے کہ اگر ایک لاکھہ روپیہ ہمین ملجاے تو ہم بہت خوشی سے اپنی ولایت چلا جاے یہ کہکر کوٹھی مین چلے گئے۔ پس جہان ایسی تدبیرین ہوتی ہون انجام اوسکا کیا ہو واہ صاحبان اولی العزم ٭

## محبت نامہ گورنر جنرل بادشاہ کے واسطے

خارج سے بقرائن مضمون محبت نامہ معلوم ہوا کہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کے زمانہ مین طریقہ رسل و رسائل محبت نامہ بوجوہ معطل رہا تھا پھر وہ مجدداً جاری کیا یعنے اس مدت ۷ء برس کل جلوس شاہی مین کوئی مراتب تفہیم از راہ دولتخواہی اور خیر اندیشی انتظام ممالک محروسہ کے واسطے متواتر تحریر ہوئی اور فہمائش صاحب رزیڈنٹ بھی حد سے گذری باوصف ان سب تاکیدات طبع مدار المہام نے سلطنت کوئی صورت اصلاح عمل مین نہ لاے لہذا پھر نیاز مند بابت انتظام امور سلطنت مین گذارش کرتا ہے لہذا مناسب ہے کہ موافق راے نواب مدوح حسن تدبیر صنائنہ بند مقدمات سلطنت جیسا کہ چاہیے بطریق خاص منضبط ہون کہ موجب فلاح و رفاہ خلائق اور بہائی سرکار اور دولتخواہی نیاز مند ظاہر ہو۔

سنہ ۱۸۴۷

بمجرد ملاحظہ نظر اقدس حسب دستور سلامی توپ کو حکم ہوا اوسکا جواب رکن رکین سلطنت نے حسب ضابطہ بہت بنا بنا کر رنگین کر کے لکھا مگر صاحبان فہم ایسی تحریرات سے حیران ہوتے تھے کہ بادشاہ کا سراسر فائدہ گورنمنٹ چاہتی ہے اور بادشاہ خود اپنے فائدے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑے دیتے ہین یہ کسیکو گمان نتھا کہ ان الزامون سے سرکار کو خود منظور رہا ہے۔

## مرزا وصی علیخان کا شہر سے نکالا جانا

مرزا وصی علیخان متواتر بڑے صاحب کے حکم سے شہر سے نکالے گئے مگر وہ اپنے کردار عادل سے باز نہ آئے اور حضور عالم نے بھی بڑے صاحب سے فہمائش کی اونکے بہکانے سے کسیطرح نمانا اور ہمیشہ سبک سمجھتے رہے ہرچند دولتخواہون اور خیر اندیشون نے متواتر عرض کیا کہ اگر آپ کو انسے سلوک کرنا منظور ہے سب طرحکا اختیار ہے اسکا مآل اچھا کبھی نہوگا بڑے صاحب کی ناراضی آنا سے سلطنت کا بگاڑنا ہے مگر وہ کب سنتے تھے خلاصہ۔ تاریخ شہر ربیع الاول روز جمعہ سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق ۹ دسمبر سنہ ۱۸۵۳ء مرزا وصی علیخان مینس مین سوار ہو روانہ قصبہ کاکوری ہوے۔ ۹ بجے رات کو اپنے دوست خالص قدیم میر منشی معزول گورنمنٹ مسیح الدینخان کے گھر مہمان ہوے صبح کو اونکے عیال بھی جا پہنچے پھر وہان سے چپکر رات کو میانے مین سوار حضور عالم کے پاس آنے لگے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان وغیرہ بڑے صاحب کو خبر پہونچاتے تھے ایکدن بڑے صاحب نے ایک رئیس کاکوری سے پوچھا کہ یہ شخص مہمان خانہ منشی ہوا ہے عرض کیا کہ اونکے مضمون سے فرمان نیکنامی اپنی حسن خدمت کا پایا ہے اوسمین مندرج ہے کہ ممالک محروسہ شاہی مین جہان چاہو بودو باش اختیار کرو بس اس صورت مین خصوصیت منشی کے گھر کی نہی غرض اب ہر روز کے انقلاب تازہ سے لوگونکا توہم زیادہ ہوا کہ خدا خیر کرے خدا کے مارے کو فقیر جلاتا ہے فقیر کے مارے کو کون جلاے آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہے۔

## نکلنا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا حکم بادشاہ سے اور منڈیاؤن مین ہیجانا

پرچہ پیام شاہی صاحب رزیڈنٹ کو اس مضمون کا آیا کہ جیسا آپکا منظنہ نسبت مرزا وصی علیخان کے ہے

انکو ایسا مشتبہ ان مجموع آتش افروز یون کا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی طرف سے
ہے لیس ایسا شخص جو متنازعہ فیہ سرکارین ہو بالیقین ہو جانا چاہیے کہ وہ شہر سے نکال دیا جاوے اسکا
جواب بادشاہ کو کیا کہ آپ کو اپنی قلمرو ملک مین ہر شخص کے رہنے نہ رہنے کا اختیار ہے۔
روز یکشنبہ ۹ ربیع الاول مرزا علی رضا بیگ کوتوال شرف الدولہ کے پاس آئے
حکم قضا شیم اخراج بلد سنایا شرف الدولہ حکم محکم سرکار کو عین طریقہ نجات اپنا سمجھکر
متوجہ و سرگرم طلب کرانچی ڈاک اور طیاری اسباب سفر ہوئی اور دو ساعت کے توقف
مین اپنا کام بانجام کیا یعنے ایک عرضی اپنی مصیبت تازہ کی مشتمل بادرج حضور صاحب رزیڈنٹ
کے پاس بھیجدیا نون مین بھیجی جسکا ہوا تم اپنے گھر سے سوار ہو کر لوہے کے پل سے سیدھے
چھاونی مین چلے آو خلاصہ کوتوال بھی صاحب رزیڈنٹ سے خائف رہتے تھے اور در پردہ
اپنی خیر خواہی دکھاتے رہتے تھے اور سرکار کے ایسے کام کو خوب سمجھتے تھے شرف الدولہ
کو گاڑی مین سوار کر رومی دروازے تک ساتھ آئے خود داخل بڑے امامباڑہ ہوے وہ
لوہے کے پل سے حاضر حضور رزیڈنٹ صاحب ہوے عرض حال کیا حکم ہوا کہ اپنے بنگلے مین جاکر ہو
اور یہ کیفیت رپورٹ صادر کی کہ شرف الدولہ متہم ابن ثابت فردوس منزل انکی حفاظت اور کفالت و وکالت
متعلق سرکار تھا انہنے وہی علیخان کو محرک فتنہ پرداز سلطنت سمجھکر شہر سے نکلوا دیا بادشاہ نے انہین ناسمجھونکے
کہنے سے اونکے دیکھے شرف الدولہ کو نکلوا دیا ہماری صحبت نوچین ہوا یہ شخص بے سبب بدلائی ہوتی جاتی ہے
غرض جب شہر چھاونی مین رہنے کی سرکار مین کھبر پہنچی چوبدار سلطانی اور کوتوال کی سرکار
ہوئی کوتوال نے کہا مجھے گھر سے کانپور روانہ کرنے کا حکم بھیجا تھا نا کہ شہر تک نکالنے کا حکم
نہین پہونچا اور نہ حکم ساتھ جانیکا سوا تھا ورنہ مین دریائے گنگ تک پہونچا دیتا بعد اسکے
حسب پرچہ پیام صاحب رزیڈنٹ بعد حصول جواب سند ار اوسی مضمون وا حکم پہونچا حکم سلطانی
ہوا کہ انہین بہر حال خلاف مرضی نواب گورنر جنرل کوئی امر ملحوظ خاطر نہین انھین قیام
شہر کا اختیار ہے لیکن شرف الدولہ نے صاحب سے عرض کیا کہ اہلکاران شاہی کی بدگمانی
جو مجھ سے ہے آپ کو معلوم ہے مین کہانتک آپ کو تکلیف ہر امر خاص بابت دیا کرونگا کوئی
اور شگوفہ تو نکالین بہتر یہ ہے کہ جبتک اونکا رفع بدگمانی میری طرف سے ہو ہند سے آپکے

قریب ہون خلاصہ بعد چند روز کے پھر بسلامت اپنے گھر مین آئے - اب صاحبان فہم دیکھین کہ نکتہ مقابل چوٹ ہوئی مگر وار خالی گیا -

## بیلی گارد کے تلنگے سے چھتری چھین لینا ٹریصاحب کا خفا ہونا

ایک دن حضور عالم کی سواری بڑی دور باش سے بیلی گارد کی سڑک سے در دولت پر جاتی تھی ایک تلنگہ بیلی گارد کا تھالی مین جنس طعام رکھے دہوپ مین چھتری لگائے اپنے مقام رسوئی کو جاتا تھا سواری کے لوگون نے خلاف داب ہندوستان سمجھکر اوسی چھتری کو منع کیا سپاہی نے کچھہ تامل کیا آخر بعد قیل و قال چھتری اوس سے چھین لی صوبہ دار نے رپورٹ رزیڈنٹ سے کیا حکم ہوا جب ادہر سے سواری وزیر نکلے تم چھتری لگاؤ جو منع کرے اوسے سونٹے مارو جب یہ خبر حضور عالم نے سنی راہ راست چھوڑ کر طریق خط منحنی اختیار کیا گولہ گنج ہوکر کبھی سواری بجرہ در دولت پر جانے لگے جب یہ بھی رپورٹ صدر ہوا حکم آیا کہ اپنی چھاؤنی مین سپاہی چھتری لگایا کرے -

## ورود ضریح مبارک کربلاے معلےٰ

۲۶ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۲ھ مطابق ۲۰ مئی سنہ ۱۸۴۶ع سید مہدی حسن ہندی قدیم ساکن لکھنؤ تقریباً ۲۰ برس سے مجاور ارض اقدس کربلاے معلےٰ تھے اپنا وسیلہ رفاہ و فلاح سمجھکر ایک ضریح خاک پاک وہان سے مول لیکر باکسی صورت سے ہاتھہ آئی ہو مجتہدین کے خطوط سفارش لیکر دیانت الدولہ کی کربلاے نو تعمیر مین اوترے خطوط سفارش سبکو دیے باتفاق خواجہ سراؤن نے ملکہ بادشاہ سے عرض کیا کہ فقط آپ کے اقبال سے ایسا امر جدید آپکی سلطنت مین ہوا ہے کسی اور سلطنت مین نہین ہوا اس ضریح کا احترام تو لوازمہ ایمان سے ہے بادشاہ انکی باتون کو تہ دل سے سنتے تھے حکم دیا کہ سب ارکان دولت سیہ پوش ہوکر ضریح کے استقبال کو جاوین چنانچہ حسب الحکم شاہزادے - امرا مرزا ولیعہد بہادر کاظمین تعمیہ شرف الدولہ غلام رضا خان اور کربلا مین آکر جمع ہوے - شہر کی خلقت

کوٹھون پر سر راہ جمع ہوکر بیٹھی اور عوام الناس نے شہر مین دہوم مچادی جب شام ہو گئی سب اپنے اپنے گھر چلے گئے ضریح کے انتظار مین تھک کر اوٹھہ آئے ۹ بجے صندوق مقفل مین ضریح مقدسہ بند زیر شامیانہ مثل تابوت اوٹھائے ہوے چلے جلوس شاہی بسبب ظلمت شب جابجا متفرق ہو گیا تھا روشنی بہت کم تھی مرزا ولیعہد جرنل صاحب اور شاہزادے امرا ضریح کے صندوق کو سلام کر کے چلے گئے تھے فقط مصلح السلطان اہتمام الدولہ ساتھہ تھے آدہی رات کو صندوق در دولت پر پھونچا بادشاہ نے آداب ایمانی سے استقبال دروازے تک کیا اور قیصر باغ کی بارہ دری سنگی مین رکھوادیا دوشالہ رومال خلعت سات سو روپیے سید حامل ضریح کو ملے یہ بھی اسقدر مشقت و جانکاہی اور مدت سفر دور دراز اور سفارش مجتہدین سے حاصل ہوا کوہ کندن اور کاہ برآوردن ہوا اور توقعات جو دلمین سوچے تھے کچھہ نہوے بہت دنون تک خواجہ سرا اون کے پاس آیا کیے پھر کسینے احوال اوس تابوت سکینہ کا نسنا کیا ہوا اوسمین ضریح مقدسہ تھی کیا صورت ہوئی اسکے بعد دوسرے زوار صاحب ایک ضریح چھوٹی بنوا کر لائے۔ طمع نفسانی سے چاہتے تھے اسسے بہکر کچھہ فائدہ اوٹھائین نہوا ایسے خاک پاک کی چیزین ارض اقدس مین ہر طرح کی بنتی ہین کوئی تبرک سمجھکر لیتا ہے اوسے فائدہ ہوتا ہے۔

## اخراج شیخ قطب الدین

شیخ قطب الدین مسبوق الذکر جو شریک کارپردازی مرزا وصی علیخان تھے مقدمہ قتل گنگا بخش زمیندار بہٹائی ماہ شوال ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء حکم حضور عالم سے ازراہ مصلحت وقت میر بادر حسین مہتمم روند شہر کے ساتھہ روانہ کانپور ہوے یعنے افعی کشتن و بچہ اش رانگاہداشتن کار خردمندان نیست ہرچند مقدمہ گنگا بخش مین بہت عرقریزی و جانفشانی و خیرخواہی سرکار کچھہ کر کی تھی اور امیدوار رفاہ و فلاح کے تھے مگر مقسوم سے زیادہ حاصل نہوا اور نیکنامی خلائق توظاہر ہے بعد چند روز کے پھر اپنے گاؤن مین آکر رہنے لگے۔ اب مر گئے۔

# رخصت جرنل سلیمن صاحب

جرنل سلیمن صاحب نے بسبب علالت مزاج بتجویز ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ سے ۱۵ مہینے کی رخصت طلب کی اور پرچہ پیام بادشاہ کو بھیجا کہ نیازمند بسبب تبدیل آب وہوا ایک مہینے تک چھائونی منڈیاون مین رہیگا کپتان ہیز صاحب قائم مقام انصرام مقدمات سرکارین کرینگے۔
ایک مہینے پیشتر سے صاحب نے اسباب فضول حکیب جوالنس تاجر کی کوٹھی مین نیلام کو بھیجدیا تھا بعد روانگی وہ نیلام ہوا اور صاحب ۵- اکتوبر ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲- محرم ۱۲۷۱ھ روز پنجشنبہ شام کو ۷ بجے میم صاحب ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوے راہ مین ڈاکٹر صاحب کی تجویز مین کچھ خدشہ گذرا کہ شاید عدم موافقت کارپردازون سے اسی پردے مین میرے اخراج لکھنو کی تدبیر کی ہو اپنے رفع غلبیان سے میرٹھ گئے ڈاکٹرون کو جمع کرکے موافقت آب وہوا علالت مزاج بیان کیا باتفاق سبھون نے کہا کہ ہمارے نزدیک آب وہوا ے شملہ تمھارے واسطے اچھی ہوگی بالکہ لکھنو کی آب وہوا اچھی تھی چنانچہ صاحب نے یہ تجویز ڈاکٹرون کی صدر کو لکھی مگر مقبول نہوئی کسواسطے کہ جنرل اوٹرم صاحب عدن سے مقرر ہوچکے ہین بعد انقضاے مدت رخصت البتہ اختیار ہے۔
اس حکمت عملی کو اکثر سمجھے کہ دشمن کمین نے اپنا وقت پاکر یہ صورت صاحب کے اخراج کی نکالی اور مدت رخصت کو صاحب کے خواب پریشان سمجھے اور اپنی کوتاہ اندیشی سے اہل اخبار کلکتہ کو کچھ دیکر افعال کردار صاحب موصوف کو جو مدت رزیڈنٹی مین کیے تھے اپنے ذہن ناقص سے مضمون رنگین کرکے چھپوائے نسمجھے کہ اونٹ کس کل بیٹھیگا چنانچہ برنڈ انصاحیت تاجر کو بھی صاحب نے حرکات ناشائستہ دیکھکر شہر سے نکلوادیا تھا اونھون نے لندن مین جاکر نالش کی بہت سی خاک اوڑائی خاک ہوا۔ صاحب آگرہ اخبار نے مناجان کے باب مین بہت کچھ لکھ بھیجا جنرل لو صاحب کہتے تھے کہ جب ہم کسی کوچے سے نکلتا ہے اکثر کتے دور سے بھونکا کرتے ہین پاس نہین آتے۔ ایسا ہی اہل اخبار بھونکتے ہین ہمین کیا پرواہ ہے۔ البتہ سرکار سے نفصیت اجازت عام ہے۔

## مرزا وصی علیخان کا کاکوری سے لکھنؤ مین آنا

جب جنرل سلیمن صاحب روانہ منزل مقصود ہوے اور بظاہر کسیطرح کا کھٹکا نرہا ۱۱ تاریخ شہر صفر روز جمعہ ۹ بجے صبح کو ۱۲۷۳ھ مطابق ۳ نومبر ۱۸۵۶ عیسوی مرزا وصی علیخان شادان و فرحان کاکوری سے حاضر حضور عالم ہوے پانچ اشرفیان نذر دین اور جناب وزارت مآب کے پانون پر سر رکھکر بہت ساشکر گزار ہوے اور بالاجمال شکایت نافہمی و ناانصافی رزیڈنٹ اور اپنا بچنا بیان کیا پھر عصمت مآب جناب بیگم صاحبہ کو نذر دے کر گھر آئے اور بکمال فارغ البالی سے اپنے کاروبار مین مشغول ہوے۔ مجالس عزا اندرونیاز صدق دل سے کیے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین سے غافل تھے۔

## جنرل اوٹرم صاحب کا تشریف لانا

اس مدت رخصت جنرل سلیمن صاحب مین کئی صاحبون کی خبر آمد آمد مشہور ہوئی چنانچہ سر جارج شیکسپیر صاحب بھتیجے بھائی جنرل لو صاحب کی شہرت زیادہ تھی مگر حسب تجویز نواب گورنر جنرل جنرل جیمس اوٹرم صاحب جو رزیڈنٹی حیدرآباد سندھ سے عدن مین تشریف رکھتے تھے لکھنؤ کے رزیڈنٹ مقرر ہوے۔ پہلے کلکتہ آئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ لکھنؤ ہوے۔ مسیح الدولہ سفیر شاہی عارضہ دنبل وغیرہ مین گرفتار تھے لیکن کپتان کستان بذریعہ چٹھی کپتان ہیئر صاحب کانپور گئے۔

۴ تاریخ ماہ دسمبر ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۱ ہجری نصف شب کو داخل کوٹھی دلکشا ہوے۔ ۵ تاریخ موافق دستور مرزا ولیعہد بہادر حضور عالم شاہزادے امرا جلوس شاہی سے استقبال کو گئے شاہ منزل مین چاے پانی فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد اسکے صاحب رزیڈنٹ اور صاحب اسسٹنٹ مرزا ولیعہد حضور عالم کے ساتھ ملاقات بادشاہ کو آئے بعد چند کلمہ شوقیہ عطر و پان لیکر رخصت ہوے تھوڑی دیر کوٹھی رزیڈنٹی مین ٹھہر کر چھاؤنی منڈیانون مین تشریف لے گئے۔ متوجہ کاغذ خزانہ رزیڈنٹی ہوے باقی سب امور محول کپتان

ہنیر صاحب پر ہوے۔

چندروز پیشتر کپتان موصوف نے بعلت ارسال پرچہ پیام آغا علیخان ناظم سلطانپور منشی جانکی پرشاد
رزیڈنٹی کو عہدے سے موقوف کرکے بانکے بہاری محرران دفتر وثیقہ سے بعد روبکاری منشی
معزول مقرر کیا تھا منشی مذکور ڈاک مین روانہ میرٹھہ ہوے جنرل سلیمن صاحب سے اپنی چٹھی
صفائی لائے مگر مفید مطلب نہوئی کسواسطے کہ صاحب منسوب کو اختیار کلی ہوتا ہے قدامت
کام نہین آتی انکے باپ منشی روشن لال نواب امیرالدولہ حیدر بیگخان کے وقت سے
رزیڈنٹی مین نوکر ہوے تھے۔ بہت سے انقلاب اور گرم وسرد رزیڈنٹی کے دیکھہ چکے تھے
اور اسی نوکری سرکار مین مرگئے۔ بعد اسکے منشی مذکور ملازم سرکار شاہی ہوے۔

## تاج الدین حسینخان احسان حسینخان کا آنا پھر شہر سے مع میر تصدق حسین جانا

تاج الدین حسینخان کو جب نواب محمد سعید خان رامپور نے روزگار سے برطرف کیا الہ آباد مین
اپنے داماد مظفر حسینخان کے مہمان ہوے انکی بیٹی عجب باخدا اور عابدہ تھی مرگئی جس سے
حالت تعشق انھین تھا اس صدمۂ روحانی سے اوسکا تابوت لے کر ارادہ کربلاے معلے گیا تھا
کسی واسطہ محل سے اکثر بادشاہ کو عرضداشت باب خیرخواہی مین بھیجا کرتے تھے ایک عرضداشت
اس مضمون سے کہ فدوی شکستہ حال وکم استطاعت ہو گیا ہے متمنی زیارات عالیات ہے
امیدوار ہے جبتک فصل روانگی جہاز ہو دارالمومنین مین چندروز اگر بسر کرون بظاہر حضور عالم
کو بھی ان سے کچھہ خدشہ نتھا عرضداشت مزین بدستخط خاص بمعیت شتر سوار روانہ الہ آباد ہوا۔
احسان حسینخان بھی اپنے مامون کے ہم سفر ہو کر ڈاک مین چلے۔ ۸۔ تاریخ ماہ صفر روز چہارشنبہ
سنہ ۱۲۷۱ ہجری لکھنؤ مین شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر منشی فضل حسین کے گھر مین اوترے پریشانحال
لکھنؤ جوق جوق جمع ہو کر ملاقات خواہین کو ہونے لگے اس خیال خام سے کہ انکے طالع ستارہ
نے پھر عروج بشرف کیا ہے حالانکہ مہینا دن تاریخ تینون بدہین تھے انکی تاثیر اخیر ظاہر ہو گی
اکثر اہل مقدور نے خوردہ تصدق خوان طعام ضیافت بھی بھیجے مگر خواہین نظر باحتیاط ملاقات
بہت کم کرتے تھے ایکدن آغا باقر کے امام باڑے مین مجلس کی بہت سے مرثیہ خوان قدیم جمع

ہوے جب شرف ملازمت حضور عالم حاصل کی خلعت دوشالہ رومال پایا تاج الدین حسینخان نے عذر ضعف و پیری عرض کرکے اپنی حاضری تخلیہ کی چاہی اجازت ہوئی جو رطب و یابس باتین خیرخواہی کی تھین ازراہ دلسوزی گوشگذار کین اپنی طرف متوجہ کیا مرزا وصی علیخان انکے تقرب سے کھٹکا ہوا اتفاقاً میر تصدق حسین صدر اعلے کانپور کے برخصت باخفاءمہمان حضور عالم ہوے ہر روز خوان نعمت نوشجان کرتے تھے انکے پاس مصاحب الدولہ وغیرہ مقربان شاہی ہر روز حاضر رہتے تھے اس عرصے مین حریفان کین نے ایک شخص مجہول سے عرضی کیفیت صدر اعلے کی شارع عام سے صاحب جج کانپور کو دلوادی کہ صدر اعلے نے انکے نام سے حضور عالم سے بہت کچھ لیا ہے کہ آپ واسطہ فہمائش صاحب رزیڈنٹ انکے واسطے ہون عملہ کچہری نے عرضی کو خوب تیز کرکے صاحب کو سنایا صاحب نے برہم ہوکر صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ صدر اعلے کو جلد روانہ کانپور کرین حکم قضا شیم سے صدر اعلے فوراً ہی کانپور ہو گئے اور میاولہ فتحپور کو ہو گیا اور خزانہ کے واسطے لکھا تھا کہ ان لوگون کا اخراج شہر سے زمان سابق مین بہ بدنامی ہو چکا ہے ہمین تعجب ہے کہ تمنے کیونکر انکا رہنا گوارا کیا ہے۔

خلاصہ برکت مین ماہ صفر سے تاج الدین حسینخان قصبہ بجنور کو گئے پھر کاکوری ہو کر موہانمین حکیم فرزند علیخان کے مہمان ہوے اوسکے بعد الہ آباد گئے حضور عالم سے نوبت رخصت بھی نپائی احسان حسینخان بھی کاکوری سے ہو کر کانپور گئے حضور عالم نے محض بپاس خاطر صاحب رزیڈنٹ کچھ اسمین مداخلت نہ کی اس خیال سے کہ تازہ وارد ہین مبادا مثل جنرل سلیمن صاحب انسے بھی وہی صورت بدگمانی پیدا ہو طرح دیگئے مگر سمجھے کہ یہ کارفرمائی مرزا صاحب کی تھی اب اونکا وار سنیے کہ مثل کانپور لکھنؤ مین ایک عرضی بڑے صاحب کو راہ مین دلوادی کہ وصی علیخانکو جنرل سلیمن صاحب نے کس شد و مد سے شہر سے نکلوادیا تھا پھر یہ کیون شہر مین آنے پائے اسیطرح ہمارا ابھی کچھ قصور نتھا لیکن یہ عرضی کچھ مفید مطلب نہوئی یا خود بڑے صاحب نے طرح دی۔

## اجرائے احکام عظام بنام حضور عالم بہادر مصلح السلطان انجم الدولہ

من ابتدائے ۱۳ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ ہجری سے سال یوم المبارک شروع سال نو قرار پایا ہے

سال مذکور مفصلۂ ذیل کا حکم محکم سب دفترون مین پہونچا دین کہ بعد سال ہجری مطابق تاریخ و سال موصوف بقید سنہ الیہ اور بعد اسکے سنہ جلوس والا لکھے جاوین۔
ماہ واجدی ۱۔ ماہ محمدی ۲۔ ماہ اختری ۳۔ ماہ سکندری ۴۔ ماہ حسینی ۵۔ ماہ اثنا عشری ۶
ماہ امانی ۷۔ ماہ صنوبر ۸۔ ماہ مراتب ۹۔ ماہ منصوری ۱۰۔ ماہ سلیمان ۱۱۔ ماہ نبی ۱۲۔
مرقوم ۱۲ شہر ذیقعدہ ۱۲۶۹ھ مطابق ماہ واجدی سنہ احد یوم المبارک مطابق سنہ ۹ جلوس والا فقط شروع سال شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پیدائیش بادشاہ اسی مہینے مین ہوئی تھی ✦۔

## ورود مہاراجہ دلیپ سنگھ و مہاراجہ جیاجی راو سیندھیہ

مہاراجہ دلیپ سنگھ بہادر مع ڈاکٹر لوگن صاحب فرخ آباد سے ماہ جنوری ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲۷۰ھ لکھنؤ مین آئے بہت تھوڑے سے شاگرد پیشہ اور جلوس سواری ساتھ تھا بعد تماشاے مکانات شہر وغیرہ روانہ کلکتہ ہوے وہان سے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل لندن کو گئے آمد و رفت کی سلامی توپ ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تلقین سے ولایت مین عیسائی ہوے کسی پادری کی بیٹی سے شادی ہوئی طفل نابالغ کو جس مذہب کی ہدایت کرو ہو جائے فہمیدہ اور باخبر کا عیسائی کرنا مشکل ہے۔

مہاراجہ جیاجی راو سیندھیہ بہادر والی گوالیار مع صاحب رزیڈنٹ جمعیت قلیل سے پہلے فیض آباد اجودھیہ کا تھان کیا پھر لکھنؤ آئے صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین اترے حضور عالم سے بڑے صاحب نے ملاقات کرائی قیصر باغ دکھانیکو لے گئے بادشاہ کو ناگوار ہوا کہ میرا مکان تماشا گاہ نہین مگر بلحاظ صاحب رزیڈنٹ کئی دن رہکر شہر کو دیکھکر چلے گئے ۱۸۵۵ء عیسوی مطابق ۱۲۷۱ ہجری۔

## منصوبی میر منشی رزیڈنٹی

۹۔ ماہ مئی ۱۸۵۵ء منشی بانکے بہاری جنھین کپتان ہنیر صاحب نے میر منشی رزیڈنٹی کیا تھا

جنرل اوٹرم صاحب نے اونھین بدستور سابق دفتر وثیقہ مین مامور کیا اور منشی تفضل حسین ساکن قصبہ امیٹھی قریب لکھنؤ بیٹے مولوی عبد الاحد پوتے مولوی فائق کو میر منشی دفتر فارسی کیا اس رزیڈنٹی مین میر منشی مولوی غلام قادر خان جائسی ہوے جنکا ہزار روپیہ کا مشاہرہ و پنشن مادام حیات رہا اور اکثر انصرام کار بار سرکار مین بہت نیکنام رہے اسکے بعد مرزا باقر علیخان کرنل کالنس صاحب اور پھر جان منٹن صاحب کے میر منشی رہے پھر منشی علی نقیخان جو ۹- لاکھہ روپیہ نقد سواے املاک کے چھوڑکر مر گئے اونکے تین بیٹے تھے بڑا تپنچہ سے بعلت کسبی مارا گیا دوسرا مدقوق ہوکر مر گیا چندروز تک وہ بھی میر منشی رہا صاحب لیاقت تھا تیسرا چھوٹا عیش دنیا مین سب مال دولت لٹاکر حالت افلاس مین مر گیا املاک داخل حصار بیلی گارد ہوئی پھر منشی التفات حسین خان رکٹس صاحب کے منشی ہوے بہت صاحب عزت پرغرور اپنے بیٹون کی شادی بڑی عظمت و شان سے کی اپنی مدت خدمت مین ۱۶- لاکھہ روپیہ حاصل کیا تھا صاحب اخبار آگرہ نے لکھا تھا کہ میر منشی سرکار سے دوسو روپیہ ماہواری کا ہر یا ۹- برس تک رہا مین نہین جانتا اسقدر روپیہ اوسنے کس حساب سے جمع کیا تھا ایک کسبی پر عاشق ہوے قوت جوانی کے واسطے کشتہ کھایا تھا اوسی مین مر گئے پھر انکے بھی بیٹون نے وہ مال اور دولت سب لٹاکر مفلس ہو گئے -

خلاصہ انسے بہتر کوئی صاحب عزت اور صاحب لیاقت اور صاحب مال تا انتزاع ملک رزیڈنٹی مین نہین ہوا سواے ملازمی سرکار کے یا فائدہ مقدمات کے سکو علی قدر حال سرکار شاہی سے بھی ملتا رہا اوسکا حساب نہین -

جنرل اوٹرم صاحب اور جنرل سلیمن صاحب سے رسل و رسائل یومیہ جاری رہا خصوصًا باب انتظام ممالک محروسہ اور خرابیان جو اونکے وقت مین ہوتی رہین اور اشخاص مشخصہ جو بانی مبانی خرابیون کے ہوتے تھے لیکن اسکے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ جنرل سلیمن نے دو برس کی رخصت طلب کی ہے غالب ہے کہ کانپور سے روانہ کلکتہ ہون اور بعد ملاقات نواب گورنر جنرل ولایت جائین اونھین دو عارضے مہلک تھے ایک ضیابتیس دوسرا آشوب چشم چنانچہ جب کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوے کئی دن کے بعد مر گئے غریق سمندر ہوے نافہم اور ناعاقبت اندیش مکار

اونکے لکھنؤ مین نہ آنے سے بہت خوش ہوئی تھی کہ خدانے ہماری دعا مستجاب کی مگر اون ثمرات کو نسمجھی جو اونھون نے اپنے تردد سے اس مین پرکشتکاری کی تھی کہ یہ اپنی فصل پر نشو و نما کرکے اپنا ثمرہ دکھلائیگی چنانچہ اونکی بلبیوبک خالی نہ گئی -

## میلہ قیصر باغ شاہی

۱۲ شہر ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء میلہ سلطانی موافق دستور انتظام سالگذشتہ وپیوستہ ہوا ہزار ہا اہل شہر بیفکرے ملازم لباس رنگین فقرا بنے ہوے داخل قیصر باغ ہوے اور جتنا سامان جشن وعیش اور جلوس اور تکلفات تھا حسب الحکم شاہی ہوا - فی الحقیقت ایسی کیفیت خاص قابل دید ہے نہ شنید - ۱۴ - تاریخ میلے کا خاتمہ ہوا - پہلے دن صحبت حال وقال مشائخ صوفیہ بھی روبروے بادشاہ ہوئی اور ہر سالک مسالک طریقت اپنے جذب شوق سے اس مجمع عام مین ایک حال سے دوسرے حال مین ہوگیا -

## سانحہ حیرت افزاے سید امیر علی شہید جو باعث بدنامی اہل اسلام ہندوستان ہوا نقول کاغذات مقدمات فیض آباد

جو ہندو مسلمان مین بناے ہنگام فساد عظیم ہوا آخر نوبت مقاتلہ ومجادلہ پھونچی واقع ۱۲ - ماہ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء -

## استفتاء اہل سنت دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

ماقولکم ایہا العلما شکر اللہ سعیکم - اندرین صورت کہ مقتولان فیض آباد کہ خود ہارا مسلمان میگویند وبظاہر خالصًا لوجہ اللہ از کفار جنگ کردہ قتل شدند حکم شہادت برایشان درست است یانہ وبر تقدیر مسلمانان را انتقام آن قتال وجدال با کفرہ فجرہ باید یانہ وکسیکہ مسلمانان را از انتقام کشیدن کفار باز دارد ومنع کند در حق او چہ گفتہ آید -

**جواب** - بر حکام اسلام دفع شر کفرہ لیام از اہل ایمان واسلام لازم است واللہ اعلم -

## استفتاء مرسلہ اثنا عشری مذہب و دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

**سوال** - قولہم رحمہم اللہ فی ہذہ المسئلہ اگر در مسجدی اہل اسلام مقیم باشند و در حالت غفلت کہ آنہا در خواب باشند گروہی از اہل کفار عمدہ عظام یورش کردہ اہل اسلام را کشتند کہ از خون آنہا ملو و پر شد و آنہا در مسجد بول کردند و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختہ و دیگر بے ادبیہا با آن ساختند و جمعے عظیم مجتمع شدہ ہر کسے را از اہل اسلام یابند بکشند و مسلمانان ساکنان آن مقام بخوف جان و آبروی خود جلاے وطن شدند پس محاربہ ہمچو کفار مسلمانان دیار و امصار را فرض است یا نہ و اگر کسے درین جنگ از دست کفار کشتہ شود ثواب خواہد شد یا نہ بینوا و توجروا۔

**جواب** - پناہ بخدای عزوجل از شر کفار بر حکام اسلام و از اہل ایمان و اسلام رفع شر کفرہ لیام لازم است واللہ اعلم

**ایضاً** - ما قولکم ایہا العلام رحمکم اللہ کہ وقت ہجوم کفار مشرکین بر مسلمانان و ہدم مساجد و انداختن مصاحف مجیدہ در نجاست و انصاب چون خار بر در مساجد و قتل مسلمانان و دیگر امور ہتک اسلام و اعراض حاکم اہل اسلام پس درینصورت بر مسلمانان قتل و قمع آنہا واجب است یا نہ و اجازت والدین ہم شرط است یا نہ بینوا و توجروا۔

**جواب** - حکام را بمتابعت حاکم دفع کفار از اہل اسلام و اہل ایمان و اجراے حدود بر محاربین مشرکین و قصاص مسلمانان واجب است وہو العالم مہر طغرا

چہ ارشاد میشود در باب کسانیکہ برای جنگ ہنود ان فیض آباد میروند زیرا کہ ایشان اراد انتقام اینچنین بے ادبیہاے ہنود ان کہ با قرآن مجید و مسجد نمودہ اند میدارند جنگ و رفتن ایشان عند الشرع جائز است و ثواب دارد یا ممنوع بینوا و توجروا۔

**جواب** - بدون مشارکت و معاونت حکام عرف یا حاکم شرع تدارک چنین امور صورتے جواز ندارد وہو العالم مہر طغرا

**استفتاء و دستخطی اہل سنت** - چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ اہل اسلام

بادعاے اینکہ ہنودان مسجد گنبدیدہ شامل مکان و احاطہ بتخانہ کردہ اند جنباتِ غزمیت جہاں دارند و بادشاہ و والی ملک کہ اہل اسلام است اقرار تدارک درصورت ثبوت و رفع حجت طرفین قناتی می فرمایند و ممانعت و ہجوم غزمیت کہ درضمن تشکل آن دیار خونریزی اہل اسلام است بنماید درینصورت تعمیل امر سلطان و فسخ غزمیت می باید یا نہ بینوا و توجروا ہو المصوب۔

جواب تعمیل امر سلطان و فسخ غزمیت بباید واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف صحیح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ الجواب صحیح تحریر نمودہ احقر العباد خادم احمد قد اصاب من اجاب کتبہ محمد سعد اللہ الجواب صحیح والراے نجیح واللہ اعلم حررہ ابو البرکات الدعو تراب علی عفی عنہ رکن الدین تراب علی۔

## کیفیت

زمان سابق مین اودھ کی بلندی پر جسکا نام ہنودنے ہنومان گڈہی رکھا ہے ایک مسجد بناے سلاطین ماضیہ تھی ایک فقیر مسلمان اوسکی جاروب کشی کیا کرتا تھا اور پہلوی مسجد مین بڑا چبوترہ تھا اوسپر عشرہ محرم مین تعزیہ رکھتا تھا بعد ایک مدت کے ایک فقیر ہندو بھی املی کے درخت کے نیچے جھنڈی گاڑکر رہا ایک چھوٹی سی کوٹھری بنالی اوسمین بت رکھکر مقام ہنومان قرار دیا عہد جناب غفران مآب نواب برہان الملک مین بعض ہنود کوتاہ اندیش نے مسجد جو بلندی مذکور پر تھی اوسے منہدم کردیا تھا فوج قاہرہ سرکاری پہونچی اون کوتاہ اندیشون کو سزاے اعمال دیکر بتخانہ کو توڑ بدستور سابق بناے مسجد قائم کی بعد مرور ایام بیراگیون نے پھر بتخانہ بنایا مسجد سے کچھہ معترض نہوے جبتک حکومت چھپم راٹ وغیرہ علاقہ سرکار سے راجہ درشن سنگھ بہادر کو ہوا کفار اس دیار کو قوت و ثروت زیادہ ہوئی اوس مسجد کو گراکر مکان گڈہی مین ملالیا اور مسجد واقع رام گھاٹ دریا کو خراب کرکے اوسکے صحن مین اپنے مسکن بنالئے اور اوسکے اندر کوڑا اڈا لنے لگے اور سیکڑون مقابر اہل اسلام کو توڑکر اونکی اینٹین اور پتھرون سے بڑی شان و شوکت سے بتخانے بنالئے یہانتک کہ مسجدین پست اور بتخانے بلند ہوگئے۔

کئی مہینے کا عرصہ ہوا کہ غلام حسین شاہ حرارت و حمیت اسلام سے کئی شخص ہمراہ لیکر بنجیال

بنائے مسجد ہنومان گڈھی مین رونا ہی تک پھونچا مرزا اعلیٰ علی منصرم کچھپم راٹ سدراہ ہوئے وہین سے اونھین پھیر دیا اور اونکے دو چار ہمراہیون کو جو فیض آباد پھونچے تھے نائب کوتوال اور کپتان الگزنڈر آر بٹ صاحب نے باہر نکالدیا جب یہ پرچہ اخبار پیشگاہ شاہ جمجاہ گذرا حکم تحقیق مسجد آغا علیخان ناظم اور مرزا منعم بیگ کوتوال کے نام مزین بدستخط خاص ہوا۔
غلام حسین شاہ پھر کئی اشخاص سے جامع مسجد جو سیتا کی رسوئی مین ہے مقیم ہوا اور کسی کے کہنے سے وہان سے نہ نکلا پھر غلام حسین شاہ لکھنؤ سے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر اوس مسجد مین پھونچا اور باوصف عدم بضاعت و قلت جماعت کمر ہمت مسجد کے بیراگیون سے نکالنے کی باندہی کپتان آر صاحب مرزا منعم بیگ مرزا اعلیٰ علی نے مسلمانون کو مشارکت غلام حسین سے روکا اور بیراگیون کی مدد راجہ مانسنگہ بہادر اور زمیندار گردپیش سے جوق جوق پھونچنے لگے یہانتک کہ دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوئے اور معبر دریا بند کردیا اور غلام حسین کے پاس سوائے چند غربا کے اور کوئی نتھا۔
روز جمعہ ۱۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ تقریباً دو سو آدمی اہل اسلام سے نماز جمعہ کے واسطے مسجد جامع مین جمع ہوئے بیراگی انکا مجمع سنکر بلوا کرکے اونکے سر پر پھونچے ہمراہی غلام حسین نے قصد باہر نکلنے کا کیا سپاہی کوتوال اور سوار ہمراہی آر صاحب جو رفع شر کو متعین تھے درمیان آئے اور مانع فساد ہوئے کپتان موصوف بھی خبر بلوا سنکر وہان پھونچے رفع شر کردیا لیکن مسلمانونکو اس ہنگامہ مین ادائے نماز جمعہ کی نوبت نہ پھونچی دوسرے دن شنبہ کو ہیان ہرسی صاحب مشارکت کپتان آر صاحب کیواسطے لکھنؤ سے پھونچے اور مسجد کو آکر دیکھا اوسمین دروازہ نتھا کہا یہانکا دروازہ لگانا مناسب ہے جس سے حفاظت ہوجائے اور ایک شخص کو ہمراہی غلام حسین نے افہام و تفہیم کو بلوایا اس عرصے مین غلام حسین کے ساتھی دو تین آدمی محلہ بیگم پورہ مین جاکر جوڑہی کواڑے کی اوٹھا لائے راہ مین ہنومان گڈھی کے ہنودنے اونھین گولیون سے زخمی کردیا اونھون نے کواڑے چھوڑ اونپر حملہ کیا پسپا کردیا اس عرصے مین باران رحمت نازل ہوا ایکساعت تک جدال و قتال موقوف رہی اوسیوقت ایک کٹہرا ہمراہی غلام حسین کیواسطے جو دو دن سے بے آب و دانہ تھے کھانا لایا کپتان آر صاحب اور جان ہرسی نے اپنے سپاہیونکو

بھیجکر کہلا بھیجا کہ تم کمرین کھولکر بہت اطمینان سے جامع مسجد مین بیٹھو باہر نہ نکلو کوئی تم سے
فساد نہ کرسکیگا اونھون نے کمرین کھول کر کھانا کھانے لگے اب زبانی مرزا اعلی علی کے ہے جو
مولف کتاب بوقت روانگی کربلا کہ اوس شب خاص کربلا مین میرے پاس رہے تھے بیان کرتے تھے
کہ یہ دونون انگریز اور مین خود اور مرزا نثار حسین مع اپنی سپاہ اور توپ وہان سے ہٹکر بڑی
دور درخت کھرنی کے نیچے جاکر کھڑے ہوے ایکساعت نہ گذری تھی کہ بیراگی ہزارون گولے
نعرہ مارتے آکر مسجد کو گھیر لیا اور رجب علیشاہ فقیر کے کوٹھے سے چڑھ کر غلام حسین کے ہمراہیون کو
گولیان برسانا شروع کیا اور مسجد مین آکر ۲۶۹ آدمیون کو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔
مسجد مین لہو بہنے لگا اور قرآن شریف جو اکثرون کے حمائل تھا پرزے پرزے کرکے معاذ اللہ پاون
سے رندا اور جلا دیا چنانچہ واسطے تصدیق کے جلے ہوے ورق بھی ملفوف سرکار کیے اور جبکہ
جو حکم سرکار سے چبوترہ جامع مسجد پر طیار ہوا تھا توڑ ڈالا اور دیوار مسجد کو جزائرون سے چھلنی کر دیا
نعش مقتولین کی بے گور و کفن پڑی رہگئین دوسرے دن مرزا نثار حسین نے در مسجد پر ایک غار
بڑا کھدوا کر گل دفن کر دیا بعد انکے دفن کے بیراگی جوتیان پہنے مسجد مین آئے ہوم کیا سنکھ
بجایا بہت بے ادبیان کین اوسکے قریب قبر خواجہ منیجے کی قبر شہداے سپہ سالار کی تھی اوسے
توڑ ڈالا ظاہر ہے کہ جمعیت بیراگیون کی اسقدر تھی لیکن سیکڑون دوڑھی ملازم راجہ مانسنگھ اور پانڈے
راجہ کشندت رام اور زمینداران گردو پیش مدد کو پہونچے دس بارہ ہزار کی کثرت ہوگئی آخر
نوبت یہانتک پہونچی باوجودیکہ بیگم پورہ کے رہنے والے نزدیک غلام حسین تھے مگر بروقت معرکہ
چھپے گھر مین تھے بیراگی اور گوہار کے لوگ گھس گئے او[illegible] ان بیچارون سے جسطرح ہوسکا
حفظ ناموس کیا ایک شخص افضل بیگ نے ہم کہا کہ صاحب فراش ہے اور اب عالم مذکور کے رہنے والون
اور مسلمانون نے اثاث البیت گھر مین چھوڑکر مع اہل و عیال کے تمام فیض آباد اختیار کیا ہے اور
اسقدر قوت بیراگیون کو ہوگئی ہے کہ کسی مسلمان کو ہنومان گڈھی سے گذرنے نہین دیتے اور سب
اہل اسلام کو ڈراتے اور دھمکاتے ہین یہ حال شورش [illegible] بیراگیون کا ہے اور ہنومان گڈھی
مین مسجد کو بہت سے لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بلکہ [illegible] مین نماز پڑھی ہے اور محضر سیکڑون
برس کا قاضی یار علی ابن الدین قاضی حبیب اللہ کے پاس موجود ہے چنانچہ ایک اونمین سے

مورخہ ۹ ذیقعدہ ۱۲۷۱ ہجری ملفوف بکیفیت ہے اور کیا عجب ہے کہ اورنگ عالمگیر شاہ دہلی نے جسکے تعصب مذہبی سے سلطنت دہلی کو ضعف زخرابی ہوئی بہتیرا اماکن و معبد مذہب ہنود مین کچھ نکچھ مداخلت کی تھی یہان بھی مسجد بنوادی ہو مگر محضر آیندہ سے ثابت ہے کہ زمانہ جال خلد مکان کے عہد مین مسجد بنی ہے دعوی مسجل بمحضر ہے پس اس صورت مین اگر سرکار ابد اقتدار سے تحقیقات عدالت خسروانی سے تدارک ان سب نزاع بیراگیون کا اور اونکے حامیون کا استیصال کما ینبغی ہے اور حکم تعمیل و ترمیم مسجد وان منہدم واقع گڈھی مذکور کا موافق بنا قدیم نہوگا خدا جانے کہ بیراگی اس بغاوت و شورش سے دلیر ہوکر حال مسلمانون اور توہین اسلام کا کس درجہ پر کرینگے بلکہ بود و باش اہل اسلام اودہ مین دشوار ہوگی اس جہت سے سب نالان ہیں اور امید تدارک واقعی کی رکھتے ہین۔

| محمد نہال الدین | حفیظ اللہ |
| --- | --- |

[۱] رضوی قاضی آغا علی۔ لاریب فیہ۔ ساکن لکھنؤ

[۲] میر رجب علی ساکن اودہ مسطور المتین بیان واقع ہے۔

[۳] سید محمد اصغر۔ بیان واقع ہے۔ خطیب اور مسجد بابری کا ہونا۔

[۴] محمد حسین بیان واقع ہے۔ ساکن حیدر آباد واقع فیض آباد۔

[۵] عنایت علیخان فاضل۔ ساکن فیض آباد۔

[۶] میر محمد حسین ذاکر سید الشہدا۔ ساکن فیض آباد المتخلص بہ لطف۔

[۷] مرزا محمد سوزخوان۔ ساکن فیض آباد۔ لاریب فیہ۔

[۸] میان فرحت علیخان ناظر خورد محل۔ بیان واقع ہے۔

[۹] مرزا احسان نواسہ نظر علیخان چکلہ دار رئیس اودہ مسطور المتین بیان واقع ہے کہ مسجد ہنومان گڈھی پر بارہا اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔

[۱۰] ابراہیم بیگ ساکن حیدر آباد واقع فیض آباد۔ مسطور المتین واقع ہے۔

[۱۱] میر بخت بخش حسین مفتی بیان واقع ہے۔

[۱۲] سید نصیر الدین ساکن محلہ چراغ دہلی۔

[۱۳] حسین علی زمیندار محلہ قصاب نگر ولادستی لطف اللہ حیدر سعید اپنی آنکھ سے مسجد دیکھی ہے

۱۴ احمد بخش میر سیج زمیندار محلہ میران پور متصل بلدۂ اودھ۔ بیان واقع ہے۔
۱۵ سید جعفر علی۔ بیان راست ہے۔
۱۶ سید باقر علی۔ مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔
۱۷ منور علی۔ بیان واقعی۔
۱۸ مرزا محمد حسن صاحبزادہ خورد محل۔ بیان واقعی۔
۱۹ چھیدی ابن نندرام ہندو۔ قوم سیوتی۔ بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔
۲۰ محمد مہدی۔ بیان واقعی
۲۱ میر عابد علی۔ لاشبہہ فیہ۔
۲۲ گواہ شد۔ یوسف خان۔
۲۳ گواہ شد۔ محمد علیخان ساکن اودھ۔ بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ۱۰۴ برس کی مسجد تعمیر ہنومان گڈھی۔
۲۴ علی مرزا۔ بیان واقعی۔
۲۵ میر محمد علی ساکن فیض آباد۔ مسجد ہنومان گڈھی پر دیکھی ہے اور مرمت اوسکے ہیات بھی یاد ہے۔ محراب اوسکی نقش بسم اللہ تھے۔
۲۶ محمد مرزا ولد مرزا اصغر علیخان۔ بیان واقع
۲۷ امین الدین حیدر خان بہادر صاحبزادہ خورد محل۔
۲۸ محمد مہدی صاحبزادہ خورد محل۔ بیان واقعی۔
۲۹ میر عابد علی لاریب فیہ۔
۳۰ آغا علی۔ لاشبہہ فیہ۔
۳۱ گواہ شد۔ محمد روشنخان مسجد جامع واقع ہنومان گڈھی کو آنکھ سے دیکھا ہے۔
۳۲ علی مرزا۔ بیان واقعی۔
۳۳ سید علی محمد۔ لاریب فیہ۔ مسجد منافی ہنومان گڈھی پر آنکھ سے دیکھی ہے۔
۳۴ گواہ شد۔ مرزا علی ساکن اودھ۔ مسجد ہنومان گڈھی پر آنکھ سے دیکھی اور اوسکی ہیات بھی یاد ہے

۳۵ گواہ شد کرم خان ساکن اودہ بیان واقعی۔
۳۶ گواہ شد عبد الکریم ساکن اودہ۔ بیان واقعی۔
۳۷ دہنی سنگہ چپراسی عدالت فیض آباد۔ فریق کو حسب الحکم سرکار نیابت منتظم الدولہ
مین گیا تھا مسجد کو دیکھا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سابق ازین محمد عامل درویش نے بمہر محمد عادل و شیخ بہاء الدین فوجدار اور سوانح نگار
و واقعہ نگار اور میر محمد صادق کوتوال وغیرہ ارباب عدالت اور اہل خدمات اور اکابر اور اصاغر
نے مسجد طیار کی تھی کہ زمان حضرت خلد مکان مین بلندی ہنومان گڈھی پر مسجد درست ہوئی
تھی بعد اسکے بیراگیون نے مسجد مذکور کو مسمار کرکے تبخانہ طیار کیا ہے چنانچہ محضر مذکور مع عرضی
نظر بندگان عالی نواب صاحب مین گذرا دستخط خاص مزین محضر ہوا کہ پروانہ فوجدار کے نام لکھا
جاوے جب یہ خادم شرع حضور سے داخل بلدہ اودہ ہوا درویش نے محضر دکھا کر نالش کی۔
اس خادم شرع نے وہ محضر اور عرضی خدمت بندگان عالی مین گذرانی چنانچہ غازیان لشکر
ظفر پیکر نے بموجب عرضی بندگان عالی تبخانہ مرقوم کو مسمار کرکے بدستور سابق مسجد طیار کرکے رواج
دین و اسلام دیا بعد کوچ کرنے فوج کے بعض ہنود منبر و محراب مسجد کو مسمار کرکے چلے گئے۔
موذن نے یہ خبر پہونچائی اس خادم شرع نے دیکھا کہ اس مقدمے مین سستی دین و اسلام ہوتی
ہے بنا بر عبرت روز جمعہ مسجد جامع مین بیٹھکر شہرت دی کہ جس شخص نے مسجد مذکور سے بےادبی
کی ہے اوسے بیراگی حاضر کرین تا موافق شرع محمدی اوسے تعزیر دیجاوے چنانچہ شیخ مکرم نائب
رفعت پناہ شیخ بہاء الدین فوجداری کہنے لگے کہ نام مسمار کرنے والے کا معلوم نہین ہوتا لیکن
بیراگی قرارداد کرتے ہین کہ من بعد کوئی گرد مسجد مذکور کے نجایگا اور ہم بھی مسجد کے ہونیسے وہان
خبرداری کرینگے پس یہ خادم شرع اور جماعت مسلمین اوٹھ کر اپنے گھر چلے آئے اور ہین نے کہا
کہ بیراگی جمعیت خاطر سے اپنے گھر مین آباد رہین مسجد مین دخل نہ کرین چنانچہ بیراگی اپنے مقام
مین آباد ہین اور آراضی وغیرہ وغیرہ باغات و املاک پر اپنے تا الحال متصرف ہین [illegible]
کو اونسے مزاحمت نہین جن لوگون نے از راہ عداوت دینی خدمت بندگان عالی

میں ظاہر کیا ہے کذب و افترا ہے یہ کیفیت صورتحال ہے۔ تحریر تاریخ نہم شہر ذیقعدہ ۱۲۴۹ھ

**ھو الامیر**

مفتی شرع محمد ابوتراب ۱۲۳۵ھ
خادم شرع محمد عربی لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین علی عبدہ قاضی وزیر ۱۲۶۱ھ
مہر قاضی خان مطابق مہر اصل ماضیہ ہے۔
خادم شرع رسول اللہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ قاضی محمد نصیح اللہ۔
خادم شرع مبین مفتی محمد یمین الدین ۱۲۴۳ھ عقدۃ اللسانی رب اشرح لی صدری ویسر
فی امری و احلل۔
نجف شاہ حامد علاء الدین عبدہ ۱۲۶۵
خادم شرع مفتی محمد لطف اللہ ۱۲۴۰ھ
ذالک الکتاب لاریب فیہ اللہ محمد شاہ بادشاہ غازی لطف فدوی ۱۲۴۰ھ۔ ان اللہ
یامرکم بالعدل والاحسان۔
محمد شاہ بادشاہ غازی رشید فدوی ۱۲۳۲ھ۔ ذلک الکتاب لاریب فیہ۔
ز نور شرف یافت عنایت علی۔ بیان واقع۔
محمد رکن الدین ۱۲۴۳ھ۔ لاریب فیہ۔
افضل جلیل بناہ جمیل ہے۔ لاریب فیہ۔
نور محمد غلام احمدی ۱۲۴۰ھ معز الدین محمد ۱۲۴۲ شیخ ابن محمد انصاری۔ لاریب فیہ۔
میر محمد بیان واقع۔
حسن بن آدم جلال ہی لاریب فیہ سکندر خان ۱۲۴۳ھ بیان واقع۔
فخر علی۔ بیان واقع۔
خاکپای محمد احسن علی ذلک الکتاب لاریب فیہ جو لکھا ہے بیان واقع محی الدین شاہ فخر ماہ
فرید واقع کذالک مسطور۔ بیان واقع۔
خاکپائے نبی منظفر بیگ بیان واقع ہے ما الی ذالک کذالک

۱۲۲ نسیب اللہ لاریب فیہ۔
۱۲۳ نعمت اللہ یا حفیظ شک و شبہہ نہین۔
۱۲۴ شیخ وزیر علی انصاری۔ بیان واقع ہے۔

## نقل کیفیت

منشاء فسادِ فیمابین ہنود و مسلمین بلدہ اودھ و فیض آباد اور کیفیت مجمل واقعہ جو اس عرصہ قریب مین خاص اودھ مین واقع ہوا جو شعار سلاطین اہل اسلام اور آثار عمارات مساجد کرام سے اور اظہار جو تھوڑے سے مشائخ عظام اور اقرار بعض ہنود ساکن اودھ سے پایۂ اعتبار و ثبوت کو پہونچا یہ ہے کہ بادشاہان سلف نے تمامی معابد ہنود شہر اودھ مین جہان بڑے بتخانے تھے مسجد جامع بجائے بتخانہ مختصر ہوا کر موذن اور جاروب کش مقرر فرمایا تھا چنانچہ عظمت و شوکت مسجد جامع بنائے بابر بادشاہ واقع جنم استان یعنے مسقط راس رام پسر راجہ دسرت متصل مکان رسوئی سیتا زوجہ رام مذکور سے ظاہر ہے بلکہ رسوئی سیتا زبان جمہور پر جاری ہے شاہد مدعا ہے اور علیٰ ہذا القیاس شہادت دیتی ہے ارتفاع شان مسجد واقع مقام رام گھاٹ کنار دریا کہ بالفعل بسبب خراب و منہدم کرنے کفار کے فقط دو مینار اور تھوڑی سی دیوار باقی رہ گئی ہے عہد عدالت مین حضرت جنت مکان کے اوسکی ترمیم کا حکم محکم ہوا تھا لیکن اجل نے امان نہ دی حکم نافذ نہوا اور مسجد مذکور اوسی دستور پر حصار معابد کفار مین رہی بالجملہ ازین قبیل دوسری مسجد مین مختصر بعض قناتی اور سقفی گنبد دار بہت سی ہین از انجملہ بلندی ہنومان گڈھ پر مسجد قناتی نہایت مختصر متصل مندر فقیر تھی جسکے پاس ایک بندر تھا اور سب کفار اوسکی پرستش کرتے تھے اور جو ملتا تھا وہ فقیر مسلم جاروب کش مسجد اپنے ہمسایہ کو بانٹ دیتا تھا بعد مدت دراز کے وہ فقیر راہی دار بقا ہوا بعض حکام ذی اقتدار اس جوار کے اوسکے معین و مددگار ہوئے حوالی مندر مذکور حصار تیار کر ہنومان گڈھی نام رکھا اور فقیر مسلم کو کچھ لِللہ رسالانہ یا ماہوار کرکے مسجد سے خارج کیا اور اوس مسجد کو داخل حصار ہنومان گڈھی کیا چنانچہ مسلمین معتدین اسنے ظاہر کرتے ہین اور عہد جناب عالیہ مرحومہ مین ایک دن بطریق سیر و تماشا ہنومان گڈھی

کے ٹیلے پر گئے تھے وقت نماز داخل ہوا اوسی مسجد مین نماز پڑھی تھی اور بیراگیون سے کوئی متعرض نہوا اور بعض نے ایک مدت تک بعد وفات مرحومہ اوسے دیکھا ہے اب اوسکا نشان بھی نہین ہے کہتے ہین جب وہ فقیر جاروب کش مرگیا بیراگیون نے رفتہ رفتہ داخل مکانات ضلع ہنومان گڈھی کر کے نابود کر دیا ہے جسکا نشان بھی پایا نہین جاتا المختصر اس ماجرے کو سنکر غلام حسین شاہ فقیر نے مسلمانون کو لیکر مسجد بابری مین آیا ۱۶۹ آدمیون کو ٹھلکہ ہلاکت مین ڈالا اب دو گوش مینی سے معلوم نہین کس سمت کو بھاگ گیا اور تفصیل توڑنے کٹھرے کی جو دو برس پیشتر حکم حضرت سے محاطب مسجد کیواسطے بنا تھا اور قتل ہونا مسلمانون کا اور غلبہ بیراگیونکا اور اونکا ظلم و بدعت کرنا نسبت جامع مسجد اور قرآن جو مسلمانون کی حمائل تھی کیفیت مولوی نہال الدین امین اور مولوی محمد حفیظ اللہ داروغہ عدالت فیض آباد نے جو سرکار مین بھیجی ہے مفصل ظاہر ہوگا الغرض بیراگی اور گوہار کے لوگ جو قرب وجوار اجودھیا کے بھیجے ہوئے آئے تھے کیا کیا ظلم و بدعت مسلمانون پر اونھون نے نہین کیے اور ابتک اوسکا فخر و مباہات کرتے ہین بلکہ اونکے زور و شور سے اس حد پر پہونچی ہے کہ جابجا اطراف شہر مین مسلمانون کو راہ چلنا اور بسلامت نکلنا دشوار ہے اس جہت سے شرفائے شہر اودھ نے گھر چھوڑ کر فیض آباد مین اپنے عزیز و اقارب کے گھر جا کر رہنا اختیار کیا ہے اگر خدا نخواستہ سرکار دولتمدار سے مدد اشرار کفار ظاہر ہوئی مظنہ وقوع غدر تمامی ممالک محروسہ مین ہے۔ علی ابن محمد الحسینی ۱۲۳۹

نقل عرضی مولوی حفیظ اللہ داروغہ عدالت عالیہ فیض آباد مورخہ ۲۲ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ ہجری بامر این شرح کہ غلام حسین شاہ فقیر کئی آدمی لیکر بیراگیون ہنومان گڈھی واقع اودھ کے ساتھ باظہار ہدم مسجد نزاع رکھتا ہے لہذا فریقین کی طلبی دردولت پر ہوئی ہے تمھین حکم پہونچتا ہے کہ وہان کے رہنے والون سے تحقیق واقعی اور تفصیلی غرض و اظہار ہر ایک کا باشتراک رائے مولوی نہال الدین لیکر بلا رعایت فریقین کیفیت اس باب مین تاکید مزید جانکر حسب الحکم عمل مین لاؤ بعد معرکہ جدال و قتال فریقین اور مارے جانے ۱۶۹ مسلمانون کی مسجد بابری مین ۱۹ تاریخ شہر مذکور بر سبیل ڈاک سلطانی شرف ورود فرمائی لہذا باشتراک رائے مولوی موصوف ساکنین فیض آباد اور اودھ سے تحقیق واقعی کر کے کیفیت تفصیلی اونکی گواہی

سے بھیجی ہے نظر انور مین گذریگی بعد ملاحظے کے درباب تدارک ہنومان گدھی جس مسجد مین مسلمانونکو قتل کیا قرآن شریف سے بے ادبی کی کٹہرہ مسجد بابری مسجد جامع جو حکم سرکار سے بنا تھا توڑڈالا اور دیوار کو بندوق کی گولیون سے چھلنی کر دیا مانع اذان و نماز کے مسجد مین ہوئی جو رائے جہان آرا اقتضا فرمائے۔ واجب تھا عرض کیا۔ الٰہی آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان رہے۔ عرضی بندہ خاص حفیظ اللہ ۲۰۔ ۱۲۔ داروغہ عدالت فیض آباد معروضہ ۲۲۔ ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ ہجری۔

## نقل اقرار نامہ

ما یانکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشندا اس و مہنت بنسی داس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سیدہ ہین۔ غلام حسین وغیرہ نے ہنومان گدھی مین اظہار مسجد کیا ہے اور اس باب مین فیما بین نزاع واقع ہوئی اس جہت سے بنیتگاہ بندگان سرکار ابد قرار سے واسطے تحقیقات کے آغا علیخان کپتان آر صاحب بہادر اور راجہ مانسنگہ بہادر قائم جنگ مامور ہوے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ اگر حاکمان موصوف از روے تحقیقات ہونا مسجد کا ہنومان گدھی مین ثابت پہونچا ئین اور تینون حاکم متفق ہوکر جیسے کہین ہم بسر و چشم منظور و قبول ہے اور کسیطرح کا عذر نسبت اوسکے نہوگا۔ بنابر آن یہ چند کلمہ بطریق اقرار نامے کے لکھے گئے کہ ثانیًا حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے مرقومہ ۲۶۔ ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ ہجری۔ بدستخط ہندی بلرام داس

## نقل اقرار نامہ

ما یانکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشنداس و مہنت بنسی داس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سیدہ ہین۔ غلام حسین وغیرہ نے دعوی ہونا مسجد کا ہنومان گڑھی مین کیا ہے نوبت بگاڑ پہونچی اور میان جعفر علی محمد حسین شیخ بدہو وغیرہ باشندے اودہ کے بوجہ شراکت غلام حسین کے ہمسے رنج پیدا کیا اب نظر العطہ سابق ہمین اون سے رنج و کدورت نہین رہی اور اب آغا علیخان بہادر راجہ مانسنگہ بہادر قائم جنگ کپتان آر صاحب بہادر درمیان دیکر قسم مہابیرسامی سے اقرار کرتے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ بشرط عدم وقوع زیادتی اوسطرف سے ہم زنہار اور اصلاً جہت و فساد و تکرار اور

نزاع لفظی بھی اون سے نکرینگے اور ہم بیراگی چار سید ہہ خلاف تحریر ہذا عمل نکرینگے اور جیسا قبل از معرکہ فیما بین ہمارے اور جعفر علی مذکور کے راہ و رسم تھا وہی ضبط اب بھی صلح اور راستی جاری رکھین گے اور کسیطرح کی بغاوت نہ کرینگے اگر منافی اقرار اور تحریر ہذا کے کرین ہم گنہگار ہوکر جو سرکار سے سزا تجویز ہو اوسکے سزاوار ہین بنابرآن یہ چند کلمے بطریق صلحنامے کے لکھ دیے گئے کہ تا نیگا حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے۔ مرقوم ۲۶۔ ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ ہجری

دستخط ہندی۔ بلرام داس۔

## سانحۂ یادگار معرکہ سید امیر علی شہید ساکن قصبۂ امیٹھی متصل لکھنؤ

جب فساد و ہنگامہ ہنود و بیراگی اختر گڈھ یا ہنومان گڈھی کا غربا ے اہل اسلام سے بڑھا اور ربط متحقق ہوا کہ رعایت و پاسداری ہنود بطمع دنیا ارکین دولت کو منظور ہے مولوی سید امیر علی بندگی میان کے پوتے ساکن قصبۂ امیٹھی نسبتی بھائی شیخ حسین علی کارندہ راجہ نواب علیخان محمود آباد بسبب جوشش حرارت اسلام چاہا کہ دفع توہین اسلام کرین چنانچہ پہلے سند لیکے اہل اسلام نے مولویون کی تحریک سے بعد شورہ اجماع کمر جہاد پر باندھی بعض عاقبت اندیشون نے منع کیا کہ یہ امر اچھا نہین حاکم وقت اور صاحبان عالیشان سے آخر کو مقابلہ ہو جائیگا پھر کچھ نہ ہوگا عبث عبث توہین اسلام سب کے واسطے ہوجائیگی غرض ایک نمانا مولوی صاحب کے سر پر اجل تھا آخر جب رکن رکین سلطنت حضور عالم اس امر سے مطلع ہوے شاہ حمجاہ سے عرض کی کہ فدوی چاہتا ہے کہ یہ مبدء فساد کسی حکمت عملی سے موقوف ہوجاے لیکن جانشین سلطنت یعنے خواجہ سرا پردۂ غفلت مین بانی مبانی اس فساد کے ہوتے ہین یعنے مولوی امیر علی میر حیدر منشی وغیرہ متوسل کے عزیزون سے ہے وہ چاہتا ہے کہ اس آتش فتنہ و فساد کو خوب بھڑکاے اور مفت مین مد بدنامی اور نارسائی ظاہر ہو۔

امین الدولہ جب اس سے واقف ہوے اپنے رفع الزام کو بواسطہ منشی مولوی صاحب کو بلوا بھیجا اور جہانگیر کے ان کو اما بیاڑے مین اوتارا جبتک رہے اونکی ضیافت کی اور اپنے ساتھ حضور عالم کے لے گئے اونھون نے سب طرح کے نشیب و فراز سے سمجھایا اور چاہا کہ خلعت سرفرازی و تکریم

کرین لیکن مولویصاحب نے خلعت نہ لیا اور جہاد سے ہاتھ نہ اوٹھایا بلکہ بہت بےلطف گفتگو ہوئی کہ باعث ملال خاطر ہوا بلکہ ازراہ تامل اندیشی چاہا کہ انھین قید کریجیے تاکہ طول فساد نہونے پاوے منشی نے بشیر الدولہ سے کہا کہ یہ صورت ہوئی تو پہلے مین گلا کاٹ کر مر جاؤنگا آخر اوسی شب کو مولویصاحب کو بسلامت اونکے گھر بھیجا اور اونکا نکلجانا اپنے واسطے بہت غنیمت سمجھے مولویصاحب نے جمعہ کی نماز پڑھی اور تقریبًا ۔ آدمی مجاہدین سے روانہ ہوے راہ مین ایک فقیر آزاد نے مولویصاحب سے کہا کہ زنہار نجاؤ لامحالہ مارے جاؤگے مولویصاحب اس الہام غیبی سے کچھ خبر نہوے جب یہ کارین یہ خبر پہونچی میر صفدر علی کارندہ اہتمام الدولہ حیدر حسینخان اور تہورخان کو حضور عالم نے مع فوج و توپخانہ روانہ کیا کہ جا کر انسداد فتنہ و فساد کرین مگر پہلے نرمی و آشتی سمجھائے اوسکے بعد تہدید۔ چنانچہ شیخ حسین علی مذکور اور تہورخان معرکہ اختتام تک واسطہ سوال و جواب رہے اور کوئی دقیقہ فہمائش کچھوڑا آخر بسبب قریب ہونے عشرۂ محرم کے بعد عہد و میثاق وعدہ ایک مہینے کا ہوا کہ اس مدت معینہ مین مسجد گڑھی مذکور مین نہ بنجاے تو پھر آپکو اختیار ہے مگر تہورخان نے اپنی جوشش ایمان سے ازراہ سپہ گری یہ کہا کہ اوسوقت ہم بھی آپکے شریک جہاد ہونگے کسواسطے کہ ہم حضور عالم سے جو اونھون نے وعدہ فرمایا ہے مطمئن ہین چنانچہ ۲۴ تاریخ ذوالحجہ ۷۱ سے ۲۴ محرم ۷۲ھ تک کا وعدہ موکد ہوا۔

مولویصاحب اس مدت معینہ تک سہالی علاقہ راجہ نواب علیخان مین رہے ہر روز مومن جلیس ہملہ اور تھوڑا خرچ ضروری ملتا رہا اس عرصہ مین جب یہ خبر دور دور شہرون مین پہونچی نام جہاد سنکر غافل جاہل مسائل ذیفکر بے روزگار جو ناقص آزاد دلی لوگ شریک مجاہدین ہوے تقریبًا جمعیت دو ہزار کی ہوگئی رامپور رہیلی بھیت کے پٹھان پہلے جمع ہوے اور کئی سو افغان ولایتی قندہاری کوہی بہشتی لباس سیاہ پہنے آئے علیحدہ سب سے اوترے چند روز مین رنگ بیرنگ دیکھکر اولٹے پھر گئے بعد اسکے ہر روز لشکر مجاہدین سے پچاس گئے دوسرے دن پچاس اور آگئے اس مدت مین یہ غلغلہ ساری مملکت ہند مین پھیلا ہر ایک موافق عقیدہ خاص کے اپنی جگہ مستعد و آمادہ ہوا اور بعض رئیس خوف صاحبان عالیشان سے بدل تمنی اور بظاہر متردد و تنہا لغفہ ہوکر ساکت و خاموش رہ گئے۔

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب شاہ جمجاہ کے پاس آئے مشہر و حکا بیان کیا کہ ہندوستان مین درمیان
ہندو مسلمان کے فساد عظیم برپا ہوا چاہتا ہے مبادا نوبت کشت وخون کی پہونچے ہزارہا بندگان
خدا کا ناحق خون ہو جاوے اہالیان سرکار پر اسکا تدارک انتظام واجب و لازم ہے مولوی امیر علی
بانی مبانی ایسے شور وفساد کا ہوا ہے اوسے سزاے قرار واقعی دینا چاہیے اوسے لکھنو سے کیون
جانے دیا قید کرنا مناسب تھا حضور عالم نے عرض کیا کہ مین نے اُمناے مہنت کو بلوایا ہے کہ وہ دردولت
پر حاضر ہون صاحب نے فرمایا شاید وہ بے ضمانت نہ آوین بادشاہ نے فرمایا یہ کیا آپنے کہا ہماری
رعیت نہ آوین ہین یہ کیا سبب نہ حاضر ہونگے کا اسکا جواب نہ دیکر رخصت ہوے۔
امر عجیب یہ تھا کہ اسی ہنگامہ مین ایکدن کپتان ہیر صاحب نے صحت الدولہ توسط شاہی سے
کہا کہ اس فساد کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے کہ حتی المقدور طرفین سے خونریزی نہونے پاے
ورگر نہ سلطنت پر آفت آجاویگی چنانچہ بعد اس معرکے کے جب صحت الدولہ کے پاس آئے کہا تم
ہمارا پیام بادشاہ وزیر سے جاکر کہدو اجل بر در شاہی رسید جب یہ تبلیغ رسالت کی فرمایا ہمین ہمکا
ہین حسب الحکم شاہی تفتیش ہوئی گڑھی مذکور راجہ مانسنگہ کپتان بارلو صاحب کی ضمانت سے
دردولت پر حاضر ہوے حضور عالم نے اونھین اپنا مہمان کیا آخر بیخبر اور کوتاہ اندیشون نے بطمع دنیا
اپنا کام کیا اور اونھین بسلامت سرکار سے رخصت کرادیا اور ظاہر اپنے بچاؤ کی باتین لاطائل
ذہن نشین اور بادشاہ سے باتفاق ہمزبان ہو کر عرض کیا اور پرچہ پیام مشیر وحکام رزیڈنٹ کو بھیجا
کہ بناے مسجد ہنومان گڑھی مین کسیطرح ثابت و تحقیق نہین ہوئی بعد مدارج تفہیم ہر طائفہ فریقین
کو خلاف بجا آوری حکم حکام بروقت سرکشی و تمردی سزاے اعمال دیے جاوینگی صاحب رزیڈنٹ
نے یہ حال صدر کو رپورٹ کیا اور جواب پرچہ پیام یہ بھیجا کہ اہالیان سرکار نے اسباب مین حق انصاف
ادا کیا اور ہرگز رعایت مذہب وملت نہ کی عدل وانصاف حاکم وقت کو بھی چاہیے اور اس
مدت حکومت مین کبھی ایسا امر واجبی اور مناسب حال جیسا کہ چاہیے سرزد نہین ہوا۔
پس اس پرچہ پیام نے ظاہر کر دیا غافلون نے جانا کہ کسی جعل وفریب سے یہ امر لیت ولعل مین
رہجاے گا مگر چارہ بعلاج خود وشد کرد با متقاضاے وقت وعدہ مولویصاحب بھی تمام ہوئی بناے تعمیر مسجد
بہ تعویق ہر چند کہ بناے مسجد بموجب کیفیت مرسلہ اور مشاہدہ اکثر ثقات سے ثابت و متحقق ہو چکی تھی

چنانچہ بندہ مولف کے بھائی کی پٹالن متعین فیض آباد ہو چکی تھی عملداری مرزا بندہ احمد مرحوم
مین وہ بھی کہتے تھے کہ ہمنے اوس مسجد کو دیکھا اور جب ہم گڈھی مین گئے ممنت نے ہمین
مٹھائی دی سے خاصہ مولویصاحب بعد اس عہد و وعدہ شکنی کے مایوس ہوے چار و ناچار
مستعد مرگ ہو کر وہان سے بانسہ مین کوچ کر گئے اور وہان سے پھر دریاباد باغ عیدگاہ مین
مقام کیا۔

حسب الحکم سرکار دو ضرب توپ فوج تلنگہ و نجیب مع افسران اہل اسلام و کپتان بارلو صاحب
و حاجی مرزا حسین علی کمیدان پٹالن گلابی یہ سب روانہ ہوے اور حکم سخت ہوا کہ زنہار مولویصاحب
کو آگے نہ بڑھنے دینا اور رزیڈنٹ سے متواتر پرچہ پیام آنے لگے کہ جلد انسداد اس فتنہ کا کر دو
ادھر بعضون اور جاسنت خوردون نے بادشاہ سے نسبت خلاف مولویصاحب کی باتین اپنی بچاؤ
کی بنا بنا کے کہنی شروع کین اور دہر حضور عالم سے خائف تھے اور متفق تھے اور اپنی جیب طمع
بھر چکے تھے پھر کیونکر صاف صاف خدا سے ڈر کر عرض کرتے غرض پندرہ دن تک مولویصاحب
وہین رہے اس عرصے مین وہ مولوی جو سند لیے مین محرک جہاد و جدا ہوے تھے حسب الحکم حضور
عالم متفق ہو کر فہمائش کو آئے چاہا کہ مجاہدین کو مرتد کرین اور مسجد عیدگاہ مین گول گول باتین
خوف حاکم وقت و خوف جان و آبرو از راہ موعظہ بیان کین جاہل یہ سنکر سب سے پہلے بگڑے
کہ واہ مولویو تم سب اہل دنیا ہو کل تمنے ہمکو آمادہ جہاد کیا تھا اب حاکم وقت کے سمجھانے سے
ہمین مرتد کرتے ہو اب ہمین فریب ندو یہ فضیلت مال دنیا چاہون کے ہاتھ سے جاتی رہیگی
یہ سنکر عوام سے ڈر کر چپکے چلے آئے۔

پنجشنبہ کو وقت عصر لشکر مولویصاحب مین نقارہ کوچ ہوا سب نے کمر باندھی ہتھیار لگائے۔ فوج
شاہی بھی ادھر طیار ہوئی توپون مین چھرہ دیکر مہتاب روشن کی لیکن کسی کی جرات سامنے
آنیکی نپڑی پھاٹک حصار دریاباد مبند کر دیا تھا مولویصاحب نے جب اپنے مجاہدین کے رعب سے
پھاٹک کھولدیا وہان سے کنار قصبہ مقابل بنگلہ ڈاک مولویصاحب نے مقام کیا سات دن تک
وہین رہے جب فوج شاہی نے سبب حرکت پوچھا کہا مقام اول مین قلت پانی اور کثرت
عفونت ہو گئی تھی اس جہت سے مقام ثانی اختیار کیا۔

جب مولوی صاحب مسجد عیدگاہ مین تھے نماز جمعہ مین ہزارون آدمی مع افسران فوجی پیچھے نماز
پڑھتے تھے جب نماز پڑھ کر اپنے لشکر مین آتے تھے کہ قتل پر پابند رہتے تھے جب اس حال کا پرچہ اخبار
سرکار مین گذرا حکم ہوا آب و دانہ رسد غلہ مجاہدین پر بند کرو کہ انپر عرصہ تنگ ہو جاے مولوی صاحب
نے ازراہ اتمام حجت ایک عرضداشت منظوم بادشاہ کو بھیجی کہ رسول مقبول نے دو ثقل بزرگ اپنی
امت مین چھوڑے ایک عترت طاہرہ دوسرے کلام اللہ۔ عترت پر وہ حال گذرا جو چاہا گیا اب فقط
کلام خدا باقی رہا تھا اوسکا کفار کے ہاتھ سے اوسی کے گھر مین یہ صورت گذری بہت تعجب ہے کہ ایسے
عہد معدلت مین اسکا انتظام نہو سکے اس بندہ مسکین نے حسبۃً للہ کمر باندھی ہے اوسکی عقوبت مین
مستحق ایسی پاداش کا ہوا مگر حیف ہے کہ ارکان دولت نے اپنی طمع نفسانی سے یہ عرضداشت
نظر انور مین نہ گذرانی کس واسطے کہ اپنے اظہار سے خود جھوٹے ہوتے۔

جب مجاہدین پر رسد بند ہوئی کئی فاقے گذرے اس کڑی پر بہت سے خارج ہو گئے ناچار ہو کر
مولوی صاحب نے شیخ حسین علی اپنے بھائی سے کہا الحمد للہ کہ تمنے اور تمھاری فوج نے مثل زمان سابق
کئی برس کے بعد آب و دانہ بند کیا ہے جزاک اللہ ایسا جواب دیا کہ ایسا امر مجھسے کبھی نہوگا اوسیوقت
غلہ وغیرہ ضروریات چھکڑوں پر بار کرکے بھجوایا اور بہت سی برادرانہ دلجوئی کی جب کثرت لوگونکی بڑھی
مولوی صاحب بخوف گرفتاری شریک نماز نہوتے تھے اسکا بھی دغابازون سے کچھ عجب تھا مین آدمی
محافظت کو ہر وقت تلوارین کھینچے کھڑے رہتے تھے اور ہر شخص کو پاس نجانے دیتے تھے سوائے شیخ حسین علی
کے یا کبھی تہور خان جایا کرتے تھے ایکدن شیخ حسین علی نے بعد بہت سی منت وفہمایش کے کمر سے
قرابین نکال کر مولوی صاحب کو دی اور پاؤن پر سر رکھ کر کہا کہ شکلے مجھے آپ اسوقت جان سے مار کر
بہت سی آفتون سے چھوڑینگا اور اپنی بہن کو رانڈ نہ دیکھ سکونگا پھر شیخ حسین علی آئے اور حضور عالم
سے عرض حال کیا ارشاد ہوا بہر صورت اس فتنہ و فساد کو بند کرنا چاہیے اب خوف تزلزل سلطنت
ہے اور بناے مسجد بسہولت وقت مناسب مین ہو جائیگی مولوی صاحب ایسے اقوال سرکار کو بے اصل
و بے فروغ سمجھے کہ جب انسے ایفاے وعدہ نہو سکا تو انسے بناے مسجد کبھی نہو سکے گی اور نہ وقت مناسب
ہاتھ آئیگا۔

اس عرصے مین نواب ملکہ پادشاہ اور فہمایش حضور عالم سے سلطان العلماء نے بھی اسباب مین کچھ

تحریر کیا مولوی صاحب کو پہونچی لیکن اوسے خلاف نفس الامر سمجھے پھر سلطان العلما نے کوئی فتویٰ بتصریح حکم سرکار سے دستخط نکیا بلکہ یہ جواب دیا کہ ایک شخص نے غرض نفسانی رفع توہین اسلام پر کمر باندھی ہے اور تن بمرگ دیا ہے سراسر اوسکے حق بجانب ہے کیونکہ خلاف شریعت غراے احمدی بخوف حاکم لکھون لیکن مقام حیرت یہ ہے کہ تمام ہندوستان مین لکھنؤ دار المومنین مشہور ہے ایک شخص مسکین ضعیف و نحیف نے ہمت مردانگی کی ہے مقام عبرت ہے علماے فرنگی محل نے بھی اسی طریق سے تحریر کیا بلکہ راضی ہوے اس امر پر حاکم وقت کو اپنے شہر مین رہنے دینے کا اختیار ہے کبھی ہم فتویٰ قتل اس شخص کا ندینگے مولوی محمد اصغر کے تواسے نے بھی فتوے دستخط کیا علماے ظاہر اہل سنت مثل مولوی حسین احمد غلام جیلانی وکیل عدالت انگریزی مولوی محمد یوسف مولوی فضل حق خیرآبادی مولوی محمد سعد اللہ جو حج خانہ کعبہ سے مشرف ہو کر آئے تھے اور بعض علماے گمنام نے بھی محض طمع دنیا بخوف حاکم فتویٰ قتل عبارات مختلف سے رنگین کر کے دیا اور بعض علماے شاہجہان آباد نے بھی ایسی حجت و برہان سے لکھا یعنے جب اہل اسلام قلیل ہون اور غلبہ کفار ہو اوسوقت خلاف حکم اولے الامر یعنے حاکم وقت صاحبان عالیشان یا اہل اسلام جو اونکے اختیار مین ہون جہاد حرام ہے پس جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو وہ طاغی و باغی ہے سراج الدینخان کمیدان بھی بحکم سرکار فہمائش کو گئے اونکے کہنے سے کچھہ لوگ بریلی رامپور پیلی بھیت کے بزدل ہو کر اپنے گھر چلے گئے اونھین بقدر ضرورت کچھہ زاد راہ بھی دیا اور کچھہ لوگ افغان ولایتی کوہی بجبر و سننے فتوے کے اوٹھہ گئے اب مجاہدین متفرق و پریشان ہو کر قریب چھہ سوکے تن بمرگ دیکر رہ گئے انپر فاقے ہونے لگے سوت سبکی نظر مین تھی پچاس روپیہ یومیہ نواب علیخان راجہ محمود آباد اپنے پاس سے اور پچاس روپیہ روز حسین علی انکے کارندے سبیل کر اکے کفالت مجاہدین کو دیتے تھے میر عباس ہمشیرزادہ میر گجان نامے پیر ک مشہور شہر کو توال لشکر تھے انکی معرفت تقسیم ہوتا ہے

غرض ۲۶ تاریخ ماہ صفر روز چہارشنبہ مطابق ۷ نومبر ۱۸۵۵ء عیسوی مطابق ۱۳ ماہ کاتک ۱۲۶۳ فصلی مولوی صاحب نے نماز صبح بجماعت پڑھی اور روانہ محمد پور ہوے اوسوقت تقریباً تین سے آدمی سے زیادہ ہمراہ تھے باقی نشتر قطار ایک بعد ایک کے متفرق ہو کر چلے بعد ایک ساعت کے کپتان بارلو کو یہ خبر پہونچی چار کمپنی دو توپ لیکر پیچھا کیا اور ۳ کمپنی گلابی حاجی مرزا حسین علی تیار ہوے

اس عرصے مین مولویصاحب آٹھہ کوس حیات گنج مین پھونچے زوال شمسی قریب تھا ایک باغ مین جانب شمال ٹھہرے منظور تھا کہ بعد فریضۂ ظہر ردولی تین کوس ہے وہان چلکر رہین گے جتنے نمازی تھے وہ مورچال ایک ایک ردولی کو چلا شاہی فوج جانب دریاباد اور سدراہ کمپنی گلابی جوار کے کھیت مین بارلو کی کمپنی اور توپین کھیت کے سرے پر جمی اتفاقاً کسی تلنگے اپنی قطار سے بڑھکر راہ پر کھڑے ہوے تاکہ مجاہدین جو ردولی کو جاتے تھے منع کرین اور کپتان بارلو نے خود مولویصاحب کے پاس آکے کہا کہ مولویصاحب خلاف حکم بادشاہ ونشاے صاحب رزیڈنٹ بہادر آپ کو آگے جانا مناسب نہین ہے اپنی جماعت کو منع کیجیے اور آپ کو بھی مناسب ہے کہ اس عزیمت سے باز رہیے ورنہ ہمکو حکم مخالفت کا ہے مولویصاحب نے کپتان بارلو صاحب کو جھڑک کے کہا کہ کافر سامنے سے ہٹ جا ورنہ کوئی جہادی مار ڈالیگا۔ کپتان بارلو گھوڑا اچکا کے اپنی فوج مین آئے اور حکم دیا کہ آگے بڑھین تو خالی توپ اول داغو کہ بھر جادین اور مجاہدین گولیان مارنے لگے لیکن اتنی آدمی مجاہدین سے جوار کے کھیت سے نکلکر دفعتہً توپ پر جا پڑے بند کر دی۔ ہرچند ہر طرف سے گولیان برس رہی تھین مگر مجاہدین دل کھولکر تلوارسے خوب لڑے اور انکے غول سے صداے تکبیر بلند تھی کچھ خیال گولیون کا نہ کرتے تھے جب یہ صورت ہوئی بارلو الگ ہوگئے اور گلابی نے پیچھے سے آکر کمر ماری غرض نیم ساعت مین یہ سب خاک مین مل گئے اور تین توپین خالی جانب مغرب سے چلین کہ جو فرار ہوے۔ مولویصاحب اوس باغ مین ۱۰ یا ۱۱ آدمی سے اپنے سجادے پر مشغول نماز تھے تلنگون نے دور سے جمعیت لوگون کی دیکھکر دفعتہً ایک توپ ماری عام کے درخت سے لگکر بڑا ٹہنا سر پر نمازیون کے گرا بعد اسکے تلنگے یورش کرکے گولیان مارنے لگے دوسری طرف سے رایم شیر بہادر ضلع گونڈہ کے تعلقدار آپڑے سب کا کام تمام کیا اور تھیلیون کو تلاش کرکے تلوارون سے تمام کیا مولویصاحب اپنے سجادے پر روبقبلہ گرے اور ابتدا سے یہی اونکی دعا تھی کہ مین کسی مسلمان کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن نہ اسکی اونکی دعا مستجاب کی باقی نمازی گرد اونکی نعش کے پڑے تھے۔ مثل بنات النعش تلنگون نے دوڑکر بارلو سے کہا کہ مجاہدین کا کام تمام کیا ایک تلنگہ مولویصاحب کا سر کاٹ کر لایا بارلو نے اوسیوقت ازراہ فخر فتح وفیروزی سمجھکر روانہ سرکار کیا جب حضور عالم کو یہ

خبر ہوئی حکم کیا یہان کیون سر کو لائے اب چاہتے ہو لکھنؤ مین بھی کوئی ہنگامہ برپا ہو دو تلنگے
اور شتر سوار لیکر آئے تھے حکم ہوا کہ اس سر کو دھڑ کے ساتھ جا کر بعد ملاحظہ کرانے ٹربصاحب کے
دفن کردو یہ ڈرے کہ اگر پھیر کر لیجاوینگے مبادا کوئی مجاہدین اسے دیکھ کر چھین لے اور
ہمین مار ڈالے ٹربصاحب کو ملاحظہ کرا کے معلوم نہین کہان سر کو پھینک سید ہے بارلو کے
پاس چلے گئے اسکا سبب تو ظاہر ہے کہ مولویصاحب متواتر کہتے تھے کہ مین نے سر راہ خدا مین
دیا ہے پھر اونکا سر جسم سے کیونکر ملکر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے اکثر علما نے ایسے
مشاہدے مشتبہ سے مقام سکوت اختیار کیا تا ہتک مذہب کو دخل ندیا کسواسطے کہ سب نے اونکے مقام وحدت
پر نظر کی نہ کثرت پر۔ العلم عند اللہ۔

الغرض تلنگون نے اسلحہ حرب لباس مقتولین سے اوتار کر آپسمین تقسیم کر لیا تین کوس وہان سے
محمد پور تھا جا کر مقام کیا مقتولین کی نعش اوسیطرح خاک وخون مین غلطان چھوڑ دی نصف روز
چہارشنبہ سے تا دوپہر پنجشنبہ یہی صورت رہی کسی درندہ صحرائی نے اونکی نعش کو نہ کھایا برخلاف
اسکے بعض نعش ہنود جو علیحدہ پڑی تھین اونھین درندے کھا گئے اس حال کو اکثرون نے بچشم
ملاحظہ کیا ہے اس لیے بے تکلف نہین لکھا جو فی الحقیقت تھا تحریر کیا کہ انکی بیکس نعش کو تو ن اور
سیارون نے بھی نچھوڑی آخر زمیندار مسلمان جو قریب رہتے تھے زن و مرد جمع ہو کر آئے محض
خوف خدا سے ہر ایک کو اوسی درخت آم کے نیچے دفن کیا اور حاکم وقت سے نہ ڈرے مولویصاحب
کی پہلو مین اونکے جوان بھتیجے کو دفن کیا جو حالت نماز مین مولویصاحب کے ہاتھ پر گر پڑا تھا
باقی اور مقتولین کو گڈھا کھود کر پیوند زمین کر دیا اسکے سوا جہان جسکی نعش متفرق پڑی تھی اوسے
وہین دفن کر دیا۔

ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو مہینے اس معرکے کے جب زمیندار وہان کے ایک گنے کی کھیت کو
کاٹتے تھے اوسمین ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگائے بیٹھا ہے اور ایک بندوق اوسکے
ہاتھ مین ہے لیکن گولی سے اوسکا کام تمام ہو چکا ہے اوسکے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر
جمع ہوے تماشاے قدرت خدا دیکھتے تھے اوسے وہین دفن کر دیا نواب جعفر علیخان مرحوم فیض آباد
سے آتے تھے راہ مین یہ ہنگامہ دیکھکر آئے اور اپنی آنکھ سے اوسے دیکھا اور اس مولف کتاب سے

بیان کیا ۱۱۴۳- آدمی اوسوقت جان سے مارے گئے مجروحین کا حساب نہین اور ایک عجیب
امر یہ ہے کہ مجروح خوف جان سے آٹھہ یا دس کوس تک بھاگے مردمان راجہ شیر بہادر سنگہ نے
بحکم کپتان بارلو صاحب سب ۱۰۰ سو مجروحون مفرور کو تہ تیغ کیا صرف ایک میر عباس کو توال
لشکر بہزار خرابی اپنے گھر پہونچے-
مادہ تاریخ اور قصائد منظوم اس معرکے کے بہت سے کہے گئے بعد طبع سارے ہندوستان مین مشتہر ہوے
ازانجملہ بلغ العلی بکمالہ رسولی مین ایک مجذوب سے مقتولین کے باب مین پوچھا اوسنے جواب دیا
وانہ علی ذلک لشہید ۱۱۷۲- ہوتے ہین-
فوج سلطانی کے مجموع مقتول و مجروح ۱۲۵۰- آدمی-
میر محمد حسنخان ناظم بہرائچ واسطہ اصلاح حال مولویصاحب نواب محسن الدولہ بہادر کیطرف سے
ہوے تھے کسواسطے کہ حین حیات مولویصاحب مین اکثر متکفل ضروریات ہوتے تھے مولویصاحب نے
اوسنے کہا کہ جبتک سرکار سے تعمیر مسجد ہو آپ میرے ہمراہیون کے متکفل اخراجات ضروری رہیے کیا
مضائقہ مین توقف کرونگا مگر سرکار کو بلطائف الحیل ٹالنا منظور تھا ایفاے وعدہ کون کرتا اور اپنی
خاطر جمع بہر صورت کر چکے تھے انجام کار پر کون نظر کرتا ناظرین چشم بصیرت سے ایسے سوانحات کو
دیکھین اسکا انجام بھی سب نے دیکھا جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوان حافظ سے تفعل کیا یہ شعر نکلا
ع دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را + چندان اماں نداد کہ شب را سحر کند + اور رزیڈنٹ بہتیر ہی خبر
دیچکے تھے کہ مولوی کو فساد سے منع نہ کیا تو سلطنت لیجا یگی - رتاریخ قتل خود مولویصاحب شہید +
بذکر حق سراپا گوش دارم ۱۲ مے حب علی در جوش دارم ۵۷ شدہ تاریخ قبل انشہادت سر سید ان بکفن بر دوش دارم ۱۲۵۰

نقشہ معسکرہ
شمال گنگور یا ئے تھا
نالہ
مسجد
پیچ ثبت
گوہار شیر بہادر تعلقدار پچھ دوارہ
مجاہدین
تلنگہ تلنگہ تلنگہ
توپ
کھمبی بارلو تلنگہ کھیت جوار لینی گلابی ردولی
جنوب

# جنرل اوٹرم صاحب کا کلکتہ سے آنا انتزاع ملک کا ہونا کانپور سے فوج کا آنا اور غفلت رکن رکین سلطنت وغیرہ سوانحات یادگار زمانہ

سی ام جنوری روز چہار شنبہ ۱۸۵۶ عیسوی مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۲۷۲ ہجری کپتان ہیز صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے استقبال کو ناکہ چار باغ تک گئے توپ سلامی کی چلی بعد زوال شمسی حضور عالم باطمینان کلی استقبال کو تشریف فرما ہوے اوسوقت تک کسیطرح کا کھٹکا و وسوسہ بلکہ گمان بھی پیرامون خاطر نتھا اور جو کچھ افواہ خلایق یا دوستان دور دراز سے سنتے تھے اوسے رٹل افسانہ بازاری جانتے تھے ہرچند متواتر تجار بمبی اور عملہ انگریزی نے بواسطہ خطوط اور بعض نے بالمشافہ خبر پہونچائی اور بعض صاحبان عالیشان نے تجویز اہالیان پارلیمنٹ لاہ بیان کی اور اسکی صورت اصلاح امکانی بھی تبائی بے طمع غرض نفسانی گویا سبیتہ للہ لیکن ان سب کو لغو و مہمل سمجھے اور اگر کسینے مقربان بادشاہ سے کہا مثل خواب پریشان سمجھکر اوڑا دیا۔ غرض ۴ بجے جنرل صاحب داخل رزیڈنسی ہوے پھر سلامی توپ ہوئی اوسوقت صاحب نے حضور عالم سے کہا کل دس بجے ہمارے پاس آو اور احکام نواب گورنر جنرل تمہین سنائینگے اور فوج سرکاری انتظام ممالک محروسہ کو آتی ہے کسی امین کو اہتمام رسد کو روانہ کر دو۔ ایک اور تازہ امر یہ ہے کہ جب اجتماع فوج انگریزی کانپور مین مشہور اور زبانزد خاص و عام ہوا بادشاہ نے صاحب اسسٹنٹ سے اسباب خاص مین پوچھا جواب دیا کہ راجہ نیپال لاکھ آدمیون سے اپنے مقام پر منش کو جاتا ہے اوسکے اہتمام کو فوج سرکار جمع ہوئی ہے لیکن آپ تشفی رعایا کو اشتہار حکم فرمائین کہ مطلق فوج کا دل سے جاتا رہے اور درصورت قصور خلاف مجرم سرکار ہوگا اور نیازمند بھی صاحب مجسٹر کانپور کو منادی شہر کو لکھتا ہے غرض اوسیوقت حسب الحکم راجہ جے لال سنگہ اہتمام رسد کو روانہ ہوے۔

پنجشنبہ کو حضور عالم گویا خواب غفلت سے بیدار ہوے معلوم نہین تمام رات کس خواب خیال مین گذری اب ہجوم افکار پیش پا افتادہ خاطر اقدس مین گذری وقت خاص پر صاحب کے پاس حاضر ہوے فرمایا نواب گورنر جنرل بہادر نے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس یعنی امنائے کمپنی بہادر

۱۲- لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ تین لاکھ عملہ شاگرد پیشہ مجموع پندرہ لاکھ مقرر
فرمایا ہے اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے ذمے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ
موافق دستور سرکار کمپنی بہادر ہوگا محبت نامہ بھی انھین احکام کا بادشاہ کو بھیجے گا اور یہ
عہدنامہ جدید مجوزہ نواب محتشم الیہ ہے چاہیے کہ اسپر بادشاہ اپنی مہر کمال رضامندی سے
فرمائین اور اس بات مین تمھاری بڑی خیرخواہی سرکار مین ہوگی کسواسطے کہ انھین دخل
کُلّی مزاج بادشاہ مین ہے اسکے جلدو مین لاکھ روپیے کی جاگیر سالانہ نقد یا بدستور قدیم قسمیشہ بہر ہم
نسلاً بعد نسل تمھارے واسطے ملیگی وگرنہ درصورت خلاف مجرم سرکار ہوگے فقط
بعد زوال شمسی جس سے نیر اقبال سلطنت بزوال آیا دستور معظم نے رجعت کی لیکن سراسیمہ
پریشان حال ہوکر حقیقت حال مشروحًا بادشاہ سے عرض کی اور نشیب و فراز بہت سا سمجھایا مقربان
خواص نے بھی باتفاق ہمزبان ہوکر بحضور حضور عالم پناہ ابد بقا دولت عرض کی بالکل مہاراج
نے اصل مطلب کا راضی نامہ لکھکر نظر انور مین گذرانا اس عرصے مین جناب عالیہ جرنیل صاحب بہادر
سکے بھائی رونق افروز ہوے ارکان دولت و مخبران دون ہمت سے خوب واقف ہوے
کلمات بر غضب ورود دل سے ارشاد کیے اور اس نقش کا بجز نقش آب سمجھیے۔
روز جمعہ وقت عصر رزیڈنٹ تشریف لائے احکام عہد کا اعادہ فرمایا کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے
بحکم صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس بادشاہت و نیز سلطنت جناب مالک معظم ایام اقبالہا نظر
باتحاد ورابطہ قدیم اس خاندان عالیشان کی کمال عقیدت و خیرخواہی سے متناہر و بدگور یا
معزز فرمایا اور مجموع بار تکالیف شاقہ انتظام بندوبست ممالک محروسہ بذات خود گوارا کیا ہے
بہر صورت پرورش رعایا اور آبادی ملک اور داد رسی مظلومان اور دولتخواہی اور خیراندیشی
سرکار مد نظر خاطر مبارک ہے اب حضرت ان تکالیف لاحقہ سے فارغ البال ہوکر شب و روز اپنے
عیش و عشرت مین بسر فرمائین اور انصاف شرط ہے کہ بادشاہ دلی جو مالک ۲۲ صوبہ ہندوستان
کا تھا لاکھ روپیہ مقرر ہو بس آپ کے واسطے سب طرح سے سمجھکر مقرر فرمایا ہے اور اب کوئی مقام
افہام و تفہیم باقی نہین رہا کسواسطے کہ جنرل ہیمن نے اپنی مدت منصوبی مین ہر جزو کل مین کس طرح
سے سمجھایا اسمہر امر مین آپکو اختیار دیکر آپ خود ممد و معاون رہے لیکن ایسی خیرخواہی

صاحب ممدوح کو مدار المہام سلطنت محض اپنی طمع نفسانی و فہم نادرست سے برابر پکا رہی
نسمجھے بلکہ اوسکے خلاف مین کوشش بفایدہ کرتے تھے اور موافق عہدنامجات پچاس برس کے
جو بنت آرہنگا م کے عہد دولت سے آج تک ہوے وہ سب منسوخ ہوے کسواسطے کہ تعمیل
اونکے خلاف ہوئی تھینے تامل و تساہل مین ملتوی رکھا لہذا عہدنامہ جدید مدد ات چند کا ہے
حضرت اپنی استرضاے خاطر مبارک سے بلااکراہ و اجبار مہر خاص سے مزین فرمادین کہ مدت دوام
تک بقاے دولتین مین کسیطرح کا خلاف واقع نہوگا اور بطریق روابط اتحاد قدیم و رسوم معاشرت
و ملاقات او دستور تعظیم و تکریم بالالتزام ایام سابقہ سے طرفین سے عمل مین آئیگا جو موجب خوشنودی خاطر
اقدس اور مزید اعتبار خاص و عام ہوگا اور بصورت ناراضی اور نامنظوری و ناگواری خاطر
ہمایون اس باب خاص مین موجب ملال خاطر مبارک نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا۔
جب بادشاہ نے یہ پیام غیر التیام ستا کمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ مین ایسے جبر و ظلم صریح پر ہرگز
راضی نہونگا اور کیونکر یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کرون اگر کمال غفلت امور مرجوعہ سلطنت
مدار المہام اور اہالیان سرکار کی نسبت ہے اس صورت مین اوسکی اصلاح اونکے تبدل تغیر سے
ممکن ہا نہ یہ کہ اسی لطائف الحیل سے موجب تفویض ممالک محروسہ او معطلی و بیدخلی محض وارث سلطنت
سے ہوجاے نواب گورنر جنرل کے ارشاد سے تعجب ہے کہ مواخذہ ہمارے آباے کرام کا جو مدت دوام
سے ملکون خاطر ہوتا چلا آیا ہے وہ سب میرے زمانے پر منحصر رکھا تھا مواثیق موثقہ جو سرکارین مین
ہوے ہین کیونکر سراسر اونکے اور خلاف عدالت نہوگا ہمارے آباے کرام نے کبھی عہدشکنی نہین کی
کسواسطے کہ ہر عہد سلطنت مین جسطرح عہدنامہ مرکوز خاطر اہالیان عالیشان ہوا ہر امر نا سخ کو جب
چاہا منسوخ کرکے دوسرا داخل کیا ہمارے آباے کرام نے اوسے بکمال رضامندی بلااکراہ قبول کیا اور
کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامے کے تبدل تغیر کی نہین کی ہرحال تابع مرضی صاحبان ممدوح
رہی اور ہر وقت مہمات اعانت فوج روپیہ اسباب سامان ضروریات سے مضائقہ
نہین کیا اور آپ نقصان لکھا روپیہ کا گوارا کیا کبھی اوسکی شکایت نہین کی اور بعض اقربا اور رعایا
نے سلطنت کی حمایت سرکار نے خلاف اپنی عدالت کے کی اوسکو ہمیشہ اپنے حلم و بردباری سے آپکی
خوشی اور مرکوز خاطر کو مقدم سمجھا اسکی توضیح بعد معرکہ بکسر جو تحریر نواب شجاع الدولہ سے ہوئی ظاہر ہے

کہ اہالیان سرکار نے ۲۲ - لاکھہ کا ملک بنارس وجونپور غازی پور بموافقت مختارالدولہ بروقت جلوس نواب آصف الدولہ لیا جب امیرالدولہ حیدر بیگ خان کلکتہ گئے نواب گورنر جنرل نے بطیب خاطر پھیرنا چاہا لیکن خلاف ہمت سمجھے پھر بنارس مین عہدنامہ جنت آرامگاہ سے تنصیف ممالک محروسہ کا لیا پھر فردوس منزل سے عہدنامہ لیا مذکور شستم بٹہا ۷- لاکھہ فوج کی کنٹنجنٹ مقرر کیے کب کوی غدر پیش کیا بس یہ نفوذ درجہ بدرجہ ناسخ ومنسوخ اہالیان سرکار نے کیا یا ہمارے آبائے کرام نے -

جناب عالیہ متعالیہ جو اوسوقت شریک صحبت تھین پس چلمن بیٹھی بہت سے کلمات آشتی جو مناسب حال تھے فرمائے کہ یہ ٹکڑا زمین کا جو ہمارے قبضہ اختیار مین رہ گیا ہے محض عطیہ عالیہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ہے گورنمنٹ کی ہمت سے اوسکا چھین لینا بہت بعید ہے کہ خود تاج بخشی کرین وزارت سے مرتبہ بادشاہت دین اب بے صدور قصور خلاف شان وشوکت شاہنشاہی ہے فقط حیلہ غفلت ٹھہرا کر ایسی اہانت وتوہین سے ملک چھین لیوین ہندوستان مین جن ریاستون مین فتنہ وفساد ونوبت جدال وقتال پہونچی تھی اونکا ملک اونکے وارثونکو دیدیا ہے اور ہمسے باوجود اس اطاعت وفرمانبرداری کے جو مدت دوام سے ہوئی ہو یہ بے التفاتی ظاہر ہوا اگر امور سلطنت مین غفلت اور عدم توجہی نسبت بادشاہ ہے تو آپ نے پہلے بروقت جلوس امتحان لیاقت وقابلیت کا لیا ہوتا اور اگر نسبت مدار المہام سلطنت ہے پس قصور نارسائی منتظمان سلطنت ہے مواخذہ سیاست اونکے ذمے ہے اوسکا آپ کو اختیار ہے کوئی بھی انتظام اور اصلاح حال کے حیلے سے کسیکا گھر چھین لینا انصاف سے دور ہے یا جس سے منظنہ تخریب آپکو ہوا ہو جیسا مہاراجہ جھاؤلال سے نواب آصف الدولہ کے زمانے مین ہوا تھا ہم اوسے آپ کے حوالے کردین -

صاحب نے جواب دیا ہمکو مواخذہ جمیع امور کا منصب سے پہلے نائب سے جناب عالیہ نے فرمایا کہ جب آپ یا نواب گورنر جنرل ہماری فریاد نہ سنے تو اوسوقت ہم اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے کرین اور یہ تاج وعبائے خاص عطیہ عالیہ سے جسے ہم اپنا مزید تفاخر سمجھتے ہین اس امانت سرکار کو سرکار مین ویدیوین جواب دیا کہ ہمین اور نواب گورنر جنرل کو اسمین کچھہ دخل نہین

اور یہ تصور نہ فرمائیے کہ بے اجازت صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس اور بے اجازت حکم جنابہ
ملکہ معظمہ ایسا امر عظیم از خود کیا ہے اگر وزارت سلطنت آپکو اجازت ولایت جانیکی دین
اوسوقت بعد تنقیح کامل البتہ تفویض ملک کا جنابہ ملکہ معظمہ کو اختیار ہے حضرت جناب عالیہ سے ارشاد
کیا کہ اگر آپ واجد علیشاہ سے ناراض ہین میرے دوسرے بیٹے مرزا سکندر حشمت کو وارث
سلطنت کیجیے یا مرزا ولیعہد کو اور اجراے امور سلطنت موافق تجویز اور دستور العمل سرکار انگلیسیہ
سرکار سے عمل مین آئے یہ انتہاے کلام جناب عالیہ تھا —
نواب مخدرہ عظمی نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفے علی یعنی ان جنت مکان کے بیٹے کو
بٹھائے اگرچہ ہماری غیر جنس ہے کہا اونکی معزولی سے تمھین کیا فائدہ فرمایا اس نظر سے کہ نام
سلطنت باقی رہے اور یہ بدنامی ہمارے نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب رخصت ہوے
اگر سرکار کو قید لیاقت ہوتی تو البتہ کچھ نہ کچھ ہو جاتا اور جب لینا ہی منظور ہوا پھر بیفایدہ م
بحجر و شہرت ہونے اس خبر وحشت اثر کے محلات معلی اور تمام شہر مین گھر گھر عجب ماتم برپا ہوا
کہ حال شب عاشورہ اور روز عاشورہ ہر ایک کے نالہ فریاد سے ظاہر تھا اور ایک وحشت و ویرانی در
و دیوار سے برس رہی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سبکو اپنی فلاح اور رفاہ کے جسطرح اونکی توسل اور
ملازمت سرکار شاہی سے ہو جاتے تھے اوس سے قطع امید و یاس کلی ہوگئی تھی بہ منتہا زیادہ حزن و ملال
و اضطراب کا ہر قلب مین پیدا ہو گیا تھا تین دن تک کسینے کچھ نہ کھایا خصوصاً جنرل صاحب کا
جو حال رہا بیان سے باہر ہے —
خلاصہ اب ہر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونک کر موافق اپنی رسائی فہم و ذکا کے زیادہ لوگ
جو حقیقت مین خیرخواہ سلطنت اور مدت عمر تک جانفشانی و دلسوزی سے کارگذاری سرکار مین
مصروف رہتے تھے بقدر حوصلہ مستعد اسکے چارہ و علاج کے ہوے چنانچہ بعض اشخاص مشخص
اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب محسن الدولہ بہادر نواب منور الدولہ بھی حاضر ہوے
اور بواسطہ سمت الدولہ با جازت صاحب رزیڈنٹ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بھی حاضر ہوے
غرض راے خاص و عام و صغیر و کبیر کو فہم و فہم کی اسپر قرار پائی کہ بادشاہ نے جو مہر راضی نامہ
پر انکار کیا ہے اوسپر مستقل و قائم رہین اور بنابر رفع منظنہ و شک رشتہ پیش صاحبان عالیشان اور

ملازمین شاہی کو حکم قطعی پہونچے کہ کوئی شخص ہتھیار نہ باندھے اور توپین جہان جہان ہین چرخ سے گرادیجائین اور دیوڑھی دولت کے سپاہی گارد اور پہرے کے اپنے اپنے ہتھیار گودام مین داخل کردین جب یہ اسلحہ فقط چوبدستی سے پہرہ دین یہ اول مرحلہ رفع خدشہ صاحبان ممدوح ہوا جس خیال سے نظر باحتیاط دو کنپ انگریزی داخل شہر ہوے اس عرصے مین فوج انگریزی پلٹن گورہ رجمنٹ سوار رسالہ نرکسواران ہندوستانی و گورہ توپخانہ اسپی ۱۲ ضرب توپخانہ نرگاوان ۱۲ ضرب یا دو کنپ قریب کربلاے تال کٹورہ میدان مقابل عالم باغ مضرب خیام تھے
کچھ ایسی تھی کہ ہم راہ دور دراز سے ڈبل مارچ کرتے آئے ہین جانتے تھے کہ اگر نوبت محاربہ آ لگی تین ساعت تک لوٹ سارے شہر کی ہمین معاف ہونے کا حکم ہوا ہے کہ موجب تسکین ہمارے چار پانچ مہینے کے سفر راہ کا ہوگا اور افسران فوج یعنے صاحبان قیصرباغ کو قیصرگڈھ جانتے تھے ورنہ اسقدر فوج کا لانا فعل عبث تھا مگر از راہ تقدم بالحفظ اور کچھ نگر شبہہ تو تا جہان فوج شاہی سواے کثرت رعایا کے پچاس ہزار سے کم نہ تھی سواے مردم سپاہ زمیندار و تعلقدار اور راجہ ممالک محروسہ اکثر لوگ شہر کے جو فوج دیکھنے جاتے تھے افسران اہل اسلام اپنا راز نہانی حمیت اسلام بیان کرتے تھے کہ ہمین یقین تھا کہ لکھنؤ بے لڑائی ہاتھ نہ آئے گا اور ہم سب وقت کارزار شریک ہوجائین گے کس واسطے کہ لکھنؤ چراغ ہندوستان ہے اسکے بجھنے سے سارے ہندوستان مین اندھیرا ہو جائے گا مگر افسوس ہے کہ یہان سب نے نامردی کی اور اہلکارون نے بڑی نمکحرامی کی ۔

روز دوشنبہ ۴ فروری کو رزیڈنٹ و کپتان ہیر جرنل ویلا صاحب کمان افسر فوج بالاتفاق بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ نواب گورنر جنرل کا چند مدات کا بہت توضیح سے لکھا ہوا تھا اور تفصیل مقدمات بصیغہ ابتداے مسند نشینی جنت آرامگاہ سے تا اس عہد دولت تھی اور ہر امر جزئی و کلی مین عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ درباب غفلت اور عدم توجہی بادشاہ مندرج تھے جو سراسر خلاف شان و قرب منزلت اولیاے دولت و سلطنت تھے بادشاہ نے ادسے جبکہ نا بے اختیار ایک آہ دل پردرد سے کھینچ کر روے مبارک جناب کبریا سے کرکے فرمایا خداوندا تو شاہد حال ہے کہ یہ مجھپر جفا اور جبر صریح ہین اور حیلہ انتظام سے میرا گھر مجھسے چھینا جاتا ہے مین کبھی گوارا

نکرونگا کہ یہ آبروریزی خاندان سلطنت کی میری جہت سے ہو بعد چند دقیقہ کے جب کچھ
افاقہ ہوا رزیڈنٹ نے ازراہ دلجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ ہمارا قلب بھی متحمل نہین ہوسکتا
کہ آپ کو ایسے صدمہ روحانی مین دیکھین جب نواب گورنر جنرل نے یہ احکام ارشاد فرمائے
تھے میرے قلب کا بھی عجب حال ہوا تھا بہرحال یہ راضی نامہ انگریزی و فارسی مضمون واحد کا
حاضر ہے برضا و رغبت اسپر مُہر فرمایئے کہ مین نے تفویض ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر
کو کیا اور مشاہرہ مجوزہ بطیب خاطر بلااکراہ قبول کیا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر نسبت
بدعملی و بےانتظامی اور عدم زرتحصیل ہے تفویض ملک مضائقہ نہین وگرنہ ازراہ جبر و تعدی
نہین ہوسکتا اوسکے بعد رزیڈنٹ نے کہا کہ سات مکان وسیع مثل شاہ منزل مبارک منزل
خورشید منزل سکندر باغ بادشاہ باغ قیصر باغ رمنہ کوٹھی دلکشا واسطے سیر و تفریح قبضہ
اختیار آپ مین رہین گے باقی مجموع املاک قدیم و جدید ہمارے اختیار مین رہیگی جنمین عدالت
کچہری قیام حکام ہوگا اور مقدمہ خون املاک شاہی ہماری تجویز سے ہوگا۔ آج سے
تین دن تک آپکو اختیار ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب
شافی دیا صاحب ساکت ہوے اور راضی نامہ جو بواسطہ دستور معظم ملا تھا اوسے دیا بادشاہ نے
فرمایا کہ میری مہر درست ہے لیکن جب مین نے برضامندی مہر کی ہو تو پھر میرے انکار کا کیا
سبب ہے اور جب آپ خود ہر امر جزئی کو بالمشافہ کہتے ہین پس ایسے امر عظیم کو مجھسے کیون نہ پوچھا
اور یہ مہلت تین دن کی کیا ضرور ہے آپکو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا اگر جب
ہماری رضامندی سے کیجیے گا ہم وہ امر کرینگے جو باعث مزید مسرت اور موجب استقلال و بقائے
سلطنت و دوام ہوگا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے شاید قیام لکھنؤ بھی دشوار ہو جاسے بلکہ فیض آباد
مین سکونت ہو جناب عالیہ نے ارشاد کیا جو خرابی اس گھر کی تمہاری بدولت ہونی تھی ہو چکی اس سے
بدتر اور کیا ہوگا اب قیام اس شہر اور دوسری جگہ اور جو جا ہو دونون برابر ہین اس سے زیادہ
ہماری آبروریزی کیا ہوگی اور جیسے حسرت اس سے زیادہ کیا ہوگا کہتے ہین کہ شاید جرنل بہادر
اس کیفیت خاص سے واقف نہ تھے اور نہ جواب سوال زبان اردو مین دے سکتا تھا جب ترشی چہرہ سے
سے ظاہر ہوتا تھا بعد اسکے رخصت ہوے جب در دولت پر پہونچے گارد رسالہ دستی سلامی نی اور

جابجا پہرون کو بے اسلحہ دیکھہ متعجب ہوے مصالح السلطان سے پوچھا عرض کیا بادشاہ نے آمد
مونٹ جمسر کار سے رفع خدشہ صاحبان ملازمین اور رعایاے شہر سے ممانعت ہتھیار باندھنے کی
فرمائی ہے اور توپین بھی اسیواسطے چرخ سے گرا دی ہین -

روز پنجشنبہ ۷ - فروری اول صبح سے ایک تلاطم عظیم شہر مین برپا ہوا اور کوچہ و بازار مین
رعایا منادی دم صور اسرافیل کی منتظر رہی کوتوال شہر بھی کوٹھی رزیڈنسی مین اسی منادی کو
حاضر تھا لیکن منادی موقوف رہی رعایاے شہر خاص بازار سے بیلی گارد تک جمع تھی -

اس عرصے مین حسب الحکم قضا شیم بادشاہ حسب الطلب رزیڈنٹ پہلے حضور عالم اپنی تحمل سواری
سے داخل رزیڈنسی ہوے اور بعد ملاقات صاحب پھر آئے اوسکے بعد مہاراجہ بالکشن شرف الدولہ
غلام رضا خان منصف الدولہ سید باقر صاحب عدالت مرزا علی رضا کوتوال شہر میر بہادر حسین ناظم
روند اور اہل خدمت مثل بندہ علیخان دیانت الدولہ احسن الدولہ اعظم علی بیگ طالب علی وغیرہ
حاضر ہوے ہر ایک حاضر ہو کر صاحب سے اپنی خدمت کو عرض کرتا تھا چیف کمشنر ہر ایک کو ہر جا
کے سپرد کرتے تھے باقی درجہ دوم کے اہلکارون کو حکم ہوا تم ہر ایک کام اپنے متعلق سے ہوشیار
رہو خلاف حکم سرکار نہ کرنا ورنہ نارسا ٹھہروگے - بعد اسکے یہ سب رخصت ہوے -

روز جمعہ کپتان وسٹن صاحب کوتوالی چبوترہ چوک مین آئے اجلاس کیا عملہ کوتوالی نے موافق
طریق ہندوستانی نذرین دکھائین ہر ایک کو انصرام و اہتمام کار سرکار کی تاکید کی اور بارہ دری
نو تعمیر حضور عالم واقع چوک مین کچہری مقرر ہوئی اور ایک بنی تانگہ بھی معین ہوئی مرزا علی رضا
کوتوال شہر نے بمقتضاے شرافت اور حمیت سپاہ گری اور مدت قدامت نمکخواری سرکار او
انقلاب رنگ زمانہ دیکھہ کر چاہا کہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائین لیکن چیف کمشنر نے بکمال
قدردانی انکا استعفا قبول نکیا بلکہ دو سو روپیہ اضافہ تنخواہ کیے اور شہر کی کسافت دور کرنیکو
حکم دیا اور ۲۵ تھانے ۶ - کمان افسر شہر مین تھے دو ہزار سپاہی قدیم و جدید تھے حکم دیا صبح شام
سپاہی طیار رہا کرین اور ہر صبح و شام رپورٹ ہر تھانہ پر لیا کرین -

نقل اشتہار سرکار جو ہر تھانہ پر لگائی گئی اوسے بھی بضرورت بصیرت الناظرین کے داخل
کتاب کیا -

# اشتہار گورنمنٹ

واسطے ساکنان ملک اودھ بموجب حکم محکم بندگان نواب مستطاب معلی القاب نواب گورنر
جنرل بہادر دام اقبالہ کے جاری ہوا مورخہ ہفتم فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ

بموجب اوس عہدنامہ کے جو سال ۱۸۰۱ء مین مؤکد ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے حفاظت
بقیہ ملک اودھ کے ایسے سررشتہ بندوبست کے جاری کرنیکی معرفت اپنے اہلکارون کے جملہ
معاندان درونی و بیرونی سے اپنے ذمے قبول کرکے اور والی اودھ خود ذمہ وار ہوا کہ اسکے باعث
سے رفاہ خلائق و حفاظت جان و مال ساکنان ملک اودھ کی حاصل ہووے چنانچہ ذمہ داری اس
عہدنامہ کی روسے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عائد ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے
سے تعمیل اوسکی وعدہ وفائی کی ساتھہ علی الاتصال تمام و کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار
درمیان عرصہ مذکور کے جنگ و جدال مین متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودھ کی زمین پر کوئی
دشمن بیرونی قدم نہ دھرنے پایا اور کسیطرح کا فساد عظیم سلطنت اودھ کی پایداری مین خلل انداز نہین
ہوا افواج سرکاری ہموارہ شاہ اودھ کے قرب و حضوری مین حاضر باش رہی اور جب کبھی بہ نسبت
اقتدار بادشاہ کے ناحق کسینے دہمکی دکھلائی تو افواج مذکورہ کی اعانت دینے مین ہرگز دریغ
نہین ہوا باوجود اس معاونت عظیم و استوار عہدنامہ کے جملہ والیان ملک اودھ کی جانب سے برعکس
اسکے علی الاتصال بالکلیہ تساہل و تغافل ہوتا چلا آیا اور جو میثاق واسطے اجراے ایسے سررشتہ
بندوبست کے ظہور مین آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان و مال رعایا و سکنائے ملک اودھ و نتیجہ
رفاہ کے ہووے تاہم وہ گویا دیدہ و دانستہ بطور اپنے رویہ کے اس سے انحراف کرتے رہے
بسبب انحراف اس میثاق کے ممکن تھا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کبھی کے پہلے عہدنامہ
مذکور کو ناجائز کر دیتی اور بہ نسبت خبرگیری والیان ملک اودھ کے انکار کرتی معہذا تا حال سرکار
کمپنی انگریز بہادر کو اجراے ایسے امورات کے جو محل اختیار و اقتدار ایک دودمان عالیشان کے
ہو نتھا لہذا اونھون نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکامات خلاف عدل و انصاف نکیے ہون
مگر ہموارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی و وداد پر قائم رہی تاہم کمپنی انگریز بہادر نے

بحالی رعایاے ملک اودھ کے اوس تعدی عظیم و پریشانی سے جو عاید حال رعایا کے علی الاتصال رہی بکمال کوشش متوجہ رہتے بہت برس گذرے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک نے بنظر اسکے کہ جو جو عہد واسطے بہتری احوال رعایاے ملک اودھ پیشتر ظہور مین آیا تھا اسکے مزاحمت بالفرض ہوا جب سررشتہ دربار لکھنؤ مین اطلاع دی کہ ضرورتاً تمام و کمال انتظام ممالک محروسہ اودھ کو باہتمام اہلکاران سرکار کمپنی انگریز بہادر کے داخل کرنا پڑیگا چنانچہ جو کلمات تنبیہ لارڈ ولیم بنٹنک کی جانب سے ظہور مین آئے اسکو ۲۰ برس کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ہیرڈنگ بہادر نے بذات خود اعادہ کیا اس زمانے مین والی ملک اودھ کو بڑے اصرار کے ساتھ سمجھایا گیا کہ آئندہ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آوے یہ بات تمام عالم پر روشن ہوگئی کہ بطور دوستانہ بروقت مناسب تنبیہ و آگہی دی گئی مگر بسبب متمردی و نالائقی و یا سہل انکاری وزرا و بادشاہان اودھ کے مقاصد دوستانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کارآگان ہوا پچاس برس کے عرصے سے زیادہ تک جو صلاح بغرض چشم نمائی ہاے غضبانہ مع تنبیہات و اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع مین آئے نہین ہے کوئی بھی اصلاح پذیر نہوئی اور رعایاے ملک اودھ بیچاری مایوس عہد نامہ کی اصل میثاق پر عمل نہوا شاہ اودھ کے وعدہ کی تعمیل نہوے بسبب نالائقی و خیانت و تعدی ضایع و بربادی ہوئی فقط یہ بات تمام ملک مین مشہور ہے کہ شاہ اودھ مثل اکثر والیان ہند مین مالک بند کے اس [illegible] کے انتظام مین کما ینبغی مداخلت نہین کرتے ہین تمام ملک اودھ اختیار حکومت [illegible] بان کمین باختیار جابر و خائن کو جو کارگذاری مین [illegible] و درجہ اعتبار سے ساقط ہین [illegible] جو باعث ہے کہ مسلمان مالگذاری اپنے علاقجات مین سرخودی کے ساتھ گذران کرتے رعایا سے بلا لحاظ تعہد سابق یا حال کے جبراً کوڑی کوڑی پیسے تک مواخذہ کرتے ہین اکثر افواج شاہ اودھ کے ضبط و ربط بسبب بداعمالی بخشیان فوج مشاہرے سے محروم ہین اور اپنی محنت کیواسطے دیہات کو گویا اوسکے مجاز ہین یہانتک کہ جس ملک کی حفاظت کیواسطے وہی متعین ہین [illegible] جابر اور [illegible] ہوتے ہین غول کے غول ڈاکوؤن کے علاقجات کو غارت کرتے ہین امن و صلح کا نام و نشان نہین ہے ہتھیار باندھ کر زمانہ جنگی اور خونریزی ماندن ہی ہے اور کسی جگہہ لحظہ بھی حفاظت جان و مال کی مطلق نہین ہے فقط

اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر اور زیادہ تحمل ان برائیون اور خرابیون کی نہین ہو سکتی
جنکو بسبب تعلق کرنے سرکار کے عہدنامہ مذکور کی رو سے مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور سرکار روہ
خبرگیری والیان ملک اودھ کے جسکے باعث صرف وہ اقتدار کہ نتیج خرابیون مذکور کا ہے بحال
وبرقرار نہین رکھ سکتے پچاس برس کی تجربے سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع نتیج رفاہ و
خیریت سکنہ ہے اودھ کے نہین ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ حفاظت سکنائے ملک اودھ کی اس
تعدی عظیم سے جو کہ مدت سے لاحق ہے کسی صورت سے ممکن الوقوع نہین ہے بجز اسکے کہ انتظام
کل ملک اودھ مستدام سرکار کمپنی انگریز بہادر کو مفوض ہووے اس غرض سے حسب الحکم خاص
واسترضائے آنریبل کورٹ آف ڈیرکٹرس کے یہ بات ٹھہری کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع مین کہ اس سے
ہر ایک والی اودھ نے انحراف وتجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمامہ ناجائز وساقط ہے چنانچہ
واجد علیشاہ بادشاہ اودھ کو واسطے انعقاد ایک عہدنامہ جدید کے نصیحت کی گئی کہ جسکی رو سے
دوام ومستدام نظم ونسق ملک اودھ کا بلا اشتراک غیر سرکار انگریز بہادر کو تفویض کیا جاوے و مراتب
ضروری واسطے بحالی وبرقرار رکھنے منزلت ودولت وتوقیر شاہ واقربائے اونکے ظہور مین آوین
معہذا شاہ موصوف نے ایسے عہدنامہ دوستانہ کے انعقاد سے انکار کیا۔

ازانجاکہ شاہ اودھ واجد علیشاہ امثال جد وآبا والیان پیشین ملک اودھ کے اس میثاق استوار عہدنامہ مسماۃ
سنہ ۱۸۰۱ع کی تعمیل مین سستی یا مہمل انکار یا غافل ہوا جسکی رو سے اصرار ایسے بندوبست کا اپنے ممالک
مین کہ موجب رفاہ وخیریت رعایا کے ہو لازم گردانا گیا ازانجاکہ عہدنامہ جب سے یونہین انحراف
ہوا ناجائز وساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انعقاد عہدنامہ سے کہ بجائے عہدنامہ سابق
ملحوظ تھا منکر ہوا اور چونکہ شرائط عہدنامہ سابق جبکہ بحال تھے بہ نسبت مداخلت اہالیان کمپنی
انگریز بہادر ملک اودھ مین نافع ہین اور بدون ایسی مداخلت کے اجرائے سررشتہ بندوبست
شائستہ اس ملک مین ممکن نہین ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح وہویدا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز
بہادر کو سوائے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہین یا تو ملک اودھ کی رعایا کو ترک کرین اور اونکے
ہاتھ پاؤن باندھ کے معرض ظلم وتعدی مین ڈالدین جو کہ ظاہرا سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بنظر اغراض
نصیحتہ عہدنامہ مذکور مدت تک روا رکھے یا سرکار موصوف اپنے اقتدار عظیم کو بحق اون لوگونکے

نفاذ کرین جنکی رفاہیت کے واسطے پچاس برس کے عرصے سے دست اندازی کا وعدہ کیا تھا اور
تمام وکمال نظم ونسق وبندوبست ممالک اودھ ہمیشہ کے واسطے اپنے اختیار مین کرلیوین - ان
دونون صورتون مین سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بلا تامل دوسری صورت کو اختیار کیا ہے لہذا
اشتہار دیا جاتا ہے کہ آج کے دن سے نظم ونسق ممالک اودھ بالکلیت بطریق دوام و استدام
بقبضہ اختیار کمپنی انگریز بہادر آگیا ہے سب عامل و ناظم و چکلہ دار و جملہ نوکران دربار اودھ سب اہلکاران
جو مالی و ملکی و چہ دیوانی و فوجی ہون وہ سب سپاہیان دربار اور جملہ ساکنان اودھ کو لازم ہے کہ
آئندہ کمپنی انگریز بہادر اور اہلکارون کی اطاعت و فرمانبرداری کامل کرتے رہین اگر کوئی اہلکار دربار
و یا جاگیردار و یا زمیندار و یا کوئی دوسرا شخص ایسی اطاعت و فرمانبرداری سے اغماض کرے
اگر کوئی مالگذاری دینے مین عذر کرے یا اور کسی طرح سے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی حکومت
مین تعرض و مزاحمت پیدا کرے تو شخص مذکور مفسد گنا جاویگا اور مفسد بھی کیا جاویگا اور جاگیر یا
آراضی اوسکی ضبط سرکار کیجاویگی اور اون لوگون کو جو بلاتعذر ابتدا ہی سے سرکار کمپنی انگریز
بہادر کی قبول کرینگے عامل ہون یا تعلقدار دربار یا جاگیردار یا زمیندار یا سکنائے اودھ سب کو
وعدہ کیا جاتا ہے کہ وے حفاظت و لحاظ و التفات اولیائے کمپنی انگریز بہادر پاوینگے یا پاتے رہینگے
تعیین تعداد مالگذاری از روے انصاف وبندوبست واجبی کے عمل مین آویگا و بتدریج
تائید آبادانی اور آراستگی ملک اودھ کے چند در چند برابر ترقی رہیگی بلکہ ہر کسیکو بلا خطر قدرداری
احکام عدل گستری ہوتی رہیگی جان و مال کی حفاظت کیجاویگی اور ہر ایک شخص اپنے حقوق ذاتی
پر بلا اندیشہ و بلا دست اندازی کسی کے قابض و متصرف رہیگا فقط محررہ شب بارہم
جمادی الثانی ۱۲۷۲ ہجری -

جواب اس اشتہار سرکار کے اہل اخبار کلکتہ و آگرہ و دلی وغیرہ نے انگریزی و فارسی
اردو مین متواتر چھاپے اور سب کی نظر سے گذر چکے ہین - بس اتنا ہی لکھنا کافی ہے -

امور مملکت خویش خسروان دانند



# تفصیل حکام صاحبان عالیشان ممالک محروسہ اودھ

| | | |
|---|---|---|
| قسمت اول - کمشنر و سپرنٹنڈنٹ خیرآباد و محمدی - | ۱ | جی آن کرسٹین صاحب |
| ڈپٹی کمشنر درجہ اول - | ۲ | تھارن ہل صاحب |
| | ۳ | کپتان بارٹن اگرنسن صاحب |
| | ۴ | کپتان آر صاحب |
| اسسٹنٹ کمشنر - | ۵ | گون صاحب - |
| | ۶ | لفٹننٹ بلاک صاحب |
| | ۷ | لارنس صاحب - |
| | ۸ | ویشیٹ صاحب |
| | ۹ | نشتر صاحب - |
| قسمت دوم لکھنؤ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ - | ۱ | میجر بنگ صاحب |
| ڈپٹی کمشنر - | ۲ | ہمسن صاحب |
| | ۳ | امنوتر صاحب |
| | ۴ | پالک صاحب - |
| اسسٹنٹ کمشنر | ۵ | کیپر صاحب - |
| | ۶ | لفٹننٹ بلاک صاحب |
| | ۷ | جنگیر صاحب - |
| | ۸ | لفٹننٹ اندرسن صاحب |
| | ۹ | سوائنٹن صاحب - |
| | ۱۰ | کپتان کارنیگی صاحب ڈپٹی محسٹریٹ |
| | ۱۱ | کپتان دلیمن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جنگی |
| قسمت سوم بہرایچ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ - | ۱ | ونیگفیلڈ صاحب - |

ڈپٹی کمشنر
۲ فاربس صاحب۔
۳ کپتان ہنبری صاحب
۴ باسیلو صاحب۔

اسسٹنٹ کمشنر۔
۵ بنسن صاحب۔
۶ کیلف صاحب۔
۷ لفٹنٹ کلارک صاحب

قسمت چہارم۔ فیض آباد کمشنر وغیرہ
۱ کرنل گولڈنی صاحب

ڈپٹی کمشنر
۲ ولنس صاحب۔
۳ کپتان الگزنڈر صاحب
۴ کپتان برڈ صاحب۔

اسسٹنٹ کمشنر
۵ لفٹنٹ ریڈ صاحب۔
۶ تھارن بل صاحب۔
۷ گرانٹ صاحب۔
۸ لفٹنٹ ناک صاحب
۹ اسٹرین صاحب۔
۱۰ تھارن برن صاحب مہتمم فیض آباد۔

چیف کمشنر لکھنؤ خاص میجر جنرل سرجیمس اوٹرم صاحب بہادر جی بی چیف کمشنر ملک اودھ و ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر افسر کل۔

سکرٹری دفتر کچہری نظامت۔ آر گوبر صاحب۔

فینیشیل کمشنر دفتر دیوانی۔ گبنس صاحب۔

مصاحبان وغیرہ تنخواہ داران اہل وثائق و پنشن سلاطین و ملٹری سکرٹری
کپتان فلیچ ہنیر صاحب۔

| | |
|---|---|
| عدالت فوجداری۔ | آر کپتان ویسٹن صاحب |
| دواب وتوشکخانہ۔ | آر میجر بنک صاحب۔ |
| جوڈیشل کمشنر عدالت دیوانی | ام سی امانی صاحب۔ |

## حکمنامہ مہر کچہری خاص سلطان عالم

باسم مہدی حسین خان بہادر تحصیلدار سلون وغیرہ وتعلقداران ومالگذاران وزمینداران وافسران فوج وتھانہ داران وصیغہ داران وسائر رعایاے قلمرو سرکار ابد اقتدار دریں ولا حسب الحکم سرکار کمپنی انگریز بہادر کارگزاران سرکار موصوف براے انتظام قلمرو اودھ مامور شدہ دخل خود خواہند کرد لہذا باید کہ پیش اہالیان سرکار رجوع آوردہ بتعمیل احکام شان ادای زر مالگذاری واطاعت رعیت گیری پردازند زنہار مرتکب تمرد وانحراف نشوند وارباب فوج راہی باید کہ بنوعی دیگر ہنگامہ وفساد ننمایند الآن بایستند ارکان آن سرکار را ہر گونہ اختیار است وہنگامے کہ ما بدولت واقبال براے اظہار حال خود وحصول دولت ملازمت بسامی خدمت کثیر الافاضت اریکہ آرای سلطنت وحشمت رونق بخش سریر شوکت وعظمت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ وگذارش حال بحضور باہر النور جناب فلک قباب ہلال رکاب کیوان بارگاہ خلائق پناہ سلطانیہ عالم وعالمیان ملکہ رفیع الدرجہ انگلستان لازالت شموس سلطنتہا طالعہ وشوارق دولتہا ساطعہ روانہ دار الحکومت کلکتہ وولایت شویم زنہار ارادہ ہمراہی نسازند۔ ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۷۲ ہجری مطابق سنہ جلوس والا۔

## حکمنامہ مہر خاص سلطان عالم

بنام افسران فوج تعیناتی وکملی محالات سلون ومانک پور بہارسے باید کہ آنہا بکار خود مستعد باشند ونوعی فتنہ وفساد نسازند وکدامی بے انتظامی شدن نباید وتنخواہ آنہا بعد مجراے وصول از سرکار کمپنی انگریز بہادر عنایت خواہد شد احدے از مقام جنبش نسازند

۲۰ جمادی الاول ۱۲۷۲ ہجری سنہ جلوس والا

## نقل حکمنامہ قطعات اشتہار حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب نواب اشرف الامرا النواب

نواب گورنر جنرل بهادر خلد الله ملکه مورخه امروزه نزد ایشان فرستاده می شود باید که مضامین مندرجه آنرا گوش از عان جا داده و فهمیده زود بر طبق تحریر کاربند شوند و در علاقجات خود مشتهر ساخته کیفیت تعمیل حکم معلی با تشریح زبان ارسال نمایند فقط

## حکمنامه دستخطی چیف کمشنر بهادر

بنام کل افسران فوج ملازم سرکار جناب بادشاه اوده

فرو داوقت نواخت ذاکمنده روز خصوص تنخواه فوج نوکر سرکار بادشاهی جلسه کمیٹی بکوٹھی لفٹنٹ ممسرج صاحب بهادر قرار یافته اهذا رفته میگردد که ایشان پیشتر از وقت مذکور آنجا حاضر شوند و یا از نیابت اسے بخشی و منشی و هم نایب و نوعی مجوز شوند و ہر خاص نگر دیده بهر نوع مطمئن و متامل بوده بدانند که هر قدر که زر تنخواه واجبی بعد مجرای وصول متحقق خواهد از سرکار داده خواهد شد انگریز بهادر خواهند یافت و مردم جان نثار قابل کار رجال قدیم المنازع که چهل و پنجاه سال چاکری بوده باشند بعطای پنشن سرفراز خواهند شد فقط ۱۲ فروری سنه ۵۶ع

## نقل بند تحصیل علاقجات گذاشته مهاراجه بالکرشن بحضور چیف کمشنر بهادر

| نمبر | مقام چکله | نام پرگنه | جمع |
|---|---|---|---|
| ۱ | باڑی بسوان | ۱۱ | دو لک [illegible] |
| ۲ | سندیله بانگرمئو | ۱۰ | [illegible] لک [illegible] |
| ۳ | شاه آباد | [illegible] | [illegible] |
| ۴ | محمدی | ۱۲ | دو لک [illegible] |
| ۵ | خیرآباد | ۲۲ | [illegible] لک [illegible] |
| ۶ | سرون برادان | [illegible] | [illegible] |
| ۷ | رامپور کلان | [illegible] | [illegible] |
| ۸ | محمود آباد | [illegible] | لک [illegible] |

| نمبر | نام چکلہ | نام پرگنہ | جمع |
|---|---|---|---|
| ۹ | دیو پلیہ | + | [illegible] |
| ۱۰ | سانڈھی پالی | + | دو لک [illegible] |
| ۱۱ | بھروا وغیرہ | + | [illegible] |
| ۱۲ | دوہرہارہ | + | [illegible] |
| ۱۳ | سرہی نگزویل | + | [illegible] |
| ۱۴ | کروا لکھیڑا | + | [illegible] |
| ۱۵ | نربت سنگھ | + | [illegible] |
| ۱۶ | پچھورہ | + | [illegible] |
| ۱۷ | للوری | + | [illegible] |
| ۱۸ | علی مراتب گڈھ | + | [illegible] |
| ۱۹ | بھوانی پرشاد | + | [illegible] |
| ۲۰ | امیر علی درسی بھا | + | [illegible] |
| ۲۱ | پور بخند بدوہہ | + | [illegible] |
| ۲۲ | کھیر نگڈہ کنچن پور | + | [illegible] |
| ۲۳ | مترعیہ | + | [illegible] |
| ۲۴ | رسول پور | + | [illegible] |
| ۲۵ | بوہواہی وغیرہ | + | [illegible] |
| ۲۶ | شاہ پور | + | [illegible] |
| ۲۷ | متولی | + | [illegible] |
| ۲۸ | محمد پور بیکریا | + | [illegible] |
| ۲۹ | الگاوان | | [illegible] |

| نمبر | نام چکلہ | نام پرگنہ | جمع |
|---|---|---|---|
| ۳۰ | ناتا دین سائر محمدی | + | [illegible] |
| ۳۱ | راجہ پارہ | + | [illegible] |
| ۳۲ | پیر اسن | + | [illegible] |
| ۳۳ | بانگر نگرام وغیرہ | + | دو لک [illegible] |
| ۳۴ | اتواپروا | + | [illegible] |
| ۳۵ | نصف سری نگر | + | [illegible] |
| | قسمت دوم شہر لکھنؤ خاص | | |
| ۱ | حیدر گڈھ | ۷ | دو لک [illegible] |
| ۲ | سیدہور | ۳ | یک لک [illegible] |
| ۳ | ٹہیہ بروا | ۰ | لک [illegible] |
| ۴ | دریاباد رودلی | ۱۰ | لک [illegible] |
| ۵ | دیوا وغیرہ | ۵ | [illegible] |
| ۶ | بدوسرائے | ۱ | [illegible] |
| ۷ | رسول آباد | ۲ | دو لک [illegible] |
| ۸ | دیہات لکھنؤ | + | لک [illegible] |
| ۹ | گور سہائے گنج | ۳ | لک [illegible] |
| ۱۰ | برول باغ وغیرہ | + | [illegible] |
| ۱۱ | رام نگر دھمیڑی | + | لک [illegible] |
| ۱۲ | سلیم پور عرف منصور علی | + | [illegible] |
| ۱۳ | ہردوئی | ۳۰ | [illegible] |

| نمبر | نام چکلہ | پرگنہ | جمع |
|---|---|---|---|
| ۱۴ | صفی پور وغیرہ | ۴ | دو لک [illegible] |
| ۱۵ | ڈونڈیہ کھیڑا | ۶ | لک [illegible] |
| ۱۶ | سرولی | ۰ | [illegible] |
| ۱۷ | بھوج پور مراد مئو | ۰ | [illegible] |
| ۱۸ | فتحپور چوراسی | ۰ | [illegible] |
| ۱۹ | باہو کوریا | ۰ | [illegible] |
| ۲۰ | فتحپور چھووا | ۰ | [illegible] |
| ۲۱ | سمر بہاڑ | ۰ | [illegible] |
| ۲۲ | جگدیس پور | ۰ | [illegible] |
| ۲۳ | سسینڈی | ۰ | [illegible] |
| ۲۴ | سمرہی | ۰ | [illegible] |
| ۲۵ | تولی | ۰ | [illegible] |
| ۲۶ | ہٹی بلیہ | ۰ | [illegible] |
| ۲۷ | اودیبا | ۰ | [illegible] |
| ۲۸ | محی الدین پور | ۰ | [illegible] |
| ۲۹ | جبلی | ۰ | [illegible] |
| ۳۰ | ترہی | ۰ | [illegible] |
| ۳۱ | بکسر | ۰ | [illegible] |
| | **قسمت سوم بہرائچ مقام صدر** | | |
| ۱ | گونڈہ بہرائچ | ۰ | [illegible] لک [illegible] |
| ۲ | بہرائچ | ۰ | لک [illegible] |

| نمبر | نام چکلہ | پرگنہ | جمع |
|---|---|---|---|
| ۳ | اٹیا | . | [illegible] |
| ۴ | بونڈی | . | [illegible] |
| ۵ | دہمر پور | . | [illegible] |
| ۶ | تلسی پور | . | [illegible] |
| ۷ | پرسمن پور | . | [illegible] |
| ۸ | حسام پور | . | [illegible] |
| ۹ | دہتالوان | . | [illegible] |
| ۱۰ | اکونہ | . | لک [illegible] |
| ۱۱ | کرنل گنج | . | [illegible] |
| ۱۲ | اٹا | . | [illegible] |
| ۱۳ | [illegible] | . | [illegible] |
| ۱۴ | [illegible] پور | . | [illegible] |
| ۱۵ | سائر وغیرہ | . | [illegible] |
| ۱۶ | [illegible] گنج | . | [illegible] |
| ۱۷ | [illegible] | . | لک [illegible] |
| ۱۸ | سنکھا چندہ | . | دو لک [illegible] |
| ۱۹ | جنگل | . | [illegible] |
| | | | جمع [illegible] لک [illegible] |

## قسمت چہارم فیض آباد

| نمبر | نام چکلہ | پرگنہ | جمع |
|---|---|---|---|
| ۱ | دلکو پریلی | ۶ | دو لک [illegible] |
| ۲ | سلون | ۱۱ | [illegible] لک [illegible] |
| ۳ | سلطان پور | ۲۳ | [illegible] لک [illegible] |

| نمبر | نام چکلہ | پرگنہ | جمع |
|---|---|---|---|
| ۴ | جیامئو | • | [illegible] |
| ۵ | سون | • | [illegible] |
| ۶ | گوگئین | • | [illegible] |
| ۷ | سائر فیض آباد | • | [illegible] |
| ۸ | شاہ مئو | | [illegible] |
| ۹ | خاص پور باندہ | • | [illegible] |
| ۱۰ | سمر تھہ پور | • | [illegible] |
| ۱۱ | کھتولی | • | [illegible] |
| ۱۲ | چندوکی | • | [illegible] |
| ۱۳ | دوست پور | • | [illegible] |
| ۱۴ | بابا پور سینا | • | [illegible] |
| ۱۵ | بودہی بنکر | • | [illegible] |
| ۱۶ | دلولی | • | [illegible] |
| ۱۷ | جمال پور | • | [illegible] |
| ۱۸ | تھوپور خورا | • | [illegible] |
| ۱۹ | جاٹ مئو | • | [illegible] |
| ۲۰ | پٹی اکرام اشرف | • | [illegible] |

اکثر واقفکار سرکار بلکہ وہ لوگ جو دفتر دیوانی و اصل باقی سے واقف ہیں اس جمع محاصل ممالک محروسہ پر معترض ہیں یعنے آخر زمان نیابت نواب امین الدولہ تک ایک کروڑ ۲۲ لاکھ زر نقد داخل خزانہ ہوا اور محاصل وزیر دیوان و عملہ دفتر دیوانی اور کچہری وزارت کے حقوق بذاتہ اسکے سوا تھا اور چکلہ دارونکا محاصل اور راجہ تعلقدارون کی نکاسی اونکے اخراجات سے [illegible]

اور لوگ اب کہتے ہین کہ ممالک محروسہ ایک کروڑ ۲۳۲ لاکھ خرچ ایک کروڑ ۲ لاکھ یہ حساب کچھ سمجھ مین نہین آتا۔

# اشتہار

محکمہ چیف کمشنر بہادر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر واقع ۲۳ فروری ۱۸۵۶ عیسوی
مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ

اکثر اشخاص باشندہ کہ بعہد سلطنت لکھنؤ قطعات اراضی و باغات و گنج و امکنہ و تنخواہ وغیرہ عطیات واقع این شہر و اسے جاگیرات ... سند و نجات بصیغہ معافی از سرکار جناب بادشاہ اودھ یافتہ اند آن اسناد ... پیش خود داشتہ باشند لہذا اشتہار دادہ می شود کہ جملہ معافیداران اسناد مذکورہ اندرون میعاد یک ماہ از تاریخ امروزہ بنا بر ملاحظہ اینجانب حاضر سازند و بعد انقضاے مدت مذکورہ اگر کسے سند پیش خواہد آورد دعوی او قابل سماعت و پذیرائی نخواہد بود فقط

## تفصیل شرائط بست گانہ کہ از حضور نواب گورنر جنرل بہادر برائے تعمیل چیف کمشنر بہادر حکم دادہ شد

۱ براے مصارف بادشاہ پانزدہ لاکھ روپیہ مقرر شود۔
۲ ہر تفویض نامہ از بادشاہ ... شود۔
۳ اگر بادشاہ نکتہ کیفیت عرضداری از اینجا حکم آن بعمل خواہد آمد
۴ بادشاہ در عرصہ دو ماہ اسباب خود ... خواہند برد۔
۵ بادشاہ در لکھنؤ و شاہجہان آباد نمانند۔
۶ اگر قرب گوالیار خواہند بماند بعد کیفیت حکم دہند۔
۷ در جائیکہ کلکٹری باشد براے بادشاہ اختیار است۔
۸ جملہ اسباب بادشاہ ضبط گردد۔
۹ جملہ اہلکاران شاہی مقید شوند انچہ مبالغ وصول شود تنخواہ سپاہ دادہ شود۔
۱۰ دادن تنخواہ جملہ متعلقان بادشاہ است باسرکار سروکار نیست۔

۱۱ تا دو سال بندوبست جرنیلی نمایند۔

۱۲ بعد دو سال نام زمینداران مندرج کتاب شود۔

۱۳ آنچه مبالغ از محلہ حصول گردد تنخواه سپاه داده شود۔

۱۴ جمله عزیزان و اقربایان بادشاه خارج الوطن شوند۔

۱۵ از بادشاه والاصاحب مالاقات تخلیه نشود دربار عام گردد۔

۱۶ زر از زمینداران و اسامیان وصول کنند۔

۱۷ ضامنی چکله داران گرفته آید۔

۱۸ اگر از چکله داران زر وصول نشود جایداد چکله دار نیلام گردد۔

۱۹ نانکار و سیر زمینداران جمله ضبط کنند۔

۲۰ هر انتظام که شود در رفته رفته شود تا بلوه نگردد۔ ان احکام کا کچھ انجام کار معلوم نہوا

(ترجمہ چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر سبیل تاریخیہ)

بادشاہ اودہ واسطے استغاثے کے اور امداد چٹھی راہداری ورسد وغیرہ کے درخواست سرکار کمپنی انگریز بہادر سے چاہتے ہین اس باب مین جوارشاد ہو۔

(جواب صاحبان کلکتہ)

شاہ اودہ کی خاطرداری اور تکریم ہم سب کو بجان و دل منظور ہے اسواسطے چٹھی سربیچ گورنر جنرل بہادر بنام جمیع صاحبان و مجسٹران کلکٹران عملداری کمپنی بہادر کے جاری کی گئی کہ جب بادشاہ اودہ عملداری کمپنی بہادر مین قدم رکھین تو ہر ایک مجسٹر اپنے عمل مین پیشوائی کرے اور ہر ایک چھاونی مین ۲۱ ضرب توپ سلامی سر ہون اور ہر ان جو کوٹھی سب سے بہتر ہو شاہ اودہ کی استقامت کو مقرر ہو اسیطرح جب کلکتہ کے قریب پہونچین گے تو گورنر جنرل بہادر مع جمیع صاحبان عالیشان کے پانچ کوس سے پیشوائی کرکے لاوینگے ۲۱ ضرب سلامی کلکتہ خاص قلعہ شاہی مین ہونگی پس شاہ اودہ کو آگاہ کرو کہ مع جلوس شاہی تشریف لائین۔ ہم سب کی خوشی ہے اسکا نتیجہ کچھ بھی برخلاف ہوا۔ یعنے کہین نہ توپ چلی نہ پیشوائی ہوئی۔

## اتفاق راے جمہور واسطے سفر کلکتہ و لندن اور اوسکی تدبیر و تجویز

غرض راے باصواب جمہور یہ ٹھہری کہ اس صورت مین کوئی چارہ نہین بجز اسکے کہ بادشاہ مع لواحقان
او متعلقات خاص اور تھوڑے سے ضروری شاگرد پیشہ اور اہل خدمت سے روانہ کلکتہ ہون پہلے
از راہ اہتمام صحبت اظہار حال نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمائین جب وہ بھی نسنین اور اپنے حکم حاکم
سے مجبور ہون اوسوقت مع الخیر راہی لندن ہونا بہتر ہے ممکن نہین کہ نقش مدعا کرسی مراد سے حاصل
نہو کسواسطے کہ صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس اور وزراے سلطنت کمال انصاف سے یہین
نہین گے استرداد عطیہ اونکے جود وہمت ونیکنامی دنیا سے کچھ دور نہین اور از راہ جبر صریح
اشیء نامہ پر مہر کرنا صلاح دولت نہین بشرط استقلال اگر قیام رہے بس خیر خواہان دولت مذکور
وانائی موافق اپنے حوصلہ فہم و فراست کے متلاشی اون لوگون کے ہوے جو سررشتہ مقدمات
دستور العمل انگریزی سے واقف و ماہر بہ نیکنامی رہے ہون اسی وسیلے سے ہمارا رسوخ اور رفاہ
بھی سرکار سے حاصل ہو چنانچہ دو چار امثال اسکے بیان کیے جاتے ہین۔

حضور عالم نے پہلے حاضر الوقت تاج الدین حسینخان اور احسان حسینخان کو تجویز کیا جو کئی مہینے پیشتر
سے مہمان لکھنو اور مورد عنایات اور محل اعتماد اونکے تھے احسان حسینخان شرفیاب ملازمت
ہوے بادشاہ نے محبت نامہ غیر التیام انکو سنایا اور اوسمین جو ہرج خاطر مبارک مین تھے وہ
بھی ارشاد کیے۔ خان نے اوسے تسلیم کیے اور بعض مقدمات جو قابل گذارش تھے مشروحاً عرض کیے
اس عرصے مین حکیم ابو الحسن بڑے مشاہیر اور ناموران بنگالہ حضور عالم کے نزدیک معتمد تھے وہ
بھی میر میدان ہو کر ڈاک مین کلکتہ گیے بہت سے کاغذ کے گھوڑے دوڑاے لیکن کہین قدم نہ ٹھہرا
ناکام پھر آئے مرشد آباد کی سرکار مین محیط رہے وہین مر بھی گئے

بعد اسکے مولوی غلام جیلانی مشاہیر وکلاے عدالت آگرہ وغیرہ جنکو صاحب سکرٹر اعظم سے کچھ
تعارف سابق تھا دو ماہہ مناسب پر مقرر ہو کر کلکتہ گیے سر وقت ملازمت صاحب سکرٹر سے عرض
کیا مین سفیر شاہ اودہ ہون مجرد سننے اس بات کے صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ تم بے اطلاع ہمارے
پاس خلاف سررشتہ چلے آے ہمنے تمھین بخیال تعارف سابق بلا لیا تھا جلد میرے پاس سے

چلیے جاؤ چنانچہ صاحب سکرٹری نے جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا کہ غلام جیلانی نے ہمسے بقریب ملاقات کی غرض وہ بھی مایوس وناکام رہ گئے پھر سرکار شاہی سے دعوے تنخواہ کیا۔

مولوی مسیح الدینخان سپر منشی معزول نواب گورنر جنرل کو بسبب روابط قدیم مرزا وصی علیخان کو حضور عالم نے طلب کیا سات سو کا درماہہ مقرر کیا دو ماہہ پیشگی خرچ ڈاک دیکر روانہ کلکتہ کیا اور دو ہزار روپیے واسطے ضرورت کے بھی ملے اسواسطے کہ تم کوٹھی کرایہ قابل گنجایش ملازمان لشکر ومتعلقان شاہی جاکر لو اور حال کرایہ جہاز لندن دریافت کرو اور جو حسن رسائی تدبیر سے مناسب حال ہو اطلاع کرو کسواسطے کہ بنسبت اور اشخاص کے دستورالعمل سے وہان کے واقف ہو اور سابق مین عہدہ جلیلہ پر مامور رہے ہو منشی جب کلکتے پہونچے اپنے دوستان قدیم اور محرم راز سے اظہار حال کیا باتفاق سب کے تجویز یہ ہوئی کہ تمھارا باخفا کلکتہ مین رہنا مناسب نہین پہلے سپریم کونسل مین اپنی اطلاع کرو چنانچہ منشی نے پرایوٹ سکرٹری کو چھٹی اپنے حال کی لکھکر بھیجی پھر اونکی ملاقات کو گئے صاحبان کونسل نے انکے جواب چھٹی مین تامل کیا اور جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا اور وہ تحریر نواب گورنر جنرل بطریق اعلام بادشاہ کو بھیجی حاصل مضمون یہ تھا کہ تشریف آوری شاہ اودھ بسمت کلکتہ محض معارضہ او مطالب مطلوبہ کے واسطے ہے اور جیسا کہ چاہیے عمل مین نہ آوے اور بعض وجوہات سے غالب ہے کہ ملاقات بھی نہو اور بادشاہ کے ساتھہ پانسو آدمی سے زیادہ نہون کسواسطے کہ کثرت ملازمین سے احتمال تکلیف ملازمان عالی ہوگا بعد ملاحظہ اس تحریر کے بادشاہ نے کچھہ ارشاد نہ کیا کسواسطے کہ کوئی مخاطب نتھا۔

منشی نے جب اپنے جواب چھٹی مین تعویق دیکھی پھر درخواست فارسی مین صاحبان کونسل سے کی اوسمین بعض امور جو خلاف دستور حیثیت کشتہ سے ہوے تھے وہ بھی مندرج کیے تھے اور تجویز کوٹھی کرایہ اور حال جہاز دخانی کا ارسال دربار شاہی کیا۔

لوہ صاحب کمشنر الہ آباد روانہ ولایت ہوے اونکے ساتھہ مظفر حسینخان کنبوہ اپنا آقا اور محسن حقیقی سمجھکر بندر بمبی تک گئے اونکا بنگلہ الہ آباد مین حضور عالم نے معرفت خان مذکور برعایت ملال لیا تھا اس خیال سے کہ شاید ولایت مین انسے بھی کوئی صورت مطلب نکل سکے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے مظفر حسینخان وہان سے رخصت ہو کر چلے ایک نصیحت کی کہ خبردار تم بادشاہ کی نواحی کلکتہ

خیال نہ کرنا ورنہ خراب ہوگے یہ کب سنتے تھے بدل متمنّی ملازمی شاہی کے رہتے تھے ہرچند صاحب نے کئی چٹھیان سفارش اجین وغیرہ لکھکر وہی تعین اور وہان روزگار بھی ہوتا تھا مگر انکو آب وخورش نے کیا تھا انکا ارادہ کربلا جانیکا بھی کیا تھا کہ بمبئی سے بہت آسان ہے وہان بھی نہ گئے موقوف رکھا خلاصہ حضور عالم نے مامورستوسط دربار صاحب سکرٹر اعظم کیا چند صحبت مین بعض انکے جواب گستاخی سے ناراض ہوے بادشاہ تو پہلے سے ان سے کہتے تھے لوور صاحب کی نصیحت ظاہر ہوئی۔

وزیر جان خانہ زاد بادشاہ حضور عالم داروغہ دیوانخانہ وزارت عمل انگریزی سے خائف ہوکر مبادا اسیطرح کی نالش رعایاے شہر مین گرفتار ہوجاؤن تو مفت مین ذلت لاعلاج حاصل ہوگی حسب الحکم دستور معظم اپنا معتمد خانگی جان کر مع میر عنایت علی اپنے رفیق کے روانہ کلکتہ کیا ڈاک مین گئے وہان کے جعلسازون سے نہ بچ سکے کسی علت مین دھرے گئے سمجھے کہ لکھنو سے زیادہ مفت مین بدنامی حاصل ہوگی۔ پانچ ہزار روپیے نذر سپریم لورٹ کرکے عزت بچائی چند روز شہر کو دیکھ بھالے انکی لیاقت سب سے زیادہ تھی مگر اہل کلکتہ کا کچھ بھلا ہوگیا۔

مولوی خلیل الدینخان کئی برس سے معطل اپنے قصبہ کاکوری مین خانہ نشین تھے فقط سو روپیہ پنشن سرکار سے پاتے تھے حسب الطلب بادشاہ حاضر حضور ہوے ساری حقیقت حال ارشاد فرمائی اور رہنے منزل مین اپنے قریب رہنے کو حکم ہوا۔

احمد علیخان وکیل عدالت کانپور بواسطۂ احباب خود اور مقربان دربار حاضر حضور عالم ہوے ہزار روپیے خرچ کو ملے انھون نے اپنی تجویز سے نجر صاحب تاجر مرزاپور کو چاہا کہ عہدۂ جلیلہ سفارت پر مامور کرین بعض دانشمندون نے عرض کیا کہ پہلے ایسے شخص غیر کا امتحان کیا جاوے کہ وہ بعد دریافت حقیقت حال کے کس طریق سے اور کیونکر جوابدہی مقدمات شاہی کی پیش کرنے کے بعد امتحان کے کیا مضائقہ کاربردازان سرکار نے اونکا دو ہزار روپیہ درماہہ مع اپنے حقوق کے تجویز کیا اور ... ہی کانپور رہوے اونھون نے جنرل وٹرم صاحب سے اپنی حقیقت حال و بعض امور جو خلاف سررشتہ سرزد ہوے تھے بیان کیے صاحب نے اونکے سوالات پر کچھ اعتنا نکی اور دوستانہ عہدہ سفارت سے منع کیا ایک ڈاکٹر کانپور بھی انکے شریک حال ہوے تھے منجر صاحب نے ازراہ تجارت چاہا

کہ وارثان پیشوا سے بٹھور کے بھی وکیل ہو جاوین پانسو درماہہ وہان سے مقرر ہوا ارکان دولت
جب کانپور پہونچے حال ایک بام دو ہوا کا معلوم ہوا یہان کی سفارت کو برہم کیا احمد علیخان
جو صاحب عدالت کانپور سے برخصت آئے تھے حضور عالم نے چاہا کہ اونھین تین سو روپیہ درماہہ
پر نوکر رکھین کہ وہ اپنے عہدہ قدیم سے ہاتھ اوٹھا بیٹھے لیکن رنگ اہلکارون کا دیکھ کر اور بعض
بزرگان وطن کے سمجھانے سے اپنے کاسۂ قدیم پر قناعت کر کے چلے گئے سرکار شاہی کی بیرنگی
دیکھ کر قبول نکیا

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ آخر بادشاہ نے تمہارا کہنا سمجھانا
بھی تمانا انجام کار دیکھا اب تم پھر جاؤ اونھین بخوبی سمجھاؤ کہ بہر صورت راضی نامہ پر مہر کرنے مین
سراسر اونکی موجب بہتری کا ہے اوسکے خلاف مین بہت سی قباحتین عاید حال ہونگی غرض طرفہ
ماجرا یہ ہے کہ جب ایسے رکن رکین اعظم سے جنرل صاحب ازراہ اتمام حجت ارشاد فرماتے تھے سب
اپنے خوف آبرو سے بہت خوب وبجا کہہ کر چلے آتے تھے کسی کی مجال اور طاقت نتھی کہ جواب شافی
اونھین دیسکتا اور جب بادشاہ کے سامنے جاتے تھے سب بھولجاتے تھے کہ مبادا نکوحرامون مین
شمول ہو جاوین کسیکو کچھ بن نہ پڑتا تھا از بین سو راندہ و زان سو ماندہ ہوتے تھے خلاصہ نواب
موصوف چارو ناچار حاضر حضور بادشاہ و جنرل صاحب جنابعالیہ ہو کر ادائے تبلیغ رسالت کی
لیکن بسبب تسلط اغیار کچھ مفید مطلب نہوا بلکہ سبھون نے بھی خیال کیا کہ یہ بھی انھین کے لبے ہوئے
ہین جبکا برو زاب ہوا۔

اس عرصے مین نواب امین الدولہ پر مادہ فالج گرا یہی غدر آسمانی باعث اونکی عافیت کا ہوا اوکثر
اپنے واسطے بہت متردد رہتے تھے کہ اگر اسوقت خاص مین بادشاہ کا شریک حال نہونگا مورد طعن
وتشنیع خاص و عام ہونگا چاہیے کہ مین نواب منور الدولہ سے بڑھ کر کچھ اپنے حق نمک وقدامت
سے ادا ہون تو موجب سرخروئی ہوگا اور دہر خوف جنرل صاحب کی ناراضی کا لاحق حال تھا چنانچہ
اپنی علالت مین اکثر شکر خدا کرتے تھے کہ مجھے یہی حیلہ عارضہ لاحقہ باعث میری عافیت کا ہوا۔
کئی مہینے تک اس علالت مین رہے آخر انتقال کیا اس اجل نے اونکی عزت رکھ لی۔

ایکدن جنابعالیہ نے نواب معین الدولہ سید عنایت علیخان کو بھی طلب فرمایا اس باب خاص مین

استمزاج چاہا اونھون نے بھی کچھ گول گول عرض کرکے جان بچاکر چلے آئے تماشا یہ ہے کہ سبکو خوف سرکار ین تھا کیونکر ایک سرکار مین مشورہ عرض کرتے کہ اپنے اپنے عہد دولت مین وہ کیا جسکا انجام یہ دیکھا یا دوسری سرکار مین عرض کرتے کہ اگر بے انتظامی آپ کے نزدیک ثابت ہے انتظام جسطرح چاہیے کر دیجیے یہ صورت گو گھر چھیننے کی ہے نہ کیجیے یہ کیا مجال تھی کہہ سکتے آخر میجر کیننگی سٹی مجسٹریٹ کا حال سبھون نے ادہر گھر کو لوٹ کرلاتے تھے ادہر سب کو جمع کرکے پوچھتے تھے تم سب ہم سے راضی ہو اسکا کیا جواب ہے سوائے حکومت کے۔

نواب اکرام الدولہ مرزا حسینخان عم نامدار نواب مخدرہ عظمے لیے جب دستور معظم اپنے برادر نسبتی کا یہ حال دیکھا کہ سب کے نزدیک بدنام و انگشت نما ہوے انجام کار سمجھکر بظاہر لگانگت دیکھی تھی ہاتھ اوٹھا کر لب بشکوہ آشنا کیے اور ان مقدمات سے بری ہوکر شریک شوری خاص نواب مخدرہ عظمے ہوے اونکے نزدیک بھی انکی کنارہ کشی باعث وثوق اعتماد ہوئی اس جہت سے وہ بانی مبانی بیش کرنے نواب منور الدولہ کے ہوے نواب موصوف ازبسکہ اپنی دیانت و امانت و نمکحلالی سرکار پر نازان تھے مردانہ وار کمرہمت باندھ کارفرمائی سلطنت کو بہت سمجھے اپنی قدامت اور خیرخواہی سرکار قدیم کو مقدم سمجھے کہ ہمین دوسری سرکار مین وثوق اسی اپنی سرکار کی جہت سے ہوا ہے اگرچہ منزلت اپنی سرکار سے نرکھتے دوسری سرکار کیونکر جانتے اسی جہت سے جنرل اوٹرم صاحب کو انکا یکسو ہونا گوارا گذرا اگرکل کر انھین سمجھا نہ سکے۔

میجر برڈ صاحب جو جنرل سلیمن صاحب سے بدد باغ ہوکر راجپوتانہ مین گئے تھے وہان سے کیپ رخصت گئے پھر کلکتہ سے کانپور کانپور سے لکھنو گھوڑدوڑ کے واسطے آئے خواجہ سرایان شاہی سے بڑا تعارف تھا بشیر الدولہ کے واسطے سے باخفا بادشاہ تک پہونچے اور بشیر مذکور وطاسفارت بادشاہ قبول کی اور اپنے عہدہ سرکار سے مستعفی ہوے فی الحقیقت اگر چشم انصاف سے دیکھیے تو اس صاحب جلیل القدر نے بمقتضاے اپنی شرافت و منفعت دنیا جو اپنی حکومت مین بہر طریق حاصل کی تھی عجیب کار نمایان کیا اگرچہ ولایت مین اپنے اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سے مستطیع تھے اور بدنامی اپنی سرکار قدیم کا خیال نکیا مگر اس سرکار عالیشان نے انکی بھی قدر کچھ نجانی جیسا بیان کیا جائے گا۔

غرض جب یہ تدبیرین ہو چکین راے عالم آراے بادشاہ مین عزم بالجزم سفر وسیلۃ الظفر اختیار کیا
ہر چند حریفان و مخربان سلطنت نے ہر طرح سے اسکا انسداد چاہا جوڑ توڑ شروع کیے۔
از انجملہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی برآمد جنرل اوٹرم صاحب سے کی۔ ابن نے ازراہ
دولتخواہی کاروبار طرح کے نشیب و فراز سمجھا کر بادشاہ کو مہر راضی نامہ پر راضی کیا مگر آپ کے
خیرخواہون نے اوسے برہم کر دیا جب صاحب نے شکایت خان موصوف سے عرض کی مجھپر
افترا ہے مین بے اجازت آپ کے کب بادشاہ کے پاس گیا تھا اور نہ کسی امر کا مین متمنی تھا
جب سے خان مذکور نے اظہار آمد و رفت شاہی موقوف کی ایسے افتراے بے فروغ سے
نگر علی اصغر خان اور منشی کرم احمد حاضر رہے نواب مخدرہ عظمے نے پانچ ہزار روپیہ خرچ سفر
عنایت فرمائے کلکتہ تک ہمراہ سفر رہے۔
الغرض جس دن سے یہ فتنہ و فساد و ہنگامہ برپا ہوا تھا جناب عالیہ نواب مخدرہ جرنل صاحب
مثل بنات النعش محیط دائرہ ذات سلطانی رہتے تھے اور عورات پہرے کو تاکید تھی کہ کوئی
شخص غیر بے ہماری اجازت نہ آنے پائے مبادا کسی فریب سے اپنا کام کر جاے اور حضور عالم
بھی اپنے مقام خاص سے باہر نہ نکلتے تھے بعد دو دن کے بیگم صاحبہ یعنے بی بی حضور عالم
پردۂ عصمت سے شرفیاب بادشاہ ہوئین اور بکمال الحاح و زاری سے عدم حضوری حضور عالم
عرض کی حضور عالم باجازت حاضر ہوے اور پھر کلمات خیرخواہی و دوراندیشی مہر خاص مین
بیان کیے۔ اوسدن سے حکم ہوا کہ تم بھی داخل شوراے خاص ہوا کرو۔
دو تین دن کے بعد حضور عالم نے بسبب تہدید جنرل اوٹرم عرض کی کہ اب غلام کی عزت و
جان مفت برباد ہو جائیگی اگر حضرت مہر نفرمائینگے وگرنہ یہ قراولی اور میرا سر حاضر ہے۔
پہرے والی نے جب قراولی کو دیکھا چلائی کہ نواب نے اپنا کام تمام کیا بمجرد سننے آواز کے
دفعتہً صاحبات محل چلی آئین اور نسبت حضور عالم زبان کلمات بے ادبی سب نے کھولی۔
جناب عالیہ جرنل صاحب مضطربانہ تشریف لائے۔ بادشاہ نے رحم دلی سے صاحبات محل کو
کلمات سخت سے منع فرمایا آخر ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت۔
ایکدن جرنل صاحب نے خلوت مین سفر کے باب مین بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ بے آبروئی تک

سلطنت آبائے کرام جو تمکو ارام اور نا عاقبت اندیشون کے ہاتھ سے ہو رہی ہے اب نظر خلائق
مین ہم خود اپنے تئین سبک و حقیر سمجھتے ہین بخدا زندگی اپنی بہت ناگوار ہے اب کوئی صورت
عافیت اپنے واسطے نہین سوائے اسکے کہ ان رعایائے امانت خدا سے چشم بستہ ہو کر عتبات
عالیات جاکر مجاورت اختیار کرین آئندہ آپ کو اختیار ہے ارشاد کیا بخدا مین بھی مجبور ہون
اور خائف ہون کسی صورت سے مہر نہ کرونگا اور سفر سے بھی ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا بہر حال تم خاطر جمع
رکھو مین نے تمھین اور جناب عالیہ کو اختیار کُلی دیا ہے۔

اسکے بعد مفتاح الدولہ سے ارشاد کیا کہ تم فقط میرے ساختہ پرداختہ ہو تمھارے حقوق نمکخواری
آبائی کا یہ ہے کہ اگر مین بھی کسی طریق سے اغوائے مفسدین سے مہر طلب کرون ندینا عرض کی
جبتک غلام مین دم مین دم ہے خلاف حکم محکم نہ کرونگا اور مہر غلام کے بھی قبضۂ اختیار سے باہر
ہے وہ سپرد جناب عالیہ و جنرل صاحب ہے اگر احیاناً ارشاد بھی ہوگا غیر از نوشتہ سند چارہ جیون
کے حاضر نہ کرونگا چنانچہ اوسیوقت مہر خاص صندوق مین رکھی گئی اور سپرد مہر جنرل صاحب
مرزا ولیعہد کی ہوئی۔

ایک پرچہ پیام چیف کمشنر کو عزم سفر کلکتہ اور اطلاع نواب گورنر جنرل اور حفاظت راہ اور رسد رسانی
بھیجا گیا اوسکا جواب آیا کہ نیازمند نے نواب محتشم الیہ کو اس باب خاص مین رپورٹ کیا ہے
لیکن مشرح حال ارقام ہو کہ اہلکارون سے کون کون ہمراہ رکاب ہوگا اور جمعیت لشکر کسقدر ہوگی
بعد ہفتہ عشرہ دوسرا پرچہ پیام اسی مضمون کا آیا اوسکا جواب یہ بھیجا کہ نیازمند اس باب مین محض
بے اختیار ہے جبتک کہ کلکتہ سے جواب رپورٹ نہ آئے اور نہ صاحبان حکام کو حکم بھیج سکتا ہون

جب سے یہ ہنگامہ برپا ہوا تھا اکل و شرب انسانی گم ہو گیا تھا اگر بیخبری محافظان دواب سے
حیوانات بیزبان کو بھی کئی دن سے خوراک یومیہ میسر نہوئی تھی جب یہ خبر مشرح چیف کمشنر کو
پہونچی پرچہ پیام آیا کہ یہ حیوانات روز و شب کی فاقہ سے مرجائینگے لہذا مناسب ہے کہ جو
انمین سے بہتر ہون منتخب کیے جائین باقی سب کا حکم نیلام دیا جائے دانشمند حاضرین نے بہا ہا
کہ اسکا جواب معقول لکھین لیکن حضور عالم نے موافق اپنی رائے عالم آرا کے جواب یہ بھیجا ہے
کہ آپکو کمال انصاف و رحم سے حیوانات بیزبان پر رحم آیا لیکن ملازمان اقدس و اعلیٰ پر کسیطرح

رحم نہ آیا کس کس امر کو آپ نے ہم سے پوچھا ہے جو چاہا وہ کیا- اس باب میں بھی آپ کو خدا تیار ہے
پس چیف کمشنر نے چوپایہ وغیرہ کو حکم نیلام دیا ازین قبیل اب طرفین سے ہر امر مین خلاف
ہونا شروع ہوا جو باعث ناگواری طرفین ہوا-

سہ شنبہ سے صبح وشام اور زوال شمسی کی بھی توپ بند ہو گئی اس جہت سے کہ توپخانہ سرکار
ضبط ہوا بعد دو ہفتہ کے توپ صبح وشام و زوال شمسی موافق دستور چھاؤنی انگریزی حسین آباد
سے چلنے لگی-

الغرض خاص و عام اس حرکت و سکون سفر سے متردد ہوے حریفون نے روز ایک ہی بند ش
خود تراشی شروع کی اس خیال سے کہ اگر ہمارے حیلے سے سفر موقوف ہو جاویگا تو البتہ باعث
رسوخ چیف کمشنر بھی ہوگا اور حضور عالم پر بھی بڑی خیرخواہی ثابت ہوگی چیف کمشنر نے پرچہ بایں
بھیجا کہ حضور عالم اور مہاراج اور اہل خدمت درجہ دوم ہمراہ رکاب نجایئن گے کسواسطے کہ
بازپرس اور تحقیقات اکثر مقدمات ضروری اونپر منحصر ہے وگرنہ ہرج کار سرکار ہوگا اسی جہت سے
جب تحریر صافی نامہ دستور معظم کی نواب مخدرہ عظمے اور اکرام الدولہ کی سفارش و فہمائش سے
پیش ہوئی اوسے جرنل صاحب نے بھی منظور نہ کیا حاصل مضمون یہ تھا کہ اس مدت عہد معدلت حضور
عالم مدار المہام سلطنت نے کوئی امر بحکم و مرضی شاہی نہیں کیا لہذا اوسکی بازپرس بادولت کے
ذمے ہے جب یہ مسودہ مقبول نہوا اسی مطلب میں دستخط خاص سے مزین فرمایئن کہ جو کچھ مدت وزارت
مین حضور عالم نے کیا اوسکی بازپرس کا اختیار بادولت کو ہے دوسرے کو اوسکا مواخذہ نچاہیے اوسکا جواب
یہ آیا کہ نیازمند کو جو حکم نواب گورنر جنرل پہونچا ہے اوسکے خلاف تعمیل نہیں کرسکتا غرض اسوجہ سے
جب سر رشتہ ضمانت حضور عالم نواب محسن الدولہ سے اور ساہ جی سے ضمانت مہاراج لی گئی
اس عرصے مین تار برقیہ سے چیف کمشنر نے صدر کو اطلاع کی کہ بادشاہ واسطے استغاثے کے
تعجیل سفر لندن کرتے ہین ہمنے حکمت عملی سے ملتوی رکھکر اطلاع کی اب اجازت اور عدم اجازت
مین جیسا حکم ہو-

اوسکا جواب یہ آیا کہ بادشاہ نے تعمیل حکم سرکار مین از بسکہ فرمانبری اور عجز ظاہر کیا ہم سرنگون
ہوے کسیطرح منع نہ کرو آنے دو فقط

بمجرد سننے اس خبر کے طیاری سفر کی دہوم ہوئی اس عرصے مین ایک محبت نامہ نواب گورنر جنرل جدید لارڈ کیننگ بہادر پہونچا صحت الدولہ نے سرمہر حضور شاہی گذرانا خلاصہ اوسکا مضمون یہ تھا کہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی بہادر روانہ ولایت ہوئے - احوال ناخوشی اریکہ آرائے سلطنت کا منکشف ہوا غالب کہ جو مقتضائے محبت و اتحاد قدیم الایام سے ملحوظ خاطر سرکارین رہا ہے اوسی طریق سے ہر امر طرفین سے عمل مین آتا رہے فقط

بعد ملاحظہ بادشاہ نے فرمایا کہ باطن مین بدل مسرت حاصل ہوئی مگر بظاہر اگر توپین حسب حکم سے نہ گرائی جاتین حکم سلک سلامی ہوتا اب یا خلاصی چھاؤنی انگریزی سے یہان آوین یا بحسب حکم گورنمنٹ خود حکم سلامی اپنے توپخانے مین دین غرض یہ امر داخل تکلفات ہو کر ملتوی رہا۔

جب رعایا و برایائے شہر اور متوسلین شاہی کا طعن و تشنیع بڑھا ہر شخص کو یقین ہوا کہ سفر مین تامل ہوا اور روز سہ شنبہ سوم رجب بادشاہ مستعد اور آمادہ سفر ہوئے شام کو چاہا کہ بادبہاری پر سوار ہون لیکن مقربان خاص نے بمنت و سماجت نحوست یوم سمجھا کر روکا بادشاہ اوسوقت برہم ہو کر کسیسے مخاطب نہوئے مقام خاص مین تشریف لے گئے۔

## تشریف فرمائی بادشاہ بسمت کانپور و حالات قیام وہان کے

الغرض پنجم شہر رجب ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ - مارچ ۱۸۵۶ء بادشاہ نے بادبہاری طلب فرمائی حاضرین نے جانا کہ حسب معمول یومیہ دورہ گشت قیصر باغ ہوگا حضور عالم مضطربانہ ہو کر چلے راہ مین پائے ثبات نے ٹھوکر کھائی دو تین اور مقرب بھی حاضر ہوئے ہر ایک کو بچشم غضب دیکھا کسیکو جرات عرض نہوئی بلکہ سامنے سے ہٹ گئے ۸ - بجے ساعت سعید مشتری مین مع جرنیل صاحب رونق افروز برج سعادت بادبہاری ہوئے اور مثل نیرین زوجبدین مرکز جادہ مستقیم سے منزل مقصود کو میل فرمائی - راجہ یوسف علیخان ہمنشین برنڈن صاحب کوچ بخش پر ہوئے کسواسطے کہ اوسوقت کی عنان اختیار اوسکے ہاتھ مین تھی اور کئی دن پیشتر سے اہتمام ڈاک اونکے ذمے ہو گیا تھا اور بکمال خصوصیت و خیر خواہی سے ہمراہ رکاب ہوئے تھے ہرچند جنرل سلیمن صاحب نے انھین کئی مہینے پیشتر سے شہر سے نکلوا دیا تھا مشیر الدولہ احسن الدولہ گھوڑون پر سوار تھے

تھوڑے سے ترکسوار اور ملازم پیادہ جلوس سواری مین تھے جب سوار ہونے لگے ڈنکا ہوا پھر
تھوڑی دور جاکر منع فرمایا حضور عالم نے ایک سوار کو دوڑایا کہ غلام کو کچھ عرض ضروری ہے
لیکن وہ سوار گرد سواری تک نہ پہونچ سکا شب جمعہ نوچندی تھی کربلاے میر خدا بخش
مین مومنین و مومنات جمع تھے مجلس عزا مین مرثیہ خوان نے پہلے مناقب استغاثہ تصنیف
بادشاہ بسوز دل پڑھی عجب حال سب کا ہوا اور ہر شخص بدعاے بقاے مالک و سلطنت
مصروف ہوا۔

بادشاہ کی گاڑی کے پیچھے نواب معشوق محل صاحبہ اور چھوٹے جرنل صاحب تھے اوسکے بعد
متفرق مصاحبان خاص مسیح الدولہ سفیر شاہی بعد ایک دوسرے کے گاڑیون پر چلے شہر سے
شہر کے دردولت سے تا دریاے گنگ پیادہ زبان طعن و تشنیع بیباکانہ کھولے ساتھ رہے
پہر رات رہے اونام مین سواری پہونچی وہانسے عبدالہادیخان قندھاری بھی کئی سوار رو
ہمراہ رکاب ہوے کچھ تھوڑی رات رہے کنار گنگ پہونچے بادشاہ خیمے مین رفع ضرورت کو
تشریف لے گئے جبتک تغلی پل طیار ہوگئی اول صبح صادق کے پار اوترے برنڈ صاحب کے
بنگلے مین رونق افروز ہوے ہرچند ناچ گھر اور کئی بنگلے گرد مین کے بیشتر سے خالی ہا چکے
تھے خیمہ لشکر سلطانی بھی برپا تھا جب طلوع آفتاب ہوا خبر تشریف آوری عام ہوئی فوج کتپ
سلامی کو سر پلٹر آکر جمع ہی بادشاہ نے انعام حسب معمول بھیجدیا اور سلامی توپ کو منع کیا افسران
فوج نے عذر کیا کہ مبادا ہمپر عتاب اپنی سرکار سے ہو مگر دوسرے دن سلامی ہوئی جب حکم
محکم تار برقی سے پہونچا کسواسطے کہ ایک ہفتہ بیشتر سے خبر آمد آمد سنکر فوج طیار رہتی تھی بعد
انتظار چلی جاتے تھے اسطرح سے داخلہ کا یقین تھا۔

روز جمعہ وقت عصر نواب منور الدولہ مع امجد علیخان حکیم میر محمد میر علی منشی باقر علی روانہ کانپور
ہوے منزل بمنزل روز یکشنبہ شرف ملازمت مین پہونچے جناب عالیہ نواب مخدرہ عظمی مرزا
ولیعہد بہادر اللہ زوجہ طاہر عصمت آب حضور عنایت الدولہ نواب سجاد علیخان روانہ ہوے
صاحبات محل ناچ گھر مین اوترے باقی مصاحب وغیرہ متفرق بنگلون مین اوترے سب کو
ممانعت حضوری ہوئی مگر بروقت طلب جب یاد فرماتے نواب منور الدولہ میجر برڈ صاحب سفیر

سفر راسخ الاعتقاد شاہی بروقت خاص حاضر ہوا کرین برنڈ نصاحب کا اہتمام تھا انھون نے
اپنے حوصلے سے زیادہ کام کیا تھا ہر وقت بدل مصروف کاروبار رہتے تھے اور حفاظت و حراست
سلطانی اور بجا آوری احکام مین سرگرم تھے تحائف ولایت گذرانتے تھے جسمین بادشاہ کمال
بیلے۔ شاہزادی نواب ملکہ گیتی صاحبہ کے مرزا دارا سطوت اور نواب ملکہ عہد صاحبہ کے
مرزا سلیمان قدر اور بعض اقربائے شاہی اپنی سعادت سمجھکر روانہ ہوے شاہزادونکو دولاکھ
روپیے زاد راہ سفر دے کر سمجھا دیا تھا اکثر خوشباش اور رئیس شہر بھی ہر ایک وسیلے سے روانہ
ہوا تھا مگر شاہزادی فردوس منزل کے نواب یحیی علیخان مرزا عظیم الشان مرزا رفیع الشان نواب
محسن الدولہ۔ نواب ممتاز الدولہ بہادر تشریف فرما ہوے خصوصًا ان دونون صاحبونکو حضور
عالم سے بھی ایک خصوصیت بلکہ قرابت بھی ہو گئی تھی۔

امیر الدولہ سید مہدی علیخان عرف امیر الامرا اگرچہ خانہ نشین بلکہ معتوب تھے روز بد سمجھکر
روانہ ہوے اور پھر آئے کسینے خبر بھی نکی بلکہ بشرط شرفیابی بواسطہ اپنے نذرانہ بھی اتنے تھے
احسان حسینخان کو حضور عالم نے دفتر انشا سپرد کر کے روانہ کیا لیکن نواب منور الدولہ کی
جہت سے بیدخل محض رہا۔ ہر چند خان مذکور نے بہت سی تدبیرین اپنی کین لیکن بے سود
ہوئین اور میر منشی قدیم راجہ بھندن لعل کے خاندان سے منشی دولت راے
شوق تخلص بواسطے جواب نویسی کے ساتھ کیے گئے۔

مدبر الدولہ راجہ جوالا پرشاد بسبب ضعف قویٰ وسن پیری کانپور تک گئے لیکن بادشاہ نے
کمال ملاطفت و رحم سے بواسطہ مصالح السلطان فرمایا کہ تم تکلیف سفر نکرو حسام الدولہ کے پاس
حاضر رہو جب بادشاہ کانپور سے تشریف فرما ہونے لگے حسام الدولہ خویش نواب ملکہ گیتی کو خسرے
اور بھائی نواب محسن الدولہ کو مختار و مہتمم صاحبات معلےٰ اور امور مرجوعہ رطب و یابس اور بجا آوری
احکام شاہی کا مختار فرمایا تھا اور کوٹھی خزانہ جواہر خانہ وغیرہ مفتاح الدولہ کے سپرد کی تھی۔
اونھون نے اپنا قائم مقام اپنے سگے بھائی کنز الدولہ کو ہمراہ رکاب کیا تھا کسو ہے لے کہ اونسے
بہتر کون مستحق و سزاوار ایسے اعتماد کا تھا انھون نے حق برادری ادا کیا مگر اونھین جیسا چاہیے
تھا وہ ادا کیا۔

بادشاہ نے قبل از تشریف فرمائی حکم محکم بیگمات و صاحبات محل کو دیا تھا کہ جسے قیام دولتسرائے
شاہی منظور نہو اوسے اختیار ہے چلی جائے چنانچہ اکثر بدبختین چلی گئین اور بہت سی ثابت قدم
رہین اور سرمو حکم قضا شیم سے انحراف نکیا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبات محل کے واسطے علی السویہ
سو روپیہ ماہواری اکل و شرب و دستہ ضروری کے واسطے ہر ایک کے مقرر فرمائے انمین سے
اکثرون نے قبول نکیا کہ ہمارے پاس تصدق حضرت سے بہت کچھ اوقات بسر کرنیکو ہے اور جسدن
عملداری سرکار ہوگئی تھی ہر محل نے عملہ شاگرد پیشہ بیرونی و اندرونی کو تنخواہ سبکی دیکر برطرف
کیا تھا فقط بضرورت کچھ لوگ رکھ لیے تھے اس برطرفی مین ہزارہا رنڈی و مرد محتاج ہو کر
حالت یاس مین خانہ نشین ہوے اور ہر گھر مین ماتم برپا تھا۔
اکرام الدولہ مع اپنے بیٹون کے روانہ کانپور ہوے مرزا حاجی کے بنگلے مین اوترے۔ مولوی
محمد خلیل الدینخان جو حسب الطلب حاضر ہوے تھے بادشاہ نے رہس منزل مین رہنے کو حکم دیا تھا
بعد تشریف فرمائی اپنے وطن مالوف مین چلے آئے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ جب ساتھ چلنے کو ارشاد
کیا اونھون نے عذر کیا عرضداشت کی کہ تین چار ہزار روپیہ کا قرضدار ہون تنخواہ پنشن بھی کلکٹر
سے نہین ملی نئی عملداری شروع ہے مبادا کوئی قرضخواہ نالش کردے امیدوار ہون کہ
اوس سے گلو خلاصی ہو جائے آیندہ ہزار روپیہ کی تنخواہ مقرر ہو کس واسطے کہ جب کلکتہ مین عہدہ
سفارت پر تھا پانچ ہزار تنخواہ تھی بادشاہ نے حضور عالم کو عرضداشت تجویز کو عنایت فرمائی
اونھون نے دو ہزار خرچ کے اور تین سو کی تنخواہ تجویز کی خلاصہ یہ کوئی پرسان حال نہوا وجہ
اسکی یہ تھی کہ حضور عالم انسے صاف نتھے اور انکو بھی بدل جانا منظور تھا بہت غنیمت سمجھے اور سب کا
انجام سمجھتے تھے میر حسن علی لندنی بھی حسب الطلب نواب منور الدولہ باوجود کبر سنی و ضعف پیری
کانپور تک جاکر پھر آئے۔
شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر معزول شاہی اخراجی جنرل سلیمن صاحب کانپور مین تھے۔
اہلکارون نے سفارت سے بجاے محمد خلیل الدینخان انھین مقرر کیا اور وہ دو ہزار روپیہ
زادراہ اور درماہہ اونکے واسطے معین ہوا ہر چند بادشاہ نے از راہ استعجاب مولویصاحب کو
پوچھا کسینے جواب شافی عرض نکیا۔

جناب سید تقی صاحب بیٹے سید العلماے مرحوم حسب تجویز اکرام الدولہ و نواب منور الدولہ مستعد روانگی
سفر لندن ہوے کسواسطے کہ ایسے سفر دور و دراز مین ایسے شخص کا بھی ساتھ ہونا ضرور ہے کہ
بر وقت تشریف آوری ملک الموت کسی کی مٹی خراب نہو اور انشاء اللہ لندن مین نماز جمعہ
و جماعت ہوگی یہ امر بھی باعث یادگار زمانہ ہوگا لیکن خوبی اعمال مومنین سے وہ کانپور پہونچکر
ایسے علیل ہوے کہ وہان سے احرام جانے کا قصد کر کے مع الخیر ہمراہی منصف الدولہ سید باقر
خلف اکبر جناب سلطان العلما پیشتر لشکر کے کانپور مین موجود تھے جب یہ رنگ سفر دیکھا اور امانی صاحب
نے شکایت اونکے جانے کی بتہدید خیال کر کے مراجعت کی ورگرنہ اولوالعزمی مین اونسے زیادہ تھا
ادنیٰ ترین رعایاے شہر میان محمد وبا نیز بھی اپنے منفعت فروخت اشیاے ماکول سمجھکر
داخل اردوے شاہی ہوے نواب منور الدولہ نے بخت طعام خاصہ انکے سپرد کی۔
نواب معظم الدولہ باقر علیخان زائر نواب مجاہد الدولہ بہادر دونون پھوپھا بادشاہ کے کمر ہمت
باندھکر روانہ کانپور ہوے بادشاہ نے تکلیف سفر سے منع کیا عرض کیا ہم کسیطرح آپ کے
تکلیف دہ نہونگے اور ایسے وقت مین ہاتھ ہمراہی سے نہ اوٹھاینگے بعد انکے یہ دونو صاحب
قبل از روانگی بادشاہ روانہ بنارس ہوے غرض ہر شخص رعایاے شاہی کا یہ حال تھا کہ بہرصورت
دامن دولت سے ہاتھ نہ اوٹھائے اور شریک مصیبت سفر یا رہ رہے۔
کہتے ہین کہ نوروز کو کانپور مین اٹھارہ من سے زیادہ قند شربت کیواسطے میسر نہوا لوگون نے
اس جہت سے نذر نیاز مختلف طعام و شیرینی پر دی وہانکے اہل دربار کو تعجب ہوا اور سرکار شاہی
کے واسطے دست بدعا ہوے کہ یہ گھر قائم رہے اس قلت لشکر اور عدم رسی زر سے ہر شخص موافق
اپنے صرف لابدیات کے مجبور تھا۔
اس عرصے مین کلکتہ سے خبر آئی کہ ۶- مارچ روز پنجشنبہ جہاز فیروزہ پر پانچ بجے شام کو لارڈ
ڈلہوزی صاحب روانہ ولایت ہوے اور نواب گورنر جنرل جدید داخل کلکتہ ہوے چنانچہ
اخبار دورہ مین کلکتہ سے ورود نواب محتشم الیہ لکھا جاتا ہے۔

## ورود نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ مین

۲۹ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۲ ۱۲۷۲ھ روز جمعہ ۵ بجے شام کے ساڑھے آنریبل چارلس جان ارل

کونٹ کیننگ بہادر فیروز جہاز پر جب مقام اچھی پور سے گذرے قلعہ فورٹ ولیم بنگالہ سے
توپ سلامی کی چلی پرائیوٹ سکرٹری و ملٹری گورنر جنرل اور دو مصاحب گورنر جنرل مُوّان
میجر واسطے استقبال کے ہولنڈ تک گئے چھاؤنی خضر پور مین لنگر کیا وہان سے نواب محتشم الیہ
سونا مکھی فنس پر سوار ہوے چاند پال گھاٹ پر نزول اجلال کیا اوسوقت ۱۹ - توپین فیروز
جہاز سے چلین اور اسکے پیشتر گھاٹ پر سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ چیف مجسٹریٹ کلکتہ سپرنٹنڈنٹ
مرین یعنے مہتمم جہازی اور ماسٹر اٹنڈنٹ و شریف کلکتہ استقبال کو آئے تھے جب نواب گورنر
جنرل نے زمین کلکتہ پر قدم رکھا ۱۶ - توپین چلین بعد اسکے داخل ایوان گورنری ہوے وہان
بڑے پھاٹک پر لفٹننٹ گورنر بنگالہ اور لب دالان پر نواب گورنر جنرل ڈلہوزی صاحب اور
ممبران سپریم کونسل استقبال کو آئے صاحبان نظامت گورنمنٹ اور سب افسران قلعہ اور جنرل
اسٹاف ایکطرف دوسری جانب افسران خدمات دار الریاست لباس درباری پر تکلف
سے حاضر تھے جب کرسی گورنری پر جلوس فرمایا ۱۹ - توپین چلین تزک و جلوس سواری چاند
پال گھاٹ سے شمالی بڑے پھاٹک تک ایوان گورنری کی ترتیب سے دورویہ قطار بستہ
کھڑے ہوے تھے یعنے سپاہی دوسرے باڈی گارڈ تیسرا رجمٹ چوتھا رجمٹ ملکہ تیسرا رجمنٹ
سپاہیون کا ۱۳۲ - پیادہ ہندوستانی ۴ - رجمٹ ۴۳ - لائٹ انفنٹری قشون کلکتہ یعنے محافظان
شہر لباس سے آراستہ اسلحہ سے مکمل بتحت انتظام لفٹننٹ کرنل پال صاحب صف بستہ آراستہ
تھی جب گھاٹ مذکور سے سواری چلی تھی ایوان گورنری تک دورویہ سلامی ہوئی اور توپ
بعد ایک دوسرے کے چلی جب اس تزک تجمل سے نواب موصوف داخل ایوان ہوے ۶ ساعت
۱۵ - دقیقہ شام بر سوگند معمولی اپنے عہدے کی دیکر کرسی گورنری پر جلوس فرمایا کمانڈر انچیف
النسن صاحب سپہ سالار افواج ہندوستان عہدہ ممبری زائد کونسل ہند پر جوزف الگزنڈر ڈار
اسکوئر میجر جنرل جان لو صاحب ڈی بی جان سیو پہ گرانٹ اسکوئر سپرنٹنڈنٹ عہدہ ممبری اول و
دوم و سوم چہارم کونسل ہند پر مامور ہوے پھر حسب دستور اشتہار منصوبی و معزولی نواب گورنر
جنرل سابق دیا گیا کہ تا قیام شہر حفظ مراتب بدستور نواب محتشم الیہ کیواسطے رہے -
نواب گورنر جنرل بہادر بہت تندرست و توانا و قوی القوی ہین یہ بیٹے لارڈ جان کیننگ کے

ہین وہ ایک زمانے مین وزیر اعظم سلطنت بھی ہوے تھے اونکی مان سومن سے میجر جنرل اسکاٹ کی تھین سنہ ۱۸۱۲ع مین گلاسٹر لاج برامٹن مین پیدا ہوے ۴۴-برس کا سن ہے پہلے اسکول مقام اٹون مین پڑھے بعد اسکے کالج اکسفورڈ مین کتب علمیہ حاصل کین سنہ ۱۸۳۳ عیسوی درجہ اول کالج مذکور مین علوم درجہ دوم بفن [illegible] مین ترقی کی بعد اسکے لیڈی کیننگ سے کتخدا ہوے وہ بیٹی لارڈ اسٹوارٹ ڈی راتھسی کی ہین پھر کاروبار سلطنت مین مامور ہوے اور بتدریج ترقی کرکے عہدہ سرشتہ ڈاک سلطنت برطانیہ پایا بعد اسکے بسفارش لارڈ پامرسٹن اس عہدہ جلیلہ گورنری پر منصوب ہوے۔

## حالات قیام کانپور وسوانحات لکھنؤ و روانگی بادشاہ کانپور سے

بعد تشریف فرمائی بادشاہ خزانہ جواہر خانہ اسباب پر تکلف و بیش قیمت جو جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کیواسطے تیار ہوا تھا کپتان کننر الدولہ حفاظت فوج انگریزی مین لیکر لکھنؤ سے روانہ ہوے ایک دن حسب الحکم چیف کمشنر بہادر کانپور سے مسیح الدولہ مصلح السلطان ونیابت الدولہ احسن الدولہ شفاء الدولہ آفتاب الدولہ اکرام الدولہ اہتمام الدولہ حمید حسین خان اہلکار کارخانجات سلطانی واسطے ضمانت کے حاضر حضور چیف کمشنر ہوے چنانچہ ۱۲-اشخاص نامی بذریعہ ڈاک حاضر ہوے مگر اہتمام الدولہ بعلت باقی دس ہزار روپیہ بابت علاقے کے نہ آئے برنڈ صاحب نے اونکی ضمانت کردی اور ازروے حساب واجبی اونکے چودہ ہزار سرکار مین فاضل تھے۔
اکرام الدولہ نے حاضر ہونے مین کاہلی کیا حالانکہ صاحب مجسٹریٹ نے ازراہ عزت وتکریم پہلے ڈپٹی میر ناصر علی کو اونکے لینے کو بھیجا تھا یہ نواب مخدرہ عظمی کے پاس جاکر بیٹھ رہے چاہا کہ کسی حیلے سے ٹالدیا جاے جب ڈپٹی صاحب تنگ ہوکر چلے گئے حالانکہ انکا اوسدن مشغلہ تھا مگر حکم حاکم سے آئے تھے جب کیفیت مشروحہ صاحب سے بیان کی صاحب نے چپراسی سوار اونکی طلب کو بھیجے یہانتک مجبور ہوکر خود صاحب تشریف لائے اب کیا عذر کر سکتے اونھین اپنے ساتھ کچہری مین لائے رات کو روبکاری کا حکم دیا رات بھر کچہری مین رہو صبح کو روانہ لکھنؤ ہو لیکن بمنت وعذر بارد سے گھر آئے صبح کو روانہ لکھنؤ ہوے یہ ان صاحبونکی فہم وفراست

تھی وجہ ظاہر ہے کہ خائن تھے جو کچھ نوشجان کیا تھا اوسکے واسطے ڈرتے تھے چنانچہ یہی ہوا۔

پرچہ پیام شاہی چیف کمشنر کو اہی باب خاص مین پہونچا کہ ایک لاکھ ۴۶ ہزار روپیے از روے حساب مشیر الدولہ اور مہاراج بالکرشن بہادر بابت باقی علاقہ حضور تحصیل اکرام الدولہ کے ذمے نکلا ہے اگر انکا عمالہ کہا گیا ہے اسکا مواخذہ انکے ذمے ہو اور اگر ذمے بہادر موصوف کے ہے پس مال سرکار ہے انکے لینے اور نہ لینے کا مابدولت کو اختیار ہے اسقدر تاکید و شدت شماتت سے کیا فائدہ مشروحًا اسکا سبب لکھیے۔

جواب شافی اس پرچہ پیام کا نہ گیا مگر بمقابلہ و مواجہہ حساب بدستور رہا جب یہ ۲ شخص ڈاک مین آئے چیف کمشنر کے پاس گئے وہانسے کپتان ہیز صاحب کے پاس حاضر ہوے پھر ہر ایک مسٹر جناب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاضر ہوا بعد ضمانت و مختار کے پھر کانپور آئے مگر اکرام الدولہ بعلت حساب رہ گئے۔

بعد دو چار روز کے اہتمام الدولہ حیدر حسین خان حسب الحکم بادشاہ لکھنؤ آئے کو اخذ مواہیر براہمنی نامہ اقربائے شاہی افسران فوج اور سرگروہ ہر فرقہ رعایا سے شہر سے لیکر چلے گئے۔

ایکدن مجعلی بیگم صاحبہ خواہر خورد دستور معظم نواب اختر محل سے تحسین گنج کو جانے لگین دربان ڈیوڑھی تلاشی لینے لگے سواری کے سپاہیون نے تہتک ہوا حضور عالم نے برہم ہو کر فرمایا مین انگریزی پہرے بلوا سکتا ہون حسام الدولہ مہتمم محلات متردد ہو کر کانپور گئے بادشاہ سے عرض حال کیا کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیدا ہو چیف کمشنر کے پہرے اسی حیلے سے ہو جائین اسی باب خاص مین حضور عالم کو دستخط خاص مزین فرمائے پھر آئے۔

ایکدن مفتاح الدولہ کسی امر ضروری کی غرض سے کانپور گئے بعد عرض حال پھر آئے اسحق کہ بہادر مذکور کی نمکحلالی و خیر خواہی و جانفشانی مین کچھ شبہہ نہین جیسا انسے امانت و دیانت سرکار ہوئی دوسرے سے نہوتی اسی کی جلدو مین سرکار ین سے اپنے حق پنشن سے محروم رہے۔

سبحان اللہ۔ چیف کمشنر نے دستور معظم کو بھیجا کہ تم دولتسراے شاہی سے اپنے گھر چلے جاؤ۔ عرض کیا کہ بادشاہ نے دستور قدیم کو ارشاد کیا ہے حکم ہوا کس سند سے اونھون نے دستخط شاہی جو معرفت حسام الدولہ آئے تھے اوسے بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا کہ آدمی کو جسقدر راحت و آرام

اپنے گھر مین ملتا ہے دوسری جگھہ نہین ملتا لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ حسب الحکم تم اپنے گھر
چلے جاؤ۔ تین چار دن کے بعد ایک اشتہار شہر مین لگایا گیا کہ فلان تاریخ ۹۔ بجے دن کو
تماشاے عجیب رعایاے شہر کو دیکھایا جائیگا کہ کبھی کسینے آنکھہ سے ندیکھا ہو ہر شخص کو ایک توحش
ہوا آخر روز سہ شنبہ ۸۔ اپریل کو دولتسراے شاہی سے پہلے سواری ہنس خس مین نواب اختر
محلصاحبہ نکلی اوسکے بعد حضور عالم گاڑی دو اسپہ نواب ممتاز الدولہ مین مندیل وزارت زیب
سر ہر طرف سے جھلملی گاڑی بند چوبدار چیف کمشنر کو پنج بخش پر برآمد ہوئی کہی سوار بھی بجات
کذائی۔ پیچھے کچھہ خاصہ بردار بے اسلحہ لباس کثیف سے گرد در شاہی سے تحسین گنج تک زبان
طعن و تشنیع بیباکان شہر ہر طرف سے بارش بے وقت برسا رہے تھے اگر چوبدار چیف صاحب
نہوتا غالب ہے کہ ڈھیلے اور پتھر بھی بجاے اوے برستے۔ العیاذ باللہ۔
پردگیان عصمت و طہارت دستور معظم جو کانپور مین نواب مخدرہ عظمے کے مہمان تھے اس مدت
قیام کانپور مین ایکدن شرفیاب پابوس شاہ ہوے کلمات الحاح وزاری حد سے زیادہ عرض کیے
کچھہ سودمند نہوے آخر بمجبوری سرخ کوٹھی کنار دریا مین جا کر رہے جب وہان سے لکھنو آنے لگے
راہ مین شہدون کی زبان طعن سے چین نملا۔
کوتاہ اندیش و مخبران خاص باتفاق اپنی گھات مین تھے کہ بہت وسوسے و اندیشے سفر لندن
و کلکتہ کے عرض کر کے خاطر اقدس کو اس سفر سے باز رکھین کانپور سے پھیر لائین تاکہ رسوخ و
نیکنامی سرکار انگریزی مین بھی ظاہر ہو لیکن باوصف سننے ان سب اخبار موحشہ کے استقلال
سفر کو جنبش نہوئی فی الحقیقت اگر اہل انصاف چشم بصیرت سے دیکھین شاہ جم جاہ جسنے ایسی
عیش و عشرت سے بسر کی ہو وہ دفعتہً ایسے امراض لاحقہ پر کس موسم تابستان مین ایسے سفر کا
متحمل ہوا اور یہ امید موہوم اور درحقیقت کافۂ انام کیواسطے کہ یہ امانت خدا ہین۔
نواب منور الدولہ نے جب صحبت اغیار کا یہ حال دیکھا اپنی نازک مزاجی اور کھرے پن سے بیدل
و بددماغ ہوے اور اپنے فرخ آباد چلے جانے کو بہتر سمجھے اور یقین ہوا کہ یہ بیل کبھی منڈھے
نچڑھیگی بہت متردد ہوے اور اپنے ارادے پر منفعل تھے لیکن انکے اصحاب مشورہ کی نے سمجھایا کہ ایسے اتمام
صحبت چلے جانا بھی اچھا نہین بہرحال جو دیکھنا تھا سب دیکھہ چکے انجام کار بھی کھل گیا عرضحال

مشورہ تھا بادشاہ سے عرض کر کے رخصت ہو چکے اس عرصے مین انکی خوش نصیبی سے مصلح السلطان انکے لینے کو آئے جب شرفیاب ملازمت ہوے بالمشافہ عرض کیا کہ یہ بار غلام نے محض رضاے خدا اور حقوق نمکخواری قدامت سمجھکر اوٹھایا نہ واسطے طمع دنیا عہدہ وزارت کو لیکن افسوس ہے کہ مقربان خاص اپنی عادات جبلی و خو کردہ سے اب بھی باز نہین آتے ہرچند کہ یہان تک خانہ بربادی وطن آوارگی کی نوبت پہونچی ارشاد کیا جو تمنے اسوقت کیا اسقدر مجھے چشمداشت نتھی حضرت جنت مکان بھی اس سے زیادہ نہ کرتے بہرصورت ہرامر جزوی و کلی مین تمھین اختیار ہے اور مین نے بھی بہ شفقت محض رعایا کو امانت خدا سمجھکر اختیار کیا اور اپنی بربادی ہرطرح سے گوارا کی ہے اب تم جہان بھیجو جاؤنگا۔ تم بھی میرے استقلال مزاج کو دیکھتے ہو جو حضور عالم کیو اسطے کیا ابتک اوسی پر قائم ہون اسکے بعد بہت سے الفاظ کسر نفس ارشاد کیے کہ حاضرین کو موجب تنبیہ ہوا۔

خلاصہ روز دوشنبہ سلخ شہر رجب مطابق ۷۔ اپریل شام کو بادشاہ نے ہلال ماہ شعبان دیکھ کر گرو ونک باد بہاری پر سوار ہوت الہ آباد تشریف فرما ہوے فقرا اور رعایاے شہر بہت جمع ہوئی تھی کچھ اونکو عنایت ہوا اسپ دست بدعا ہوے اوسوقت گاڑی ڈاک کی دار و گیر مین طرفہ ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ خاص برداران سلطانی مین قریب تھا کہ آپسمین صورت فساد برپا ہو نوابصاحب نے بتہدید اس ہنگامہ کو دور کیا۔

جنابعالیہ متعالیہ سواری ہنس خس مین جرنل صاحب بسبب ناسازی عارضہ لاحقہ صبح سہ شنبہ کو روانہ ہوے ڈاکٹر ہندوستانی بھی اونکے ساتھ تھا باقی صاحبات محل ملازمین بعد ایکدوسرے کے جسمین نواب منور الدولہ بعد روانگی سب قافلہ کے روانہ ہوے۔

قبل از روانگی بکمال لطف و اخلاق عرضداشت مہاراجہ ایسری پرشاد نراین سنگہ بہادر مہاراجہ بنارس معرفت نواب نظر اقدس مین گذری کہ محب خیر طلب موروثی ہے اور ممنون قدیم اس خاندان عالیشان کا ہے امیدوار مرحمت خسروانی ہے کہ حضور بنارس مین املاک خیراندیش مین رونق افروز ہون۔ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

راہ مین الہ آباد تک ہر مقام خاص پر سامان ضروری درست جب الہ آباد پہونچے بصلاح محمد حسن صاحب

پنچ گھر مین نزول اجلال فرمایا اور معمول تھا جہان بادشاہ گاڑی سے اوترتے تھے پہلے سائر قنات کھچ جاتی تھی وہان ۶ مقام ہوے جب بنارس کو تشریف فرما ہونے لگے صاحب پنچ گھر نے دو ہزار چارسو روپیہ کرایہ کا دعوے کیا گفتگو مین طول ہوا صاحب نے گاڑی روکنے کو سڑک پر رسّی باندھ دی آخر نوبت بعدالت دانشمندون کی بدولت پہونچی کسی دلال کی معرفت چوبیس سو دیکر تصفیہ ہوا اب وہ جو بہتر کوٹھی ہر مقام پر بتجویز سرکار ہوئی تھی معلوم نہین اوسکا کوئی سبب نہ ملنے کا ہوا۔

۱۶۔ اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۹۔ شعبان بنارس کی چھاؤنی سکرورمین کوٹھی راجہ صاحب موصوف مین رونق افروز ہوے بیٹے اکرام الدولہ کے کانپور سے اپنی سسرال مین مہمان ہوے تھے اور کانپور سے خرچ ماہواری سرکار شاہی واسطے سفر کے ۱۲ ہزار روپیہ کا ضبط ہوکر ہاتھ مخدرہ عظمے کے محول ہوا تھا کانپور مین اکثر صاحبان عالیشان مشتاق ملاقات شاہی ہوے بلکہ ایکدن لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور بھی تشریف لائے لیکن ملاقات نہوئی نواب صاحب استقبال کرکے اپنی کوٹھی مین لیگئے اور عذر حالات مزاج اقدس کیا کہ اکثر کیفیت مزاق خفقان جادۂ اعتدال سے منحرف ہو کر رہتی ہے۔

## نیلام دواب شاہی اور برطرفی فوج شاہی وغیرہ حالات لکھنؤ

چیف کمشنر نے پہلے کاغذ جمع خرچ کارخانجات سلطانی اور ملازمین شاہی کا جائزہ لیا چنانچہ سب مجموع تراہی لاکھ روپیہ تنخواہ ملازمین وغیرہ اے شاہی کا مع کارخانجات نکلا سواے خرچ ضروریات ذات اقدس وخرید اسباب جدید وغیرہ اور ۸۰ ہزار آدمی سب مجموع ملازم ہر فرقہ وپیشہ وسپاہ کی تھے چنانچہ بعد برطرفی چہارم فوج زمان خلد منزل فردوس منزل حضرت جنت مکان کی ۵۲ پلٹن تحصیب وتلنگہ اور رسالہ سے تین ہزار سوار سواے ترکسواران سواری و چودہ ہزار عملہ شاگرد پیشہ سلطانی اور کچھ کم دو ہزار سپاہی متعلق چبوترہ کوتوالی شہر نا کجات اور سات ہزار چوپایہ اور دو سو ہاتھی سواری مع کشتی کے اور ایک لاکھ کئی ہزار کبوتر اور ایکسو سات شیر اسیطرح اور بہت سی چیزین تھین اور اگر عہد دولت آصفی کا حساب کیجیے تو

اوسکا عشر عشیر بھی نتھا دواب جنت آرامگاہ جو متعلق نواب مضا نعلیخان کے تھا ۳۰ سو روپیہ روز کا تھا اور جب جنابعالی نے انتقال کیا سات ہزار اس گھوڑے گھوڑیان ٹانگن ٹٹو تھے اور اس عہد دولت مین دواب یومیہ فقط بارہ سو روپیہ کا رہ گیا تھا وہ زائرالدولہ خواجہ سرا مرزا ثریا کی کے سپرد تھا اوسکے کارندون نے خوب ہاتھ صاف کیا تھا وہ بجبر محض تھا۔

غرض تمام ممالک ہندوستان مین اشتہار نیلام دواب وغیرہ بقید تاریخ پہونچا خلاصہ وہ حال کم قیمتی نیلام کا لکھا نہین جاتا پہلے اچھے ہاتھی سرکار کمپنی کے واسطے علیحدہ کیے گئے باقی منافقین شہر نے پردہ غفلت آنکھو پر ڈال کے مول لیے تھے اور کسیطرح کی حمیت شرافت دیگانگت نکی اکثر دلی کے لوگون نے ازراہ تجارت مول لیے تھے اونکا سستیا ناس ہوا فائدہ کا کیا ذکر ہے کچھ گھر سے دینا پڑا۔ لاہور کے نیلام کا حال مشہور ہے مگر قصاب لکھنؤ نے گائے بیل سرکاری کے لینے مین عذر کیا کہ ہم قدیم سے چوپائے بیرونجات سے خرید لاتے ہین مرزا علی رضا کوتوال نے کئی سو کبوتر شاہی مول لیے اس حیلے سے کہ انشاءاللہ بادشاہ کو بعد مراجعت نذر دونگا اکثر ہاتھیون کو وقت نیلام سر پر خاک اوڑھاتے آنسو آنکھون سے بہتے دیکھا اکثر جو انکو شبہہ آنسو بہتے ہوا فیلبان نے کہا ہم تمین برس سے نوکر ہین یہ مثل ہمارے خاک اوڑاتے اور روتے ہین پھر زر نیلام کو حکم دیا کہ اگر مشتری سرکار ہووے تو بعد تین مہینے کے روپیہ لیا جائیگا لیکن ضمانت اور نشان گھر کا لے لیا تھا غرض دلارام کی کوٹھی مین نیلام اسباب ورمنہ مین نیلام چوپایہ ہو رہا تھا مقام عبرت تھا۔

چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے فرمایا چوپایہ اور توشہخانے سے جو چیز تحفہ و کمیاب ہو نیلام ہونے دو آگے خرچ دواب ایکہزار کئی سو یومیہ کا تھا اب قریب نوے روپیہ یومیہ کا رہ گیا ہے مفتاح الدولہ جب کانپور گئے تھے نواب مخدرہ عظمے نے فرمایا کہ اس بقیہ دواب کو خیرات کر ڈالو ہمارے کس مصرف کا ہے غرض کی اس بقیہ دواب مین وہ گھوڑیان رہ گئی ہین جنکی اصل نسل مین جنت آرامگاہ نے بڑی کوشش سے خانہ زاد بچھیرے پیدا کیے تھے افسران فوج نے اپنے گھوڑے گھوڑیون کا نیلام مین داخل کیا سرکاری نیلام سے بہت تحفے کم قیمت پر مول لیے۔

چنانچہ نواب منورالدولہ نے کانپور مین ایک شخص سے ایک گھوڑا نیلام شاہی ڈیڑھ سو روپیے کا

مول لے کر ایک صاحب کے پاس بھیجا بہت پسند کیا ہزار روپیہ اوسکی قیمت دینے لگا اوسوقت نوابنے اوس شخص کو صاحب کے پاس بھیجدیا اور کیفیت نیلام سے آگاہ کیا بلکہ گواہ کیا کہ ایسے نایاب گھوڑے مثل مال غنیمت کوڑیونپر نیلام ہوے اسیطرح سے اور اسباب کمیاب کا نیلام حکم سرکار سے ہوا۔

گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ فوج سلطانی اپنے ذمہ لیا کہ اگر اس سے زیادہ حساب سے نکلیگا سرکار شاہی سے مجرا لیا جاویگا اور اگر اس سے کم تقسیم ہو ہمین اختیار ہے پس ہر رسالہ اور پلٹن کا پہلے جائزہ لیا اسکے بعد حکم سنایا جسے سرکار کمپنی کی نوکری منظور ہو اور قابل محنت ومشقت کے ہو اختیار کرے اوسوقت دو صفین علیحدہ ہو جاتی تھین بہت کم ایسے نکلے جو تنخواہ برطرفی لیکر چپکے اپنے گھر چلے گئے کئی متصدیون کی اس تقسیم تنخواہ مین خوب بن پڑی ہرچند سرکار نے اونسے پہلے ایک اقرار نامہ بجرم سنگین لے لیا تھا مگر بہرصورت اونھون نے اپنا کام کیا اور سپاہ مین جسنے تیس ۳۰ برس سے زیادہ نوکری کی تھی اوسے پنشن ملی باقی انعام ایک مہینے سے تین مہینے تک کا ملا اور سپاہ سے بعد تنخواہ اسلحہ ضرب سے لیے اور وردی سرکاری راجہ ٹھاکر سنگھ کپتان تربیدی کا کچھہ تصرف تنخواہ سپاہ ثابت ہوا پابجولان مقید ہوے پھر کچھہ دے کر چھوٹے اب گھر مین بیٹھے چین کرتے ہین۔

احسن الدولہ دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے گھوڑے نیلام ہوے منجملہ مجموع سوار شاہی آٹھسو سوار چھانٹ کر تین رسالے کیے اونکے افسر انگریز بقید وردی وقواعد انگریزی حسب دستور اور تین مقام چھاؤنی مقرر ہوے۔ ایکہزار کئی سو توپ آہنی برنجی خرید لک ہا روپیہ منتخب ہو کر علیحدہ ہوئین باقی سب کو بیکار سمجھکر چرخ سے گرا کر گولے آہنی وغبار کر دس آنے سیر بازار مین بکے ہزار ہا من باروت پانی مین نکمی جان کر بہادی۔

مرزا علی رضا بیگ کوتوال کے سپاہیون کو حکم ہوا نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین حاضر ہو تقریبا چارسو مسلح حاضر ہوے اسکے بعد علی رضا بیگ کپتان ہنیر صاحب میجر کار نیگی صاحب ہمسن صاحب کو ہاتھیو نپر لے آئے تھے۔ کمپنی تلنگہ دو ضرب توپ جلوخانہ امام باڑے مین آئی اور اوسیوقت پلٹن حسین آباد اور چھاؤنی منڈیانون سے اور کوتوالی چوک سے طیار ہو گئی

پہلے سپاہیون کو حکم دیا تین صف باندھکر روبرو کمپنی کھڑے ہو وہ بیچارے کھڑے ہوے-
مگر روح قالب سے سبکی نکلی کہ یہ تقسیم تنخواہ ہے یا قربانگاہ افسرون نے حکم دیا کمپنی بندوق کو
بھر سے کارنیگی صاحب نے کوتوال کے ساتھ سپاہ کو حکم کیا اپنے سلاح رکھدو پھر تنخواہ لو وگرنہ ہم
تم سب کو ابھی اوڑادینگے کوتوال نے عرض کی حضور تھوڑا توقف کرین اور سپاہ سے بمنت اپنی
پگڑی اوتارکر کہا واسطے خدا کے میری عزت تمہارے ہاتھ ہے تمنے میرے باپ کے وقت سے
نمک کھایا ہے اپنے ہتھیار حوالے کردو یہ کہکر اپنی پہلے صاحب کو دیدی اور رونے لگے
جب یہ حال سپاہ نے دیکھا سبھون نے اپنے اپنے ہتیار دیدیے باقی جتنے رہے خوف جان سے
مسافرخانہ کی دیوار سے کود سے اکثرون کے ہاتھ اکثرون کے پانون ٹوٹے اکثر مجروح ہوے
سپاہ اپنے گھر پہونچے تنخواہ سے ہاتھ اوٹھایا یہ فقرہ کوتوال صاحب کا خود تراشا تھا کوتوال صاحب
سپاہ کی تنخواہ خود نوشجان کرچکے تھے سرکار مین پہلے کہدیا کہ یہ سپاہی برسر فساد ہو رہے ہین
یہ حیلہ فساد سبب ضبط تنخواہ ہوا پھر سپاہ نے داد وبیداد شروع کی کہ سرکار سے تنخواہ دو مہینے کی
اور انعام مرحمت ہوتا ہے اور ہماری تنخواہ مختلف چھہ مہینے سے ۱۲ مہینے تک کے چاہیے چنانچہ
چبوترے کے تلنگون نے بھی پوری تنخواہ پائی ہے اور بحال بھی رہے ہمنے کون سی عدول حکمی
سرکار کی ہے جو اپنے اصل حق سے محروم رہے جاتے ہین پھر افسرون نے چاہا عرض کرین کہ آیا
دستور سرکار یہی ہے کہ بروقت تقسیم تنخواہ سپاہ کو زیر تفنگ لین اور تقسیم تنخواہ کے بہانے سے
بلائین کوتوال نے منع کیا کہ زنہار ایسا حرف زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کارنیگی صاحب نے کوتوال کو
فقط اونکی تلوار دیکر اور سپاہ کے ہتھیار لیکر چلے گئے اور حکم دیا کہ ہمارے جانے کے ایکساعت بعد
سپاہی اپنے مقام پر چلے جاوین زبانی جگناتھ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدرگنج تحریر کیا وجہ اسکی یہ تھی کہ تنخواہ سپاہ
وآپ کھاگئے تھے ۷۰ روپیہ ماہواری تنخواہ کوتوالی کی تھی اپنی تنخواہ خود جرمانہ سرکار مین جاتی تھی انکی اونکی
بسراوقات تنخواہ سپاہ یا معاملات شہر اور چوری پر تھے اسکا احوال بھی سب پر ظاہر ہے-
دوسری صبح کو ہر کمان افسر تھانہ کو حکم کوتوال پہونچا کہ الحسب الحکم صاحب تم اپنے بستر اوٹھاکر
چلے جاؤ ورنہ گرفتار بلا ہوکر مدت معینہ مین رہوگے جگناتھ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدرگنج نے
سراسیمہ ہوکر کوتوال کو عرضی کی حکم ہوا کہ جو مین نے حکم دیا ہے وہی کافی ہے اور حضور صاحب

مین یہ ظاہر کیا کہ سپاہی تھانے شہر کے خالی کرکے چلے گئے اس فریب سے سراسر سرکشی و تمردی غریب سپاہیون کی ثابت ہو جاوے چنانچہ تین دن تک تھانے خالی رہے چھ روند میر نادر حسین اور تلنگے میر فدا حسین کے اکثر مقام پر آ گئے یہ دوسرا فریب تھا جو سرزد ہوا۔
بعد ہفتہ عشرے کے محمود خان کوتوال لاہور ساکن نجیب آباد و کٹنگ مرزا علی رضا مقرر ہوئے وس تھانے شہر مین مقرر ہوئے تنخواہ تھانہ دار پچاس روپیہ ہوئی اور بدفعات چودہ سو برقندانداز و چوکیدار او رچار روپیہ تنخواہ کے نوکر ہوے اور دستور العمل انگریزی دیا گیا قواعد کرین اور صبح وشام طیار رہا کرین۔
منجملہ عمارات شاہی جلوہ خانہ پہلو سے میل گارد برابر کرکے صحن وسیع کر دیا اور دولتخانہ قدیم نواب آصف الدولہ مین چھاونی توپخانہ و میگزین رکھا اور دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے اصطبل مین گورہ بارک اور فیلخانہ قدیم جسمین خاص ہاتھی سواری کے رہتے تھے اسپتال بنایا اور دونون دروازہ حضرت گنج مملوکہ نواب ملکہ عہد صاحبہ کو وسعت شارع عام کے لیے توڑ ڈالا جب بیگم صاحبہ نے چیف کمشنر سے شکایت کہلا بھیجی ممانعت ہوئی۔
صاحبان حکام عالیشان نے جا بجا ممالک محروسہ کی توپین جو متعین تھین بیکار کرکے تحت فی النار کردین باروت کو نکمی سمجھ کر پانی مین بہا دیا ممالک محروسہ مین تھانے ہوئے اکثر عمال و تحصیلدار شاہی بدستور بحال رہے بہت سے نئے نوکر ہوے مگر یہ و نجات کے بہت ملازم ہوے اقساط ممالک محروسہ بارہ کین اوسمین سے ساڑھے چار ۔ فروری سنہ ۱۸۵۶ء تک مال بادشاہ۔ باقی مال سرکار حالانکہ معمول دس اقسط کا تھا۔
فوج سوار و پیادہ کو حکم ہوا کہ بے اسلحہ حاضر ہو کر تنخواہ لے از روے مواجہہ بخشیون کے اور فوج انگریزی طیار رہے مبادا صورت فساد پیدا ہو اکثر جا چھاونیون سپاہ کا اسباب لٹ گیا زمیندار تعلقدارون کو حکم محکم ہوا کہ اپنی فوج برطرف کردو قلعہ و گڈھی خاک مین ملا دو اسلحہ جیسے بی۔ توپ بندوق وغیرہ نذر کرو راجہ تلسی پور نے کچھ تمردی کی تھی گرفتار ہوا راجہ مانسنگھ بعلت زر باقی سرکار ۵ ۳ ہزار کچھ دنون روپوش ہو کر بنارس اپنے بھائی کے پاس بتدبیر روپوشی مین گئے وہان سے کلکتہ گئے بااخفا اور بقیہ راگی بنکر ہاتھ مین ستار لیے در شاہی پر پھونچے مرزا قربان علی بیگ

سوار کا پہرہ تھا اونھون نے پہچانا مگر انجم الدولہ کو خبر کی بادشاہ تک گئے ناکام پھر آئے اور
بادشاہ نے ہر طرح سے منظور نہ کیا اور حکم دیا جو شخص اسطرح سے آئے ہم تک نہ آنے دو ۔
فی الحقیقت بادشاہ کے انکار مین کچھ شبہہ نہین اگر کچھ خلاف سرکار منظور ہوتا تو لکھنو سے اوسکی
صورت ہو سکتی تھی نہ یہ کہ کلکتہ مین اور آخر ایسے توہمات سے قلعہ مین سرکار نے رکھا تھا
باقی زمیندار سب بے حساب ہو گئے ملک و املاک و دیہات زمینداری جسنے جبر لی تھی اون سے
بعد تحقیقات اونکے وارثون کو ملی مگر راجہ مذکور بڑے صاحب نصیب و خوش اقبال تھے بہر حال
خیر خواہ سرکار رہین باعزت رہے ۔
ہرکارہ اخبار یکقلم موقوف خبر رسانی ہر گھر محول جاکر و بوضر رہی سات موسقہ آب پاشی بازار نوکر
ہوا اور جاکر و ب ہر گلی و کوچہ کو صاف کیا کرین ۔ کوڑا جمع ہو کر باہر لے جاوے کے واسطے لگا کرے ۔
اور انتظامات شہر جمع ہو کر زراعت کے کام آوے ۔ اسکا بھی ایک دفتر محاصل مقرر ہوا ہے منشی محبس

## شاہزادہ مصطفے علی بہادر ابن بہرام صولت صاحب عالم صاحبزادہ حضرت جنت مکان

قبل از روانگی کانپور ایک دن حسب الحکم چیف کمشنر ڈاکٹر فیرر اور ایک اور ڈاکٹر صحت الدولہ کے ساتھ
بامانت بادشاہ و سعادت گنج مین شاہزادہ مصطفے علی بہادر کے پاس آئے جب محل سے برآمد ہوے
موافق عادت قدیم ننگے سر تھے ڈاکٹر صاحب پرسان حال ہوے نبض دیکھی کہا آپ کو درد سر اکثر رہتا ہے
فرمایا نہین پھر کچھ سوال معنی و بمعنی امتحاناً کیے ہر ایک کا جواب شافی دیا کہا اب بہر صورت صحیح
و تندرست ہین لیکن اس مکان مین انقباض خاطر اور تکلیف ہوتی ہوگی اگر چندے قیام چھاونی
مین کیجیے تو بہتر ہے فرمایا مین ۱۷ برس کے عرصے سے اسی قید کا عادی ہو رہا ہون اسکے وہی
نے بعد اسکے خرچ ماہ کو صحت الدولہ سے پوچھا کہا مجھے معلوم نہین شاہزادے نے فرمایا تم وکیل
سلطنت ہو معلوم نہین ۔ بعد اسکے رخصت ہوے اور کوتوال پر تاکید حفاظت کی چیف کمشنر سے
جاکر کیفیت خاص بیان کی ۔
دوسرے دن صبح کو کوتوال پنس لیکر آئے شاہزادے کو سوار کرکے بڑے ساماپاڑے کے دروازے پر
لائے وہان سے گاڑی پر سوار ہو بنگلہ منڈیاؤن مین اترے کپتان بہزچ صاحب آئے کلمات

و دلجوئی اور امتحان سواد علم کے کر چلے گئے اور اسباب سامان ضروری اور خاصہ طعام کو حکم دیا۔
بعد دو مہینے کے حکم ہوا اب اپنے مکان کو تشریف لیجائیے اور سو روپیہ ماہواری مقرر ہوے
بادشاہ کے سرکار سے ۹۰۔ روپیہ بہزار خرابی ملتے تھے غرض چیف کمشنر نے رپورٹ صدر کیا از روے
حق وراثت پدری کہ حسب رشتہ یہ اکبر اولاد ہین مگر جنت مکان نے حق تلفی کی منظور رجوع ثانی
چیف کمشنر کو تھا مگر لاٹ صاحب نے منظور نہ کیا ہونا اور کرنا تو یہ تھا یہ کیونکر حق بحر گز قرار رہتا۔

## جنرل اوٹرم صاحب کا لندن روانہ ہونا کلکتے سے

چیف کمشنر از بسکہ شب و روز منصرم مُہمّات سرکار و باہر رہتے دفعتہ مادہ فالج جانب راست گرا
ڈاکٹر صاحب نے تجویز تدبیر کی اس عرصے مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل ۲۳۔ اپریل روز چہار شنبہ
مطابق ۷ شعبان ۱۲۷۲ ہجری کو بہ کنگلتہ روانہ ہوے اوسیدن حضور عالم بھی ایک ساعت
تک خلوت مین حاضر رہے آپ نے شکر گزاری بیان کی صحت الدولہ باہر رہنے بعد اسکے
کچھ اشتہاریان بطریق ایمان ہندوستانی حمائل گلو کر کے رخصت ہوے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل
روانہ ولایت ہوے بعد انکی روانگی کے میجر جنرل جان لو صاحب ودوم کونسل واقف امور جنرلی
و کلی اور وہ روانہ ولایت ہوے شاید مدت ۵ سالہ کونسل کا پوری ہو چکی ہوگی۔
عملہ دفتر قدیم رزیڈنٹی موقوف ہوا اکثرون کا حسب دستور پنشن ہو گئی اکثر منشیوں نے فصل مین نوکریاں کو
نہ گئے ورگرنہ اضلاع مین بدستور بحال رہتے بلکہ صورت ترقی بھی ہوتی۔
اجارہ افیون ۶۲۔ ہزار سالانہ پر ہوا افیونی امر جدید سے معارض ہلاکت ہوئی بڑے سعادت گنج
کے مارواڑی سرکار مین دس ہزار روپیہ نذرانہ دیتے تھے کہ نرخ افیون بارہ روپیہ سیر کا رہیگا اور
افیون بدستور بکا کریگی مگر سرکار نے منظور نہ کیا مستاجر افیون کا بڑا نقصان ہوا غربا کی دعا کی
جہت سے اور اب کل مسکرات ملک اودہ تقریباً ڈیڑہ لاکھ کا محصول آتا ہے۔

## بادشاہ کا بنارس سے کلکتہ پہونچنا اور سوانحات وغیرہ

راجہ بنارس کی کوٹھی مین خیمے لگانے اور اشیاے ضروری پر تکلف سے آراستہ بادشاہ نے از بسکہ راہ

تکالیف شاقہ اوٹھائی تھین فی الجملہ صورت راحت مستعار دیکھی دوسری ٹھی مین جناب عالیہ جرنلصنا حبہ نواب مخدرہ عظمیٰ رونق افروز تھین تیسرے دن راجہ رات کو اور اونکے بھائی مع مولوی گلشن علی اور چند اہل اسلام سفید عبا بردوش نواب منور الدولہ کے پاس آئے وہانسے اونکے ساتھہ حاضر ہوے سات ہزار پیشکش ضیافت پانسو تصدق کے حاضر کیے نذر دیکر رخصت ہوے اور امیدوار تھے کہ سارے لشکر شاہی کی ضیافت پخت طعام سے کرین لیکن بادشاہ نے اسے بر وقت انشاء اللہ رکھا ہر چند بیشتر سے سامان ضیافت لکڑی گھاس ظروف گلی چارپائے ہر قسم کے اجناس غلہ طیار رکھا تھا اور سواریان جتنی اونکی سرکار مین تھین ہر وقت ملازمین شاہی کیواسطے طیار رہتی تھین کہ جب چاہین سوار ہو کر شہر جائین اور کئی داروغہ معتمد اشیاء ضروری دیوان عام مین حاضر رہتے تھے۔

نواب منور الدولہ از بسکہ ہمیشہ شایق و مشتاق شکار کے رہتے تھے راجہ کے ساتھہ مقام چکیہ مین تشریف لے گئے تھے ہر چند کہ یہ حرکت اس حال مین نامضبوحی تھی ایک جوڑی گھوڑی کی بہت تحفہ راجہ نے دی بادشاہ راجہ کی حسن خدمات سے اور اونکے حضور قلب ہونے سے بہت خوش ہوے جسدم تشریف فرما ہونے لگے خلعت معمولی عنایت فرمایا راجہ نے ایکسو ایک اشرفی نذر اور کئی کشتیان تحفہ بنارس گذرانین دوسرے دن معرفت بشیر الدولہ نواب خاص محل کو نذر بھیجی جناب عالیہ کو نذر بھیجی۔

میجر برڈ صاحب سفیر شاہی کانپور سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ گئے تھے بنارس مین مغل ہوا اقبال بہد آئے شرف ملازمت حاصل کی اور از راہ استصواب جو کلکتہ مین اپنے دوستان خاص اور محرمان راز سے جو مشورہ صلاح کی تھی مشروحاً عرض کیا وہ کسی پر مفصل نکھلا۔

خلاصہ بادشاہ ۱۹ شعبان روز جمعہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۸۵۶ء وقت عصر مرکب دخانی جنرل مکلوڈ پر سوار ہوے صبح شنبہ روانہ کلکتہ نواب منور الدولہ و مخصوصین خاص مقربان مع شاگرد پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے نواب معظم الدولہ نواب محب الدولہ باقی اور جتنے ارکان دولت تھے کشتی بجرے کرایہ پر راہی ہوے جناب عالیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑی مین یا بعد ایک دوسرے کے روانہ ہوے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی درہم و برہم

ہو گئی ہر ایک اپنے مرکز عالم خسرخاور سے مثل بنات النعش جدا ہو گیا چنانچہ یہ قافلہ شاہی
بعد طے منازل و سیر و سیاحت راہ روز سلخ ۲۸ شعبان مطابق ۹ مئی مقام رانی گنج مین پہونچا
وہان سے ریل پر ۱۰ ساعت کے عرصہ مین گھڑی راجہ بردوان کنار دریا باغ ریل گاجیا مین
اوترے ہنگام ورود سواری صاحبات محل کے واسطے قنات سائر کھینچ جاتی تھی پالکیون مین
سوار ہو بہت اہتمام سے داخل مکان ہوتی تھین بعد اسکے بتجویز مصلح السلطان پانسو روپیہ کرایہ
کی کوٹھی لیکر پیشگی ایک مہینہ حسب دستور دیا لیکن جب جنابعالیہ نے ناپسند کی کرایہ داخل تصدق
راہ ہوا آخر بصلاح مولوی مسیح الدینخان کوٹھی راجہ بردوان موچی کھولہ تین کوس فاصلہ پر
سے ہزار روپیہ کرایہ پر سوائے مرمت شکست وریخت لی۔
مرکب شاہی ۱۔ ماہ مبارک روز سہ شنبہ مطابق ۱۳ مئی شام کو زیر کوٹھی مذکور لنگر کیا راہ مین
جو مصائب اور صدمات روحانی نادیدہ بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان اور جابجا
زمین گیری جہاز اور سندربن گنگا ساگر کی کھاریون سے آنا کہ قریب خلیج بنگالہ ہے یہ صدمات
تحریر و تقریر سے باہر ہین اوسوقت اشخاص مشخصہ کنارے سے جہاز پر جاکر حاضر حضور ہوے۔
فرمایا دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا حال ہو گیا ہے یہ سنکر حاضرین رونے لگے اور اونکی بن بڑی
جنھون نے سفر لندن اور سمندر سے ڈراکر نقشہ کا لجھ کر دیا تھا بعد اسکے کپتان جہاز کو خلعت
خلاصیون کو حکم انعام فرماکر داخل کوٹھی ہوے۔

تاریخ سفر وسیلۃ الظفر

وحید این برآورد سال عجیب | کہ نصر من اللہ و فتح قریب ۱۲۶۲
ایضاً | لندن کا سفر تھین مبارک ۱۲۶۲

اسکی تصدیق بروقت پہنچنے لندن کے ہوتی۔
ہم راہیان لشکر ظفر پیکر بھی راہ مین انواع و اقسام مصائب سفر نادیدہ مین حالت سفر مین ہو گئی
تھے کچھہ لباس ہر ما مصلح السلطان اور اہتمام الدولہ کا غریق رحمت ہوا جب خیمہ کے گرنے سے
کچھہ چشم مین زخم بھی پہونچا ایک کشتی خیمہ سرکار کی ڈوبی نواب معظم الدولہ اور مجاہد الدولہ کا بجرہ
طوفانی ہو گیا بعد چند روز کے عجب خستہ حالی سے پہونچے خلاصہ ہر شخص کو موافق اوسکی حیثیت کے

نقصان اور صدمہ پہونچا۔

بہت سے صاحبان اولی العزم متمنی سفارت شاہی ہوے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے باغ ہنر
کا دکھایا چنانچہ پیٹرسن صاحب منجملہ نامور ان صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تحریر و تقریر
مین بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوئی پھر نہ ٹھہری اس عرصے مین احسان حسینخان باجازت
دستور معظم پہونچے سید حسین شیرانی کانپور سے ہجرت کر کے اسی خیال سے آے خان موصوف نے
دیکھا کہ نواب منور الدولہ سے صورت موافقت نہین ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے ساتی
پیدا کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ بنی کسواسطے کہ وہ اس فرقہ خاص کی رفتار و کردار سے
خوب واقف تھے ہرچند از راہ اپنی قوت بازوے شناوری تدبیر بہت سے ہاتھ پاؤن مارے
ان سب کے بعد میر اولاد علی المعروف جعلساز مشاہیر لکھنؤ دستور معظم سے دو ہزار روپیے زاد راہ
لیکر اکرام الدولہ کے سابق کے وسیلے سے نواب خاص محل تک پہونچے سبحان اللہ جہان اسباب
مصالح جمع ہوتا ہے پھر کیونکر مفتاح فلاح حاصل ہو ہر شخص کو اپنا فائدہ مقدم تھا یہی صورت
ناکامی کی تھی کہ اور بارہین سبکی عقل زائل ہو گئی تھی۔

مولوی مسیح الدینخان اور میجر برڈ صاحب نے جب یہ صورت خاص مقربان سواری خاص کی
دیکھی کہ ان صاحبان سفر نادیدہ نے بھاگی رت دریاے کلکتہ دیکھ کر بحر محیط لندن سے ہاتھ
دھو اور خاطر اقدس شاہی مین اپنے خدشے دل کے متمکن کر دیے اور نواب خاص محل نے صاحبان
مقرری کے سمجھانے سے بارہ ہزار روپیے ماہواری کے صرف سے ہاتھ کھینچا اور منظور خاطر یہ ہوا
کہ اقرباے قریبہ سلطنت ہر شخص اپنے کو کفالت خرچ اپنے پاس سے کرے یہ طعن و آوازہ نسبت
جنابعالیہ و جرنل صاحب تھا انپر بہت شاق و ناگوار گذرا بلکہ صورت خلاف پیدا ہوئی آخر بادشاہ نے
تنگ ہو کر یہ خرچ معینہ خزانہ عامرہ تحویل کنز الدولہ سے مقرر فرمایا نواب خاص محل جو بواسطہ
اکرام الدولہ صورت موافقت نواب منور الدولہ سے ہوئی تھی اوسکے خلاف ہوئی۔ خان
موصوف نے ایک رخنہ بندی تو کی۔

میجر برڈ صاحب طالب اپنے زر معہودہ کے ہوے نافہمون نے نواب خاص محل کو سمجھایا کہ اگر یہ صاحب
جلیل القدر بے سند و اسناد کسی حیلے سے اپنی ولایت جا کر بیٹھ رہے اسکا چارہ علاج کیا ہو گا غرض

ایسی گفتگوے بے ربط سے موجب شکست دل صاحب موصوف ہوا چار و ناچار امیدوار ایک لاکھ
۳۵ ہزار زر خالص کی ٹھہرے جسکے بھروسے پر سرکار کمپنی کی نوکری اختیار کی سے ہاتھہ اوٹھایا
ہزار خرابی مبلغ مذکور ۲۰ ہزار روپیے نواب خاص محل نے بابت رسوم سرکاری کاٹ کر باقی کا
سونا کا پنور مین دیدیا تھا وہ مجبرے لیا خلاصہ صاحب ممدوح جہاز پر روانہ ولایت ہوے صاحب معدوح
تھے کچھہ محتاج روزگار کمپنی نتھے بعد اونکے جانے کے حریفون نے مشہور کیا کہ صاحب بھاگ گئے
حالانکہ اونکی حقیقت شرافت و وفاداری آگے معلوم ہوگی جو سوتھمٹن مین لندن سے ۷۰ کوس
خاص و عام پر ظاہر کر دیا۔

آب مشورہ خاص یہ ٹھہرا کہ حضرت کی رونق افروزی سے اب تک حکام گورنمنٹ سے کوئی
پرسان حال نہوا۔ اب گورنر جنرل کو محبت نامہ بھیجنا چاہیے چنانچہ منشی میر باقر علی نواب منور الدولہ
سکرٹر صاحب کے پاس وہ محبت نامہ لیکر گئے جسکا مضمون یہ تھا کہ مابدولت اس مدت تا ابتدائے
مع اقربائے قریبہ اور چند شاگرد پیشہ سے آوارہ وطن مالوف سے ہو کر بعد برداشت صعوبات سفر
کلکتہ پہونچا بخیر بوجہ بے اعتنائی اہالیان سرکار خلاف دستور روابط قدیم سے سراسر باعث تعجب
و موجب تحیر ہوا۔

اوسکا جواب یہ ہوا کہ نیازمند کو آپکی رونق افروزی کلکتہ کی خبر نہوئی وگرنہ تعارف معمولی مثل
سلامی توپ وغیرہ حسب رشتہ عمل مین آتا اور ورود آپکا خارج کلکتہ ہوا۔ لہذا حکم سلامی دیا جاتا
اور سفر لندن کا آپکو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسیمگی و پریشان خاطری سے وطن مالوف
سے نکلنا بسبب آپکی التفات فہمائش دوستانہ جنرل اوٹرم صاحب ہوا جو حسب تجویز کونسل بحکم
صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس سمجھائے گئے تھے اور امورات مجوزہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی
بہادر مین نیازمند کو کچھہ مداخلت نہین۔

دوم شوال مطابق ۶۔ جون مرزا امجد علیخان صاحب صاحبزادہ نواب حکیم میر محمد حکیم میر علی بسبب علالت
مزاج و ناموافقت آب و ہوا رخصت داخل لکھنؤ ہوے اب سوائے میر باقر علی کوئی اور مقربان
نواب سے وہان نہین اور جتنے مقدمات ہوتے تھے محول براے نواب تھے صاحبان عالیشان کو
رفاقت نواب صاحب بھی بہت ناگوار تھی کہ ہمارے متوسل ہو کر کیون شریک حال ہوے اسی جہت سے

نواب وسکرٹری سے بھی ملاقات نہوئی ہرچند کہ انھوں نے چاہا مگر نہوئی یہ بھی مجبور تھے کچھ بن نپڑتا تھا
ازروے اخبار لندن میل انگریزی معلوم ہوا کہ اہالی کورٹ آف ڈیرکٹرس نے ایک کاغذ
داخل سررشتہ پارلیمنٹ کیا مشتمل حساب قرض الیسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب
سنہ ۱۸۰۶ع سے لغایہ سنہ ۱۸۵۶ع تک کہ بہمہ وجوہ مبلغ چار کرور تہتر لاکھ ۸۹ ہزار نوسے روپیہ بادشاہان
اودھ سے بدفعات قرض لیے منجملہ اوسکے ایک کرور بعوض بعضے حدود مفتوحہ ملک نیپال جو
بادشاہ کو دیا گیا اور ایک کروڑ ۹۳ لاکھ ۸۲ ہزار سات سو ۶۵ روپیہ نقد مودی ہوا یعنے
سرکار کمپنی نے ادا کیا باقی ایک کروڑ اسی لاکھ سات ہزار دو سو ۳۵ روپیے جو دین شاہ اودھ
ذمہ سرکار کمپنی انگریز بہادر رہا بسبب ضبط ہونے سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا ماشاء اللہ
اخبار کلکتہ سے یہ بھی کھلا کہ صاحبان انصاف ولایت متفق الرائے ہین کہ بادشاہ لکھنؤ اپنے
ملک مین اختیار کلی رکھتا تھا جو مناسب جانا وہ کیا اگرچہ ہمارے نزدیک وہ غیر مناسب تھا اور
درحالیکہ بادشاہ بہمہ تن اطاعت وموافقت سرکار انگلشیہ مین مطیع ومنقاد رہا اب احکام ضبطی
لکھنؤ کا ہونا اگر سرکار مدعی ہو جاوے تو اسصورت مین ننگ قوم انگریز ہے*

## چیف کمشنر جدید کا آنا اور بعض سوانحات

۵ مئی سنہ الیہ مطابق ۲ ماہ مبارک سنہ الیہ کالونل کوربی جکسن صاحب بہادر ممبر صدر بورڈ آگرہ
قائم مقام جنرل اوٹرم صاحب ۸ بجے صبح کو داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوئے شلک سلامی ہوئی تکلفات
ظاہری دھوم دھام جتنے تھے داخل رزیڈنٹی تھے وہ سب باوجاہت کے ساتھ گئے۔
ایکدن چیف کمشنر کپتان ہیئر صاحب بر سبیل تفریح قیصر باغ مین تشریف لائے موافق دستور
قدیم منتظر تامجان کے رہے کہ جب گاڑی سے اوترتے تھے سوار ہو کر داخل باغ ہوتے تھے۔
مفتاح الدولہ نے عرض کیا تامجان سواری موجود ہے مگر کہار کہان کسواسطے کہ اس درہمی برہمی
سلطنت سے کوئی خیر سگال نہین رہی حسام الدولہ بھی شریک صحبت ہوئے چیف کمشنر نے کہا کہ
اسی باغ کو قیصر گدہ کہتے تھے یہ تو موم سے بھی نرم ہے عرض کی کہ بادشاہ نے اسے محض اپنی
عیش وآرام کے لیے آراستہ کیا تھا بعد اسکے متوجہ کتب خانہ سلطانی ہوئے کتابون کا انبار

اور بے ترتیب دیکھ کر بہت تاسف کیا اور مفتاح الدولہ سے سبب پوچھا عرض کی یہ حال میجر کارنیگی صاحب کی بدولت ہوا ایک دن سارا کتب خانہ فرح بخش کی الماریون مین بترتیب تھا باہر نکلوا کر پھکوا دیا فرمایا اب تم انہین آراستہ کرکے رکھو عرض کی عملہ کتاب برطرف ہو گیا جنہین ہزار بارہ روپے کی تنخواہ ملتی تھی وہ سب برطرف ہو گئے فرمایا کارنیگی صاحب کو اسقدر زیادتی نچاہیے تھی پھر فرمایا مکان شاہی اسقدر وسیع ہے اگر پہرے کی احتیاج ہو ہم بھیجدین عرض کی اگر ضرورت ہوگی عرض کرینگے۔

## روانگی جنابعالیہ جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر بہ لندن

مختصر یہ ہے کہ جنابعالیہ جرنل صاحب جب سب طرف سے تنگ ہوے اور کوئی صورت قیام اطمینان نہ دیکھی بہت افسردہ خاطر ہوے اور چار و ناچار عزم بالجزم لندن اختیار کیا اس جانے کے بہت سے اسباب ہوے اول یہ کہ مداخلت اغیار امور سلطنت مین دوسرے خلاف راے اہالکین تیسرے ناموافقت نواب خاص محل سفر غربت مین جو تھے عبث عبث زیر باری خرچ لابدیات اپنے پاس سے آوارہ وطنی بہرحال لندن جاکر اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے بامید موہوم کہ جب وہ سر آراے سلطنت براہ العین ہماری شکستہ حالی کو ملاحظہ فرمائین گی اور وزراے سلطنت رحم دلی سے ازروے انصاف عرض کرینگی بس ؏

کیونکر اپنی جو دہمت سے استرداد سلطنت مین دریغ فرمائینگی۔

غرض حضرت بسبب شدت حرارت تابستان اور عارضہ لاحقہ اور کچھ مشاہدہ راہ کے صدمہ طوفان اور ارکان دولت کے سمجھانے سے اور ازراہ مصلحت وقت کہ اگر خدانخواستہ عرض حال مقبول بارگاہ سلطانیہ نہوئی تو در صورت یاس کلی پھر مراجعت ہندوستان کا کچھ لطف نہ ہےگا بظاہر اسمین ایک پردہ رہنا بہتر ہے یہ سب امور مانع تشریف بری ذات خاص ہوسے۔

چنانچہ ایسا ہی حال نواب مرشد آباد کا ہوا کہ جب اپنے مطالب سے ناکام ہوسے اب ہندوستان کی مراجعت ناگوار ہے ہر چند اونکی مان طلب کرتی ہین نہین آتے اور نہ ایسے توفیق ہوتی ہے کہ مشاہد مقدسہ کی مجاورت اختیار کرین۔

مرزا ولیعہد بہادر جب ان حالات اندرونی وبیرونی سے واقف ہوئے بسبب جوش وخروش
شباب جوانی وازراہ اولو العزمی مستعد سفر وسیلۃ الظفر ہوئے پہلے اپنی مادر گرامی سے
عرض حال کیا جب مقبول خاطر مقدسہ نہوا بلکہ حرکت طفلانہ سمجھکر فرمایا کہ اگر بادشاہ تشریف
لیجاتے تو ہم سب کا جانا ہوتا اب تمہارا جانا فضول ہے خلاصہ یہ کلمات جو محبت مادری سے
ارشاد فرمائے مایوس ہوکر نواب کے پاس آئے اپنے راز دل سے آگاہ کیا نواب اونھیں
بادشاہ کے پاس لائے مشروحاً عرض حال بادشاہ سے کیا بادشاہ نے محبت پدری سے ارشاد
کیا اور ساجد درگاہ الٰہی ہوئے الحمد للہ کہ ہماری اولاد بھی صاحب ارادہ وتوفیق رفیق فہم سلیم
سے متصف ہوئی نواب سے فرمایا تم سامان سفر قرۃ العین درست کردو۔
کرایہ جہاز دودی کلکتے سے سوئز تک درجۂ اول کا فی کس مع خوراک بارہ سو روپیہ درجۂ دوم
کا چار سو مقرر ہوا چنانچہ مسماۃ بنگال جہاز ٹھہرا ایکسو دس آدمی سب ذکور روانات تجویز ہوئے
مولوی محمد مسیح الدینخان سفیر شاہی کی ماہواری سات سو منشی میر محمد رفیع کے تین سو۔
حاجی الحرمین شیخ محمد علی واعظ وذاکر رفیق خاص جرنل صاحب کے دوسو دو ہزار چار سو پیشگی
ملے تھے برنڈ نصاحب مہتمم جلیس الدولہ مصاحب مرزا ولیعہد بہادر دس لاکھ واسطے اخراجات
راہ قیام ولایت وغیرہ وہدایاے بیش بہا جو سرکار شاہی سے واسطے جناب ملکہ معظمہ دام
اقبالہا ایک ہار الماس پر جسکا وزن تین سیر سے کم نتھا زبانی مفتاح الدولہ دوسرا ہار یاقوت
وزمرد وکنگھی پرچہ الماس جو شامل ہدیہ ولایت مرسلہ حضرت خلد منزل تھی بہت سے مالہ مروارید
انگوٹھیاں ہر قسم جواہر کی لباس انگریزی ہدیہ جناب عالیہ مثل سایہ یعنے پیشواز بہت تکلف سے
تین لاکھ ہزار روپیے کی طیاری کی اور اسباب ضروری سفر جلوس سواری وغیرہ بوجہ سواری
جناب عالیہ ایک نامۂ شاہی متضمن حال خود جناب ملکہ دوران کیواسطے اور مختار نامہ امور جزئی
وکلی سپرد جناب عالیہ کیا گیا بادشاہ نے نواب سے بہت مبالغے سے فرمایا کہ تم مرزا ولیعہد کے
ساتھ جاؤ باعث میرے اطمینان کا ہوگا اور پھر کسیطرح کا خدشہ وخلجان کسی امر کا نرہیگا
اور ہر شخص ہرحساب رہیگا ورنہ بہت سے خدشوں کا احتمال ہوگا نواب نے عذرات بارد پیش کیے
آخر بنائے استخارہ ذات الرقعہ پر ٹھہری پانچ رقعہ نکلے حکم مساوی آیا تب دل نخواستہ ناچار

الغرض ۱۴ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۰ جون ۱۸۵۶ع بارہ بجے رات کو جناب عالیہ سوار ہوئین وقت رخصت عجب شور قیامت محل سے برپا ہوا نعرۂ الفراق والوداع مخدرات اوس پردہ شب مین محیط کرۂ عالم ہوا تھا ہر ایک کی آنکھہ سے مسلسل دراشک رشک دریاے بھاگی رت بہہ رہا تھا اور ہر دل جل بھن کر کباب ہو گیا تھا قرب وجوار کے رہنی والے سب سوتے سے جاگ اوٹھے تھے ہزارہا زن ومرد در دولت پر کھڑا ہو گیا تھا اور گردش دور فلکی اور انقلاب زمانہ دیکھہ کر از خود گم ہو گیا تھا کہ ایسا انقلاب بھی تمام ہندوستان مین کبھی نہین ہوا تھا یہ عورات عالیخاندان شاہی جنھون نے مدت عمر تک صورت دریا نہ دیکھی ہو وہ ایسا دور دراز سفر بحر ذخار سمندر اختیار کرین دیکھیے آخر انکا انجام اس سفر کا کیا ہوتا ہے اور کیونکر کہین کہ اہل انصاف ولایت انپر رحم نکرینگے خلاصہ اول صبح جہاز نے لنگر اوٹھایا زیر کوٹھی شاہی گذرا بادشاہ نے فرط بیقراری سے برآمدے مین کھڑے ہوے جرنل صاحب نے مرزا ولیعہد نے اداب سلام کیا بادشاہ نے خدا حافظ کہہ کر رخصت کیا طرفین کو عجب صدمہ روحانی ہوا۔

## بعض سوانحات کلکتہ ولکھنو وآمد ورفت اشخاص متشخصہ

شوکت الدولہ نواب محمد خان قافلہ شاہی کے ساتھہ راہ خشکی سے کلکتہ پہونچے پہلے وہی فدیہ مسافرین راہ عدم ہوے یعنے دوسرے دن ہیضہ وبائی سے رات کو مرگئے اونکی نعش بیکفن رات بھر پڑی رہی جب مولوی مسیح الدینخان کو خبر ہوئی حمیت اسلام اور اپنے مذہب وملت سے اہل محلہ کو خبر اکے دفن کیا اسباب کا طالیقہ کر دیا لوگ اسناد مہری وغیرہ مال سرکار جو اونکے صندوقچے مین تھی بیکہ برجیس صاحب نے بہت سی رد وقدح کرکے لے لیے اونکے بعد شیخ مصاحب علی خدمتگار قدیم بھی اسی عارضے سے اونکا ہم بستر ہوا۔

نیدہ علیخانصاحب عنان بادبہاری سلطانی بعد گلو خلاصی خدمات تعلقات اپنے مع امید علی اور اپنے چھوٹے بھائی کے کلکتہ پہونچا بعد شرف ملازمت حسام الدولہ ومفتاح الدولہ کے باب مین بہت کچھہ بیج دل سے بنا کر عرض کیا لیکن چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے چندروز مین بعیہ کلکتہ ادھر گیا کام لکھنو آیا چندروز بعد نواب سعید الدولہ کی گرفتاری پر اوسکے بعد

مہاراجہ صاحب والی بلرامپور کا نوکر ہو کر مر گیا۔
۲۹ شوال روز پنجشنبہ مطابق ۳ جولائی حکیم میر علی منشی منصب علی مع لوازمات طلب سرکار شاہی کلکتہ ہوئے مگر حکیم میر محمد اپنی علالت مزاج سے رہ گئے شہر کے بیباکون نے ایک خطاب فوہنی تراشکر نسبت نواب مشہور کردیا یعنے افسر الوزرا ناصح الخاقان وزیر الملک و مشیر الممالک نواب گورنر جنرل منور الدولہ احمد علیخان بہادر وزیر شہ۔
سید عبد اللہ جائسی مقیم لندن نے عرضداشت بادشاہ کو ارسال کی مقربان بادشاہ سے نظر اقدس سے گذری اس مضمون سے کہ استرداد ممالک شاہی حشمت انصاف جناب ملکہ معظمہ سے یقین واثق ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر شرائط مددات حضور مین بھیجین گے۔ اوسکی منظوری کا آپکو اختیار ہے اسیطرح کی دو تین باتین اپنی گرم بازاری سے بنا کر مندرج کین بادشاہ نے اصلاح الدولہ کے خطاب کی مُہر کندہ کروا کر بھیجی چنانچہ مفتاح الدولہ نے لکھنؤ سے اوسی ڈاک مین روانہ کیا تھا اور یہ سب بے اصل و بیفروغ تھا۔ لندن مین یہانسے زیادہ کامل و طامع مقیم جاکر ہوے ہین۔
انکی حقیقت حال یہ ہے کہ یہ نواسے منشی میر غلام حسین جائسی کے ہین جو رکٹس صاحب کے زمانہ مین بسفارش الگزنڈر صاحب تاجر کلکتہ میر منشی رزیڈنٹی ہوے تھے بعد انکے چلے جانے کے یہ بھی اپنے وطن مین باطمینان جاکر بیٹھے تھے جب کرنل لاکٹ صاحب نے بضرورت تحقیقات کسی امر خاص کے انھین طلب کیا یہ اوسکے اظہار مین اپنے خوف آبرو سے تپنچہ مارکر مر گئے پردہ دری سے بچی سید عبد اللہ پہلے محافظ دفتر سفارت کلکتہ تھے بعد اسکے کسی طریق سے کسی صاحب کے ساتھ لندن پھونچے وہان کے رئیس ازراہ جوہر شناسی علم باعزت پیش آئے صورت معاش بھی بخوبی نکلی بعد چند روز کے بی بی ولایتی سے جو بہن کسی پادری کی بیٹی کسی افسر فوج کی تھی بعد ایجاب مذہب عیسائی شادی ہوئی کسواسطے کہ عقد شرعی بے اختیار کیے مذہب عیسائی پادری نہ پڑھے گا اب انقلاب سلطنت سنکر ازراہ رسوخ وخود نمائی دولتخواہی رعایا ئے ممالک محروسہ سمجھکر یہ صورت نہین کی شاید کہ ہمین بقیہ برآرد پر و بال۔ مگر کچھ مفید مطلب نہوا اخبار کلکتہ سے یہ احوال لکھا گیا۔

ایکدن مرزائی صاحب وکیل اور بھائی آغا علیخان ناظم سلطانپور نے چیف کمشنر سے عرض کیا
کہ ناظم بسبب علالت مزاج امیدوار حاضر حضوری کے ہین دس سوار جاکر سلطانپور سے لے آوین
ناظم سوارون کی آشتی سے لکھنؤ مین چلے داخل اپنے گھر ہوے جب سوارون نے رپورٹ داخلہ
کیا حکم برطرفی ملا اتفاقًا ناظم بھی اوسیوقت سلام کو حاضر ہوے حکم حوالات ہوا پھر حسب سررشتہ
مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چندروز تک ڈاکٹر فیر صاحب سے علاج کیا کہ آبی حیلہ
علالت سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ عذر مقبول نہوا پھر تاکید ہوئی کہ اپنی واصلات کو حاکم
ضلع کے پاس جاؤ تو بہتر ہے۔ بانی مرزائی صاحب جو ہر پنجشنبہ کو کربلا مین زیارت کو آتے تھے
میر مہدی حسنخان ناظم سلون بعلت ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط چارمہینے کے قید ہوے پھر ضید
عرض کیا کہ ۷۰ ہزار سال بھر کا ہو چکے ہین ازروے کاغذ دفتر دیوانی دریافت کیجیے اور زر باقی
کو قانگوؤن سے دریافت کیا جاوے کہ مین نے وصول کیے یا نہین یا زمیندارون کے ذمے ہین
آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا رفیع الشان مرزا عظیم الشان شاہزادے فردوس منزل حسب الحکم چیف کمشنر کئی دن تک
متواتر مرزا خورم بخت کے گھر جاکر منتظر طلب ٹھہرے رہے ایکدن چپراسی نے آکر کہا کہ شاہزادون
کے پانون مین ہندوستانی جوتہ نہو سادہ چمڑے کے بوٹ پہنکر آوین بازار سے خرید کر حاضر ہوے۔
کپتان ہیئر صاحب نے ملاقات کرکے ایک کاغذ مہر کرنیکو دیکر رخصت کیا۔
چیف کمشنر نے خصوص تفویض پنشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ نواب گورنر جنرل
کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ بقید مدت ملازمی ہر ایک کو پنشن دیجاوے چنانچہ صاحب نے افسر سوار اور
پیادہ کیواسطے سو روپیے کی پنشن لی اکثرون کو ملی باقی امیدوار رہے اس عرصے مین بلوہ اور
فساد ہوگیا یہ سررشتہ درہم برہم ہوگیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہے اوتین مدرسین مدرسہ
کو بقید نوکری ملی باقی امیدوار رہے۔
۲۶ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ مطابق ۲۹ جولائی کشتی دخانی اور کئی بجرے سلطانی حسب الطلب
بادشاہ گومتی سے روانہ کلکتہ ہوئی راہ مین حکام کے حکم سے باحتمال خزانہ و اسباب بیش قیمت
روکے گئے بعد تلاشی حکم ہوگیا جب کلکتہ پہونچی اتفاقًا پہلے نظر اقدس اونپر پڑی بہت خوش ہو

مرمت طلب تھی پانچ ہزار روپیہ دیکر آراستہ کیا۔
ایکدن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباسؑ مین جو اسباب چاندی سونے کا ہے اوسے
بھی ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تصرف مال وقف جائز نہین مگر از راہ حکومت اختیار ہے
انکے سمجھانے سے بدستور متعلق سرکار رہا۔

## لارڈ ڈالہوزی صاحب گورنر جنرل کا لندن مین پھونچنا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈالہوزی صاحب لندن پھونچے ۲۴ مئی ۱۸۵۶ء کو
صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق منضبطہ روبرو ۲ صاحبان شوری کی خاص
واسطے پنشن نواب محتشم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس چیرمین نے شکرگزاری اونکی
شروع کی کہ جو باب انتظام ممالکت برطانیہ بشنہ متصرفہ قدیم مین جانب شرق و غرب ہوا تھا
اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی مین بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور
و معروف اور نظر مفتوحات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح فیروزی ملک پگو جو باعث فریب چارہ
علاج نہوے اور جبتک با تمام نہ پھونچے طریق بنیقدی اختیار و قدرت سے باہر تھا جو ہمارے
مکنون خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف و سستی و غفلت مغایہ سے مرہٹونکے ہاتھ
آیا تھا بسبب نہونے مستحق وراثت کے وہ بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ مین آئی اسیطرح سے مملکت
سلطنت اودھ جو بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ مین آئی اور اون ظلمون سے جو مدت دراز سے
وہان ہو رہے تھے حیات تازہ پائی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران
ماضیہ نے متواتر حکام اودھ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈالہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال
موثر کیے جو پایہ قبول و منظور مین پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوے اور بسبب عدم ارتکاب
خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص و عام ہوا پس
ان نتیجون سے قطعی خورسندی ممالک باعث تشفی و موجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک
کرور پچاس لاکھہ پگو ۲۰ لاکھہ محاصل کا ناگپور ۴۱ لاکھہ کا اور بالفعل ملک اودھ بھی ایک
کرور ۵۴ لاکھہ کا پس یہ مبالغ محاصل ستارہ اور مفوضہ حیدرآباد سندہ وغیرہ مجموع ۴ کرور

۲۴۲ - لاکھہ سالانہ کا ہوتا ہے لیکن اگرچہ راے لارڈ موصوف جنگ وجدال ظاہری مین ہوتی افزونی سلطنت اور انتظام سلطنت اندرونی ونظم ونسق مفید وترقی کا ہوتا اور کام سرسبزی تجارت ایسا نہوتا اور احکام انتظام واسطے حفاظت رعایا کے ظلم سے پہلے اونکے کمنون خاطر ہوئے ازین قبیل نہر دریاے گنگ جو اونکے عہد دولت مین جاری ہوئی جسکی ابتدا کھودنیکی ماہ اپریل ۱۸۴۸ع سے ہوئی اوسکا پانی ہزارون میل سے سرسبزی زراعت ہوتا ہے اسیطرح نہر ملک پنجاب مین جسمین کشتیان چارسو ۴۰۰ میل کے فاصلے سے آتی ہین ایضاً راہ سندھ مین نہرین کھدوائین پل بندھوائے اور بہت سے کار نمایان اونکے زمانے مین ہوے اور ہر پرگنہ مین کچہریان تحصیل محاصل کے واسطے مقرر ہوئین اسیطرح تار برقیہ جو کلکتہ مین ۱۸۵۱ عیسوی مین واسطے سہولت خبر رسانی شروع ہوا یکم فروری ۱۸۵۵ عیسوی مین انتہا پایا اور تمامی پرگنون مین باتفاق یکدیگر ۴۰۰۰ میل تک راہ مین گیا اور بہت تخفیف سے ریل روڈ محصولانی جاری ہوئی اور مجموع محاصل ممالک محروسہ تقریباً ۲۶ کرور سے ۳۰ کرور تک پہونچا اور ترقی اسکول وکالج انگریزی شفاخانہ ہندی وغیرہ کی ہوئی خلاصہ اوس طریق سے مصروف ومتوجہ کار وبار سخت ودشوار کے رہی جو دوسرے سے اس حد از حد سے مشکل معلوم ہوتے ۔

غرض بعد قیل وقال وظیفہ پنشن پچاس ہزار سالانہ لارڈ موصوف کے واسطے مقرر ہوا اگرچہ راے اکثر صاحبان شورے کی اسکے خلاف تھی پھر تقدیر پنشن سرکار کمپنی نے اپنے انصاف وقدر دانی سے مقرر رکہا ۔

## روانگی حضور عالم لکھنؤ سے سمت کلکتہ اور معاودت نواب منور الدولہ

مثل مشہور ہے آب آمد تیمم برخاست بعد روانگی قافلہ لندن نواب منور الدولہ کی طرف سے جو خاطر اقدس مین جگہہ تہی وہ صورت نرہی اور بہادر موصوف بھی رنگ صحبت حاضرین ناموافقت نواب خاص محل سے اور شکستگی حشمت گورنمنٹ سے اگرچہ پردۂ خفی مین تہی اور ناموافقت آب وہوا سے یہ سب عذرات مقبول نہوے ہوے خیر خواہ حضور عالم جو اپنی گہات مین تہے وقت پاکر ہمنوا سازی شروع کی دوسرے حضرات لکہنؤ کی موافقت نواب خاص محل سے جیسے

ابتدا مین موافقت تھی ویسی ہی ناموافقت ان حضرات کی بدولت ہوئی یہ کب اوسکے
وجبتے تھے جب عرائض ہواخواہون کے متواتر حضور عالم کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنی
حسن رسائی سے بہت بنا کر لکھا اوسوقت امام خان خدمتگار مع عرضداشت مشعر بیقراری نثار
قدم مبارک شاہی روانہ ہوا پہلے عرضداشت نظر اقدس سے گذری اوسپر اشک رحمت دیدۂ
حق بین سے ٹپکے بعد اسکے ایکدن امام خان کا بھی سامنا ہو گیا غرض شقہ خاص طلب حضور عالم
صادر ہوا اوسوقت دستور معظم نے سامان طیاری سفر کیا اور ملازمین رفقاے خاص اور
شاگرد پیشیہ کو تنخواہ پیشگی دی اور اسباب ضروری چھکڑون پر بار کر کے مع اعظم علی بیگ اٹپ
روانہ کانپور کیا

حضور عالم نے چیف کمشنر سے کئی مرتبہ رخصت طلب کی اور شقہ خاص بادشاہی دکھایا منظور نکیا
آخر نواب نے نواب گورنر جنرل کو عرضی ارسال کی حکم محکم باب عدم مزاحمت سفر صادر ہوا بعد
اجازت پھر بناے سفر باستخارہ ایمانی پر کی گئی خلاصہ ۱۲ تاریخ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۷۲ھ
مطابق ۱۵ جولائی حضور عالم مع عیال و لواحقین و ملازمین و رفیقان سرفروش ۱۹ گاڑی
ڈاک اسپی و ۲۰۰ کرانچی بیل واسطے اسباب ضروری نقد و جنس قسم طلا و نقرہ و پشمینہ وغیرہ ظروف
مصرف و خادمان اناثیہ بعد نصف شب روانہ ہوے۔

وقت روانگی یہ صورت ہوئی کہ شام سے رفقا و ملازمین درِ دولت پر حاضر ہوے حضور خود مہتمم
سواری پردگیان عصمت ہوے ایک گاڑی مین چار سواریان زنانی جب سوار ہو چکتی تھین
ایک رفیق گاڑی کی چھت پر باسلحہ بیٹھتا تھا بعد اسکے خود بدولت گاڑی چار اسپہ پر سوار ہوے
نواب محسن الدولہ نواب جراز الدولہ بہادر بمقتضاے قرابت قریبہ تا ناکہ چار باغ ہم پہلو تھے۔
شہر کے شہدون نے شام سے دروازے پر ہجوم کیا تھا پچاس روپیہ مرحمت ہوے کہ آپسمین تقسیم
کر لو وقت سواری کے شور و غل نہ مچانا کچھ مُنہ سے کلمات بیہودہ نہ کہنا لیکن یہ حریص کب مانتے
تھے ناکہ شہر تک بازار مین مثل دیمک پھیلے ہوے تھے اور شہر کے بیفکرے تماشا مین سرِ راہ
کوٹھون پر منتظر تشریف آوری تھے جب سواری نکلی شہدے کب اپنی زبان طعن و تشنیع سے باز
رہ سکتے تھے غرض جو خدا نے سنوایا سب نے سنا جب کنار گھاٹ دریاے گنگ یہ قافلہ پہونچا

چڑھا ہوا تھا تا بشام اوسپار قافلہ پہونچا۔
کانپور مین مہمان نظام الدولہ ہوے بعد دو تین دن کے سامان برسات درست کر کے الہ آباد کو چلے راہ فتحپور مین ڈپٹی لکھنؤ کے تھے دعوت کی ٹھہری زبان عوام وہان بھی بند نہوئی۔ راہ مین درختون پر چڑھ کر جو کچھ کہنا تھا کہا الہ آباد کے چوک مین اوترے مظفر حسینخان کے کارندے نے حسب الحکم خان سامان دعوت بخوبی سرانجام کیا مشقت و تعب راہ سے بیگمصاحبہ علیل ہو گئی تھین دوسری حویلی مین نقل مکان کیا بعد ایک ہفتے کے پانچ ہزار پانسو روپیے پر جہاز دخانی کا کرایہ دیکر روانہ کلکتہ ہوے جب بنارس پہونچے جہاز نے لنگر کیا مہاجن آغا علیخان ناظم کے گھاٹ پر منتظر تشریف آوری تھے کئی تھان مشروع گلبدن مطبوع حضور گذرانے۔ بیٹے نواب اکرام الدولہ کے کئی مہینے سے اپنی سسرال مین تھے چاہتے تھے کشتی پر سوار ہو کر آوین نواب نے منع کیا کہ رات ہے دریا چڑھا ہے نہ آؤ پھر بنارس سے ہوگلی تک بسبب برسات و طغیانی دریا اور طلاطم جہاز سے صاحبات محل کو بڑی تکلیف ہوئی بلکہ چاہا کہ کسی صورت سے راہ خشکی سے جائین ممکن نہوا ناچار خوف وبیم مین کاٹا جب ہوگلی پہونچے کپتان جہاز کو خلعت وانعام دیا اور پانسو روپیے لنگر کے دیے جو زمین گیر ہو کر نہ نکلا تھا۔
خلاصہ ۲۹ جولائی صبح کو کلکتے سے گذر کر بر کوٹھی خاقانی لنگر کیا اوسوقت دستور معظم پابوسی بادشاہ سے مشرف ہوے بدستور قدیم مرحمت خسروانی ہوئی جو موجب مزید تفاخر معاصرین ہوا۔ حاضر الوقت خواتین کنبہ بھی حاضر ہوے صاحبات عصمت مآب محل بداخل محلسراے سلطانی ہوے متصربان خاقان جو افسردگی خاطر اور تسلط منور الدولہ سے حالت ضیق مین تھے مثل گل خندان وشاداب ہوے پھر وہی چہچہے ہونے لگے۔
نواب منور الدولہ پیشتر سے برخاستہ خاطر اور مستعد روانگی وطن مالوف ہو رہے تھے عرضداشت متضمن تعارض آب وہواے کلکتہ منشی میر باقر علی نے نظر انور سے گذرانی بظاہر کلمات تشفی ارشاد کیے لیکن برخاستہ خاطر جانکر مرزین بدستخط فرمایا اوسوقت منور الدولہ حاضر ہوے اشرفی امام ضامن بازوے مبارک پر باندھ کر رخصت ہوے اوسیوقت حضور عالم سے بھی کچھ شکوہ شکایت ہوئی۔
غرض بعد طے مسافت راہ بنارس مین راجہ صاحب کی کوٹھی مین اوترے ایام عشرہ محرم قریب تھا

وہین مجلس عزا برپا کی بعد سوم کانپور آئے وہان سے ۲۶ محرم روز شنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۲۰ ستمبر بسلامت داخل دولتسرا ے بنھرہ ہوے اسکی صبح کو ڈاکٹر فیر رصاحب کی ملاقات کو گئے ارکان دولت شاہی جو لکھنو مین تھے باری باری جاکر حاضر ہوے۔

نواب اکرام الدولہ کانپور سے بمقابلہ حساب علاقہ حضور تحصیل لکھنو آئے تھے بعد مواجہہ حساب تیس ہزار روپیہ عین المال انکے ذمے نکلا ڈپٹی کمشنر سے دو مہینے کی رخصت لیکر ڈاک مین کلکتہ گئے بادشاہ نے ازراہ مرحمت خسروانی وہ روپیہ معاف فرمایا جب لکھنو آئے کاغذ دستخطی دیکھا کر نجات پائی بنارس مین عقد شرعی اپنے دونون بیٹون کے نواب امین الدولہ کی بیٹیون سے کیے منور الدولہ سے ایک اخلاص دلی ہوگیا تھا ملاقات ہوئی اوسی دن راجہ سے بھی انکی ملاقات ہوئی پھر لکھنو آئے۔

۱۷ شہر ذیقعدہ روز یکشنبہ مطابق ۲۰ جولائی قرۃ العین مرزا ولیعہد کسی صاحبات خاص سے لکھنو مین پیدا ہوا قمر دلو آفتاب سرطان مریخ میزان۔ عطارد۔ سرطان۔ زہرہ۔ اسد مشتری۔ حوت۔ زحل۔ جوزا۔ راس۔ حمل۔ ذنب۔ میزان نچھتر۔ دہنشتھہ جوگ۔ ایسمان۔ احتراق زہرہ وشمس نام نامی نواب خاص محل نے بروقت روانگی براتی خانم صاحبہ اپنی مان کو کچھ روپیہ دیا تھا کہ بروقت ضرورت اسے صرف کرنا۔

## زائچہ مولود بحساب اہل تنجیم

مرزا ولیعہد نام ... سنہ ...

انجمل مرزا محمد جوان بخت صاحب عالم

| | | | |
|---|---|---|---|
| ثور | جوزا زحل | سرطان | اسد زہرہ |
| | | آفتاب زہرہ | سنبلہ |
| حمل | | میزان | |
| راس | | مریخ ذنب | |
| حوت مشتری | | جبدی | عقرب |
| | دلو قمر | | قوس |

۲۶ اگست کو میجر کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے شہر مین جابجا پہرے حفاظت عشرہ محرم کو بٹھائے امامباڑہ آغا باقر خان درگاہ حضرت عباس علیہ السلام مین حکم دیا کہ مجلس عزا

بدستور رہو وے لیکن تبرا کوئی نہ کہے کہ باعث فساد ہوتا ہے اور اگر کوئی خلاف حکم کریگا مجرم سرکار ہوگا اور کسی کے ہاتھہ مین لکڑی بھی نہو دوسرے دن ضعیف اور بڈھون پر رحم کھا کر اجازت دی اور اہل سنت جمع ہو کر شیعون کے امام باڑے مین بجا مین اور ہر گھر مین طریق عزا بدستور رہے۔

سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر اور کارنیگی صاحب نے کئی دن پیشتر مرزا علی رضا کو توال قدیم سے کہا کہ تم موافق طریق قدیم انتظام شہر عشرہ محرم تک کرو انھون نے عذر کیا اور اپنے علاقہ دریاباد کو چلے گئے حکام نے موافق حکم چیف کمشنر عشرے کا انتظام کیا۔

امراے لکھنو جو کلکتہ مین تھے اپنے گھر لکھہ بھیجا کہ تعزیہ داری ومجلس بیرونی موقوف زنانہ مین موافق رسم کے بجا لانا شرف الدولہ غلام رضا خان نے کاظمین کی طیاری روشنی وغیرہ بدستور کی۔ میلہ سورج کنڈ جو ۴ محرم کو ہوا چاہتا تھا اس سال بھی موقوف رہا اس جہت سے کہ شرف الدولہ نے عرضی دستور محرم کے موافق زمان شاہی دی چیف کمشنر نے اوسے منظور فرمایا کہ موجب شکستہ دلی رعایاے شہر نہو۔ دوسری محرم کو مطابق ۴ ستمبر سامان ضیافت صاحبان عالیشان باہتمام مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان مہتمم امامباڑہ حسین آباد اور محمد پناہ آتشبازہوا ارباب نشاط بسبب عشرہ محرم کے معذور رہے لیکن کچھہ کچھ ہو حاضر ہوے امراے لکھنو بھی بہت حاضر تھے۔

ایام عشرہ بھیر صورت عافیت مین گذرا لیکن شب عاشورہ درگاہ حضرت عباس مین موافق معمول کئی سو آدمی حلقہ زن ہو کر صحن مین صبح تک منتظر نکلنے علم کے رہ کر سینہ زنی کرتے تھے ناگاہ کسی گوئندے نے سرکار مین خبر کی کہ آج رات کو کئی محلے سے لوگ جمع ہو کر بہانہ زیارت علم چاہتے ہین کہ یہان آکر شہر مین بلوہ کردین اس جہت سے بڑا خوف مفتی گنج کے لوگون سے تھا رات بھر سارا دولتخانہ گھرا رہا بڑا بندوبست کیا غرباے مومنین اپنے تعزیے خانے مین خائف رہے بر قندازون نے درگاہ مین بندوبست کیا کہ تھوڑے آدمی صحن مین ماتم کرکے جب چلے آوین دوسرا غول باہر سے جاوے اتفاقاً محلہ مشک گنج کے بہت آدمی جمع ہو کر علم کے ساتھہ آئے چاہا کہ سب داخل صحن درگاہ ہون تھانہ دار نے نرمی سمجھایا جب بیزوری سے جانے کا قصد کیا تفنگ لیا سبکو باہر نکالدیا بہ صورت

مرزا برجیس قدر



*Mirza Birjis Quader,*

حسب معمول علم دو گھڑی رات رہے باہر نکالتے تھے نہ نکالا۔
روز عاشورہ انتظام ہوا کہ سارے شہر کے تعزیے فقط میر خدا بخش کی کربلا مین جاوین اگر دوسری کربلا مین لیجاوینگے شاید بخوبی انتظام نہو سکے اور بازار مین خلاف دستور تل میلہ ہر چیز بکتی تھی عملداری شاہی مین یہ صورت نہوئی تھی اور کسینے سرکار مین ایسے امور کی اطلاع بھی نکی ورنہ عجب نتھا اسکا انتظام بھی ہوجاتا اسی جہت سے ہزارہا مومنین نے بعد دفن تعزیہ اپنے گھر جاکر زیارت عاشورہ پڑھی کسی گوئندے نے کارنگی صاحب سے خبر کی مع کوتوال شہر میر محمود حسینخان کمیدان برادر نسبتی حضور عالم کے گھر مین چلے آئے اسلحہ حرب جو اونھون نے بخوف آبرو کنوئین مین ڈالدیے تھے سب نکلوا کرلے گئے اور ایک اقرار نامہ بھی انسے احتیاطاً لکھوالیا یہ آگ انکی ٹپالن کے سیاہی کی لگائی ہوئی تھی۔
۱۷ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۱۸ ستمبر میجر کارنگی صاحب کپتان ہیز صاحب دو کمپنی لیکر آئے نواب محسن الدولہ کا گھر گھیر لیا اور ایک کاغذ جعل بعلت اتہام بلوائے شہر نواب کو دیا۔
دوسرے دن ہمسن صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس نواب گئے اظہار حال کیا اور بہر صورت رفع خلجان صاحب کیا کہ مین کبھی مدعی سلطنت کا نتھا اور نہ ہون ہر چیز کا ایک قرینہ ہوتا ہی آپ خوب دریافت کر لیجیے اور ایسے مقدمات لاطائل سے کچھہ کیا فائدہ تھا جو عبث عبث اپنی عافیت تنگ کرتا غرض ع رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت۔ پھر صاحب عزت یہ آشوب تازہ دیکھہ کر اپنی عزت کو ڈرتا تھا ایک تو قحط روزی معاش سے عافیت تنگ تھی دوسرے یہ نیرنگی آشوب سے کچھہ نہین پڑتا تھا کہ کیا کرے اور کیونکر عافیت حاصل کرے۔

## باب تیسرا

### ہنگامہ فساد عظیم بلوائے عوام ہندوستان و مقامات خاص و بغاوت نمکحرامان سرکار و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست ناپایدار اجماعی مرزا برجیس قدر وغیرہ

خلاصہ اکنون سخن از کرب و بلا گویم و گریم۔ جب خبر وحشت اثر فساد فوج کمپ میرٹ و ہنگامہ فساد شاہجہان آباد اجینٹ نواب گورنر جنرل سر ہنری لارنس صاحب چیف کمشنر اودھ کو

۱۸۵۷

پہونچی روز شنبہ ۲۱ ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۲۷۳ ہجری کپتان ہیر صاحب کارنیگی صاحب کوتوال شہر مع برقنداز سعادت گنج گئے اور نواب مصطفےٰ علیخان کو پنس مین سوار نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین لے گئے بعد کئی دن کے داخل قلعہ مچھی بھون کیا کسواسطے کہ اس مکان مرزا خورم بخت بہادر سے لیکر مثل قلعہ آراستہ کیا تھا اور ۴۰ ہزار روپیہ بعلت مکان اُنکو دیے تھے اور غربا سے شہر کے جتنے مکانات زیر قلعہ تھے سب کو مسمار کر دیا تھا جا بجا توپین لگی تھین دو توپین بہت بڑی زیر قلعہ گومتی کے پل پر نصب کی تھین حسن باغ مملوکہ نواب محسن الدولہ باجازت فہوا سے لیکر ہموار کیا تھا امراے شہر کو حکم دیا کہ بقدر ضرورت سپاہ اپنی حفاظت کو نوکر رکھ لو سبھون نے تعمیل حکم کیا لیکن شہر مین بنظر مردم جنگ نادیدہ ایک طلاطم پڑ گیا تھا غربا سے شہر اس اضطراب ناگہانی سے اپنی فاقہ کشی اور بیکاری کو بھول گئے اور گرانی غلے سے زیادہ تر موجب ہلاکت ہو گیا تھا کسواسطے کہ ہر قسم کا غلہ اور سامان جنگ لاکھون روپیے کا قلعہ مچھی بھون مین جمع ہو کر غار اور کھتے کھود کر رکھا گیا تھا اور زمین نقب و سرنگ کھود کر جابجا پیپے بارود کے رکھوا دیے تھے اس خیال سے کہ بروقت غلبۂ دشمن انمین آگ دیدینگے نواب مہر افزا محل نواب ممتاز محل بیچ محلے سرا وٹھکر شہر مین بکرایہ جا کر رہین تھین والدہ صاحبہ محل نواب صاحب عالم زردی محل وغیرہ سرا وٹھکر شہر مین ہی تھین دو دن ٹیلیگراف کو مچھی بھون کے کوٹھے بلند پر لگایا تھا کہ فوج بیرون حال اخلاقہ معلوم ہو ۔۔ لاکھ روپیہ خزانہ بیلی گارد سے مچھی بھون مین رکھا تھا صاحبان عالیشان مع عیال فوج گورہ اور برقنداز کوتوالی اور ہندوستانی گولہ انداز نو ملازم اور اکثر قدیم ملازم شاہی پانچ ہزار سے زیادہ جمع ہوے مچھی بھون کی نہر مین پانی بھر دیا لیکن قرب دریا اور رطوبت زمین سے انبار غلہ و اجناس و بارود خراب ہو گئی اس جہت سے ہزارہا روپیہ کا نقصان ہوا آخر خزانہ کو وہانسے پھر بیلی گارد مین لے گئے۔

چیف کمشنر نے کوٹھی رزیڈنٹی و اطراف و جوانب بیلی گارد کی جتنی کوٹھیان تھین سب کے گرد دمدمے باندھکر مثل قلعہ مستحکم کیا اور ہر طرف توپین نصب کین اور دور تک جتنے مکان سامنے تھے سب مسمار کر دیا اور درخت سامنے کے سب کٹوا ڈالے اور سب صاحبان عالیشان نے بیان اطفال ملازمین متوسلین نے وہین مقام امن سمجھکر پناہ لی اور گرد ہر کوٹھی کے نقب دیکر

پیپے باروت کے رکھوا دیے تھے چھ سو تین گورے جنگی چار سو دو صاحب اور اسیقدر بیبیان و اطفال شاگرد پیشہ زنڈی مرد تھے اسلحہ حرب ہر قسم کا کوٹھہ ماہی سے نکلوا کر عموماً سبکو تقسیم کر دیا صاحبان دفتری بھی اسلحہ حرب باندہے تھے قواعد کرتے تھے ہر صاحب محکمہ داخل حصن حصین تھا کچھریان سواے فوجداری سب بند چیف کمشنر کرنیل ویر اور کئی افسر چھاؤنی منڈیاؤن مین رات کو رہتے تھے غلغلہ آمد آمد و تاخت فوج باغی نمکحرام دمبدم پہونچتا تھا۔

ایکدن چیف کمشنر و کمانڈر فوج نے ہندوستانی افسرون کو بلوایا اور بکمال عطوفت اور رحم دلی سے طرح طرح کے نشیب و فراز و حقوق پرورش سرکار اور اونکا اونچی مرتبے سے درجہ اعلی پر ہونا سمجھایا کہ اگر سرکار کے روزگار سے تنگ ہوے ہو تو تنخواہ لو بلکہ اسلحہ حربی جو تمھارے پاس ہا ہے لیکر اپنے گھر چلے جاؤ ہرگز سرکار تم سے کسیطرح کا مواخذہ نکریگی لیکن اون باغی اور سنگدلون نے کسیطرح نمانا ایسا سب پر تسلط شیطان ہو گیا تھا اور بسبب اپنی توہمات باطلہ کے کچھ نسمجھے ہرچند اس شہر مین اپنے زعم ناقص مین بہت سے وارث ظاہری ریاست تجویز کیے اور بہت سے ہاتھ پاؤن مارے لیکن کسی کی جراءت نہ پڑی ایسے توہمات سے سرکار نے کئی وارث مشتبہ شخص کو احتیاط سے اپنی حفاظت مین رکھا تھا فی الحقیقت یہ اونپر احسان کیا تھا اگر باہر رہتے اور فوج باغی کے دم مین آجاتے تو اونکا بھی حال مثل بہادر شاہ یا امراے دلی ہوتا خلاصہ عجیب و غریب معرکہ تحیر افزا عالم آباد پیش ہوا تھا بس معلوم ہوا جسوقت ایسا اتفاق اور سب یکدل ہوجاینگے پھر کسیسے کچھ بن نہ پڑیگا اور یہ امر موقوف مرضی خدا پر ہے جیسی اوسکی مصلحت ہوگی۔

## فساد چھاؤنی منڈیاؤن رجمنٹ ۱۳-۴۸-۷۱-۷-رسالہ ترک سوار

غرض جب حکام عالیشان نظم و نسق شہر و استحکام قلعہ ہاے جدید و دمدمہ وغیرہ سے مطمئن ہوے ہرچند فوج باغی و نمکحرام کو نتہاے نصیحت و پند سے شفقت سمجھا یا کچھ اثر نہوا بلکہ ساعت بساعت شعلہ آتش و فساد تمام ممالک محروسہ ہندوستان مین پھیلا آخر ۔ تاریخ شب شوال مطابق ۳۰ مئی شنبہ ۹ بجے تھوڑی سی فوج گورہ و سوار پنجابی کو حکم تاخت ملا کہ دفعتہً مع اسلحہ حرب کے کوٹھی پر جا پڑین تا سپاہ بیدست و پا ہو جاوے لیکن پیشتر پہونچنے فوج کے تلنگے ہوشیار

ہوگئے اور بند وقین لے کر مقابل توپ ہوے جب توپ چلی یہ موافق قواعد کے زمین پر لیٹ کر توپ پر جا پڑے اور طرفین سے گولے چلنے لگے۔ ساتوین رسالے کے دو سو سوار بھی انکے شریک ہوگئے برگیڈیر ہانڈسن کونپ اوسوقت بھی کس شفقت پدری سے ان نامردونکو سمجھاتے تھے کہ اب بھی تم اپنی حرکت ناشائستہ سے باز آؤ ہمارے حقوق پرورش کو دیکھو اپنی قدر عزت پہچانو تو ایک نامرد نے نسنا آخر گولی ماری زمین پر گر پڑے بعد ایکساعت کے دو تین اور صاحب بھی مجروح ومقتول ہوے کچھی بھون مین پھر آئے چیف کمشنر اوسوقت گرجے چھاؤنی مین کھڑے ہوے تھے خدا نے اپنے گھر کی برکت سے گولے سے بچایا لکھنؤ تشریف لائے۔

اس عرصے مین سپاہی چھاؤنی مین ہر طرف پھیلے بنگلون کو آگ لگانا شروع کی سب انگریز چلے اسباب بنگلون کا لوٹا اوس لوٹ مین وہان کی رعایا بھی شریک ہوگئی تین ساعت تک یہ ہنگامہ رہا اور دو پٹالین طیار ہوکر فقط تماشا دیکھا کین اس پلٹن کے شریک محاربہ نہو مین جتنی فوج چھاؤنی مین تھی سب مین پیشتر سے قسمیہ ہوچکی تھی کہ تین سو سوار بیرون شہر نا کہ چار باغ سے پہونچے اور ان باغیون پر جا پڑے یہانتک کہ وہ سب سراسیمہ ہوکر بدحواس قیام الدولہ عرف چنبٹی کے تالاب پہونچے جہانتک طاقت رہی بھاگتے چلے گئے پیچھے پھر کر نہ دیکھا توپین ریت مین چل نسکین رہ گئین اور خزانہ جتنا کوٹھون مین تھا تلنگون نے لوٹ کرا پنی توسدان بھر لیے تالاب پر پیاسے ہوے مصری وقند جو بنگلون سے لوٹا تھا خوب گھول کر شربت پیا پھر وہان سے سیدھا رستہ دلی کا لیا فوج سرکار نے بھی زیادہ پیچھا نہ کیا خاطر جمع تھی کہ کہان جائینگے راہ سے توپین لیکر چھاؤنی مین آکر اا۔ توپین فتح کی سرکین۔

اس عرصے مین مفسدین وکوتاہ اندیش شہر نے طرفہ ہنگامہ برپا کیا اور مستعد شریک سپاہ باغی ہوے چنانچہ محلہ منصور نگر سعادت گنج مشک گنج سے نشان محمدی اوٹھا کر عیش باغ مین جمع ہونا شروع کیا اور رسیکڑون نے چھاؤنی کی راہ لی کہ ہم فوج کے جا کر شریک ہون جب خبر سب کے بھاگنے کی سنی ہر طرف اپنی راہ لی

منجملہ متمردین اجل برسر آغا مرزا ایک شخص مشہور کمبل پوش جو بسفارش حضور عالم بادشاہ کے ذرہ پوش لفظ مین نوکر ہوا تھا سب سے زیادہ اجل اوسکی دامنگیر ہوگئی تھی کہ اوسدن صبح سے ہر طرف سے لوگون کو

غیرت دلا کر برانگیختہ کرتا تھا ہرچند ایک ہفتہ پیشتر ایک خدا ترس نے اوسے درد دل سے سمجھایا
تھا کہ خبردار زنہار تم کبھی ایسی حرکت نکرنا کبھی تم سے نہ بن پڑیگی سوا اسکے کہ تم بذلت مارے جاؤ
لیکن اوس پر شیطان سوار تھا کب سنتا تھا اور یہی کہتا تھا جو کچھہ ہوگا آپ بھی دیکھ لیجیئے گا خلاصہ
انکے ہمسایے منشی [illegible] مترجم دفتر گبنس صاحب فینینشیل کمشنر اودھ رہتا تھا اوسوقت وہ
اپنے برآمدے پر بیٹھا ہوا تھا انکو متردد دیکھکر کہا آغا مرزا آج کس ہنگامہ فساد کی فکر میں پھر رہے ہو
ہمارے واسطے یہ عبث بحث ہے تمہارا گمان غلط ہے کچھہ تم سے نہو سکیگا آغا مرزا نے جواب
درشتی دیا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایک کتا آغا مرزا کا صاحب نے مار ڈالا تھا صاحب نے بھی جواب
سخت دیکر گولی چلائی گولی خالی گئی آغا مرزا اور اوسکے ساتھیوں نے گھر میں گھسکے اوسے مار ڈالا گھر کا
اسباب لوٹ لیا یہ پہلی بسم اللہ ہوئی چھوٹے خان ایک رنگ ریز ساکن دوگانوان اور
عوض علی وغیرہ کے بدمعاش اور ایسے ہی بہت سے سرشورے شامل کیے گئے۔

غرض عیش باغ میں جب تخمیناً پندرہ سو آدمی جمع ہو چکے نشان محمدی اوٹھا کر چوک کو چلے
اور نواب آصف الدولہ کے امام باڑے کی زیر دیوار ہو کر گاؤ گھاٹ کی راہ پر چلے راہ میں مجاہدین
غل مچاتے ہوئے مجمع عام سے گذرے انمیں سے دو سو بصورت سپاہ مسلح باقی کسی کے پاس تلوار
کسی کے پاس صرف لاٹھی اکثروں کے پاس بانس کے ٹکڑے بازار میں جب دوکان سے چاہا
جو چیز اوٹھالی دوکاندار بسبب کثرت کے منہ دیکھکر رہ گئے جس مرد آدمی کو دیکھا جہاد کی ترغیب
دینے لگے اکثر آپس میں گالیاں دیتے ہنستے ہوئے جاتے تھے برقنداز جو پہرے پر تھے اونسے ہتھیار
چھین کر آپس میں بانٹ لیے میجر کارنیگی محمود خان کوتوال امام باڑے میں تھے چاہا کہ حسین آباد
تک پہنچنے پاوے اگر انھیں روک کر سزا دین مگر پھر تامل کیا۔

غرض عیش باغ سے دوپہر جب شہدے بے سروپا قریب چھاؤنی پہونچے وہاں کیفیت تلنگوں کے بھاگنے
کی سنی شدت حرارت سے سب پیاسے ہوئے جان پر آبنی حواس باختہ ہوئے بعض کی صلاح
ہوئی موسی باغ چلو آخر گاؤ گھاٹ اوتر کر حسین آباد آئے دوکانوں سے ترکاری لیکر کھانی
شروع کی تلنگے جو متعین حسین آباد تھے نرمی سے سمجھانے لگے کہ یہاں نہ ٹھہرو چلے اپنے گھر
چلے جاؤ یہ اجل گرفتہ اون سے بھی بدرشتی پیش آئے تلنگوں نے برگیڈ میجر کو خبر کی وہ افسر

رحمدل تھے حکم دیا خالی بندوق سے دھمکاؤ بھاگ جائیں گے ان نامردون نے اونپر یورش کیا
تلنگون نے پیچھے ہٹ کر ایک باڑھ ماری مجروح ہوے مقتول ہوے باقی سب بھاگ گئے پھاٹک
حسین آباد کا بند کر لیا آغا مرزا اس قافلے سے پیچھے رہ گیا تھا بندوق کی آواز سنکر جلد آیا اور
پھاٹک کھول کنارتالاب جا پہونچا قرابین ماری اتفاقاً ایک گولی شانے پر دوسری سینے پر
پڑی یا حواس پھر کر پھاٹک بند کیا اور کہا میرا کام تمام ہو چکا اور زخم کو اپنی چادر سے باندھ
کہین چھپ رہا سب بھاگے اس عرصے مین برقنداز بھی آکر تلنگون کے شریک ہو گئے اتفاقاً
تھانہ دار کی سازش سے کسی برقنداز مرزا مہدی چھوٹے بھائی حکیم آغا علیخان کے دروازے پر
گئے وہ وہان کھڑے تھے باتہام اجماع بدمعاش زیر تیغ خون ناحق کیا۔
وہ دن دو رات تک ناکجات تمام شہر اس فساد کی جہت سے خالی ہے تیسرے دن صبح کو کاٹنگی
کرتوال شہر منصور نگر سعادت گنج مین تحقیقات مفسدین کو آئے اکثرون کو گرفتار کیا لیکن طالب یارخان
وغیرہ بانی مبانی مفسدین نکلے آغا مرزا بھی پکڑ آئے اور ایک صوبہ دار پٹالن منفرور بجو رخصت
اپنے گھر گیا تھا سید نا طمینان داخل چھاونی ہوا چاہتا تھا اپنا اسباب لیکر چلا جاؤن غرض
پہلے دن شام کو صوبہ دار اور شیخ کو بھی بھون سے باہر لائے دروازے کے جلو خانے مین پھانسی
دی ایک حلقہ برقنداز دوسرا گورون کا حلقہ محیط چوب پھانسی ہوتا تھا اور اونکے افسر کھڑے
ہوتے تھے باقی ہزارون تماشا بین جسطرح زیر اکبری دروازہ بروقت گردن مارنے کے جمع ہوتے
تھے دوسرے دن عوض بیگ آغا مرزا کئی تلنگونکو پھانسی دی عوض بیگ نے کہا مین عیسائی ہوتا
ہون پھانسی نہ دو نہ سنا اپنی سزاے اعمال کو پہونچا غرض چودہ آدمی پھانسی دیے گئے باقی قیدتکو
تحقیق کرکے چھوڑ دیا اوسکے بعد منادی ہوئی کہ اب سرکار نے غافلین کی تقصیر سے درگذر کرکے
معاف کیا آئندہ کوئی قصور ایسا نہ کرے۔
پھر اہل فوج کے واسطے متواتر اشتہار ہوے کہ ہمنے اون سپاہیون کو نسل اولاد کے پرورش کیا
تعلیم و تربیت سے محروم تھے آدمی کام کا بنایا دون مرتبے سے اعلی مرتبے پر پہونچایا عزت دی
داخل شورلے کیا اونھون نے اپنی فہم ناقص و زعم باطل سے حقوق سرکار کو ضایع کیا برسر فساد
بیجا ہوے مرتکب آبروریزی صاحبان جلیل الشان و عورات و اطفال بیگناہ کے باعث قتل ہوے

بہت جلد اپنی سزاے کردار اعمال کو پہونچین گے فوج ولایتی جو مندر اس سے بندر بوشہر کو سمت ایران گئی تھی عنقریب سرکوبی مقہورین کو پہونچتی ہے یہ پندار غلط نکرین کہ سرکار مین قلت فوج ہے دوسرے اشتہار مین یہ تھا کہ سرکار نے مواخذہ سپاہ سے درگذر کیا لازم ہے کہ فوج بدستور سابق اپنے کام مین مستعد و سرگرم رہے آئندہ ایسے امور لاطائل کا خیال نکرے اور اگر روزگار منظور نہو بسلامت ہر ایک ڈاک مین اپنے اپنے گانون چلا جاے کفالت خرچ راہ سرکار سے ہوگی اور کوئی شخص لفظ نمکحرام مفسد باغی وغیرہ نسبت اونکے اپنی زبان سے نہ نکالے ورنہ مجرم سرکار ہوگا۔

مگر افسوس ہے ان نمکحراموں نے اپنی قدر ریخانی سرکار کی اس عطوفت قدردانی پرورش کا کچھ خیال نکیا آخر جہنم واصل ہوے اونکے ساتھ غرباے شہر بھی مفت برباد ہوگئے عزت و آبرو نرہی اور سرکار کے حکم اشتہار پر کسی نے اعتبار بھی نکیا جانتے تھے کہ مصلحت وقت سے یہ حکم ہوا ہے خاطر جمع ہے کہ ہمارے ملک سے کہان جائین گے ہم سمجھ لینگے یہ بھی سچ ہے حاکم سے کیا چارہ

نواب رکن الدولہ محمد حسنخان مرشدزادہ جنت آرامگاہ کنار شہر قریب دولتخانہ مہتاب باغ مین گوشہ عافیت سمجھکر رہتے تھے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے اونھین سوار کرکے مچھی بھون میں رکھا اونکے سپاہیون سے ہتھیار لیے پھر داروغہ سے اسلحہ خاص لیکر رسید دیکر چلے آئے اور نواب سے کہا کہ ہمنے یہ امر از راہ مصلحت کیا ہے آپ کو کسیطرح کی تکلیف نہو گی۔

دوسرے دن مرزا حیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ پوتے مرزا سلیمان شکوہ کے گھر کارنیگی صاحب کوتوال مع برقنداز گئے پہلے ہتھیار جو کچھ تھے لیے اور سوار کرکے امام باڑے مین لائے پھر داخل قلعہ کیا اور نواب وزیر مرزا مرزا کیوان جاہ کے بیٹے کو مہمان امام باڑہ کیا علت ظاہری یہ مشہور ہوئی کہ انکا سالا نہیں بیگ اہل بلوہ تھا انکے گھر مین چھپ رہا تھا جب انسے پوچھا انھون نے کہا مجھے معلوم نہین اتفاقاً از راہ نادانستگی اوسیوقت انکے گھر سے نکلا گوئندہ نے بتا دیا اور سب ہتھیار انکے بھی گھر سے لے گئے نواب سلطان عالیہ انکی پھوپھی نے مثل مادر شفیق پرورش کی تھی سرکار مین بہت داد و بیداد کی کھانا نہ کھایا اوسکی صبح کو کوتوال کو نواب ممتاز الدولہ نے ایک جوڑی ہنچہ کی اور کچھ اور بھی دیا وہ کارنیگی صاحب کے پاس گئے دو دن کے بعد بڑی جد و جہد و خرچ سے نجات پیدا ہوئی بسلامت گھر آگئے۔

راجہ تلسی پور کے اور تعلقداران ملک اودھ کہ چوراسی کوس مربع ہے یہ سب راج زیر دامن کوہ متصل عملداری نیپال واقع تھا نجیال دوراندیشی یہ بھی بلا کے بحکمت عملی محصور اس مقام کے کیے گئے بلکہ یہین فوت ہوے اور رانی باغی ہوگئی اور وہ راج اب مہاراجہ سر جنگ بہادر جی سی ایس آئی والی بلرام پور کو کہ پیشتر سے ہی حق ملنے لینے تھے بجمیع حقوق مل گیا اور علاقہ بانسی او سمین سے والی نیپال نے لیا۔

## ہنگامۂ فساد شاہجہان پور وغیرہ وغیرہ ازروے اخبار

غرض جب خبر انتقام پاداش سرکار فوج باغی کی پھانسی دینے کی جابجا ہر چھاؤنی مین مشہور ہوئی سب کو پاس گلی اپنی زندگی سے ہوئی آتش کینہ و فساد و فتنہ مشتعل ہوئی اور ہر چھاؤنی مین نئے ڈھنگ سے فتنۂ تازہ برپا ہوا اور صاحبان عالیشان کا چارہ علاج ہر طرح سے بند ہوا اب باغیان سرکش مستعد اپنے انتقام لینے پر ہوے یہ احوال مختلف ہر چھاؤنی کا بعد اختتام معرکہ ہر صاحب ضلع نے لکھوایا ہے غالب ہے کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہے لیکن لکھنؤ مین جہان جہان سے فوج باغی آکر جمع ہوئی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سلسلۂ کتاب کے واسطے لکھا۔

شاہجہان پور مین جب بلوہ ہوا سب صاحب فوج و نظامت جمع ہو کر ایک بنگلے مین آئے اور مستعد ہوے فی الحقیقت جو حق مردانگی تھا ادا کیا جب پاے استقامت نہ رہا مضطربانہ سمت علاقہ پوایان راجہ جگت بخش کے پاس چلے گئے قامہ مین اور بعض صاحب ہر جہہ و قسمہ کی طرف چلے گئے اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ رکتس صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کا بیٹا اسی فساد مین مارا گیا جب باغیون نے میدان خالی پایا زر نقد خزانہ خوب لوٹا اوسکے بعد اسباب جو کوٹھی اور کچہری کے بنگلون مین تھا لوٹ کر آگ لگادی اسمین رعایاے شہر قوم پٹھان اجل گرفتہ شریک ہوگئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے ایمان سے سمجھے جو صاحب مقدور عزت دار پٹھان تھے وہ حاکم بن بیٹھے کل کی پاداش کی خبر نہی اور بظاہر اپنے مذہب و ملت کے خدا اور رسول پر افترا کرکے صورت جہاد نکالی کہ عوام اس جال ایمانی مین جلد پھنس جاینگے۔

محمدی مین فقط دو کمپنی مین ۲ سوار تھے اونھون نے راہ سیتاپور کی لی یہان ۴۱ پلٹن
ایک رسالہ تھا۔ ایک صاحب کا نوکر نقل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کمان
افسر کو چٹھی دی صاحب نے اوس سے کہا لکھنؤ مین فساد ہوا تم میمصاحبہ کو فلان صاحب کے پاس
پھونچا دو حسب الحکم مع میمصاحبہ اوس صاحب کے پاس پھونچا اونھون نے قبول نکیا ہو آخرت
دیا میمصاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیون ایسی باتین کین جنسے
یہ نوبت پھونچی کہا ہم حکم سرکار سے مجبور ہین بہرحال کارتوس سپاہیون کو تقسیم کرینگے۔

صبح کو فوج سب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا ہم نے خزانہ سرکار تمھین بخشا لو اور ہمارے
دشمنون سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دوسری پلٹن سے ہوئی وہ پیشتر سے ہم قسم و اتفاق
کر چکے تھے فوراً بھڑ پڑے اور اپنے افسرون کو زیر تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آتشزنی ہوے اس شقاوت
نصاوت قلبی سنگدلی بیدردی بیرحمی کا بیان یا عورات بیگناہ اور اطفال خردسال سے سلوک کیا کس
زبان سے بیان ہو سکے اور کیونکر تحریر کیا جاسے کپتان انڈرسن نے اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ مین
لکھا ہے واللہ باللہ ایک صاحب کا لڑکا ۴ برس کا حالت اضطرار مین معلوم نہین کسطرح اپنے
مان باپ سے چھٹ کر ایک بنگلے مین رہ گیا دو دن اور دو رات ہر کمرے مین گھبرا کر جاتا تھا کبھی
ماما کبھی پاپا کہکر چلاتا تھا جب طاقت نرہی غش کھا کر ایک کمرے مین گر پڑا اتفاقاً تیسرے دن
ایک نامرد ازلی لوٹ کو داخل ہوا جب نظر اوس ملعون کی اوس بیچارے پر پڑی لوٹ بھول گیا ایک کندہ
بندوق اوسکے سر پر مارا جان بحق ہو گیا بس یہ ملعون میجر سپاہ سے کہتا تھا کہ مین نے ایسا
کام کیا ہے اسیطرح اور کئی نامرد بیان کرتے تھے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

غرض بیبیونکی یہ نوبت پھونچی کہ بھوکی پیاسی پابرہنہ کپڑے پھٹے ہوے گرد آلود بعض مجروح
گودی مین بچہ لیے جسطرف چاہا چلین نہ راہ سے واقف جہان آدمی دیکھا خوف جان تھا سے
راہ جنگل کی لی صاحبان عالیشان کا یہی حال تھا اگر کسی گانون مین بیبیان اس خراب حالت
سے پھونچین زمیندار نے رحم کھا کر رات کو اپنے گھر مہمان کیا جو حاضر تھا حاضر کیا صبح کو ہاتھی پر
سوار کرکے پانسی ساتھ کر لکھنؤ پھونچا دیا بعض صاحب وہان سے جنگل مین ہو کر گورکھپور چلے گئے
وہان سے بنارس پھونچے بعض کئی دن تک زمیندارون کی گڈھیون مین چھپے رہے۔

راجہ تلسی پور کے اور تعلقداران ملک اودھ کہ چوراسی کوس مربع ہے یہ راج زیر دامن کوہ
متصل عملداری نیپال واقع تھا بخیال دور اندیشی یہ بھی بلا کے بحکمت عملی محصور اس مقام
کیے گئے بلکہ یہین فوت ہوے اور رانی باغی ہو گئی اور وہ راج اب مہاراجہ سر دگبجے سنگہ
کے سی ایس آئی والی بلرام پور کو کہ پیشتر سے یہی حق اعلیٰ لیتے تھے بجمیع حقوق مل گیا اور
باقی کا وہ سمین سے والی نیپال نے لیا۔

## ہنگامۂ فساد شاہجہان پور وغیرہ وغیرہ از روے اخبار

غرض جب خبر انتقام پاداش سرکار فوج باغی کی پھانسی دینے کی جابجا ہر چھاؤنی مین مشہور
ہوئی سب کو یاس کلی اپنی زندگی سے ہوئی آتش کینہ و فساد و فتنہ مشتعل ہوئی اور ہر تازہ
مین نئے ڈھنگ سے فتنہ تازہ برپا ہوا اور صاحبان عالیشان کا چارہ علاج ہر طرح
بند ہوا اب باغیان سرکش مستعد اپنے انتقام لینے پر ہوے یہ احوال مختلف ہر چھاؤنی کا
اختتام معرکہ ہر صاحب ضلع نے لکھوایا ہے غالب ہے کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہو لیکن ہم کو
مین جہان جہان سے فوج باغی آکر جمع ہوئی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سنانے
کے واسطے لکھا۔

شاہجہان پور مین جب بلوہ ہوا سب صاحب فوج و نظامت جمع ہو کر ایک بنگلے مین آئے
اور مستعد ہوے فی الحقیقت جو حق مردانگی تھا ادا کیا جب پاے استقامت نرہا مضطربانہ ہمسر
علاقہ پوایان راجہ جگت بخش کے پاس چلے گئے قلعہ مین اور بعض صاحب ہر قصبہ و قریہ
کی طرف چلے گئی اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ رکٹس صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کا بیٹا اسی فساد
مارا گیا جب باغیون نے میدان خالی پایا زر نقد خزانہ خوب سا لوٹا اوسکے بعد اسباب جو
اور کچہری کے بنگلون مین تھا لوٹ کر آگ لگا دی ہمین رعایا سے شہر قوم پٹھان اجل کی
شریک ہو گئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے ایمان سے سمجھے جو صاحب مقدور عزت دار تھا
وہ حاکم بن بیٹھے کل کی پاداش کی خبر نہ ہی اور بظاہر اپنے مذہب و ملت کے خدا اور رسول
کر کے صورت جہاد نکالی کہ عوام اس جال ایمانی مین جلد پھنس جاینگے۔

چھاؤنی مین فقط دو کمپنی مع ۲ سوار تھے اونھون نے راہ سیتاپور کی لی یہان ۴ پلٹن ایک رسالہ تھا۔ ایک صاحب کا نوکر نقل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کمان افسر کو چٹھی دی صاحب نے اوس سے کہا لکھنؤ مین فساد ہوا تم میمصاحبہ کو فلان صاحب کے پاس پہونچا دو حسب الحکم مع میمصاحبہ اوس صاحب کے پاس پہونچا اونھون نے قبول نکیا جواب سخت دیا میمصاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیون ایسی باتین کین جنسے یہ نوبت پہونچی کہا ہم حکم سرکار سے مجبور ہین بہرحال کل تو سپاہیون کو تقسیم کرینگے۔

صبح کو فوج سب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا ہمنے خزانہ سرکار تمھین بخشا لو اور ہمارے دشمنون سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دوسری پلٹن سے ہوئی وہ پیشتر سے آپسمین قسم و اتفاق کر چکے تھے فوراً بھڑ پڑے اور اپنے افسرون کو زیر تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آتشزنی ہوے اس شقاوت نصاوت قلبی سنگدلی بیدردی بیرحمی کا بیان یا عورات بیگناہ اور اطفال خردسال سے سلوک کیا کس زبان سے بیان ہوسکے اور کیونکر تحریر کیا جاے کپتان انڈرسن نے اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ مین لکھا ہے واللہ باللہ ایک صاحب کا لڑکا ۴ برس کا حالت اضطرار مین معلوم نہین کسطرح اپنی مان باپ سے چھٹ کر ایک بنگلے مین رہ گیا دو دن اور دو رات ہر کمرے مین گھبرا کر جاتا تھا کبھی ماما کبھی پاپا کہکر چلاتا تھا جب طاقت نرہی غش کھا کر ایک کمرے مین گر پڑا اتفاقاً تیسرے دن ایک نامرد ازلی لوٹ کو داخل ہوا جب نظر اوس ملعون کی اوسپر پڑی لوٹ بھول گیا ایک کندہ بندوق اوسکے سر پر مارا جان بحق ہوگیا بس یہ ملعون میجر سپاہ سے کہتا تھا کہ مین نے ایسا کام کیا ہے اسیطرح اور کئی نامرد بیان کرتے تھے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

غرض بیبیونکی یہ نوبت پہونچی کہ بھوکی پیاسی پابرہنہ کپڑے پھٹے ہوے گرد آلود بعض مجروح گودی مین بچہ لیے جسطرف چاہا چلین نہ راہ سے واقف جہان آدمی دیکھا خوف جان سے راہ جنگل کی لی صاحبان عالیشان کا یہی حال تھا اگر کسی گانون مین بیبیان اس خراب حالت سے پہونچین زمیندار نے رحم کھا کر رات کو اپنے گھر مہمان کیا جو ماحضر تھا حاضر کیا صبح کو ایک چھکڑے پر سوار کر کے پالکی ساتھ کر لکھنؤ پہونچا دیا بعض صاحب وہان سے جنگل مین ہو کر گورکھپور چلے گئے وہان سے بنارس پہونچے بعض کئی دن تک زمیندارون کی گڈھیون مین چھپے رہے۔۔

کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد اونکا بنگلہ کنار دریا تھا اوسوقت معرکے مین مع میم صاحبہ گھوڑے پر سوار ہو لکھنؤ چلے پیچھے سے تلنگون نے بندوق ماری زمین پر گر پڑے میم صاحبہ دوڑ کر صاحب کی نعش سے لپٹ گئین دفعتاً انپر بھی گولی پڑی اپنے خاوند سے جا ملین ایک صاحب نے اپنے بنگلے مین پناہ لی بندوق و دشمنون کو کمرے سے مارا کیے جب گولی باروت ہو چکی گھوڑے پر سوار ہو لکھنؤ چلے تھوڑی دور جا کر گولی سے وہ بھی زمین پر گر پڑے ایک میم صاحب جمال سراسیمہ بنگلے سے باہر نکلی چپراسی سے پوچھنے لگی ہمارا صاحب کہان ہے ناگاہ ایک تلنگے نے گالی دیکر ایک لاٹھی ماری دفعتاً ایک سوار دوڑ کر آیا اونھین اپنے گھوڑے پر سوار کر جنگل کو چلا گیا پھر اوسکا حال معلوم نہوا کہ وہ کہان گئی۔

دو صاحب رات کو ایک زمیندار کے مھمان ہوے پانی پیا خشک روٹی کھائی کہنے لگے تین میم ہمسے چھٹ کر تمھارے گانون مین آئی ہین تلاش کرو چوکیدار اونکو ڈھونڈھ کر ایک دھوبی کے گھر سے لے آیا لیکن اس عرصے مین صاحب گھبرا کر لکھنؤ کو چلے گئے بیبیان چوکیدار کے ساتھ بہزار خرابی لکھنؤ پھونچین اکثر میم مجروح نیم جان چھکڑون پر سوار بھوکی پیاسی اس شدت گرما مین لکھنؤ پھونچ جاتی تھین لاکن زبان طعن خوب لارنس صاحب پر کھولتی تھین۔

فوج باغیہ نے خزانہ سرکار سے ۳-لاکھ ۱۲۰ ہزار روپیہ لیا اوسمین سے کچھ رعایا کے بھی ہاتھ لگا بعد اسکے کدارناتھ و میر فدا حسین کمیدان کو حاکم خیرآباد کر کے حکم دیا کہ بدستور زبان تم مستعد و سرگرم کار سرکار پر رہو بروقت ضرورت ارسال رسد غلے سے غافل نرہنا۔

**فیض آباد**- پہلے دو کمپنی تلنگہ اعظم گڈہ سے ٹانڈے پھونچی پھر گورکھپور جونپور سے بھی پلٹن آئی اس ہنگامے سے دو دن پیشتر گولڈنی صاحب کمشنر مع اور حکام نے ہندوستانی افسران فوج کو بلوا کے سمجھایا کہ اگر ہمارا مارڈالنا منظور ہے بسم اللہ لیکن اس سے تمھین کیا فائدہ ہوگا اپنا مطلب ولی ہمسے مفصل کہو عرض کی ہم تابعدار سرکار ہین لیکن ہم سپاہ سے مجبور ہین اگر ہم سمجھائین گے پہلے ہمین مارڈالین گے بہتر ہے حضور خود اونھین بلوا کر سمجھائیے جب سپاہ بھادر آئی سب طرح سے سمجھایا لیکن اونپر تسلط شیطان تھا اور خون ناحق مین سرشار ہو چکے تھے جواب بے ادبانہ سخت دیکر چلے گئے سرکار کے عہد و میثاق پر راضی نہوئی۔

اوسکی صبح سب صاحب اور میم کوٹھی دلکشا مین جمع تھین ایک کمپنی سو سوار چھاونی سے آئے ایک جمعدار و تلنگے سب کے سامنے آکر کہنے لگے صاحب خزانہ کہان ہے ہمین کنجیان دین صاحب خزانے نے پھینک دین کہا ہمین تم خود گنکر روپیہ دیدو صاحب خزانہ اونکے ساتھ گئے تین لاکھ ۳۰ ہزار گنوا کر توڑے دیدیے صاحب نے کہا ہمین سے ہمین خرچ کو ۵ ہزار دیدو برکات احمد رسالہ دار نے کہا ۳۰ دیدو باقی سب کراینچی پر رکھ چھاونی لے گئے۔

پھر ایکدن کمشنر صاحب اور حکام مع صاحبان فوج و میم صاحبات باتفاق چھاونی گئے افسران ہندوستانی سے فرمایا ہم سب موجود ہین مارڈالو یا نکالدو سب افسر راضی ہوے کشتیونپر سوار ہوکر چلیے یہ خبر بسلامت نکالدینے کی سپاہ باغی نے سنی جو اعظم گڈہ وغیرہ سے آکر کنار دریاے زیر ٹانڈہ رہی تھی اور فوج فیض آباد سے کہلا بھیجا کہ تمنے ان سبکو جانے دیا ہم پہلے تم سے مقابلہ کرینگے غرض جب کشتیان ٹانڈے پہونچین وہی تلنگے دوڑ پڑے کمشنر لکھنؤ تمنچہ مارکر دریا مین کود پڑے مرگئے۔ اونکا سگ باوفا بھی اونکے ساتھ دریا مین کود پڑا مرگیا واہ ری وفاداری میم صاحبہ بھی ڈوب گئین باقی اور صاحبون سے مقابلہ ہوا مارے گئے دوسری کشتی دوسرے کنارہ کچہار مین تھی کرنل پٹالن بول مع میم صاحبہ اور کئی لڑکے لیکر کنارے اوتر کر راہ ہر کے کھیت مین بیٹھہ رہے پھر وہان سے میر محمد حسنخان ناظم کو خبر بسلامت پہونچی اسکا ذکر قابل بیان ہے آگے آئیگا۔

احمد اللہ شاہ فقیر رہنے والا مندراج یا دکن کا کئی برس سے لکھنؤ مین گھسیاری منڈی مین رہا کرتا تھا مشہور نقارہ شاہ اتفاقاً کسی ارادے سے فیض آباد گیا سرا مین اوترا تھا کسی ہمنداز سے فساد کیا تھا قید ہوکر بول کی پلٹن مین تھا لیکن اپنے جذب جنون سے الفاظ شدنی اور لفظ قتل و غارت بکا کرتا تھا جب ہنگامہ ہوا سپاہ نے فقیر سمجھکر چھوڑ دیا پہلے فوج نے چاہا کہ اسے اپنا افسر کرین ہمارا سرپرست ہو لیکن اسکی باتون سے ڈرے کہ ہندو سے بہت بیزار و نفرت رکھتا ہے اکثر انتقام ہنومان گڈھی کو بھی کہتا ہے مبادا اسکی جہت سے پھر ہندو مسلمان مین صورت فساد نکلے اس جہت سے افسر نکیا بعد اسکے مرزا عباس پوتے نواب شجاع الدولہ کو تجویز کیا بسبب سن پیری کے وہ بھی نہ ٹھہرے اسکے بعد جب کوئی نہ ٹھہرا حکومت فیض آباد راجہ مانسنگھ کو دیکر لکھنؤ چلے۔

**سلطان پور** - ۱۵ رسالے مین کرنل فشر صاحب تھے سید برکات احمد رسالدار نے پہلے اونہون نے صاحب سے عرض کیا جہان آپ فرمائین ہم آپ کو بسلامت پہونچا وین پھر ہمسے کچھ نہو سکیگا نمکحرام ہو جائینگے سپاہ پر ہمارا اختیار و حکومت نہوگی صاحب جلیل القدر نے خلاف شرافت و شجاعت سمجھکر اسے قبول نکیا آخر اپنے بنگلے مین نامردون کے ہاتھہ سے مارے گئے اور مرتے کہتے رہے کہ اگر تم بہادر ہو ایک بندوق ہمین دو پھر تماشا اپنی بہادری کا دیکھو کسی نے نسنا ایک آیہ چھوٹے لڑکے کو گود مین لیے جاتی تھی ایک نامرد سوار نے گود سے گرا کر برچھی کی انی سے چھید چھید مار ڈالا پھر چھاؤنی مین آگ لگا دی ہر بنگلے کو خوب لوٹا -

بہت سے مسلمان اس رسالے کے اپنے تعصب مذہب کے باعث خون مولوی سید امیر علی آنجہانی ناظم کی تلاش مین رہے نپایا وہ جہان بچا کر رودولی مین جا کر چھپے مرزا حیدر مرزا ئی اونکے دونون بھائی جان بچا کر لکھنؤ آئے یا فیض آباد مین رہے اسکے بعد رسالہ فیض آباد آیا -

راجہ بھیرائچ قید تھا اس ہنگامے مین بھاگ کر اپنے ملک گیا کئی ہزار گنوار نوکر رکھے صاحب کمشنر نے سبب نگاہداشت پوچھا کہا تحصیل مین سرکار سے معاف ہو جائے یا فوج تحصیل کو ملے ورنہ زمیندار مالگذار روپیہ کیونکر دینگے صاحب منکر چپ ہو رہے -

علاقہ سلون مین کرنل بیرو صاحب مع اور حکام فوج مین گھر گئے تھے راجہ ہنونت سنگہ راجہ کالاکانکر وغیرہ اونھین اپنی حفاظت مین لے گئے اپنی گڈھی مین رکھا ہر چند وہ بدل تشفی صاحب موصوف کرتے مگر صاحب بمقتضائے تا آخر وقت خائف رہے آخر بسلامت تمام الہ آباد مین پہونچے اپنی رسید راجہ کو بہ شکرگزاری سے بھیجی اسی حسن خدمت سے راجہ داخل زمرہ خیرخواہان سرکار ہوے اگرچہ وقت داخلہ فوج اونکا جوان بیٹا مارا گیا ہی تعجب کہ ناصر علی تعلقدار زمیندار علاقہ سلون کے نائب غدر کیا اور چپڑاسی متعینہ نے خزانہ سرکار لیا زمینداروں نے مال سرکار سمجھکر مقابلہ کیا طرفین سے قریب ۶۰ آدمی مجروح و مقتول ہوے -

بھیرائچ مین فوج باغیہ خون ناحق صاحبون سے درگذری لیکن زمینداروں نے راہ مین آخر رمع دو تین پلٹن کے اتفاق کیا او خزانہ لیکر داخل فیض آباد ہوئین -

ناظم ہر چھاؤنی مین فساد رستہ نیا رنگ پیدا کیا تھا او زمیندار مالگذار تمام ممالک محروسہ نے

راہزنی اختیار کی تھی بجاے خود حاکم ہو بیٹھے تھے ردولی مین تحصیلدار کو مار ڈالا کاظم حسین خان
کنبوہ تحصیلدار موہان بھاگ کر ملیح آباد چلے گئے اپنی حکمت عملی سے آپ بھی بچے کپتان وسٹن
صاحب کو بھی بچایا خزانہ سرکار بیلی گارد مین پہونچایا فی الحقیقت بڑا کام خیرخواہی کا کیا لیکن
بعد رفع ہنگامہ فساد کے اونکو پنشن نہ ملی شاید اس جہت سے کہ زمان برجیسی مین وہ وکیل
پیشواے بٹھور رانا راؤ کے ہوکر دربار لکھنؤ مین حاضر رہتے تھے یا اپنے بچاؤ کی صورت نکالی تھی
خود کہتے تھے کہ مین پرچہ اخبار سرکار کو لکھتا تھا چنانچہ کرنل چمبرلین صاحب نے اسکی تحقیقات
کو ولایت مین ریسٹن صاحب کو لکھا اوسکا جواب آیا مگر کچھ اونکے مفید نہوا اکثر مقام پر تھانہ دار
مارے گئے نمبردار جدید سے زمیندار قدیم نے اپنی زمین چھین لی اور درپے انتقام یکدگر ہوے

## کپتان ہنیر صاحب اور کپتان فیبر صاحب کا مارا جانا

کپتان ہنیر صاحب ملٹری سکرٹر کپتان فیبر صاحب نے ازراہ جوانمردی و تہوری نمکحلالی سرکار
جان کر والنٹر یعنے ہمراول لشکر ظفر پیکر ہوکر چار سو سوار رسالہ کپتان گال صاحب ایکرستہ براہ
اضلاع غربی کے واسطے لکھنؤ سے روانہ ہوے مین پوری سے جب رسالہ دوراہے پر پہونچا
کمان افسر نے حکم دست راست جانیکا دیا سوار ٹھہر گئے دوبارہ حکم دیا نہ چلے آخر ایک صوبہ دار
مقابل صاحب آیا گالی دیکر تینچہ مارا امان خان صوبہ دار میجر صف سے نکل کر اوس سے کہنے لگا
تو نے میرے افسر کو مارا ہین تیرے افسر کو مارتا ہون بعد اسکے سوارون نے افسرونکو قتل کر
راہ شاہجہان آباد لی رمضانخان نے کپتان ہنیر صاحب سے مخاطب ہو شکایت لکھنؤ مین گالی
دینے کی کرکے تلوار ماری اور باقی سوار کپتان گال سے کہنے لگے کہ ہم آپکی بدولت نوکر ہوے
آپکا نمک کھایا اب بہتر یہ ہے کہ آپ ہم مین سے بسلامت چلے جائیے اور ہمین جانے دیجیے
کپتان لڑائی سے منہ پھیر سیدھے لکھنؤ آے مورد طعن و تشنیع ہوے نام کٹ گیا اکثر اپنے حال پر
رویا کرتے تھے چیف کمشنر نے کپتان شیپرز صاحب کو عہدہ میجری رسالہ دیا بعد کئی دن کے
گال صاحب کئی سوارون کو فی کس سو روپیہ دیکر بطریق انعام وردی سوارون کی پہن اونکے
ساتھ روانہ الہ آباد ہوے بریلی کی سرا مین اوترے وہان جاسوس نے یا اونھین سوارون نے

پٹھانون کو خبر کردی مارے گئے بعد اسکے اوسی رسالے کے دوسو سوارنے اپنی تنخواہ لی
اور چھاؤنی منڈیاؤن مین نماز جمعہ پڑھ کر روانہ شاہجہان آباد ہوے اس رسالے مین قوم
رانگھڑ دلی کے قریب رہتی تھی اپنے بھائیون کا احوال سنکر چلی گئی —

## منشی رسول بخش قصبہ کاکوری کا پھانسی پانا وغیرہ

زبانی کرم خان صوبہ دار پٹالن نادری اس قصہ کا بیان کرتا ہے کہ ایکدن میر عباس تھانہ دار
اور ایک حوالدار پٹالن مفرور چھاؤنی منڈیاؤن شام کو حسین آباد کے تالاب پر زیر درخت
شہتوت کھڑا سمجھا رہا تھا کہ مثل اور پٹالن کے فتنہ وفساد برپا کرنے مین تمھین تامل کیا ہے
صوبہ دار نے جواب دیا کہ ہمارا کوئی سرپرست نہین مبادا نوکری ۵۹۔ روپیہ کی مفت ہاتھ سے
جاتی رہے بدنامی و نمکحرامی حاصل ہو اتفاقاً دو سپاہی اور انکی سرگوشی کا کان لگا کر سننے لگے
صوبہ دار ڈر کر چپ ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا گیا اور اوسے یہ ڈر ہوا کہ مبادا یہ دونون سپاہی
میری پلٹن کے از راہ جاسوسی کپتان افسر سے جا کر کچھ کہدین اوسوقت سوائے پھانسی پانے
کے کوئی علاج میرا نہوگا غرض اسی خلجان سے اوسنے افشاء راز ایک اپنے دوست سے کیا۔
اوسنے کہا تو اسیوقت جا کر صاحب سے رپورٹ کردے جب صاحب نے سنا حکم دیا کہ اگر کل صبح کو
وہ دونو پھر آوین ہمارے گوئندے کے ساتھ تو اونکے گھر چلا جانا اوسنے کہا اگر نہ آوین تو آفت
مجھپر آویگی کہا اس سے مطمئن رہو غرض صبح کو جب وہ دونو اجل گرفتہ آئے اونکے ساتھ مع جاسوس
بازار نکیت راے راجہ ہلاس راے کے مکان مین کوٹھے پر چلے گئے دیکھا کہ منشی رسول بخش کاکوروی
اور اونکا بیٹا حافظ میر عباس اور حوالدار اور دو آدمی مجموع بیٹھے ہین منشی نے صوبہ دار
سے باتین اطمینان کی کین اور مستعد ہونے برپا کرنے فتنہ وفساد کی شروع کین اور تحریر خطوط
بھی دکھلائی بعد ایک ساعت کے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال کمپنی تلنگہ برقنداز لیکر
پھونچے گھر کو گھیر لیا اتفاقاً ہمسایے مین ایک ہندو کی برات بھی اوتری ہوئی تھی من الاتفاق
میر خلیل احمد امین زمان شاہی میر باقر سوداگر کے پاس اپنے بیٹے کا احوال کا لکھتہ سننے کو گئے
تھے ضعف سن پیری سے تھک کر منشی کے پاس آکر دم لیا تھا کہ ایک چلم حقہ کی پیکر چلا جاؤنگا

غرض اوسوقت ۲۲ آدمی مجرم وغیر مجرم جو وہان تھے دست بستہ قید ہو کر کوٹھی رزیڈنسی مین گئے صوبہ دار نے حاضر حضور صاحبان کمیٹی مفصل سرگذشت بیان کی حکم ہوا منشی اونکا بیٹا حوالدار یہ تینون پھانسی دیے جاوین کارنیگی صاحب نے منشی سے کہا تو مبدء فتنہ و فساد اس سب ہنگامہ کا ہوا ہے برسون تو نے سرکار کا نمک کھایا آبرو روپیہ پیدا کیا اور میر عباس سے کہا تو وہی ہے کہ لشکر مولوی امیر علی مین جہاد پر کمر باندھی چار ہزار روپیے اون سے بفریب لیکر بھاگ آیا پھر فضل علی مفرور کو تو نے اپنے گھر چھپایا پھر ہمسے اجازت لیکر اوسکے قتل کو گیا اور اپنے جبن و نامردی سے پھر کر چلا آیا۔ لکھنؤ مین ہر شخص کو ترغیب فساد و بلوہ دیتا رہا کرانی سرکار کو مار ڈالا۔

اسی صبح کو یہ ۲۲ آدمی پیادہ رزیڈنسی سے مچھی بھون کو گئے ان چار یار ... کے پھانسی پانی باقی بندھے ہوے سامنے بیٹھے رہے ان سب مین میر خلیل احمد کا بسبب ... ہی کے بہت برا حال تھا گویا جان قالب سے نکلچکی تھی بعد پھانسی کے اونکی لاشین شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر حکم ہوا گڑوا دو باقی مجرمین کو حکم امامباڑہ کا ہوا۔ صوبہ دار نے ... کہا کہ فقط میرے کہنے سے نوبت یہان تک پہونچی اب مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ اس ... سے مین نہین واقف یہ سب بیگناہ قید ہوے ہین آگے آپ حاکم ہین اختیار ہے اوسکے ... برانی بھی چھوٹے اور یہ برات سنگٹا پرشاد نامے قوم کھتری ایک عزیز شخص بنارس کے تھے بنارس کو گئے مگر اونکا اسباب زیور وغیرہ لٹ گیا میر خلیل احمد کو حکم ہوا اچھا ہین لکھنؤ کے بعد تم اس شہر سے چلے جاو وہ بجنور جا کر رہے منشی کا اسباب لٹا گھر کا نیلام ہوا مرزا ... شاہزادے کے داماد نے دوبارہ اوسے مول لیا کسواسطے کہ وہ انکی ملک تھا میر خلیل احمد کربلا گئے وہین انتقال کیا انجام بخیر ہوا۔

تھارن ہل صاحب ملیح آباد سے شکست کھا کر دو سوارون سے کاکوری مین قاضی ... کے گھر مین ٹھہرے اونکی خدمتگذاری سے بہت خوش ہوے بشرط رجعت حکومت وتسلط سرکار وعدہ پرورش کیا وہان سے بسلامت لکھنؤ آئے جب ملیح آباد کے لوگون نے منشی رسول بخش اور حافظ کی خبر پھانسی کی سنی کاکوری مین آکر جمعدار اور دو برقندازکو مار کر چلے گئے جو باغ مین

وصی علیخان کے تھانے پر تھے دو آدمی اونکے بھی مارے گئے لیکن تھانہ داربچ گیا دوسرے دن
تھارن ہیل صاحب نے منشی رامدیال کو حکم دیا کہ وصی علیخان کو خط بھیجکر بلواؤ جب یہ عذر کرکے
نہ گئے دوسرے دن ایک سوار حکمنامہ انکی طلب کا لایا لکھنؤ مین روبکاری کو آئے حکم پھانسی یا
مگر وسیٹن صاحب جو مدت سے انکے حال سے واقف تھے سینہ سپر ہوکر انھین بچایا بشبات ولوا
اپنے گھر آئے۔

## بلوہ فساد کانپور

فی الحقیقت عجب طرح کی آندھی کالی آئی جسنے تمام کرہ ہندوستان کو گھیر لیا مجموع دل خلاف
ایک امر پر ہونا سوائے خالق کے کار بشری نہین ہے کسواسطے کہ روبروے سلطنت سلیمانی ان
ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل اہل بصیرت ہے خلاصہ ۳-پٹالن ایک تیسرا رسالہ
کانپور مین تھا اور توپخانہ جب منشی کی خبر پھانسی کی سنی سبکو اپنے قصاص لینے کا یقین
ہوگیا کچھہ بن نہ پڑا سوا اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان الشیاطین کا اختیار کرین دفعتہ وہان
بھی بلوہ کردیا بنگلون مین آگ لگادی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان جز و کل چھوٹی بڑی
بیبیان ولایتی خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھہ اوسی طریق سے پیش آئے جسکا
بیان نہین ہوسکتا بعض میم صاحبان بال وفور غیرت و شرافت سے کنوون مین گرکر مرگئین
نعش اطفال او مقتولین سے ہر ایک کنوان بھر گیا چار دن تک فوج باغی اپنے افسرونسے لڑی
جب مغلوب کیا جرنل ویلر صاحب مع اور افسر اور گورون نے ڈمس اسپتال مین جاکر پناہ لی
شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو آذوقہ طعام تر و خشک بہت تکلف سے بھیجنا شروع کیا
رانا راؤ پسر متبنائے باجی راؤ پیشواے پونا جو بٹھور مین رہتے تھے فوج کے سازسے آگے سے آیا
ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوئی کئی دن کے عرصے مین دس بارہ ہزار سوار پیدل اہل توپخانہ
مثل سہ بندی نوکر رکھی ۲۰-دن تک فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی آخر صاحبان
محصور نے ازراہ مصلحت وقت رانا راؤ سے امان چاہی اسپر راضی ہوے۔

صبح کو سب فوج رعایاے شہر تماشا بین جمع ہوئی جرنل صاحب نے سفید نشان امان کے گڑوادیے
اوسوقت صاحبان محصور ادھر سے ادھر سے افسر مع پیشوا جمع ہوکر یکجا بیٹھے باہم عہد و میثاق

قطع ہوا اوسکے بعد ے کشتیونپر اسلحہ حرب اسباب ضروری بار کرکے مع جنرل صاحب روانہ کلکتہ ہوے بالاجی راؤ سنگسے بھائی راناراؤ نے ارادہ خیانت اور فسخ عہد کرکے حکم شلک توپ دیا اوسنے منع کیا کہ دغا موافق مذہب کے گنگا سے کرنا اچھا نہین اسکا انجام بہت برا ہوگا نہ مانا جب توپ چلنے لگی اور کشتیان دریا مین بیٹھ گئین بیبیان گود مین بچے لیے صاحب جو کنارہ دریا کشتیونپر سوار ہونیکو باطمینان کھڑے ہوسکے تھے سبھون نے فریاد و غا بلند کی اوسوقت سپاہ باغی کا قتل کرنا ایکطرف تلوار پر تلوار پڑتی تھی دوسری طرف سے گولیان برستی تھین بیبیونکا پاس سے ہر ایک سے ملتجی ہونا ایک ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈھنا وہ بیان سے باہر ہے اگر ایک سوار رحم سے بچاتا تھا دوسرا گولی ماردیتا تھا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ جو کشتیونپر سے دریا مین کود اڈوب گیا ادھر سے جو گیا پایاب تھا جنرل صاحب کی کشتی بسلامت الہ آباد پہونچی۔ راہ مین فقط دو کشتی کو زمینداروں نے اوٹا۔

نواب محمد علیخان عرف نھنھے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹا چاہتی تھی مارڈالین کسواسطے کہ پہلے اونھون نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو اپنے گھر مین چھپایا تھا لیکن بینیوا نے رئیس و امیر جان کر منع کیا اقربا ے نواب معتمد الدولہ کو مالدار اہل وثیقہ سمجھکر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت و جان بچانیکی اسنے صورت عافیت و آشتی پیدا کی رعایاے شہر کو امان دی خزانہ کلکٹری سے لاکھ روپیہ لیکر فوج کو انعام دیا حکمنامے تحصیلدار اور زمینداروں کو بدستور انتظام و حفاظت راہ کے روانہ کیے جب راناراؤ اس مدت قلیل مین اپنی غفلت و ناواندیشی سے عیش و عشرت و لغویات لاطائل مین مشغول ہوا فوج باغی بیدل ہوئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا۔

## فساد خاص لکھنو

قبل از پہونچنے فوج باغی نواب گنج مین چیف کمشنر مع ۷ صاحب ۲۰ سوار تلوارین کھینچے آدھی رات کو نواب گنج پہونچے میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانیکی چیز ہے لاؤ اور خود کرسی اور مونڈھونپر بیٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم جاکر گنج مین توپخانے کو لے لینگے تحصیلدار نے عرض کیا یہانسے چھاونی ۷ کوس ہے دریاے گھاگرہ بیچ مین بعد ایک بجے جب کچھ کھاچکے

تھوڑی دور گئے تھے ایک صاحب کو گھوڑے نے گرا دیا اونکے شانے مین چوٹ آئی زمین پر
گر پڑے چارپائی پر دو صاحب دو سوار نواب گنج لے آئے تھوڑی دور اور چلے تھے ایک اور صاحب
گھوڑے سے گرے اونکا ہاتھ مجروح ہوا جب کنار دریا پہونچے صبح ہوگئی بفایدہ آگے جانا پار
اوترنا سمجھکر پھر آئے زبانی قربان بیگ جو تحصیلدار کے ساتھ تھے۔

کئی چھکڑے صاحبون کے اسباب کے چھاؤنی سکرورسے نواب گنج کی سرا مین پہونچے بانسی جو حفاظت
کو ساتھ تھے بعلیہ عدم رسی تنخواہ اسباب چھکڑون سے لے کر چلے گئے۔

ایکدن کپتان ویسٹن صاحب نے چاہا کچھہ سوار لیکر فوج باغی پر شبخون مارین اپنی ٹوپی دار بندوق
کو چھوڑا ارنجک چاٹ گئی دوسری ٹوپی چڑھائی وہ بھی خالی گئی شگون بد سمجھکر بندوق ہاتھ سے
پھینکدی فسخ عزیمت کیا۔

میر اکبر علی ساکن کنتور نے دو پٹالن سہ بندی نوکر رکھے فوج باغی کے ساتھ نواب گنج کے ایک
باغ مین اوترے احمد اللہ شاہ فقیر بھی بارادہ فاسد بادشاہت لکھنؤ فوج باغی کے ساتھ تھا
افسرون سے کہنے لگا یہ دونون پٹالن بر وقت پہونچنے لکھنؤ دغا سے تمپر آپڑین کیا کروگے بس چاہیے
اُنسے عہد و پیمان لیلو ایک گارد تلنگونکا کمیدان کے بلانے کو گیا اتفاقاً وہ دو ہزار روپیے آگے
رکھے سپاہ کو کچھہ بانٹ رہے تھے مع زر نقد اونھین قید کرکے لے آئے احوال پوچھا کچھہ تامل کیا
دوسرا گارد گیا سپاہی اوسوقت بھاگے گارد اونکا اسباب ہتیار لیکر پھر آیا آخر قرینے سے معلوم
ہوا کسی امرائے لکھنؤ سے میر اکبر علی کو ہزار روپیے واسطے نگاہداشت دو پٹالن لے آئے تھے
کہ ہم باغیون کے ساتھ آئین گے اونھین غافل پاکر لوٹ لینگے پھر مفصل احوال نہ کھلا کمیدان کو
سید غریب سمجھکر چھوڑ دیا بات بہت خوب تھی اگر بن پڑتی +

## چیف کمشنر کا قیصر باغ سے بادشاہی کوٹھون سے اسباب لانا

روز یکشنبہ ۵ تاریخ ماہ ذوالقعدہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۸ جون ۱۸۵۷ء دوپہر کو چیف کمشنر مع
میجر بنگ صاحب اور کئی افسر بہ تعداد کمپنی گورہ دو توپین لیکر داخل قیصر باغ ہوے اسواسطے
کہ بادشاہی کوٹھون سے جو اسباب عمدہ اور بیش قیمت کمیاب ہے لیجائین اور اپنی حفاظت مین رکھین

سپاہی حبشی جو درِ دولت پر حفاظت کو باہتمام حسام الدولہ تھے کہا کہ فوج فیض آباد عنقریب آتی ہے اگر اونھین جلد خبر پھونچیگی چلی آئیگی جبتک انھین ہم روک سکتے ہین اونھون نے کچھہ مناسب سمجھکر منع کیا کہ خبردار ایسی حرکت نہ کرنا خلاصہ جیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے جائزہ جواہر خانہ لیکر ۲-مسند و قبچہ جواہر ۳-تاج شاہی مکلل بجواہر کئی توڑے اشرفی تخت شاہی ہتھیار بیش قیمت پُرتکلف مصرف شاہی لیکر مفتاح الدولہ حسام الدولہ معہ الدولہ کو گورون کے پہرے مین لیکر چلے صاحبات محل نے اپنی نادانستگی سے شور واویلا برپا کیا ہی کہ بادشاہ کا گھر لوٹے لیے جاتے ہین جیف صاحب نے فرمایا فوج باغیہ کے خیال سے ہم اپنی حفاظت مین لیے جاتے ہین وگرنہ یہان رکھنے مین احتمال بربادی وغارتگری کا ہے اور کیسے اسکی حفاظت نہوسکیگی فی الحقیقت یہ بڑا احسان جیف صاحب نے کیا ورنہ زمان جیسی ہین یہ سب غارت ہوجاتا اور اگر کلکتہ بادشاہ کو بسلامت ندیا جاتا - ۱۵-کوٹھیون کی طیاری آراستگی خاطرخواہ بادشاہ کا ہوا کیا ہوتی اور اس اسباب کے نیلام سے منشی صفدر کا کیونکر بھلا ہوتا خلاصہ مفتاح الدولہ سے تحقیقات کوٹھون کی کی نگران تینون صاحبون کو اس قید سے توقع نجات تھی گورون کے پہرے سے گھبراتے تھے آپسمین بات نہ کرسکتے تھے ایک دوسرے سے علیحدہ بیٹھے تھے آخر جب رات ہوئی بسلامت پھر آئے -

## معرکہ چنہٹ وخاص لکھنو

جب فیض آباد مین ہر چھاونی سے فوج باغی آکر جمع ہوئی خزانہ سرکار سے مالا مال ہوگئی ہر ایک نے چاہا کہ سیدھی اپنے گھر کی راہ لے افسرون نے کہا کہ تم عملداری سرکار سے کہان بھاگ کر جاؤگے کسی دوسرے کی عملداری قریب ہے سوا انکے کہ اپنی سزاے اعمال میں گرفتار ہوکر ہر ایک کسی جزیرے کو روانہ کیا جایگا مناسب یہ ہے کہ اپنا منہ کرے توڑ کر ہمت باندھے بادشاہ ہندوستان کے ظل حمایت مین چلکر رہو کہ مرگ انبوہ موجب عاقبت و نیکنامی اور اپنی جان واختیار بھی باقی رہیگا بس اکثرون کی صلاح ہوئی کہ دلی چلو بعض نے کہا کہ اگر دلی جانا منظور ہے لکھنو ہوکر چلو اور ممالک محروسہ کے جتنے راجہ ہین اون سب کو اپنا شریک کرنا چاہیے -

چنانچہ اونکا اتفاق ظاہری دیکھہ کر ہر ایک نے اطاعت کی اور باطن مین متردد رہے اور اپنی حفاظت کو سپاہ گو نا گون نوکر رکھی۔

راجہ مانسنگہ نے عرضی چیف کمشنر کو بھیجی کہ مین مطیع و فرمانبردار سرکار ہون لیکن ان باغیون سے طاقت مقابلہ نہین رکھتا جہانتک ممکن ہے اپنے جان و مال سے حاضر ہون کئی میم اور صاحب کو ابھی تک چھپایا ہے جیسا حکم ہو دستخط ہوئی کہ تمھاری خیرخواہی ثابت محبوسین جہان چاہین چلے جاوین چنانچہ انکی حفاظت مین ہر ایک عملداری سرکار مین بسلامت پھونچ گیا فوج باغی نے قرینے سے دریافت کیا کہ راجہ باطن مین سرکار سے موافق ہے کچھہ سمجھکر چپ ہو رہی کہ یہہ زبردست ہین صاحب فوج صاحب مقدور ہین شاید کوئی فساد تازہ برپا ہو جاوے ابھی درگذر کرنا چاہیے جب اپنا اختیار کامل ہوگا سمجھہ لینگے۔ حکومت فیض آباد دیکر چلی آئی۔

روز سہ شنبہ ۷ شہر ذیقعدہ مطابق ۳۰ جون ایک گوئندہ نے چیف کمشنر سے خبر کی کہ ۷ کمپنی تلنگہ دو توپ ابھی ایک رسالہ علی گنج معبد ہنومان مہابیر مین لکھنؤ سے دو کوس پر آ پھونچا ہے باقی فوج متفرق مع میگزین نواب گنج کو ایک دوسرے کے پیچھے چلی آتی ہے یہ سب تقریباً ۱۵ ہزار ہونگے کسواسطے کہ ۱۰ رسالہ ہندوستانی پلٹن بول ۲۲ پلٹن ٹیر دو توپخانہ ابھی ونڈ کا دان ۱۵ رسالہ ۱۲ رسالہ پلٹن ملازم شاہی کپتان میگنس بارلو بوری آرپلٹن گھن گھور۔ اختری نادری میر فدا حسین کی یہ سب باتفاق آتی ہین چیف کمشنر نے سنکر تجویز کیا کہ ابھی تھوڑی سی فوج قریب پھونچی ہے قبل از داخلہ شہر اسے روکنا چاہیے چنانچہ تین سو سوار سکھہ ۱۲ سو برقنداز ۵ کمپنی تلنگہ و گورہ ۱۱ بڑی توپ بیل و ہاتھی ۵۰ صاحب میجر کارنیگی محمود خان کوتوال باقی کرانی اہل دفتر کے سب مسلح کچھہ ہاتھیون پر باقی گھوڑون پر سوار پہر رات رہے رزیڈنسی سے چلے جب لوہے کے پل پر پہونچے مسافرون سے حال تعداد فوج پوچھا اونھون نے کہا تھوڑی سی قریب باقی کثرت اونکی مثل سیل نواب گنج تک پھیلی ہوئی ہے آخر آپسمین یہ صلاح ٹھہری کہ یہان سے پھر جائین مبادا صورت خلاف پیدا ہو آخر ازرا تھوڑی آگے بڑھے دم صبح کوکرال ندی پر پھونچے وہان کچھہ نشان فوج نپایا گوئندے پر خفا ہوے اوسنے عرض کی اوس باغ مین باغی اوترے ہین کمر بندی کر رہے ہین بس یہ سنتے ہی ہین گولے مارے اوسوقت کا حال

وہ سوار باغی کہتے تھے اس آمد فوج سے ہم مین دم باقی نہ رہا تھا ایکدوسرے کو ہم ملامت
کر رہے تھے کہ یہان مہابہ مین نشان چڑہانے آئے تھے قریب تھا کہ تلنگون کے پانون اوکھڑ
جائین مگر جب یہ تینون گورے سپاہ کے سرہنے بسلامت گذر ایسے وہ تلنگون تک سمجھی سکے دل
بہادر ہوگئے دفعتہ سوارون نے یمین و یسار سے سبقت کی اب زبانی فوج یہ ہے کہ جب ہم
مقابل ہو کر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک صاحب بگھی پر ہماری طرف چلا آتا ہے سوار ایدھر سے
جھپٹے اونسے بگھی بھگائی دفعتہ فوج جا پڑی باہم مل گئی سرکاری توپ چلنے پائی اب جنگ
مغلوبہ ہوگئی صاحبان عالیشان نے جب گھونگٹ کھایا چاہا کہ اسمعیل گنج مین پناہ لین وہان
نہ جا سکے اختلاف رائے ہوا فوج باغی نے گنج کو اپنی پشت پر کیا داہنے بائین پشت سے توپ
بندوق چلنے لگی جب پانون نہ ٹھہر سکا اور انتظام فوج بگڑ گیا بکل رجعت کیا گورے و تلنگونکے
پانون گویا زمین گیر ہوگئے باغی آنکر مل گئے لوہے کے پل تک بڑا کھیت پڑا لاشین گرنے
لگی کپتان انڈرسن اپنے رسالے مین لکھتے ہین ۱۱۱- گورے جان سے مارے گئے ایک سبب اور
بھی ہوا کہ راہ مین کہین مقام ٹھہرنے کا نہ پایا سوار ملے ہوئے دباتے چلے آتے تھے برقنداز سب
تمام کہین معلوم نہ ہیے بڑی توپین چھٹ گئین گھوڑے مشکل سے اونسے جدا کیے گئے صاحبان
عالیشان بگٹٹ گھوڑے پھینکے مرزا سلیمان شکوہ کے مکان سے دفعتہ حصار دہس بیلی گارد مین
ہو رہے تھے کسینے پیچھا پھر کر نہ دیکھا جو صاحب یا گورہ مجروح تھا مشکل سے پہونچا راہ مین کسیطرح کی
کمک نہ پہونچی ورنہ پل سے باغیونکو تازہ دم ہو کر روکتے۔

غرض لوہے کے پل تک سوار پیچھا کرتے چلے آئے جب اسمعیل گنج کی طرف بڑھے بیلی گارد اور قلعہ
مچھی بھون سے توپ منہ پر پڑنے لگی پھر آگے کسیکا قدم نہ بڑھا جتنے نکل سکے شہر مین پھیلے فوج باغیہ
اور پلٹن گھاٹ سے داخل عمارات سلطانی ہوئی احمد اللہ شاہ راہ مین بہت سرگرم تھا پانونمین
گولی لگی بہت فخر و مباہات اپنی تیغ و بہادری کا کرتا تھا رصد خانے کی کوٹھی مین اوترا موافق
اہل تنجیم غلبہ فوج باغیہ کا یہ تھا کہ لوہے کے پل تک مریخ برج عقرب مین اونکی پشت پر نجم
سرکاری جب لوہے کے پل سے باغی بڑھے اونکے منہ پر ہوا پھر کیونکر صورت فتح ہوتی۔
جب عوام بیلی گارد نے یہ ہنگامہ شکست سنا اور باہر سے سپاہ کو سراسیمہ داخل ہوتے دیکھا توپ کو دونو

مورچون سے چلتے دیکھا ہر شخص اپنی جان بچا کر ہر طرف حصار سے جس طرف سے ممکن ہوا نکلکر
بھاگا جو رہنے والے تھے رہ گئے دو ہزار سات سو مجموع سپاہی تھے پانسو گورے چار سو سے
زیادہ مع میم اطفال خورد سال انکے سوا تھے کسواسطے کہ اطراف اضلاع کی میم پناہ مچھلی بھون لکھنؤ میں آ گئی
تھین اسیطرح صاحبان اضلاع بھی جو پہونچ سکے تھے باقی اہل دفتر کرانی سکھ پنجابی
کچھ تلنگے نمکحلال کچھ سوار برقنداز اور شاگرد پیشہ رنڈی مرد مزدور کچھ گھوڑے بیل وغیرہ
اوسوقت عجب طرح کا تلاطم ہو گیا تھا انگلشی سپاہی جنگ مین لگ کے بلا کر جا بجا مورچون پر نامزد کر دیے تھے
وہ سب اپنی جان بچا کر ہر طرف سے بھاگے۔

تمو دخان کوتوال جمعیت برقندازون سے داخل امام باڑہ ہوا پھاٹک مین قفل ڈلوا دیا برقنداز
جو لڑنے گئے تھے اونھون نے لکھنؤ عیش باغ مین سوا بندرون کی لڑائی کے دوسری انکھ سے
دیکھی نتھی اس ہنگامہ کو دیکھتے ہی سرخ پگڑی ٹپکے کو پھینک سفید پگڑی رکھ لی جو ملے تھے
لے گئے تھے اور تنخواہ انعام پیشگی پا چکے تھے اور سرکار نے بندوق دیکر جنگی مشہور کر دیا تھا
اور جتنے کوتوال کے ساتھ تھے متقاضی تنخواہ پیشگی ہوے کوتوال نے دم دلاسے مین رکھا شام
کو گھبرا کے قفل توڑ باہر نکلے قریب پانچ ہزار کے نوکر ہوے تھے سات روپیہ کی تنخواہ کا ایک مہینا
پیشگی پا چکے تھے ہزار روپیہ تنخواہ کوتوال کے ہوے تھے خطاب بہادری شمشیر ولایتی کمر مین باندھنے کو
ملی تھی کارنیگی صاحب نے اپنے رفع اشتباہ کو انسے قسم قرآن شریف کی لی تھی اونھون نے برقندازون
دغابازانہ کرنیکی قسم لی تھی فاقہ مستون نے سب طرح سے قبول کر لیا تھا کسواسطے ہر ایک اپنے گھر
ایڑیان رگڑ رہا تھا دو پیسے پر کوئی نوکر نرکھتا تھا کوتوال نے پیشتر سے اپنا نقد و جنس جنپر اعتماد
تھا رکھوا دیا تھا مگر بعد عملداری بھی یہ حال صاحب مال ہونیکا سرکار پر نہ کھلا کارنیگی صاحب یا منشی
قربان علی کا حال کھلا تو کیا ہوا اب دونون چین کر رہے ہین غرض جب رات ہوئی پشت
مسافرخانے کی کھڑکی سے تبدیل لباس کرکے سنکری محلہ بجیات اپنے مہاجن کے گھر آئے وہانسے
تیسرے دن نخاس مین اپنی رنڈی کے گھر رہے پھر کوئلے والون کے سر پر ٹوکرا رکھ شہر کے ناکے
سے ملیح آباد پہونچے کرم خان پٹھان کے مہمان ہوے ایکدفعہ پوشیدہ کانپور بھی ہو آئے۔
جانتے تھے کہ جسدن عملداری سرکار ہوئی مین بدستور مامور ہونگا شہر والون سے اپنا انتقام

لونگا مگر اجل اونپر ہنس رہی تھی من کی من مین رہی۔
غرض جب امام باڑہ مسافرخانہ سب خالی ہوگیا سرکاری اسباب جا بجا پڑا رہ گیا تھا کسی کا خون ناحق نہ بہا ہر چند توپ آلات حرب سب جمع تھا پہلے دم صبح شہر کے شہدے تھپے جا پھونچے خوب لوٹا جسنے جو پایا لیا اتفاقاً ان شہدون مین سے رومی دروازے کے شہدے نے اپنے فرقہ خاص کو گالی دیکر للکارا ابھی تم لوٹ نہ مچاو پہلے یہ توپین کھینچکر مچھی بھون پر لگاؤ لڑو ہمین ہم تم سبکا بڑا نام ہوگا کہ ہمسے نا چیز حقیر زلیل شہر نے کن سلیمان جاہ کا مقابلہ کیا سبھون نے قبول کیا اور جمع ہوکر مستعد جنگ ہوے اور اہل شہر کو پکارے کہ خبردار سگزین کو کوئی ہاتھہ نہ لگائے یہ کہکر چھوٹی توپ کو رسی سے جکڑا ایک لاٹھی کا سئینہ بنایا توپ کو سیدھا کر مچھی بھون پر لگایا اتفاقاً کہی گولہ انداز بھی لوٹ کو آئے تھے انکے شریک ہوگئے دو توپین نقار خانے کے کوٹھے پہ لگا مین چلنے تخت دوکانداروں کے تھے اونکی چھانکیان بنا مین قدم بقدم بڑھنے لگے۔ اب مچھی بھون سے جو توپ پڑتی تھی خالی جاتی تھی انمین سے کوئی مجروح مقتول نہوا فقط ایک شہدے کا ہاتھہ بیکار ہوگیا توپ کے پیاے پر انگوٹھہ رکھنے سے انکی توپ کے گولے متواتر مچھی بھون پر پڑتے تھے شب پنجشنبہ کو بعد آدھی رات کے رومی کے گٹھے اور کپاس پھوس کی آگے رکھہ کے اونپر آگ لگا کر شور وغل مچا کر دوڑکر جھپٹ پھاٹک سے لپٹ گئے۔ مچھی بھون کے لوگ کہتے تھے اونکے اس شور وغل سے ہمنے جانا کہ ہزار ہا آدمی شہر کا ٹوٹ پڑا ہے پھاٹک گرا کر داخل قلعہ ہوجاینگے
اس عرصے مین چیف کمشنر نے ایک گوئیندہ کو ہزار روپیہ معاوضہ دیکر ایک چٹھی قلعہ مین بھیجی کہ دو مقام سے لڑائی کا ہونا اچھا نہین بہتر یہ ہے کہ تم سب آج نصف شب کو مع خزانہ وعورات وفوج واسیر لیکر بیلی گارد مین چلے آو تو بہتر ہے اور اوسیوقت وقت چلنے کے سرنگ مچھی بھون مین آگ دینا۔ اہل شہر نے پیشتر سے جب یہ خبر سرنگ کی سنی تھی کسیکے ہوش بجا نتھے اس جہت سے فرنگی محل وغیرہ محلے جو قریب تھے اپنے گھر چھوڑکر سعادت گنج وغیرہ دور کے محلون مین رہنا اختیار کیا تھا۔
غرض جب محصورین مچھی بھون چلنے پر مستعد ہوے پہلے مرزا حیدر شکوہ۔ ہمایون شکوہ۔ نواب محمد حسنخان راجہ تلسی پور نواب مصطفےٰ علیخان شاہزادے کو ایک گاڑی مین سوار کیا اس شاہزادہ والا تبار نے جانے مین کچھہ تکرار کی بہت چلا کر بات کرنے لگے از راہ غضب اس جہت سے انکی

مشکین باندھ منہ پر رومال باندھ دیا تھا یہ زبانی مرزا حیدر شکوہ کے لکھا اب شاید خلاف اپنی شان کے سمجھیں غرض حسن باغ کی طرف سے جتنے محصورین تھے بانتظام حلقہ فوج مین توپین آگے پیچھے رکھے نکلے اور سیم کو توپون کی پٹیون پر بٹھا دیا تھا ایک آن واحد مین شاہزادی کے مکان کے دروازے سے داخل حصار بیلی گارد ہو گئے دفعتہ ایک توپ چلی تھی ۴۰ آدمی غلام و گولہ انداز وغیرہ راہ مین اپنی جان کے خوف سے بھاگے ہمین دو چار صاحب یا گورے بھی تھے شہر کی گلیون مین پھنس گئے مارے گئے انکے نام مفصل نہین معلوم فوج باغی جا بجا مورچون پر تھی منہ دیکھتی رہگئی بلکہ اوسوقت سب خواب غفلت مرگ مین اپنے بستر پر پڑی رہی اور بحبرد چلنے توپ کے سرنگ بچھی بھون مین آگ دی ایک گورا شاید اپنی بہادری سے رہ گیا تھا فی الحقیقت بڑا کام کیا۔

جب گاڑی محبوسین کی زیر کوٹھی ضیافت رزیڈنسی ٹھہری کئی گھنٹے تک کسینے خبر نہ لی قریب صبح میجر بنگ صاحب آئے ان سبکو بالاخانے کے کمرے مین لے گئے سب کیواسطے پلنگ بچھوائے بڑی خاطر دلجوئی کی انکے آدمیونکو حکم دیا کہ گودام سے صرف ضروریات لے آیا کرو اور انسین سمجھایا کہ یہ امر ہمنے فقط مصلحت وقت سمجھکر کیا ہے وگرنہ معلوم ہے کہ تم سب بیگناہ ہو اور یہ بھی کہا کہ اپنے آدمی بھیجکر اپنے اشیاے ضروری کو منگوا بھیجو چنانچہ پہلے نواب محمد حسنخان کا آدمی باہر نکلا وہ کب جاتا تھا بعد اسکے ایک سید ملازم مرزا حیدر شکوہ بہت قسم کھا کر نکلا وہ بھی نکگیا۔ اب میجر صاحب کو انکی طرف سے شک گذرا کہ شاید کچھ تحریر یہان کی رانا راوکے پاس بھیجی ہے اس خیال سے انکے پاس نہ آئے دوسرے دن گورے ان سب کے پلنگ لے گئے بالاخانے سے نیچے کے کمرے مین آئے وہ حقیقت مین محبس تھا تاریک و نہایت بدبودار کئی دن تک اسی حال مین رہے کوئی پرسان حال نہوا اتفاقاً میجر صاحب گولی سے مارے گئے ایک اور میجر قائم مقام ہوے وہ انکے پاس آئے بہت باخلاق پیش آئے پھر ایک صورت راحت پیدا ہوئی جب جنرل اوٹرم صاحب داخل حصار ہوے ایکدن ان سب سے ملاقات کی اور فی کس خرچ کو ڈیڑھ سو روپیے دیے۔ ہر ایک نے اپنا لباس بہ تکلف درست کیا گورے جو جرنل مرزا اسکندر حشمت کا گھر لوٹ لائے تھے نیلام سے بکفایت ہر چیز ملی لیکن مقام تاسف یہ ہے کہ اس حالت یاس و گرفتاری بے بسی مین

جبکہ ہر یار غار مین موافقت تھی ہر ایک تفاخر و نازان اپنے خاندان عالیشان پر کرتا تھا
یہی زبانی مرزا حیدر شکوہ کے تحریر کیا خرابی ہندوستان انھین باتون اور آپس کی نا اتفاقی
سے پیش آئی ہے —

جب مچھی بھون کے سرنگ مین آگ دی سارے شہر مین زلزلہ ہوا جیسا اکبرآباد کی بڑی توپ
کے چھوٹنے کا صدمہ ہوا کرتے ہین ہر شخص خواب غفلت سے چونکا دروازے کی زنجیرین ستون
سایبان سے اپنے جوڑ سے جدا ہو گئین ہاتیان تختے مثل پتون کے آسمان مین ہوا ہو کر اوڑنے
لگے شیشے کے جھاڑ فانوس جو مکانات آویزان تھے بالکل پاش پاش ہو مرزا کیوان جاہ مین جو کربلاے
سیر حسن گنج مین تنہا شہر کسقدر فاصلے پر ہے وہان سے سب چھت اڑنے لگے چراغ گھرون کے
بجھ گئے خاص شہر مین جتنے مکان قدیم تھے سب گر پڑے سواے اسکے کوٹھی جدید جو مرزا انور رم بخت نے
بنائی تھی گودام مین جتنا ذخیرہ ترو خشک سامان لڑائی مثل ذخیرہ بارود سلیمان جمع کیا تھا سب
برباد ہو گیا ایک گوشہ شاید غفلت پاسبانون کی جہت سے رہ گیا تھا جل بھن کر راکھ ہو گیا تھا کسی
میم اسپنسر تانگے سے راہ مین چھپ گئین ہندوستانیون کے گھر مین آئین وہان سے سرکار مین گئین
زبانی انہین افتخار الدولہ —

جب صبح ہوئی پہلے شہدے ڈرتے ڈرتے مچھی بھون کے پھاٹک پر پہونچے دیکھا کہ سرنگ کے اوڑنے
سے ایک پٹ چول سے اوکھڑ کر دوسرے پٹ پر جا پڑا ہے آدمی کے جانے کی راہ ہو گئی ہے شہدے
دراتہ داخل ہوے پھر مفلس لچے شہر کے ہر محلے سے پہونچے خوب لوٹ ہوئی جمعہ کی شام تک بعد اسکے
سرکار نے کسی راجہ کے سپاہی آ بیٹھے دسوین شہر ذیقعدہ تھی —

خدا ذیل کے ناخن بدسے بعد اسکے شہدے اپنی خیرہ سری سے زیادہ بڑھے دو توپ لیکر مقابل مورچہ
بیلی گارد ہوے ایک مورچہ بہت تکیہ پنجشی الثفات حسینخان کے بنگلے پر لگایا دوسرا درخت املی کے
نیچے مقابل اسپتال اور سرگرم آتشبازی ہوے ہرچند لڑائی لڑکون کی ازراہ بیہودگی تھی مگر مقام حیرت
سبکو تھا او شہدو تکا وباغ اور نشہ جرات آسمانپر چڑھا اور زبان طعن و تشنیع ظرافت سے سب پر
کھولے پھر باجازت سرکار اپنی قوم کے ایک پلٹن بھرتی کی شہر مین حسین آباد کے دروازے پر گئے
دہمکا کر زر نقد سے اپنی جیب مدم خورند مر کرنے لگے حلوا پوری مٹھائی دوکانون سے لیکر کھاتے پھرتے تھے

سبکو طعن و تشنیع دیتے تھے آتشبازون سے باروت مہتاب لیکر جو چاہا کچھ قیمت دیدی پا
باغ کوٹھی اسکول مین ایک انبار گھاس کا تھا اوسمین جاکر آگ لگادی سارا شہر روشن ہوگیا
میر باقر علیشاہ بیگمے پل پر رہتے تھے اونھین بڑے امام باڑے کے دروازے پر لاکر تلوارون سے
کچومر کردیا بظاہر اونکا قصور کسی پر نہ کھلا خون ناحق سید کا انپر وبال ہوا ننگی ننگی تلوار ہاتھہ مین
لیکر گلیون مین پھرتے تھے۔

جب سپاہ لوہے کے پل سے اسپار نہ آسکی رمنہ شاہی سے ٹیڑھی کوٹھی مین آئی پہلے جنرل
مرزا اسکندر حشمت کے ۶ گھوڑے خاصہ سواری کے کھول لیے یاقوت علیخان نواب ناظر نے سپاہ کو
منع کیا تم انسے مزاحم نہو صاحبان عالیشان زندہ مردی کا مال ہے کوٹھی مین تھا سردار بہرہ سے کنجیاں
لیکر صندوق کھولے جو اونمین تھا سب لیا ایک اپنا مورچہ مقابل نقارخانہ دوسرا ظفر الدولہ کے
دروازے پر لگایا جب فرح بخش و چہتر منزل مین فوج آئی صاحبات محل نے فریاد کا غل مچایا کہا ہم
سرکار کی حفاظت کو آئے ہین ہمسے کسیطرح کا خوف نہ کیجیے رات بھر یہان رہین گے صبح کو چلے جائنگے
اور باقی فوج بادشاہ باغ موتی محل کوٹھی مرزا شاہ منزل خورشید منزل مبارک منزل کوٹھی صدخنہ
حضرت گنج میدان و گلشن محمد باغ مین اوتری اور چہارشنبہ کو گوہار راجہ تعلقدار گردبین لکھنؤ
داخل ہوئی مثل راجہ نواب علیخان جہانگیرآباد و راجہ منوالنواسہ راجہ صورت سنگہ چودہری سندیلہ
حشمت علی ملیح آباد محمد نسیم خان احمد خان بیٹے فقیر محمد خان سالدار کی کول ہار سے آکر داخل شہر ہوے
اور سرگرم اپنے مورچہ خیز ہوے۔

جب محسن الدولہ کو خبر داخلہ پہونچی منگل کے دن دوپہر کو نواب مرزا عالیقدر محبوب خواجہ سرا گھوڑون پر
سوار کیے خدمتگار سے سعادت گنج قصبہ موہان ہوکر فتحپور چورا سی مین لال شاہ زمیندار کی گڑھی
مین جاکر اوترے ہرچند بہت سی تکلیف مالایطاق کئی مہینے تک مثل نبد زندان اوٹھائی جبتک
کہ فتح بیلی گارد نہوئی فوج باغی کے شر سے محفوظ رہی اس جہت سے کہ جنابعالیہ نے بسبب سفارش
جنرل حسام الدولہ فوج کو منع کردیا تھا ہرچند کہ اونھون نے کئی مرتبہ وہان کے جانے کا ارادہ کیا
مرزا عباس علی بیگ نقل کرتے تھے کہ مین رات کو جسکی صبح فوج داخل شہر ہوگی نواب کے پاس
حاضر تھا عرض کی کہ یہ خاصہ سواری جو سر راہ بندھے ہین اگر کہین اور جاکر بندہین تو بہتر ہے

اجیا امتناع ملکی فرمایا یہ ہنگامہ طفلانہ نہ تھا تھوڑی سی فوج جا کر اوسکا تدارک کر دیگی بلکہ تیہم
گئے باہر اونھین روک لیگی غرض جب احمد اللہ شاہ داخل اصطبل نواب ہوا فوج سب ہولی
لیگیا اسیطرح روز چہارشنبہ پہلے ۱۴ تلنگے دو سوار نواب کے دروازے پر آئے دربانیون سے
کہا پھاٹک کھولدو جب داخل دولتسرا ہوے اونکے ساتھ لچے فاقہ مست بہت سے آ گئے تھے سمجھکر
لوٹنے لگے جو کچھ ہاتھ آیا سب لوٹا اور جو جو چیزین نہ لیجا سکے اونکو زمین پر پٹکا اسباب عالیشان
اور سب اسباب بیش قیمت کو اوٹھا نہ سکے اوسے توڑ کر خراب کر دیا شیشہ آلات جھاڑ آئینہ فانوس کو
توڑ کر سڑک پر پھینکدیا ساری سڑک نیچے دروازہ الماس تراش ہو گئی اور کئی دن پیشتر اس ہنگامے
کے نواب نے تین مکان نواب معین الدولہ کے سعادت گنج مین کرایہ لیکر اوس مین عیال نواب
اور عظمت الدولہ عزیز الدولہ مرزا محمد تقیخان بھانجے مع اپنی والدہ کے آکر رہے تھے اسباب زر نقد تھا
سب عملداری سرکار ہونی کا نیگی صاحب آئے جتنا مال کہ نواب عظمت الدولہ کا تھا سب لیکر
چلے گئے ہرچند متواتر سرکار مین اظہار حال کیا سنا کہ قریب اسی لاکھ روپیے کا تخمینہ ہے اور اوسوقت
اوسوقت فقط لنگی باندھے بیٹھے تھے کپڑا تک نہ چھوڑا تھا صاحب اپنا گھوڑا نامو صاحب کا تھا ہزار
روپیے پر بھی کپڑا نصیب نہ ہوا نامو صاحب بھی آئین کچھ نہ بولے وگرنہ سرکار مین لیجا سکتے تھے۔
نواب منور الدولہ اپنے گھر مین متردد فتح و شکست کے بیٹھے ہوے تھے دفعتہ حال شکست سنکر
متحیر ہوے پہلے باورچی ٹولہ مین مرزا بندہ حسن داماد بہادر الدولہ کے گھر پر افضل محل جا کر رہے بعد
اسکے میران صاحب عرف محمد مرزا اپنے رفیق قدیم کے گھر رات کو چھپکر سعادت گنج مین جا کر رہے
افضل محل تنہا قریب مینا بازار غرباے محلہ کے گھر مین رہین بعد مین دن کے ڈولی مین سوار ہو
کہارون کو بہت منت سماجت سے خاطرخواہ مزدوری دیکر مرزا ابو تراب خان کے گھر مین گئین
امجد علیخان اکیلے کہین جا کر چھپے حکیم میر علی میر محمد نہرہ مین پھاٹک بند کرکے بیٹھے تھے اسعرصے مین
تلنگے پہونچے پھاٹک کھلوا داخل ہوے گھسنے لگے تلاشی گھر کی دو یہان کوئی بی بی یا صاحب
چھپا ہے یا نہین اسمین بہت گفتگو ہوئی اور دست ہمت کو تاہ دیکھکر لوٹ پر مستعد ہوے کچھ اسباب
جو باہر تھا لیکر چلے گئے بعد کئی دن کے گھر کے بھیدی پھر اونھین لے آئے اکثر مقام جو اونھین
معلوم تھے بتائے کھودا جو نکلا لے لیا کچھ اسمین سے اونکو بھی دیا اسمرتبہ البتہ زیادہ نقصان ہوا۔

ولیعہد الدولہ مع جمعیت ملازمین سے اپنے گھر مین مسلح و مستعد بیٹھے رہے کوئی نہ آیا۔
نواب امین الدولہ کے گھر تلنگے پہونچے ۲۴ گھوڑے اصطبل سے کھول لیے پھر حضور منزل خاص مکان مین آئے جتنا زیور و اسباب مملوکہ اشرف الدولہ تھا سب لیا وہان بہت حفاظت سمجھکر رکھا تھا انسانجملہ دو جلد قرآن شریف مطلا خط ولایت تھے اونکا بڑا افسوس ہے معلوم نہین کسکے ہاتھ لگین لیکن لالہ رامچرن احمد علی خان کچھہ مانع ہوے مگر کون سنتا تھا صاحبات محل مع کنیزان ماما وغیرہ سراسیمہ چادرین اوڑہے سڑک پر نکلین شاہزادہ صفوی اپنے داماد کے باغ کو جاتی تھین اشرف الدولہ اونکے آگے تھے تلنگون نے روکا کہا تم کہان بھاگے جاتے ہو اہل بازار نے بمنت سمجھایا ۱۰ اشرفی لیکر چھوڑ دیا دوسرے دن راجہ منوا نواب علینخان کی گوہار آئی جابجا مکانون مین اترے فی الجملہ عافیت ہوئی پھر اپنے مکان مین آئے۔
نواب ممتاز الدولہ بشیر اس فساد کے اپنے قدیم مکان مین مع اسباب جاکر رہے تھے ملازمین و رفقاے خاص سے مسلح رہتے تھے کہ دروازہ شارع عام پر تھا اور اپنی نیکنامی و تالیف قلوب سمجھکر شربت کی سبیل بھی رکھوائی تھی بعد کئی دن کے جب باغیون نے اپنا ایک پارلیمنٹ یعنے کامٹی مقرر کی افسران فوج سوار و پیادہ و توپخانہ تارا کوٹھی مین بیٹھی وکلاے امراے شہر پہونچے سب نے داد و بیداد غارتگری بیان کی کہ کیا خوب سپاہ بہادر نے جہاد راہ خدا اور حمایت دین حق و حفاظت جان و مال رعایا پر کمر باندھی ہے صاحبان کمیٹی نے بموجب اپنے انصاف نادرست کے بہت رحم کھاکر موافق ہر ایک کی درخواست کے گارد سوار و پیدل ہر ایک کے گھر پر مقرر کیا چنانچہ نواب کی ڈیوڑھی پر بھی گارد سوار و پیدل مقرر کیا اونکا یومیہ خوراک و فرمائشات لوٹ سے زیادہ تھی ایک دن تلنگے عنایت باغ مین آئے کچھہ لوٹ کر لے گئے اوسکے بعد مرزا قاسم بیگ داروغہ جاکر صریح نقرہ لگ روپیہ کے جو غلام حسین داروغہ کے گھر سے ضبط ہوکر آئی تھی اور حضرت خلد منزل نے نواب ملکہ زمانیہ کو عنایت فرمائی تھی اوسے توڑکر لائے بیچڈالا ورنہ تلنگون سے نہ بچتی اسکے سوا اور اسباب بھی لے آئے معظم الدولہ نواب باقر علیخان نواب مجاہد الدولہ کے گھر سے خوب زر سرخ و سفید اسباب لوٹا بلکہ لونڈیون سے زیور نقرہ بھی لیلیا
نواب ملکہ جہان کا گھر اس لوٹ سے محفوظ رہا اس جہت سے کہ وہ ہر روز ہندو و مسلمان کو کھانا

پکوان مٹھائی بہت کثرت سے بھیجتی تھین کچھ زرنقد بھی بہت دیا غالباً اگر تفصیل ہر گھر کی لوٹ کی لکھی جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے ۔ سپاہ باغی نے کسی گھر کو نچھوڑا ارباب نشاط سے بھی خاطر خواہ لیا چوک مین دوکانداروں پر تاکید دوکان کھولنے کی کرتے تھے جب وہ کھولتے تھے جو چیز چاہی لیلی یا کسیکو کچھ خیرات سی دیدیا اسکے سوار ننگ باشندہ پر دانت میسکر رہجاتے تھے کہ یہ بڑے خیرخواہ انگریزون ہمارے ہین اور انہون مین شریک نہین ہوتی خلاصہ ہر گلی کوچہ مین طرفہ ہنگامہ فساد برپا کر دیا تھا اسکے سوا جتنے افسر تھے اکثر ارباب نشاط سے گرفتار ہوگئے تھے بعض لونڈون سے گرفتار ہوگئے تھے ۔

کرانی دفتر انگریزی عیسائی خوشباش شہر ۔ قلعبند ہوئے اکثر حسب الحکم چیف کمشنر بیلی گارد مین جاکر چھپے ۔ بعض وہان رہ کر نکل آئے اونکی قضا باہر لائی چنانچہ تاس ہیرسر دفتر رزیڈنٹی جسے جرنل سلیمن نے موقوف کیا اور کرنل ہیلی صاحب کے وقت سے نوکر ہوئے تھے کئی دن بیلی گارد رہ کر نکل آئے تھے انکا گھر سڑک پر تھا الٹا جب متفرق ہو کر بھاگے بی بی کہین گئی بیٹیان کہین گئین آپ خود کئی دن کے فاقے سے عیش باغ مین کچھ کھا رہے تھے تلنگے پکڑ لائے روپیہ مانگنے لگے انھون نے میر امام علی رسالدار کے پاس کچھ امانت رکھی تھی اونکے گھر لے گئے اونھون نے تلنگون کے خوف سے انکار کیا گولہ گنج سے جاتے تھے چوک سے کسی مہاجن سے دلواوین جب آتو جی کی مسجد کے پاس پہونچے کچھ سوار و تلنگے نانبائی کی دوکان پر بیٹھے تھے آپسمین اشارہ کر کے گولی ماری دوسرے نے تلوار ماری گر پڑے خاکروب نے پاؤن مین رسی باندھ نالے مین پھینکا کپڑے اوتار لیے انکی بی بی بیٹیان جب رات کو گھر سے باہر نکلین پہلے اہل محلے نے جو کچھ پاس تھا لے لیا بہزار خرابی بی بی کی جان بچی بعد فتح بیلی گارد سیکڑون ہزار کا نوٹ اونکے شوہر کا تھا ملا اوسی پر بسر اوقات کرتی ہین آخر مرگئین مذہب عیسائی اختیار کیا تھا قوم رذیل سے تھے زیور وغیرہ جسکے پاس رکھوایا تھا لوٹ کے بہانے سے گیا ایک بیٹی کسی ٹھیان کے گھر مین رہی دوسرے بالمن انگریز ملازم نواب محسن الدولہ سے اقریب بیاہی گئی اوسنے جلا جلا کر مار ڈالا پوتا بھی کسیکے پاس رہا اوسنے شاید مسلمان کیا مگر مفقود ہے ۔

جوزف شارٹ سگے بھائی سلطان مریم بیگم کا اگرچہ مذہب عیسائی تھا لیکن ہمیشہ اسی طرح

ظاہری لباس وغیرہ مثل اہل اسلام تھا حسین بخش کے مکان مین آکر رہے فوج نے گھر لوٹ کر
چھوڑ دیا وہ خوف سے شہر مین روپوش ہوئی جوزف جوانس انکا داماد مع اپنی بی بی کو توالی
مین قید ہوا اسکے بیٹے کئی برس کے راہ مین چھپ گئے اوسکی والی اپنے گھر لے گئی بہزار خرابی
ملی اسکے بعد یہ بھی کہین روپوش ہوا۔

لٹیل نامے کرانی چند برادر ملازمان و خواتین بازار مہاراجہ جھاؤلال پر انکی بھی ایک چھوٹی
سی کوٹھی اور چند مکان تھے مولوی بچیلے نامے ایک ہمسایہ سے نہایت اتحاد تھا اور سلوک
بھی کرتے تھے اور گھر پر ان سب زن و مرد کی وضع مسلمانی ہی تھی مولوی بچیلے نے ان سے
کہا کہ چونکہ ہم لوگ دلی دوست اور ممنون انواع پرورش آپ کے ہین آپ سب ہمارے زنانخانے
مین آرہین تاہم کسیکو آپ سے مزاحم ہونے دینگے یہ لوگ باعتبار اتحاد اون اہل فساد کے انکے
مکان مین رہ گئے اور اپنا گھر مال اسباب دوست معتمد جانکر اونکو سونپا تھا بلوہ ہوتے ہی مولوی
نے مع اپنے بیٹون کے وہ سب اٹھارہ تھے ایک ایک سر کاٹ کر باغیون کو بنظر فروغ جہاد اپنے
دیدیا اور سب اونکے مال و اسباب و مکانات پر بڑی خوشی سے متصرف ہوا ایک لڑکا اونمین سے
کسیطرح بچا تھا اوسنے بعد غدر اپنا بدلا پایا۔

عملہ نظامت سرکار جا بجا پہلے روپوش ہوا جب فتنہ و فساد بڑھا اور ہر ایک کا تجسس زیادہ ہوا
ہر ایک تبدیل لباس و شکل ہو کر شہر سے باہر نکلا مضافات دیہات جنگلے دس بارہ کوس پر تھے
پیادہ پا ہو کر بھاگے جان بچی منشی رام دیال وغیرہ بیلی گارد مین چھپے بعض نے اپنی جان بچانیکو
باہر نجا سکے فوج باغی سے آشتی کی اور باطن مین گویندہ سرکار رہے کچھ خبرین جھوٹ سچ ملا کر
سرکار کو کسی صورت سے بھیجتے تھے اس خیال سے کہ شاید ہمین بعینہ برآرد پر وبال بعد فتح
بعض کامیاب ہوے بعض ناکام رہے۔

کتب انگریزی ہزارہا ہر کوچہ و بازار مین مثل خس و خاشاک پڑی رہتی تھین کسی کی مجال تھی
اوسے اوٹھا سکے باتمام انگریزی مارا جاتا تھا خصوصاً کتب خانہ جنرل مارٹن کالج اور ہزارہا
سلطانی جلد بھی جلا دیا تالاب مین ڈبوا دیا ایک لڑکا یہودی کا گلے مین اپنے باپ کی نعش سے
لپٹا رو رہا تھا کئی دن تک ہر ایک سے پانی مانگتا رہا کسینے خوف سے ندیا آخر وہین سسک کر مرگیا

کپتان سیلوبری داماد جنرل مالی الہ آباد صاحب پنشن دوصد روپیہ بہت قابل تحریر انگریزی
مین کئی برس سے مسلمان ہوگئے تھے صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھی بلباس ہندوستانی
جاتے تھے اگرچہ ناگوار تھا اس شکل سے دیکھنا مگر کچھ کہہ نسکتے تھے بہت زبان آور تھے تلنگون
نے گرفتار کیا ہر چند چاہا محضر اسلام بھی دکھایا آخر گھر سے مجتہد کے پاس واسطے تحقیق کے لے چلے
راہ مین مار ڈالا۔ گھر کئی دن تک لوٹا۔ غرض ایسے سوانحات فلکی کو کہانتک بیان کرسکے
دل اہل درد تاب نہ لاسکے گا۔ اعوذ باللہ من شر الکفار ومن غضب الجبار الواحد القہار۔

## مسند نشینی مرزا برجیس قدر شاہزادہ حضرت سلطان عالم

خلاصہ احوال تفصیلی مسند نشینی مرزا برجیس قدر جو ملازمین شریک حال سے مشروحاً معلوم ہوا ہے
یہ ہے کہ جب فوج باغی شہر کی لوٹ سے مالامال ہوچکی اور داد و بیداد مظلومان شہر حد سے گذر گئی
اور پہلے سے کوئی شخص رعایاے شہر سے ازروی خصوصیت جہاد ایمانی یا بطمع لوٹ فوج باغیہ سے
ملا یہ امر بسبب تعصب مذہب کے اونپر بہت ناگوار و شاق گذرا مثل شاہجہان آباد سب یک
ہوگئے تھے۔ وہان اہل تسنن بہت تھے وہ اپنے مذہب سے شریک ہوے لکھنؤ مین کثرت شیعہ
تھی انکے مذہب مین جہاد بغیر امام زمان حرام تھا کیونکر شریک ہوتے اور یہان کے اہل تسنن
بھی ماہیت انکے جہاد خودرائی و خودپسندی سے شریک ہوکے واقف ہوچکے تھے پھر کیونکر
شریک ہوتے مگر سپاہ طعنہ زن رہی کہ ہمارے شریک نہوے خیر بروقت سمجھ لینگے اب متوجہ امر
ریاست پر ہوے کہ کسیکو مستحق ریاست سمجھکر نام حاکم کرنا چاہیے کہ فی الجملہ ہم بدنامی سے بچین
بلکہ بظاہر نیکنام ہوجاوین چنانچہ پہلے راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بیٹا راجہ غالب جنگ کا حسب الطلب
فوج حاضر ہوا اوسنے افسرون سے اپنے گھر لٹنے کی شکایت کی اوسکی بہت خاطر جمع کی کہ اب
وہ چند تمہارا بھلا ہوجایگا خاطر جمع رکھو خلاصہ پہلے یہ صلاح ٹھہری کہ اولاد نواب سعادت علیخان کو
مسند وزارت آبائی پر بٹھانا چاہیے جو اصل اس خاندان مین گذرے ہین مگر رکن الدولہ نواب
محمد حسن خان ابھی توہمات سے داخل جیل گارد ہوچکے تھے پھر راجہ سے افسرون نے کہا تم قدیم رفیق
نمکخوار سرکار خیرخواہ تمہارا باپ بڑا کارگذار تھا یہ کام دین و مذہب کا ہے آئین چاہیے بدل جاے

ہر طرح سے کوشش کرو کہ سرانجام ہو اور ایسے منتظم لوگ تجویز کرو کہ جس سے انتظام شہر ہو چنانچہ بصلاح گارڈ بھیجکر مرزا علی رضا کو کوتوال شہر کو میر زادہ حسین صاحب رنڈ کو بلوایا تاکید کی کہ تم بندوبست شہر بدستور سابق کرو اور اوسی طرح مستعد و سرگرم رہو فوج بہادر سے تنخواہ پاؤگے انھون نے کہا کہ سبحان اللہ آپکی فوج بہادر ایک طرف شہر لوٹتی پھرے ہم انتظام شہر کرین جبتک کہ کوئی حاکم قرار نپائے پھر کس صورت سے انتظام ہو گا کہا ہم فوج کو منع کردینگے بعد اسکے ایک دستہ فوج کا دس تلنگے دو افسر انکے ساتھ کرکے عہدہ کوتوالی پر مامور کیا اس خیال سے کہ یہ اکسٹرا اسسٹنٹ ملازم سرکار تھے شاید مصاحبانہ سے ملے ہون یا ان مین انگریزوں کی اس جہت سے محمد قاسم خان کو افسر کلان کیا ایک کمپنی پچاس سوارانِ متعین کئے انھون نے چار و ناچار قبول کیا اگر انکار کرتے مارے جاتے اسکے پیشتر شاہجی اور ابو العزمی سے شہر مین بندوبست طفلانہ کرسکے تھے جابجا تھانے بٹھا چکے تھے شہر کے ملوک محتاج ناعاقبت اندیش نے قبول کیا تھا بقول ہر تا کیا نہ کرتا اب تلنگے متعین ہوے جابجا کے تھانے اونکے اوٹھا دیے۔ شاہجی سخت و سست کہکر چپکے ہو رہے مگر انکی بساط فوجیہ نار اوکھی کی پلٹ وی کا اسباب لوٹ لیا شاہجی کو زیر چاق کندہ رکھا نکال دیا وہ ننگے پاؤن بھاگ ارگھنا تھ سنگھ امراؤ سنگھ کی پلٹن مین جاکر چھپ رہے۔

غرض پارلیمنٹ مین صلاح ہوئی کہ صاحبو تم سرکار کا بندوبست چاہتے ہو ہنوز دنیا مین ایسا نہین ہوا۔ اور اسکے پیشتر اولا جنت مکان کو تجویز کیا تھا مگر بلکہ عہد معاہدہ کے بیٹے مرزا اور اسطو کو بٹھائیے اون سے نذرانہ ۳۔ لاکھ روپیہ مانگتے تھے مگر کیا معقول جواب اونھون نے دیا کہ نواب شجاع الدولہ انگریزون سے مقابلہ نکرسکے ہمسے کیا ہوسکے گا۔ عبث عبث ہم اپنی عافیت تنگ کرین افسرون نے پھر راجہ سے کہا تم طرح سے واقفکار ہو کسی بادشاہ کے بیٹے کو تجویز کرو جو طرح سے لیق و قابل ریاست ہو نسل امجد علیشاہ غافل نہو۔

چوتھے دن بعد داخلہ فوج جمعہ کو بہت سویرے صبح کو راجہ نواب خاص محل کی ڈیوڑھی پر آکر کہنے لگے کہ مرزا نوشیروان قدر بڑے بھائی مرزا ولیعہد بہادر کے کہان ہین افسران فوج چاہتے ہین اونھین مسند نشین ریاست کرین شمشیر الدولہ داروغہ نے جواب دیا کہ وہ لڑکا

طبع سے معذور ریاست ہے اور بے حکم نواب خاص محل اور بادشاہ ہم کیونکر جرأت
ایسے امر کی کر سکتے ہین۔

غرض یہ خبر پہلے محمود خان شیخ احمد حسین نے سنی اونھون نے راجہ سے مرزا برجیس قدر کیواسطے
کہا اوسنے جواب دیا فوج کو یہ منظور ہے کہ اگر باتفاق سب بیگمات محلات شاہی راضی ہون تو
البتہ ممکن ہے اوسوقت ممو خان راجہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لایا میر واجد علی کو بھی
بلایا اور سب بیگمات وہان جمع ہوئین ذکر ریاست شروع ہوا۔ بعض نے کہا ہمکو کیا غرض اور
مطلب اگر واجد علیشاہ ہوتے تو کیا مضائقہ تھا۔ بعض نے جواب شافی دینے مین تامل کیا
اور سکوت حضرت محل نے سب سے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ یہ لڑکا تمھارا ہے جیسا تم سب مناسب حال
جانو نواب خورد محل نے از راہ فراست کہا کہ اگر ہم تمھارے راضی نامہ پر مُہر کردین کلکتہ مین
انگریز واجد علی شاہ کو مار ڈالین تو کیا ہو اور یہ بھی ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رئیس نہو جیسا تم خود
مناسب وقت سمجھو کرو۔ راجہ رخصت ہو کر چلا گیا حضرت محل مایوس ہوئین ممو خان نے پھر
راجہ سے سمجھا کر کہا کہ اگر یہ سب بیگمات مہر نہ کرین مین نے دوسری صورت نکالی ہے یعنے ایک
خط حضرت محل کی طرف سے افسران فوج کی طلب مین بھجواتا ہون چنانچہ اوس خط کا جواب یہ آیا
کہ ہم کل آئینگے لڑکے کو دیکھین کس لیاقت کا ہے۔

۱۲ تاریخ شہر ذیقعدہ یکشنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ جولائی ۱۸۵۷ء اتفاقاً اوسدن بارش شدت
سے ہو گیا تھا بعد ۲ بجے شام کو افسران فوج راجہ کے ساتھ قصر السلطان مین آکر بیٹھے مرزا رمضان علی
الملقب بہ مرزا برجیس قدر تا مہجان سواری حضور عالم پر سوار مسند جلوس جنت آرامگاہ پر آکر بیٹھے
افسرون نے باتین شروع کین کوئی کہتا تھا لڑکا بہت چھوٹا ہے کوئی کہتا تھا خوبصورت ہے
اس سے کیا کام ہوگا کوئی آوازہ کرنے لگا کہ تم عیش و عشرت سے محو ہو کر غافل نہو جانا۔ ہم تمکو
سلطنت دیتے ہین پھر کہنے لگے ہم کچھ سوال کرتے ہین اگر وہ مقبول ہون تو ہم رئیس کرین۔

پہلے یہ کہ بادشاہ دلی کو ہم اس باب خاص مین عرضداشت کرتے ہین بشرط منظوری وہانکے
یہ رئیس ہونگے خواہ بادشاہ رکھین یا وزیر تابع فرمان شاہ دہلی رہے۔

دوسرے ہماری تنخواہ دو چند ہو یعنے تلنگہ ۶ پاتا تھا اب اوسکے ۱۲ ہون۔

تیسرے جو پلٹن رکھی جاوے اوسکا افسر ہماری تجویز سے ہو۔
چوتھے نائب و دیوان بھی ہم اپنی تجویز سے کرینگے اوسکی بحالی موقوفی ہمارے اختیار مین رہیگی
اور کوئی امر بے صلاح و تجویز ہماری کورٹ کونسل کے نہونے پائیگا۔
پانچوین جو ہماری تنخواہ سرکار انگریزی مین چڑھی رہ گئی ہے وہ بھی ہم لینگے۔
یہ سب قلمبند ہوئین مہر مرزا برجیس قدر منگائی۔ حکیم حسن رضا لینے گئے مگر اوسوقت پہلا شگون
نیک یہ ہوا کہ اس ہنگامے مین وہ مہر گم ہو گئی قرار یہ پایا کہ یہ کاغذ چھوڑ جاؤ کل مہر ہو کے تمھارے
پاس پہنچیگا افسرون نے کہا کہ ایک کاغذ کافی نہوگا چاہیے کہ ہر افسر فوج کے پاس اوسکی نقل رہے
چنانچہ مہر بدر الدولہ وزیر الدولہ اور سب اہلکارونکی ہوئی اوسکے بعد افسرون کو دیا گیا پھر افسرون نے
کہا آج ہی رئیس کرو بعض نے کہا کیا جلدی ہے فوج نے کہا کچھ احتیاج نہین ممو خان کو اوسکے
رئیس ہونیکا یقین نتھا مگر افسرون نے ایک کھیل طفلانہ سمجھکر اوسی دن کر دیا ہرچند مفتاح الدولہ
نے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ آج شب دوشنبہ قمر در عقرب بھی ہے اگر ساعت نیک جلوس ہو تو
بہتر ہے ممو خان نے کہا تم ہر امر مین اسیطرح کی حجت ایک شق نکال لیتے ہو اور وسوسہ ڈالتے ہو
بہرحال چند دقیقہ اوسوقت غروب آفتاب مین باقی تھے اہل تنجیم نے کہا پس انکی مدت ریاست بھی
چند دقیقہ رہیگی غرض شہاب الدین خان اور سید برکات احمد ۱۵ رسالے کے رسالدار نے اوٹھکر
مندیل مرزا برجیس قدر کے سر پر رکھی مبارکباد دی افسرون نے تلوار نذر دکھائی جیسا دستور
ہے جہانگیر بخش صوبہ دار توپخانہ فیض آباد نے ۲۱ توپ سلامی کی سرکی شہر مین ایک غلغلہ مسند نشینی ہوا

## زائچہ جلوس

### زائچہ حسب تقاطع

قوس — دلو — عقرب — جدی — حوت — میزان — زنب قمر — حمل — مشتری راس — سرطان — سنبلہ — ثور — آفتاب مریخ عطارد — زحل — جوزا — زہرہ — اسد

### زائچہ حسب صور بندی

قوس — دلو — عقرب — جدی — حوت — میزان — زنب قمر — حمل — مشتری راس — سنبلہ — سرطان — زہرہ جوزا — جوزا — آفتاب مریخ عطارد زحل — اسد

اسکا استخراج موقوف علم نجوم پر ہے واللہ اعلم بضرورت لکھا۔

غرض اوس وقت گرمی اس شدت سے تھی کہ مرزا برجیس قدر گھبرا کر اوٹھ کھڑے ہوے تا ہم ان پر سوار باہر نکل آئے تلنگے بجاے سلامی جنگی کارتوس داغنے لگے مرزا برجیس قدر خوف سے داخل محل ہوے آواز بندوق سے ایک تھلکہ پڑگیا تلنگہ سینہ زوری سے چاہتے تھے محل مین چلے جائین قاسم خان نایب رسالدار نے پہرہ کر دیا اسپر بھی کسینے ممانا گھان کمپنی کمنڈی سنگہ صوبہ دار کی کلمات لاطائل بکتی ہوئی آئی کہ کسنے انھین گدی پر بٹھایا ہے ہمارے صوبہ دار کی مرضی نہین مسند نشینی کیوقت ہمارے صوبہ دار کو کیون نہ بلایا ہم اسے بادشاہ نہ کرینگے اور ابھی غصے سے اپنا مورچہ بیلی گارد سے اوٹھالیا ہر چند افسرون نے سمجھایا ممانا آخر بہت منت و سماجت سے بمشکل کہا تم خاطر جمع رکھو کل ہم تمھارے صوبہ دار بہادر کو راضی کر دینگے۔ پھر شہر مین منادی ہوئی کہ خلق خدا۔ ملک بادشاہ دلی۔ حکم مرزا برجیس قدر کا اب کوئی کسیکو شہر مین نہ لوٹے وگرنہ سزا پائیگا ادہر یہ منادی ہوتی تھی اودہر بدستور لوٹتے پھرتے تھے۔

دوسرے دن شہر مین یہ منادی ہوئی کہ جو سپاہی سوار پیدل گولہ انداز افسر ملازم شاہی خانہ نشین معطل ہو در دولت پر حاضر ہو اپنے عہدہ قدیم پر بدستور بحال و مامور ہوگا اسمین جتنے اہل وثائق و صاحب پنشن قدیم و جدید سب کے سب مسلح ہوکر در دولت پر جان نثاری کو حاضر ہوے اگرچہ ہر ایک بظاہر محض اپنی جان و آبرو سے آیا کچھہ سپاہی بھی جو بیلی گارد سے باہر رہ گئے تھے مثل سپاہ انگلشی وہ بھی بخوف شریک حال ہوگئی چنانچہ افسران فوج جدید و قاقہ مست سے پہلے ایک اقرار نامہ لیا گیا کہ جبتک تسلط و انتظام کلی ہو کوئی تنخواہ سرکار سے نہ مانگے چنانچہ توپخانے کے لوگ اکثر مورچہ پر مامور ہوے اونھون نے جابجا توپین قرینے سے لگا دین اور دل کھولکے مستعد جانفشانی ہوے اور بڑے توپ نانک مئہ کی چار باغ کے توپخانے سے ۱۴ جوڑی بیل سے کھینچکر لے آئے گولہ گنج کے مورچے پر لگائی اسمین بڑا فخر کیا کہ یہ توپ ہمسے چل آئے انگریزا سے نہ لاسکے ایکدفعہ دو تین گولے اوس سے مارے اوسکے بعد پھر نہ چلی۔ شاید اوسکے پرکٹے سے نکمی ہوگئی تھی۔



تجویز نائب و دیوان و تقسیم خدمات وغیرہ واحکام کورٹ

الغرض باب نیابت و دیوان مین کورٹ ہوا کسینے جرنل حسام الدولہ کا نام لیا کسینے نواب منور الدولہ کا انکے نام پر سب کنمنائے کہ انسے ہمین ابھی سمجھنا ہے نواب شہنشاہ محل نے مفتاح الدولہ سے کہا کہ تم سب طرح سے لیاقت رکھتے ہو اس عہدے کے سزاوار ہو کیون نہین قبول کرتے عرض کی مجھے منظور نہین پھر فرمایا عہدہ جرنیلی قبول کرو تمھارے چچا اقبال الدولہ آگے جرنل بھی ہو چکے ہین تمسے زیادہ کون واقفکار ہوگا جب اسکا بھی انکار کیا پھر مشورہ پوچھا کہ تمھارے نزدیک کون اس عہدے کے لائق ہے عرض کی شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے بہتر کوئی اور سزاوار اس عہدہ جلیلہ کا نہین ہے خلاصہ جب کورٹ مین نواب شرف الدولہ کا نام لیا سبنے باتفاق مانا کہ انکی کارگذاری البتہ بہ نیکنامی مشہور ہے جواہر علیخان نے کہا وہ سنتی ہین اونکا نائب ہونا اچھا نہین قاسم خان نے تعریف کی خلاصہ صبح کو جب شرف الدولہ آئے ممو خان اسپر بگڑے کہ بے میری مرضی کیون بلایا پہلے مجھسے عہد و میثاق کی مثابعت ہو جائے تو کیا مضائقہ۔

اس عرصے مین سب افسر ملک کھمنڈی سنگہ صوبہ دار کولے آئے جو کل خفا ہو گیا تھا بعد عذر معذرت ممو خان سے صفائی ہوئی اور جب عہد و پیمان ہو چکا ممو خان شرف الدولہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لائے اونھون نے جنابعالیہ کو ۱۱ اشرفی نذر دین نواب حسام الدولہ نے اوٹھکر بیگمصاحبہ کے ہاتھ مین رکھدین سید برکات احمد قاسم خان اونکی تعریف کرنے لگے کہ یہ بڑے خیر خواہ سرکار اور کارگذار ہین انسے بہتر کوئی اور ہماری نظر مین نہین سماتا آگے آپ کو اختیار ہے۔

شرف الدولہ نے عرض کیا مین قدیم سے اس گھر کا دولتخواہ ہون کار دربار سرکار بجا لاؤنگا مگر خلعت نیابت نہ لونگا یہ کہکر رخصت ہوے وجہ اسکی یہ تھی کہ اس ریاست و حکومت مستعار کے انجام و مالکار کو اپنی مال اندیشی سے خوب سمجھے ہوے تھے کہ یہ سب نقش بر آب و بے ثبات ہے لیکن صورت نجات اور اپنی عافیت بھی بچا ہتے تھے اور بکمال تشویش سے متردد تھے اور خوف آبرو دوسری سرکار کا غالب جانتے تھے کوئی عذر اور تدبیر کسی طرح کی بن نہ پڑتی تھی دوسرے دن جب حاضر ہوے مرزا برجیس قدر نے خلعت منگوا کر عنایت کیا مجبور ہوے گویا یہ خلعت آخرت تھا۔

خلعت دیوانی مہاراجہ بالکرشن کی یہ صورت ہوئی کہ انھون نے پہلے بہت سا ندر پیش
کیا کسواسطے کہ وہ از روے رقم سیاق نسبت نواب کے زیادہ تر خوفناک تھے اور اپنی عاقبت
اور خوف آبروسے افسران فوج کو بہت کچھہ دے چکے تھے اس جہت سے اونکا گھر لوٹ
بچ رہا تھا مگر جب انکا نہ لینا خلعت دیوانی کا افسرونپر کھلا سمجھے کہ یہ انگریزنسے ملے ہوے ہین
خلعت کو ٹالتا ہے پس آج بہرصورت اونکو خلعت دینا چاہیے اگر نمانے گھر لوٹ لیجیے یہ خبر
مہاراج کے ایک دوست نے مفصل آن کر کہی غرض جب دربار مین آئے افسرون نے کہا یا
خلعت دیوانی کو قبول یا انکار کرو ہمین صاف جواب دیجیے انھین کچھہ بن نہ پڑا اسوا خلعت پہنے
تیسرا خلعت کوتوالی مرزا علی رضا بیگ - چوتھا میر نادر حسین مہتمم روندکو - پانچوان خلعت
جرنیلی حسام الدولہ بہادر کو پھر اہل دربار نے مرزا برجیس قدر حضرت محل شہنشاہ محل کو نذر دی
منشی کچہری خاص امیر حیدر داروغہ ڈیوڑھیات میر واجد علی ممو خان الملقب علی محمد خان
بہادر داروغہ دیوانخانہ خاص بھی بعد چار دن کے اور چار خلعت نکلے ایک اخبار ملکی دوسرا اخبار
ڈیوڑھیات تیسرا حضور تحصیل چوتھا دیوانخانہ کا واسطے ممو خان کے چنانچہ اخبار ملکی محمد حسنخان
داماد نواب شرف الدولہ کو حضور تحصیل محمد یعقوبخان بڑے بیٹے نواب کو اخبار شہر میر واجد علی
سے آغا نجف نے باصرار تمام اخبار ڈیوڑھیات لیا -

**حکمنامجات** - تعلقدار زمینداروں کے نام اس مضمون سے جاری ہوے کہ ملک آبائی ہمارا
خدا نے پھر ہمکو عطا کیا دفع کفار فرنگ اب لازم ہے کہ باہم شریک ہو کر باقیماندگان ذلیل کو
قتل کرو داد بہادری دو انشاء اللہ تعالے پیشتر سے زیادہ پرورش ہوگی انعام و جاگیرات جسیر
ملے گا بلکہ جو اونکو قتل کریگا نصف جمع اوسکے علاقے کی معاف ہو جایگی -

جرنل حسام الدولہ کو حکم بھرتی ۱۳ - پلٹن نجیب کا ہوا کہ فی پلٹن پانسو چھپن نجیب بھرتی
ہون چنانچہ خان علیخان جرنل کے بدلے جائزہ دیکھتے تھے اونکی تفصیل یہ ہے -

خان علیخان دو پلٹن - پیارے صاحب بیٹے میر یوسف داروغہ میر صفدر علی - محمد تقیخان -
میر نادر حسین - جواہر علیخان - بلال - اعتماد علیخان - قائم علی بہادر - مرزا اصغر علی - محمد حسنخان
پہلے ۳ پلٹن جو نوکر ہوے ممو خان نے کئی کمیدان موقوف کرکے اپنے متوسل بھرتی کیے

## بیلی گارد کے مورچون کا

غرض چھہ دن اور رات تک طرفین سے مینہ گولے گولیون کا برستا رہا جمعہ کے دن وقت عصر
احمد اللہ شاہ نے دھاوا کیا بیلی گارد کے زیر دیوار پھاٹک پر جا پہونچا اوسوقت محصورین بیلی گارد
کہتے ہین کہ اوسوقت ہم سبکو یقین اپنی ہلاکت کا ہوگیا کسواسطے سپاہی گورے ہندوستانی
جتنے مورچون پر تھے کئی دن کے علی الاتصال لڑنے سے تھک گئے تھے ہاتھ پاؤن کی سبکی سکت
جاتی رہی تھی خصوصاً میم کا حال اضطرار و سراسیمگی اوسوقت کے بیان سے باہر ہے سب کے سب
تہخانہ جنرل لو صاحب کے خوف سے جا کر چھپین اور موت ہر ایک کی نظر مین پھر گئی شاہ جی پھاٹک
کی آڑ مین اپنے مجاہدین کو پکارا کیے کہ بس اس حملے مین ان سب کا کام تمام ہے مگر کسیکی جرأت
قدم سے قدم بڑہانیکی نرہی۔ دفعتہً ایک بم کا گولہ اوپر سے آیا لاچار بکتے ہوے شاہ جی بھاگے
بس محصورین کو یقین اپنی فتح و نصرت کا ہوگیا پھر مورچون پر سب کا دل پھاڑ ہوگیا تازہ دم ہوگئے
بعد کئی دن کے فوج باغی نے عذر اپنی صرف میگزین ہمراہی کا کیا اگر ہم سب دفعتہً اوڑا دیجیے
بر وقت ضرورت ایسا ہمین میسر نہوگا اور نہ کچھہ کام بن پڑیگا بہتر یہ ہے کہ اب سرکار سے ہمین ملے
تب اب عذرات بار و بہلوتی کے شروع ہوے اور ہر روز وقت بدلی تلنگے غول کے غول بم بھاؤ بو
کہتے جاتے تھے خاص بازار کی دوکانون مین جا بجا مقامات ہن ہین متفرق بیٹھے تھے ڈفلی دائرہ
بجا کر بھجن گاتے تھے زبان سے سبکو گالیان دیتے تھے بہت سے جمع ہوکر ڈیوڑہی پر آتے تھے مرزا
برجیس قدر کو محل سے بلاکر تلنگے گلے لگاتے تھے کہتے تھے تم کنھیا ہے باپ کی طرح غافل نہو جانا ان
اپنے شملہ والون سے ڈرتے رہنا ورنہ تم خراب ہو جاؤگے۔

ایکدن تلنگے تیس روپیہ کا اسباب کہین سے لوٹ لائے ممو خان نے لے لیا سو روپیے انعام دیے
آفرین و شاباش کہی اس لوٹ کو داخل سرکار کیا اسیطرح نواب ممتاز الدولہ کے گھر سے لوٹکر تقریباً
پچاس ہزار روپیہ کا لائے ممو خان کو دیا اور کہا یہ ہمنے شہر دن اور اور گھرون سے لیا ہے اسکا اب
انعام ملا مال خانہ مین رکھوا دیا بعد اسکے نواب افسر ہو صاحبہ کے گھر کا اسباب لائے ہر چند صاحبان محل
نے سمجھایا کہ تلنگے پہلے اونکا گھر لوٹ چکے ہین یہ قدر ذلیل اونکی اوقات بسری کو رہگیا ہے ممو خان نے نہ سنا

## انتقال چیف کمشنر بہادر

جنرل لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر اول درجہ قدیم کوٹھی بیلی گارد کی میں مشغول تحریر تھے صاحب سکرٹر کو پر صاحب کچھ تحریر دکھا رہے تھے قلعہ باہر سے ڈوری نکلے کی کھینچ رہا تھا کہ دفعتہ ایک گولہ قلعہ کے سر سے صاحب کے دونوں پاؤں پر سے ہوکر گوشت عصاب لیتا چلا گیا باہر گر پڑا اس صدمۂ ناگہانی سے تین دن صاحب جیتے رہے آخر ۱۱ جولائی ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا گبنس صاحب کو اپنا قائم مقام کر کے کہتے ہیں کہ وقت آخر صاحب نے اپنے ملازمین کو بلا کر اپنا عفو خشم و غیظ چاہا اور رخصت کیا گرجہ میں دفن ہوئے بعد ہفتہ عشرہ ڈاکٹر صاحب جو ڈپٹی کمشنر ایکدن صبح کو مورچے دیکھتے پھرتے تھے ناگاہ ایک گولی قضائی آئی مرگئے محصورین بیلی گارد کو بڑا صدمہ اور حالت یاس ہو گئی کسواسطے یہ دونو صاحب بڑے مدبر و منتظم تھے میجر بنکس صاحب نے چیف کمشنری گبنس صاحب کو قبول نہ کیا کسواسطے کہ وقت محاربہ صاحب فوج مستحق عہدہ جلیلہ ہوتا ہے صاحب سول یعنے نظامت نہیں ہوتا چنانچہ طرفین سے کئی چٹھیاں ردوبدل اس باب خاص میں لکھی گئیں آخر گبنس صاحب مصلحت وقت سمجھکر مستعفی ہوئے میجر صاحب مستقل ہوئے

## دنا و بیلی گارد و غیرہ سوانحات

ایک دن مشہور ہوا کہ کل بیا پرسون فوج باغی بیلی گارد پر دنا و اگریگی صاحبان محصور کو زیر تیغ لے گئے اور روہانگی زمین کھود کر برابر کر دیگی اور جبتک نہ کریگی دوسرے کام پر متوجہ نہوگی اپنا کھانا پینا حرام کیا ہے کسواسطے کہ دس دن کے عرصے سے بیلی گارد فتح نہیں ہوتا یہ تو ایک گھڑی کا کام ہے جب یہ خبر گوشزد صاحبات محل ہوئی آپسمین کہنے لگیں کہ جسوقت یہان سبکو قتل کیا جتنے کلکتہ میں ہیں انکی جان کا ہیکو رہیگی ایک نے کہا اونپر کیا موقوف ہے ہم تم بھی نہ بچینگے کسواسطے کہ انگریزوں کا حال مثل رگ گھاس کی جڑ کے ہے جتنا کاٹو اوتنا ہی بڑھتی ہے رض نواب فخر محل مہدی بیگم ہندیجان نواب سلیمان محل نواب شکوہ محل نواب فرخندہ محل ہمت محل محبوب محل۔ اور کئی محل سب جمع ہو حضرت محل سے کہنے لگیں اور نواب خورد محل

نواب سلطان جہان محل بھی انکی شریک تھین کہا کہ تم سب طرح سے اچھی رہین تمھارا بیٹا بادشاہ
ہوا مبارک مگر ہم سب بے وارث ہوئی جاتی ہین کل فوج کا یہ ارادہ سنا ہے اب تمھین انصاف
کرو پھر بادشاہ اور محلات وغیرہ جتنے کلکتے مین ہین زندہ بچینگے یا سب پھانسی دیے جائینگے
ایسی سلطنت کو چولھے مین ڈالو جناب عالیہ نے برہم ہوکر جواب دیا معلوم ہوا تم سب ہمارا برا چاہتی ہو
بلکہ اس سلطنت کے ہونے سے جلتی ہو مختصر یہ کہ اوسوقت آپسمین ایسی چل گئی ہوئی کہ جناب عالیہ
برجیس قدر کو لیکر اندر کے دالان مین چلی گئین ــ

دوسرے دن جب افسرون نے یہ خبر سنی بیگم کو کہا یہ سب محلات انگریزون سے ملے ہوے ہین یکبار
سب جمع ہوکر ڈیوڑھی پر آئے کہ ہمین کچھ عرض کرنا ہے جناب عالیہ چلمن کے پاس آئین حاضر الوقت
نواب شرف الدولہ ممو خان میر واجد علی مولوی میر مہدی مولوی محمد حسن جواہر علیخان نفتاح الدولہ
تھے اور دو ناظر دروازے پر آنے جانے کے مانع کھڑے ہوے افسرون نے عرض کیا یہان کے
سب آدمی انگریز سے ملے ہین اونمین ہماری تمھاری خرابی ہے پھر کہین ٹھکانا نہین اب جسطرح بنتا ہے
دہاوا کرکے بیلی گارد مین گھسجائینگی رام چاہے تو کل انگریز نہین یا ہم نہین جبتک بیلی گارد فتح
نہ کرینگے تنخواہ نہ لینگے مگر شربت پانی دہاوے کے وقت پہونچنا ضرور ہے ہمارے برہمن پنڈت اپنے
علم نجوم سے کہتے ہین کہ برجیس قدر کی سلطنت کا کاتہ تک ہے بڑا صاحب اقبال ہے اچھی ساعت
مین گدی پر بیٹھا ہے اوس ساعت سے پچاس برس تک ترقی اقبال ہے زوال نہین جناب عالیہ نے
فرمایا چپکے چپکے باتین کرو اور محل بھی یہان موجود ہین اونمین ساز انگریزون کا پایا جاتا ہے اونھین
اونکا قتل ناگوار ہے افسرون نے کہا جو ایسے محل ہون اونھین محل سے نکالدو کسواسطے اونکا دوست
ہمارا دشمن ہے فرمایا بعد فتح تدبیر مناسب اونکیواسطے کیجائیگی ابھی موقع نہین۔ ۳۰ جولائی ۵۷ء کو
افسرون کے نام حکم پہونچا کہ سب افسر مع اپنی پلٹن کے کل چار گھڑی رات رہے بقواعد سکبستہ بیلی گارد
مین جائین اور اپنی اپنی کمپنی کا افسر سپاہ کے آگے وقت دہاوا کے جو مارا جاوے تو نگہ لاش اپنے عزیز کی
نہ اوٹھائے ۔ کہار ڈولی لیے پیچھے رہین وہ اوسے اوٹھا لینگے اور جنس مٹھائی کی ٹوکری وقت
دہاوے کے ساتھ رہین غلہ بازار ہر چیز موجود رہے ــ

۳۱ - جولائی کو سب فوج مع احمد اللہ شاہ فقیر دہاوے کو طیار ہوکر چلی شاہ جی کے آگے نقیب بولتا جاتا تھا

ڈنکا ہوتا ہوا جب مورچون پر پہونچے روئی کے گٹھے جابجا رکھے تھے اونکی آڑ مین وہان وا کیا زیر دیوار
بیلی گارد پہونچکر دیوار کھودنے لگے کہ اس راہ داخل ہونگے جب اودہر سے بم کے گولے کا مینہ
برسنے لگا ہزارہا قیمہ ہوکر چلکر بھاگے پھاٹک پر بیلی گارد کے ہزارہا مارے پڑے سرکار مین دفعتہً
ایک ہرکارہ خبر لایا دہاوا پیش ہوگیا سب انگریز مارے گئے تھوڑے سے گورے ایک مکان مین
چھپکر گولیان مار رہے ہین اسباب سب وہانکا لٹ رہا ہے کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسباب لوٹ
سے بچے ارکان دولت یہ خبر سنکر بہت خوش ہوے آپسمین عید سمجھکر گلے ملنے لگے نامرد تلوار پکڑکر
اکڑنے لگے مونچھون کو بل دیتے بیلی گارد کو چلے آپسمین مبارکباد دینے لگے کوئی کہتا تھا اوسے
کھودکر بڑا تالاب بنایئے کوئی ممو خان سے کہتا تھا اسکا فتح باغ بنوایئے گا۔ دوسرا فتح گنج
کہتا تھا کوئی کہتا تھا برجیس گڈھ نام رکھیگا دوسرا بھاگنے کی خبر لایا یہ سنتے ہی طلاطم پڑگیا
ایکدوسرے کے بھاگنے مین اوبجھکر گرنے لگا کوئی کوٹھری کوئی چارپائی کے نیچے چھپنے لگا بموجب
حکم جنابعالیہ دروازے قیصر باغ کے بند ہوگئے گورون کی سدراہ کو توپین لگائین تلنگہ نجیب
بیان سے زیادہ مارے گئے بہت سے جھنجھلاتے غصہ کرتے گالیان بکتے شہر کو چلے کسیکو گوئندہ
کسیکو وثیقہ دار کہکر لوٹنے لگے دکانین خاص بازار کی لٹنے لگین سپاہی کوتوالی کے جو حفاظت
کو تھے اونھین گوئندہ کہکر قید کر دیوانخانہ بھیجدیا مٹھائی جو کچھ تھی کھاتے جاتے تھے اور کہتے
تھے شہر والے سب وثیقہ دار ہین انگریزونکو خبر دہاوے کی پہونچاتے ہین ہمکو جادو سے بھگواتے
ہین اگر یہ لوگ رسد وغیرہ بیلی گارد مین نہ پہونچاتے انگریز فاقون سے مرجاتے خیر کل ہم
بیلی گارد خالی کروالینگے کہان جاتے ہین اور طرفہ ماجرا یہ تھا کہ افسر بظاہر لوٹ کو منع کرتے
تھے گالیان دیتے تھے اور اپنا حصہ بھی اونسے لیتے تھے۔

جب لوگون نے خبر لوٹ مرزا برجیس قدر سے عرض کی ایکدن سب افسر اور تلنگون کو بلوایا آپ
گھوڑے پر سوار ہوے ۲۱۔ توپ سلامی کی چلی آہستہ آہستہ چلے سپاہ کو سمجھانے لگے کہ اے بہادرو
ہم تم سے بہت خوش ہین خوب لڑتے ہو مگر ہمین ایک بات کا رنج ہے کہ تم شہر کو لوٹ رہے ہو اسے
موقوف کرو ورنہ سب رعایا بد دعا کریگی افسرون نے دستبستہ عرض کی جنابعالی اب شہر
نہ لٹیگا تلنگے جو اوسوقت حاضر تھے کہنے لگے آپ ہمارے پیٹ کی خبر نہین لیتے کہانسے کھائین تنخواہ

ورنہ اس سے زیادہ شہر لٹیگا اور جو اشرافون کی شکل ہین سب خفیہ انگریز سے ملے ہین اونکو ہم بیشک پہلے مار ڈالینگے۔ غرض کچھ لشنا ۶- مہینے تک شہر ہر روز لٹتا رہا۔

## تعلقدار راجہ جو کمک کو آئے تھے

سب سے پہلے فوج بہ معیت کے ساتھ خان علیخان شیخ حسین علی کارندہ نواب علیخان تعلقدار محمود آباد سات ہزار گومار سے آئے چکروالی کوٹھی مین اوترے درگبیجے سنگہ تعلقدار مہونا وغیرہ پانسو سے بموجب حکمنامہ مذکور منشی محمد حسین قدوائی ۳- سو راجہ اوٹو نجے کا۔ ۳- سو میر اولاد حسین زمیندار رسید پور۔ ۴- سو سے آئے۔

پھر افسران فوج نے حکمنامہ زمیندار تعلقدارون کو بھیجا کہ جو سرکار مین مع اپنی فوج کے حاضر ہوگا زمینداری اوسکے پٹیت کو ملے گی فوج وہان پہونچکر اوسکی بیخ و بنیاد کو مٹا دیگی اور جو حاضر ہوگا علاوہ معافی مستمرہ بعد فتح بیلی گارد جاگیر پائے گا۔

## طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے اور لوٹ خانہ نواب علی نقیخان وغیرہ

جناب عالیہ کے پاس زر نقد ۴۰- ہزار روپیہ تھا جب وہ خرچ ہوچکا مفتاح الدولہ سے طلب خزانہ کیا عرض کی مین پہلے عرض کرچکا ہون اور حسام الدولہ ممو خان کو کوٹھہ بھی دکھادیا ہے خزانے مین سوا سے چاندی سونے کے اسباب کے زر نقد نہین ہے پھر یہی وقت خیر خواہی ہے تمھارے بزرگون سے خیر خواہی ہوتی چلی آئی ہے اگر یہ سلطنت قائم ہے روپیہ بہت سا ہو جائیگا بہتر ہے اسوقت مین کام آؤ خزانہ بتاؤ۔ ورنہ ممو خان بہت تنگ کریگا عرض کی میرے جان مال سب سرکار کی ہے خدا جانتا ہے خزانہ نہین ہے البتہ اسباب چاندی سونے کا قریب ۴- لاکھ کے ہو جائیگا وہ حاضر ہے آئندہ سرکار قید یا قتل کرے بہر صورت مین حاضر ہون پھر جناب عالیہ نے بہت سا سمجھایا آخر کنجیان اونسے لیکر یہ صلاح ہوئی کہ ٹکسال جاری کرو مگر سکہ کسکے نام کا پڑے کسینے واجد علیشاہ کسینے بہادر شاہ کسینے جوان بخت کا نام لیا وہ یہ ہے۔ ٥ نصارا پہ قہر خدائی گرا جوان بخت سلطان دہلی ہوا + بعض نے یہ کہا یہان سکہ برجیسی چاہیے۔ وہ یہ ہے

ع سکہ زد بر سیم و زر چون مہر بدر + نیر دین میرزا برجیس قدر + ایضاً - سکہ زد از فضل حق بر اشرفی مہر بدر + اختر سلطان عالم میرزا برجیس قدر + خلاصہ خوشامد سے بہت سے سکّے ہوئے مگر افسرون نے نمانا کہا کہ سکہ شاہ دہلی کا پڑیگا پھر صلاح ہوئی کہ نہین معلوم وہان کسکا اور کونسا سکہ پڑا ہے بہر حال قدیم سکہ شاہ عالم کا پڑنا چاہیے پہلے اوسکے مہتمم مفتاح الدولہ ہوئے بعد اسکے آغا نجف کشمیری دارو غہ نواب معشوق محل نے ۶ ہزار پر اجارہ لیا نواب معشوق محل کا اسباب فوج اور اہلکارون نے مالکر خوب لوٹا -

جب قلت خرچ روپیہ کی ہوئی شہر مین مالدار گھر تاکے پہلے وزیر خان محمد بخش دار و غہ حضور عالم پکڑ آئے اونپر سختی کی کہ روپیہ بتاؤ جواب دیا کہ تمام گھر نواب کا پلٹن نادری اختری نے لوٹ لیا - ہماری دانست مین اب کچھہ نہین ہے غرض یہ دونون قید ہوئے پھر گوئندے گھر کے بھیدی خبر لائے کہ ہم نواب کے گھر کا حال خوب جانتے ہین جہان روپیہ ہے ممو خان نے اونھین فیصد سات روپیہ دینے کو کہے بعد اسکے رات کو ممو خان راجہ جے لال سنگہ یوسف خان حیدر خان بھائی ممو خان کے مخبر کے ساتھہ نواب کے گھر گئے محاسرا مین ایک صحنچی کو کھدوایا پانچ لاکھہ روپیہ نکلا - ہاتھی چھکڑونپر رکھکر لے آئے جناب عالیہ سے ممو خان اور راجہ نے عرض کی ہمسے زیادہ کون آپکا خیر خواہ ہوگا - ابھی اس سے زیادہ خیر خواہی کرینگے بہت خوش ہوئین تعریف کی خلعت دیا راجہ محروم رہا ممو خان نے گوئندے کو ایک کوڑی بھی ندی اپنے عزیزونکا وہان پہرہ کر دیا اسمین سب کے سب مالامال ہوگئے اور نواب کے متوسلین کا نقد و جنس بھی سرکار مین ضبط ہو کر آیا جسکی تفصیل بموجب یادداشت مفتاح الدولہ یہ ہے مگر بعد فتح کے ان سبکو بھیک مانگتے دیکھا معلوم نہین اس چوری سرزوری کا روپیہ کیا ہوا -

| | |
|---|---|
| نواب کے گھر کا نقد و جنس وغیرہ - | مـــ لاکھہ |
| نقد ۱۴ - لک اشرفی سمـ - طلا ۲ - ظروف نقرہ وغیرہ ۵ - جواہرات دو لک - متفرقات - لک - | |
| اچھے صاحب داماد نواب - | صمـ |
| میر احسان علیخان دارو غہ دیوانخانہ نواب - | ۵ - |

منجھلی بیگم خواہر نواب۔ عسہ
محمد بخش داروغہ۔ حسہ
چندی سہائے گرسہائے۔ دیوان منشی و نواب۔ ۵ لک
اہل شہر سے بد نعات۔ ۸ لاکھ

خلاصہ یہ روپیہ مبلغ خطیر فوج وغیرہ مین ہمیت صرف ہونے لگا اور سرکار کو اسکے بے تکلف نکلنے سے بڑی خوشی ہوئی ممو خان کی بھی بڑی قدر اس جہت سے ہوئی کہ مالک سیاہ و سفید ہوے ایسے روپیہ مین خدا کیونکر برکت دیتا۔

## زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ مع فوج جو کمک کو آئے

زمیندار تعلقدار اطراف لکھنؤ مع فوج گو بار حاضر درِ دولت ہوے۔

راجہ دیبی بخش سنگہ گونڈہ کا راجہ۔ ۳ ہزار
آنندی اور خوشحال وغیرہ زمیندار تعلقدار گوشاین گنج۔ ۲۔ ہزار
راجہ سکھ درشن زمیندار سمروتہ۔ عہ
سیجرام بخش زمیندار سمروتہ وغیرہ۔ ۲۔ ہزار ۳ ضرب توپ
راجہ لال مادہو سنگہ بہادر تعلقدار گڈدا امیٹھی۔ ۵۔ ہزار ۴ ضرب توپ ۲ سوار
رانا بینی مادہو بخش سنگہ بہادر تعلقدار سیواڑہ۔ ۵۔ ہزار ۵ ضرب توپ
حشمت علی چودہری سندیلہ۔ ۴۔ ہزار
میر منصب علی چودہری رسول آباد۔ ہزار
رگہناتہہ سنگہ تعلقدار کبہور گاؤن علاقہ دلموبریلی۔ ۲۔ ہزار ۴ ضرب توپ
کلو خان کارندہ تعلقدار نان پارہ۔ عہ

راجہ مان سنگہ بہادر کو کئی قطعہ حکم نامہ اس مضمون سے گئے کہ تم انگریزوں سے بہت سا انگریزوں سے چہپائے تمام اسباب زر نقد جواہرات اونکا تمہارے پاس ہے فوج سرکار آتی ہے تمہاری بیخ و بنیاد مٹا دیگی ورنہ جلد سرکار مین حاضر ہو۔

جواب - راجہ نے معرفت ماتا پرشاد اپنے مختار کے جواب بھیجا کہ کیٔی شرائط سے حاضر ہوتا ہون پہلے یہ کہ شراکت تلنگون کی نہووے مین تنہا بیلی گارد فتح کرلونگا دوسرے کوئی تلنگہ بجبر دست اندازی نہ کرے کسواسطے میرے بھیٔنا مے مین بہت سے تلنگے رہتے ہین مجھکو یقین اونکی خلش کا ہے تیسرے جتنی فوج مین لاؤن سرکار او سکا روپیہ اور خرچ دے اسکے سوا رد مین بامین وقت حاضر ہونے کے تنخواہ مین عرض کرونگا -

حکم ہوا ہر وقت حاضر ہونے سے موافق تمھاری مرضی کے عمل مین آیگا قصہ مختصر راجہ ۷ - ہزار سپاہ کو ہمراہ لیکر مستعدی سے حاضر ہوے ۵ - ہزار درست ہا ئے راج کمہار بڑے بہادر ہوتے ہین فقط تلوار باندہتے ہین اور دو ہزار پانسو نجیب وغیرہ زمیندار ساتھہ تھے آلات حربی مثل لوکے کے تھے اوسکی صورت یہ ہے کہ کمہار مٹی کا مجوف بناتے ہین وہ جہان پہونچتا ہے پھٹتا ہے باروت اوسمین بھر کر ایکطرف فلیتہ لگا کر قلعہ یا گڈہی پر پھینکتے ہین اوسکے ٹکڑون سے آدمی زخمی ہو جاتے ہین جنپٹ پر آکر ٹھہرے جب فوج اونکی مضمون عرضی اور شرائط سے واقف ہوئی بگڑی بہت برا بھلا کہنے لگی اور کہا کہ اگر بے مرضی و صلاح ہمارے آویگا ہم سیدھے دل چلے جائینگے اور کہینگے کہ جو لوگ انگریز سے ساز رکھتے ہین وہ سب برجیس قدر کے پاس جمع ہین اوسوقت راجہ نے اپنا وکیل امراؤ سنگہ نیپال سنگہ رگھناتھہ سنگہ گھمنڈی سنگہ کپتانون کے پاس بھیجا ۵ - ہزار افسر اور سید برکات احمد رسالہ دار کو جو جرنل فوج تھے بھجوا دیے -

پھر کورٹ ہوا آخر حکم یہ ہوا کہ راجہ جے لال سنگہ نے بڑہا کہ اگر آویگا سوا ے اطاعت کے وہ ہملا کیا کر سکتا ہے اوسے بھی کوئی مورچہ دیدیا جائیگا شہر مین آنے دو غرض راجہ اپنی دہوم دہام سے در دولت پر آئی حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر ہوے ۱۱ - اشرفی نذر دین خلعت دوشالہ رومال ملا - راجہ نے عرض کیا اگر ارشاد ہو کوئی تیسرا انہو کچھہ عرض کرون جناب عالیہ نے کہا ممو خان میرا خیر اندیش مرے خیر خواہ ہین خلاصہ عرض کیا یہ تلنگے بیلی گارد نہین خالی کر سکتے یہ فقط میدان کی لڑائی جانتے ہین ہم لوگ گڑھی خالی کروانے مین مشاق ہین ہمنے سیکڑون گڈھی قلب خالی کروالی ہین بیلی گارد کی کیا اصل ہے ایکدن مین خالی کروا لونگا بشرطیکہ کوئی میرے ساتھہ وہا سے کو چلے مگر دو شرطین ہین اول یہ کہ بیلی گارد کی ایکطرف فقط میرا مورچہ ہو دوسرے علاقہ فیض آباد

مجھے ملے یہ باتین ازراہ فریب بیگم صاحبہ اور ممو خان کی تھیین اسواسطے کہ میرا ساز انگریزونسے تیار ہے جنابعالیہ نے فرمایا مین اسکا جواب صلاح کرکے دونگی مگر شرط ہمکو سچا لی یہہ ہے کہ مستعدی و جانفشانی سے ان کافرون کو قتل کرکے جلد بیلی گارد خالی کروالو اوسوقت جو کہو گے کرونگی بلکہ اوس سے زیادہ۔ اتنے مین کئی کپتان بہی آگئے راجہ کو خوب ڈانٹا کہ اگر تم یہان آئے ہو اپنا مورچہ ہمارے ساتھہ لگاؤ۔ چنانچہ راجہ کا مورچہ شیر دروازہ اور اصطبل آنجہانی پر ہوا۔

## حکمنامہ طلبی تعلقداران سانڈی سندیلہ وغیرہ

تین پروانے اسمضمون کے روانہ ہوئے کہ فضل خدا سے بتاریخ ہتہر ور فرزنیک مابدولت و اقبال نے مسند آبائی پر جلوس فرمایا اکثر تعلقدار اطراف وجوانب مع ضراب توپ واسطے سپاہ تلع قمع انگریزون کے در دولت پر حاضر ہوے لہذا تمھین بھی لکھا جاتا ہے کہ کوئی انگریز مع فوج اور اہلکار کسی گھاٹ سے تمھارے علاقے مین اوترنے نپاوے جسطرح سے ہو مقابلہ کرنا اور بفور دیکھنے حکمنامہ ہذا مع فوج و توپ در دولت پر حاضر ہونا تاکید جانو۔

چنانچہ ایک پروانہ نرپت سنگہ باغی تعلقدار روہیا۔ دوسرا ہردیو بخش سنگہ تعلقدار کٹاری گیرتہ سانڈی ضلع ملانوان۔ تیسرے دینا سنگہ تعلقدار راجپور پرگنہ ضلع نکور کو گیا نرپت سنگہ نے دو پرو دعوت دس انعام اور عرضی سپاہی کو دے کر روانہ کیا کہ پروانہ کرامت نشانہ حضور مشعر اجلاس ہمایون آیا سرفراز و ممتاز کیا اللہ تعالے مبارک کرے اور اوج ارادت دلی پر فائز کرے خانہ زاد کی گڈھی علاقہ انگریزی قریب ہے فقط دریاے گنگ درمیان ہے اکثر ہرکارون سے خبر عبور انگریزون کی سنی جاتی ہے خانہ زاد کا آنا مصلحت وقت نہین ہے انشاءاللہ اگر کفار قصد عبور گنگ کرینگے و اقبال ہمرکار سے مقابلہ کرکے قتل کرونگا۔ واجب تھا عرض کیا۔

ہردیو بخش نے ۱۲۱۔ روپیے دیکے تین دن تک سپاہی کو رکھکر رخصت کیا ماکھن سنگہ زمیندار بانگر مئو میر غلام جعفر زمیندار عثمان پور میر عالم علی زمیندار باوان علاقہ سانڈی بھیکنخان زمیندار بہولی علاقہ سلوان وغیرہ حاضر نہوے وجہ انکی غیر حاضری کی معلوم نہین اور بعض راجے مثل لال ہنونت سنگہ کالے کانکر با بو گلاب سنگہ تعلقدار نزول علاقہ سلطانپور وغیرہ ہمراہ چکلہ دار کے

ہوکر فوج انگریزی سے خوب لڑے اور بعض راجہ اپنی فوج لیکر لکھنؤ آئے اپنے پاس سے
خوراک دیتے تھے بعض کو سرکار سے بھی ملتی تھی اور یہ سب فوج ممالک محروسہ زمیندار
تعلقدار راجہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار پانسے تھی اگر درحقیقت اپنی لڑائی سے لڑتے بہت تھے
بشرطیکہ سپاہ باغیہ موافق ہوتی اور وبال رعایا نہوتا۔

## پہنچنا فرمان بہادر شاہ دہلی اور انتظام کورٹ فوج باغی وغیرہ

ہ تاریخ شہر ذیحجہ بہار شنبہ کو فرمان بہادر شاہ دہلی جواب عرضداشت سپاہ باغی یہ آیا کہ تمنے
مرزا برجیس قدر کو مسند وزارت پر بٹھایا اچھا کیا اب دولت بہت خوش ہوے حسب دستور ۱۲ توپ
سلامی چلی اوسیدن سپاہ کو اپنے افسرون سے کچھہ سلطنہ سازش جانب مخالف پیدا ہوا اس
جہت سے بعد قیل وقال صلاح یہ ہوئی کہ دو سپاہی پیدل سوار و توپخانے کے بھی داخل کورٹ
ہوا کرین اور ان سب جماعت سے ۴ اشخاص مشخصہ کو اختیار کُلی دیا جاوے کہ جس بات کو
یہ چار یار باتفاق کہین وہ حکم جاری ہو چنانچہ اس اجلاس مین ایک صف مین افسر دوسری
مین سپاہی وسط مین جنرل اور نواب صاحب بیٹھے تھے ایکدن صاحبان پارلیمنٹ نے یہ حکم دیا
کہ جسوقت حکم جنرل بیلی گارد کے خالی کرنے کا ملے ہمین ہزار پانسو بلیدار ملے اوسکی صبح کو ہم
خالی کروالینگے۔ دوسرے یہ کہ جو سپاہی سرکار کے کام پر مارا جاے پہلے اوسکا وارث اوسکے
بدلے نوکر ہو اور اگر نہو اوسکے عیال کی کفالت ذمہ سرکار ہو اور اگر کوئی شہر مین لوٹے حکم کورٹ
سے وہ مارا جاوے یا اگر رعایا مارڈالے کورٹ سے اوسکا مواخذہ نہو۔ نواب صاحب اور جنرل نے
ان سبکو بطیب خاطر قبول کیا۔

ہر روز گوئندے بیلی گارد کے طرح طرح مختلف سے پکڑے جاتے تھے اگرچہ تبدیل لباس و نئی صورت
سے ہوتے تھے اور انگریزی چٹھی نئے ڈھنگ سے چھپا کر اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت سے
اشتباہ سے بھی گرفتار ہوجاتے تھے اور طمع زر سے اپنی جان پر کھیلتے تھے۔

۹ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ عیال مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر اور معامد الدولہ میان احمد علی
مہتمم حسین آباد کے قریب پچاس بنس میانہ ڈولی کے باغ علی گنج سے روانہ ہوے کچھہ لوگ گرہ اہل

تلنگہ حسین آباد کو توالی سپاہی ساتھ تھے کسی گوئندے نے یہ خبر مفصل فوج سے جا کر کہدی
پچاس سوار کو حکم ہوا اسکو گرفتار کرکے در دولت پر لے آؤ جب سوار پہونچے سپاہی جتنے ساتھ تھے
صورت دیکھتے ہی بھاگے زنانی سواری کو در دولت پر لائے احمد علی اور کوتوال قید ہوے
جب کورٹ مین روبکاری ہوئی سبب عیال کے باہر بھیجنے کا پوچھا کہ اگر بخوف انگریز گیا تو مرگ
انبوہ سے کون سی صورت نجات عافیت کی نکالی تھی یا درحقیقت تمھین اونسے باطنین ساز
ہے اپنے بچاؤ کو حاضر رہتے ہو کچھہ جواب شافی ندیا اور جب تلاشی اسباب کی ہوئی کچھہ مسروقہ
سرکار نہ پایا بلکہ جو اسباب ذاتی تھا وہ سب نصیب غازیان فوج ہوگیا دو تین دن کے بعد
جنابعالیہ اور نواب کی سفارش سے دونو پھر کام پر بدستور مامور ہوے - مگر فوج کو ان سے
کھٹکا ہوگیا -

## روانگی سفیر سرکار سمت دلی اور وہانسے لکھنو پھر آنا

جب فوج باغی مسند نشینی مرزا برجیس قدر سے مطمئن ہوئی اور فرمان شاہ دلی درجواب عرضداشت
فوج اسباب خاص مین آچکا افسران فوج اور ارکان دولت مین صلاح ہوئی کہ دلی قدیم
سے دار الخلافت ہے لازم ہے کہ کوئی شخص معتبر معقول سرکار سے تجویز ہوکر مع عرضداشت اور کچھہ
ہدیہ بھی لیکر باعزت روانہ ہو چنانچہ جنابعالیہ نے مفتاح الدولہ سے تجویز شخص معقول فرمایا اونھون
نے اس فقیر حقیر مولف کتاب سے کہا مینے کہا مجھے کچھہ تماشا دیکھنا منظور ہے آپ چاہتے ہین
دیکھون حالانکہ اس سبکا مآل کار آپ بھی خوب سمجھتے ہونگے مگر بنظر رفاہ و فلاح میرے یہ امر دوسرا ہے
آپ کو معلوم نہین عباس مرزا بیٹے میر احمد کے داماد مرزائی بیگم مقرب جنابعالیہ تجویز ہو رہے ہین وہی
جائینگے چنانچہ یہی صورت ہوئی بسفارش مرزائی بیگم عباس مرزا کو طلب کیا دوشالہ رومال کا
خلعت ہوا اور کہا تمھین معتمد و امین سمجھکر بعہدہ سفارت شاہ دلی بھیجتے ہین پہلے اونھون نے بنظر
پاس اسباب ظاہر عذر کیا مگر پھر مرگ انبوہ سمجھکر قبول کیا نواب شرف الدولہ نے باہر پونچکر ایک عرضداشت لکھوائی

حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ -

اس خاکسار عقیدت نہاد نے کافران فرنگ کو تہ تیغ بیدریغ کیا چند کفار بد نہاد ملیح گارد مین باقی

ہین وہ بھی مارے جاتے ہین مگر امید وار عنایت خسروانہ کا ہون کہ جو مہربانی سرکار حضور سے میرے بزرگون کے ساتھہ رہی تھی وہی پرورش حضور کو میرے حق مین بھی چاہیے اور کچھہ تحفہ واسطے خدام ذوی الاحترام کے گو کہ لائق حضور نہین ہے مع عرضداشت گذرانتا ہون وہ اگر قبول اقدس ہے عز و شرف۔

تحویل مفتاح الدولہ سے ایک کیسہ زرین سربمہر مین ایک تاج مرصع عہد حضرت خلد منزل قیمتی ؏ مالہ مروارید گلو ؏ جوڑی نورتن ؏ دکھدگی ؏ دستبند مروارید ؏ کنٹھہ مروارید گلو ؏ جمع ؏

ایک سو ایک اشرفی یہ سب سپرد سفیر ہوا اور کہا جب خطاب مرزا برجیس قدر کا لاؤ گے خلعت ۲۰ پارچہ اور انعام بہت سا پاؤ گے دو ہزار روپیے خرچ راہ ملے ۱۲۵ سپاہی پلٹن حیدر خان کمیدان ۲۵ سوار دو چپراسی دو چوبدار آٹھہ ہرکارہ اخبار دو شتر سوار ۱۶ کہار ۴ فراش مع خیمہ وغیرہ یہ سب عملہ سفیر ہوا قدرت اللہ خان بیٹے مینڈو خان رسالدار جنھین پروانہ شاہ دلی اخبار نویسی لکھنؤ کا آچکا تھا وہ بھی بسفارش نواب ساتھہ ہوئے۔

۲۳ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ ہجری خیر آباد کی راہ سے روانہ ہوئے ۷ محرم ۱۲۷۴ھ دلی پہونچے راہ مین ہر منزل و مقام پر خوف لٹنے مارے جانیکا تھا زمیندار ہر گانون کا خود غلط ہو گیا تھا راہین سب طرف سے بند قریب مراد آباد بریلی ولیمس صاحب کے چھاپے کا بڑا خوف تھا چنانچہ ڈپٹی والا حسینجی مراد آباد مین اپنے رسوخ و خیر خواہی سرکار کے واسطے سفیر کو دوستانہ صلاح دی کہ تم ولیمس صاحب سے ملاقات کر لو دانستہ آید بکار سمجھلو اسکا نتیجہ اچھا ہو گا کیا عجب ہے کہ کوئی صورت اصلاح تمھارے سرکار کیواسطے بھی نکلے سفیر نے جوابدیا کہ یہ خیانت مجھسے نہو گی مگر وقت مراجعت البتہ مضائقہ نہین کہ اپنے موکل سے جا کر عرض کرون اور سمجھاؤن۔

غرض ان دونون صاحبان عالیشان سے لڑائی پہاڑی پر ہو رہی تھی فوج باغی کو بڑا ہراس ہو چکا تھا مستعد بھاگنے پر ہو رہی تھی اہل شہر کو یقین قتل و بربادی کا ہو چکا تھا یہ قافلہ لکھنؤ کا پہلے شاہدرے مین اترا ایک شخص کو دلی بھیجا جب بادشاہ کو خبر ہوئی کچھہ فوج و جلوس کو استقبال سفیر کے واسطے حکم ہوا سفیر بڑی دھوم دھام و تجمل سے راہ مین گولے گولی سے بچکر داخل شہر ہوئے

اوس سبب تعارف لکھنؤ پر نواب مظفر الدولہ اجل گرفتہ کے گھر اوترے یہی بہانہ قتل نواب کا ہوا شہر مین شہرت ہو گئی کہ صوبہ اودھ نے خزانہ بھیجا ہے دربار شاہی آراستہ ہوا ارکان دولت حاضر ہوے سفیر نے عذر خستگی راہ عرض کروا بھیجا بادشاہ دوپہر تک منتظر رہے خلاصہ ہر شخص اپنی طمع نفسانی سے چاہتا تھا کہ دربار شاہی مین مین واسطہ سفیر ہون آخر نواب زینت محل کے وسیلے سے تخلیے مین ملازمت سفیر ٹھہری اوسدن دربار عام برخاست ہوا محلسرا مین سفیر حاضر حضور ہوا بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے ڈوریے کا کرتہ پہنے دولائی اوڑھے سفیر آداب سلام بجا لایا نذر دی عرضداشت اشرفیان نذر کی گذرانین بادشاہ نے پنسل سے عرضداشت مزین بدستخط خاص فرمائی کہ فرزند ارجمند مرزا برجیس قدر بہادر شاہ اودھ آفرین ہو کہ چھوٹے سے سن مین تمنے بڑا کام نام کیا آیندہ پیچھے سے تمھارے واسطے مہر خطاب بھیجی جایگی خاطر جمع رکھو ہم مالک قدیم تمھارا تھا اوس سے زیادہ عطا ہو گا بعد اسکے وہ عرضداشت دستخطی عنایت ہوئی رخصت کیا دوسری ملازمت مین باقی اسباب ماندہ تاج وغیرہ سب گذرانا اپنی خوش نصیبی سے رسید بھی اوسیدن مل گئی ورنہ بڑی خرابی ہوتی۔

شب سہ شنبہ رات بھر فوج انگریزی سے اس کثرت سے مینہ بم کے گولون کا برسا کہ اہل شہر کو یاس کلی ہو گئی دو گھڑی دن چڑھے منگل کو گورون نے کشمیری دروازے سے دخل کیا داخل شہر ہو گئے بیگم سمرو کے باغ مین مورچہ کیا چاندنی چوک بھی لے لیا پھر آہستہ آہستہ ہر مقام مین پہنچے جب یہ صورت ہوئی فوج باغی لوگ دہلی سے بھاگی اہل شہر نکلے اونکے ساتھ سفیر بھی اپنی جان بچا کر بھاگے۔ ۲۴ محرم ۱۲۷۴ھ بادشاہ قلعہ سے مقبرۂ ہمایون مین آئے اسکا ذکر تفصیلی معرکہ دلی مین آئے گا۔

غرض سفیر لکھنؤ بہزار خرابی بعد طے منازل خوف بیم بسلامت لکھنؤ آئے جناب عالیہ کی حضور مین رسید اسباب مرسلہ دی اور جو کچھہ بچا لائے تھے وہ داخل جواہر خانہ ہوا۔ عرض کیا دلی کا خاتمہ ہو چکا ممو خان نے کہا اسکا ذکر نکرو فوج بیدل ہو کر بھاگ جائیگی۔

## قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور اونکی رہائی

نواب منور الدولہ کے گھر کا اسباب ظاہری جب تھوڑا بدمعاش لوٹ چکے اور نواب اپنی جان

بچا کر محلے در محلے مکان در مکان چھپتے پھرے بظاہر بدمعاشون سے جان بچنے کے لالے
پڑے منشی میر باقر علی نے مفتاح الدولہ سے جا کر کہا کوئی صورت نواب کے جان وہان بچنے
کی ان تلنگون کے ہاتھ سے نکالیے وگرنہ ہر طرح سے برباد و تباہ ہوے جاتے ہین کب تک
انسے چھپتے پھرینگے اور کہان جا سکتے ہین انھون نے اپنی رحم دلی نیکنہادی نیکنامی سمجھکر
سید برکات احمد رسالدار کو سب طرح سے سمجھا کر کچھ دیکر رضامند کیا جب خاطر جمع ہو چکی منشی
جی سے کہا نواب سے کہیے اپنے گھر چلے آئیے۔ دوسرے دن صبح کو رسالہ دار کو اپنے ساتھ
نواب کے پاس سے آئے پھر نواب کو در دولت پر لائے جنابعالیہ کو نذر دلوائی خلعت دوشالہ رومال
ملا بہت سی تشفی فرما کر رخصت کیا دربار مین مثل اور امرا جانے لگے فی الجملہ بظاہر باغیونکی زیادتی
شر سے صورت عافیت معلوم ہوئی مگر خائف و ترسان انجام سے رہے افسر بھی اپنی گھاتمین لگے ہوے تھے
جب رسالدار گولی سے مارا گیا نواب مایوس ہوے کہ جو کچھ دیگر رسالہ دار سے صورت عافیت
کی پیدا ہوئی تھی گئی ۱۲- ذیحجہ روز سہ شنبہ نواب تالیف قلوب سمجھکر تقریب سیوم رسالہ دار مین
مع رفقا با اسلحہ جا کر شریک فاتحہ خوانی ہوے افسران فوج اپنے تعصب مذہب اور خلش باطن سے
وقت پا کر پہلے ڈاڑھی سے چھیڑ شروع کی تقریر بڑھی آخر افسر کہنے لگے ہمین خوب معلوم ہے کہ
تمھارے مورچہ اسمعیل گنج سے سب کچھ بلکہ ڈالی قلمی عام کی بھی ہلی گارد مین جاتی ہے تمنے اپنا
مورچہ اسیواسطے وہان کیا ہے بظاہر ہمین دھوکا دیتے ہو اسی قیل و قال سے نواب کو گرفتار کر بدلت
پیادہ پا اپنی پلٹن مین لیچلے اوسیوقت اونکی خوش نصیبی سے جنابعالیہ کو خبر پھونچی چوبدار نے
آکر کہا انھین اور کہین نہ لیجاؤ دیدہ دولت پر سے آؤ جبتک وہان پھونچین راہ مین بہت صورت
خلاف پیدا ہوئی منشی جی نے اونکا ساتھ نچھوڑا وہ بپاالتماس مین آگئے جنابعالیہ نے فرمایا
انھین ہمارے مکان مین رکھو غرض جہان نما کے نیچے مکان مین رہے پہرے تلنگے کے تھے ہر روز
افسر انسے گفتگو لاطائل ہیچ اگر تی تھی لاکھون مانگتے تھے رفقاے جان نثار جو ساتھ تھے سب بھاگ گئے
فقط منشی جی اصحاب غار رہ گئے مگر یہ بھی جانتے تھے اگر نواب سے جدا ہو جاؤنگا جان بھی نہ بچیگی
افسر سے کچھ ساز کر لیا تھا وگرنہ لال باغ مین انکا گھر بھی خوب لٹتا نواب افسرون کو جواب اضطرار
و حرکت مذبوحی سے دیتے تھے منشی اپنی چال سے بنا کر جواب دیتے تھے اگرچہ وہ مصلحت آمیز ہوتا تھا

تاہم نواب پریشان گذرتا تھا یہ بھی سمجھتے تھے کہ میری بھلائی کو کہتے ہین نواب شرف الدولہ بھی
بظاہر خوف فوج اور باطن مین اپنے کینہ دیرینہ سے طرح دیتے تھے ارکان دولت بھی انکو ایک
رقم سمجھے ہوے تھے فی الجملہ اگرچہ سب رفقا جیسے اوپری ظاہری بنے گئے تھے اگر مرنے پر کمر باندھتے
خوب تلوار چلتی بڑا گھمسان پڑتا۔

ایکدن تلنگون نے بہت سخت سست کہکر روپیہ طلب کیا نواب کی چھاتی پر پلنگ کا پایہ رکھکر
ایک تلنگہ چڑھ بیٹھا۔ کہتے تھے ہم سمجھے نہین تقاضا ڈالین گے مطلب ہر طرح سے تا غایت تنگ کی
تھی حالت یاس ہو گئی تھی کہ اسنے جان نہ بچیگی۔ ہر چند تلنگون کو ہر روز بہت کچھ دیا کرتے تھے
آخر شرف الدولہ جنرل ممو خان اور چھوٹی امت کو بحساب رسدی دیکر مستعد سفارش جناب عالیہ کیا
بقول ع چو مزدور خوشدل کند کار بیش۔ ان سب نے پہلے تماشا دیکھکر پھر سفارش جناب عالیہ سے
نجات دلوائی۔ نواب نے بود و باش مرزا ابوتراب خان کے گھر مین اختیار کی دوسرے تیسرے دن
جناب عالیہ کے سلام کو جاتے تھے۔

جب سپاہ باغی نے مردم آزاری ظلم و تعدی سے ہاتھ نہ اوٹھایا سبکو یقین ہوا کہ بیلی گارد کبھی انسے
خالی نہوگا یہ اپنے واسطے فتوحات غیبی سمجھکر ٹالتے ہین ورنہ یہ فوج جنگی تلنگہ سوار توپخانہ پچاس ہزار
گو ہار ممالک محروسہ ایک لاکھ پچاس ہزار پانسو کئی مہینے سے اولجھی ہوئی ہین ہر منگل کو مثل منگل
واخلہ جنت دہاوا کرکے رہ جاتے ہین اور ہر جمعہ کو بعد نماز شاہ جی کمر چادر پر باندھکر لیجاتے تھے
اور ہفتے کے دن بیلی گارد سے دہاوا ہوا کرتا تھا ہزارہا مظلوم و بیگناہ کا خون ناحق ہوتا تھا اور
ہر دہاوے پر ایک نیا غدر درپیش ہوتا تھا کہتے تھے ہم کیا کرین سب انگریز سے ملے ہین۔ اور
ہر طرح کی لوٹ سے ہر شخص مالامال ہو چکا تھا مگر ایک کو نصیب نہوا جب ایک سپاہی مارا جاتا تھا
دوسرا اوسکا مال لے لیتا تھا اگر کوئی اپنے گانون چلا راہ مین مارا گیا اگر گانون مین پہونچا زمیندار
نے چھین لیا فوج نے چار لاکھ روپیے نذرانہ مسند نشینی ٹھہرایا تھا اگرچہ وہ قیمت نملا مگر کوٹھی شاہی
جو چھتر منزل مین تھی جو خزانہ اسباب چاندی سونے کا نقد بھرا ہوا تھا مثل حوضہ پالکی پالکی۔ پلنگ۔
کرسی پنجشاخہ۔ وغیرہ ہر قسم کا نفیس ٹوٹ پھوٹ کر ڈھیر ہو رہا ہو اوسے کئی مہینے تک لوٹا کیے سرکاری
پہرے کو وقت لوٹ باہر نکال دیتے تھے ۔۔۔ لاکر آپس مین تقسیم کرتے تھے خزانہ سرکار جو ہر ضلع سے

لائے تھے اوسسے پہلے آپسمین تقسیم کرلیا تھا اسکے سوائی تلنگہ ۱۲ روپیہ سوار ۳۲ روپیے کپتان بجائے کرنل پانسو جیلین رسالدار ہزار روپیہ ماہواری لیا کرتے تھے اسکا حساب کچھ نہین ان وجوہات سے محاصرہ بیلی گارد کا طول محض اپنا فتوحات سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ بعد خالی ہوجانیکے سرکار کی غرض ہمسے کچھ نرہیگی تلنگون کے پاس فقط بندوق توسدان افسرونکے پاس فقط کرچ کمر مین رہ گئی تھی ان بلاؤن کے سوا شہر پر ایک اور آفت سماوی نازل تھی کہ ابتداے ماہ شوال سے وباے ہیضہ اس شدت سے ہورہی تھی کہ کبھی پیشتر اسکے نہوئی تھی اور اس ہنگامہ مین کئی سبب سے بڑھ گئی تھی ایک کثافت شہر کوچہ و بازار تنگ کے متصل ہواے شرقی بیلی گارد سے شہر پر چلی آتی تھی نعش مقتولین چوپایہ مردہ تمازت آفتاب برج اسد اور ریزال بارش کی بو اور بے احتیاطی عوام ماکولات مین مکھیون کی کثرت یہ سب اسباب ترقی و قیام وبا کی ہو گئی تھی مگر قدرت خدا کو دیکھا چاہیے اور تصور کرنا لازم ہے کہ اگر بالفرض بیلی گارد مین سے فوج باغیہ داخل ہوتی یہ حالت ہے کہ ایک کو جیتا نچھوڑتی پس جب ایسا خون ناحق کا دریا بہتا اور خدا کی قدرت سے تسلط صاحبان عالیشان ہوجاتا توقع تھی کہ رعایا جیتی بچتی یہ عمارات نزاکت اور بنیاد شہر کی رکھتے یا برابر زمین کرکے ایسی صورت کرتے کہ کبھی گھاس تک نہ جمتی یہی مصلحت جناب باری تھی کہ محصورین بسلامت نکل گئے خدا اسنے غرباے رعایا اور بے گناہون پر رحم کھاکر یہ صورت دکھائی اور حکمت و فعل باطنی کو وہی خوب جانتا ہے اب صاحب بصیرت اس امر خاص مین بغور و تامل دیکھین کہ کیا ہوتا ہے —

## گرفتاری مرزا محمد تقیخان نبیرہ نواب امیر الدولہ حیدر بیگخان وغیرہ

فوج بدمعاش نے پہلے لوٹ اہل و توابع و متوسلین سرکار سے شروع کی چنانچہ ۲۵ - ذیحجہ روز دوشنبہ ۱۲۷۳ ہجری جوزف شارٹ بھائی سلطان مریم بیگم صاحبہ اور جوزف جو ہانس اور لڑکا دادا جو کل سب زن و مرد کو مرزا علی رضا کوتوال اور محمد قاسم نے قید سے چھوڑدیا وہ دولت گنج حسن علیخان تھانہ دار کے مکان مین جاکر رہے راٹن صاحب بھی اوسی مکان مین تھے پوشیدہ پہلے حسین بخش چیلے کے مکان مین تھے تلنگے خوب لوٹ چکے تھے مگر جان سے بچے تھے پھر وہانسے مرزا محمد تقیخان

کچھہ سمجھکر اپنے گھر مین لے آئے تھے منصور نگر مین اور لطمع دنیا قریب اپنے مکان کے مکان رہنے کو دیا تھا مگر وہ مفلس ہو چکے تھے کچھہ اسباب زیور بیچ کر بسر اوقات کرتے تھے محمد تقیخان کو بھی کچھہ دیتے تھے محمد عسکری انکے بڑے بیٹے نے جوزف شارٹ سے کچھہ ناکا جب تلا میر یوسف علی سے جاکر سارا احوال مخفی کہدیا کہ ہمارے محلے مین انگریز آکر چھپے ہین اونھون نے ممو خان سے کہا تلنگے بول کی پلٹن کے اوسکے ساتھہ ہوے اتفاقاً محمد تقیخان بھی اوسی مکان مین آکر بیٹھے تھے سبکی مشکین باندھ سر چوک ہجوم عام سے در دولت پر لائے انکا بیٹا جانتا تھا کہ میرا باپ بچ جائیگا مگر چاہ کندہ را چاہ در پیش ہے اسواسطے وہ علیحدہ ہوکر اپنے گھر مین چھپ رہا ۔

غرض جب یہ اسیر صف بستہ روبروے جنابعالیہ جاکر کھڑے ہوتے تلنگون نے چاہا کہ سبکو گولی سے اوڑادین مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ جوزف شارٹ جسکے بھائی سلطان مریم بیگم محل حضرت خلد مکان کے ہین حاکم وقت کسی رئیس و عالیخاندان کو قتل نہین کرتا بلکہ حفظ آبرو و ناموس کرتا ہے سارا شہر جانتا ہے کہ یہ مسلمان ہین ہمیشہ سے انکا طریق ظاہری لباس وغیرہ موافق اہل اسلام ہی پھر انکی بیبانی کا ہاتھہ پکڑکر روبروے جنابعالیہ لے گئے کہ ملاحظہ فرمائیے انکا لباس مثل ہندوستانیون کے ہے یا نہین بعد اسکے ہاتھہ دستگیری کو جنابعالیہ کے ہاتھہ مین دیدیا فرمایا انکی مشکین کھولدو قید کرو میر واجد علی کے سپرد کرو اونھون نے ایک مکان مین لیجاکر رکھا یہ بھی غنیمت سمجھے کہ اب حمایت سرکار مین رہنا بہتر ہے ورنہ شہر مین پھر خراب ہونگے مرزا محمد تقیخان کو [illegible]ی بیگم نے اپنا عزیز بتاکر چھوڑوا دیا مفتاح الدولہ کے پاس رکن رکین جانکر آیا کرتے تھے ممو خان کے پاس بھی جاتے تھے بلکہ امیدوار کسی عہدے کے بھی رہے مرزا برجیس قدر کو ایک تعویذ مثل حرز جواد خاندانی انکے پاس تھا اور مختص فتح و فیروزی کا خوشامد سے نذر دیکر گلے مین ڈالدیا کہ آپکی فتح ہوگی ایکدن چھوٹی تلوار نذر دی شاعر تھے قصیدہ بھی اونکی شان مین گذرانا تھا ایکدن عرض کیا میرے پاس کوئی بندوق نہین ورنہ مین بھی کسی مورچہ پر جاتا مفتاح الدولہ کو حکم ہوا مگر نہ ملی ۔

میر واجد علی نے ان اسیرون کی جان بخشی کا ایک حیلہ مشہور کیا کہ جوزف جوہانس بندوق کی ٹوپی بنانا جانتے ہین اوسکی صورت یہ تھی کہ اپنے پاس سے کئی سو ٹوپیان سرکار مین دیا کرتے تھے

کہ یہ انکی بنائی ہین اور مکان کرایے مین اپنی حفاظت مین رکھا ان سبنے اپنی داڑھیان ڑہادی تھین کرتے مشائخی ہیئت گریبان پہنتے تھے سر پر عمامے بادامی ہاتھہ مین تسبیح زیتون بڑے دانونکی بہر صورت جان بچی۔

## احوال دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر

فوج باغی نے چاہا کہ مثل نواب منور الدولہ دلیر الدولہ کے بھی گھر کو لوٹیے یہ پہلے باخبر ہوکر مع اپنے رفقا اور ملازمین تن بہ مرگ دیکر مسلح گھر مین بیٹھے رہتے تھے ایک مہینے تک خاموش بیٹھے رہے یہ سامان جنگ دیکھکر پھر کسی کی جرات نہ پڑی کاشکے منور الدولہ بھی یہی صورت کرتے وہ تو انسے زیادہ تنکاری تھے مگر مزاہبت مشکل ہے ہر شخص سے نہین ہوسکتا بعد اسکے حسب الطلب سرکار مین گئے چنانچہ ہر روز اوسیطرح مسلح مع رفقا جایا کرتے تھے جہان اور امرا اہل وثیقہ صاحبان نشین بیٹھتے تھے جناب عالیہ نے انکے واسطے نظامت صوبہ الہ آباد تجویز فرما یا تم فوج لیکر جاؤ وہانکا بندوبست کرو انھون نے عذر عدم واقفیت مالی وضعف قواے سن پیری درپیش کیا موقوف رہا بعد اسکے جب جنرل ادٹرم صاحب وہان سے کو آئے اسکے سات دن پیشتر انھین خلعت جرنیلی پٹالن نجیب ملچکا تھا جب بھی انھون نے عذر کیا تھا کچھ پیشرفت نہوا خود بھی کسی مورچے پر نہ گئے اور نہ کوئی افسر نذر دینے کو آیا بہت غنیمت سمجھے خدا نے بہر حال بچایا۔

## احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر

جب فوج باغی لکھنؤ مین آئی نواب ممتاز الدولہ مصلحت وقت سمجھکر عنایت باغ جو گولہ گنج مین قریب بیلی گارد تھا وہانسے اپنے قدیم مکان گنگنی سوکل کے تالاب پر مع اسباب جاکر رہے چند روز روپوش رہے تلنگون کے شر سے بچے مگر یہ کب ایسا گھر چھوڑتے عنایت باغ سے کچھ اسباب لوٹکر لے گئے بعد اسکے نواب نے کچھ خرچ کرکے افسران فوج سے ایک گارد سوار اپنی حفاظت کو متعین کروا لیا خرچ یومیہ اونھین ملتا تھا دروازے پر سبیل شربت قند کی رکھوادی تھی مجاہدین مردود خدا سکو بی سیراب ہوجاتے تھے مرزا قاسم بیگ دار وغہ عنایت باغ ضریح نقرہ لاکھہ روپیے کی توڑکر سے آگے

آخر تلنگون نے ایک خط جعلی اسمی آغا محمد حسین شیرازی جو انکی مکان جرنیل صاحب مین رہتے تھے یعنے نہی
نواب لنے کانپور سے بھیجا ہے کہ تم مفصل احوال نواب منور الدولہ و ممتاز الدولہ کا لکھو کہ کیونکر ہین اس علت
جعل سے نواب ممتاز الدولہ کو الزام دیکر گرفتار بلا کیا اور مرزا محمد حسین کو لوٹ لیا میر واجد علی نواب کے
بڑے ساعی ہوے جناب عالیہ نے کپتانون سے سفارش کر کے بڑی جد و جہد سے چھوڑوایا جب نواب
حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر ہوے دو اشرفی نذر دی نواب سعید الدولہ نے اپنے بیٹے
سے بھی نذر دلوائی دوسرے دن چھوٹی ولایتی بندوق اور ایک تلوار مرزا برجیس قدر کو دی۔
چند روز مین بفضل خدا ایسے جناب عالیہ سے ایسی موافقت ہو گئی کہ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے ممو خان کو بڑا خار
گذرا جناب عالیہ نے انکی بیٹی سے نسبت مرزا برجیس قدر کی تجویز کی مگر کوئی رسم عرفی مقرر نہوا زبانی
جمع خرچ رہا اور سارے شہر پر حال موافقت و نسبت کھل گیا - ایکدن کبھی انگرکھے کبھی رومال تحفہ
لائے اور ہر روز ایک تحفہ لیکر آتے تھے خالی ہاتھ نہ آتے تھے ممو خان نے انتہا سے موافقت ناگوار
بلکہ خار سمجھکر آنے جانے مین تفرقہ کیا بلکہ تجویز کیا انکے ساتھ فوج کر کے کہین بھیجدیا چاہیے مگر جناب عالیہ
نے بچانے دیا بدستور اپنے پاس رکھا کہ جب ممو خان کو خلش زیادہ بڑہی اور بہت خار جگر کھٹکنے لگا
جناب عالیہ کو سمجھایا یہ بڑے روپیے والے ہین انسے بھی کچھ لیجیے ورنہ مجھسے اب کام چلتا نہین معلوم
ہوتا جب نواب کو یہ کھٹکا ہوا اونسے بھی راہ و رسم دنیا سازی بڑہایا چنانچہ ممو خان جب علیل ہوے
نواب نے جا کر اونکے بازو پر اشرفی باندھی جب اچھے ہوے اپنے گھر بلا کر ایک ولایتی بہت عمدہ ایک
جوڑی تپنچہ میر واجد علی کو دی اور بہت دنیاداری سے کہا ہمین تم اپنا جانو تلنگے ہمارے دشمن جانی
ہین انکا کہنا سننا کچھ سوار ہمارے ساتھ کردو ممو خان نے دس سوار تعینات کر دیے بہر صورت بچے

## فوج انگریزی کا الہ آباد سے پہونچنا شکست رانا راو کا ہونا

رانا راو پیشوا کانپور اپنی عیش و عشرت ناچ رنگ مین مشغول تھے اور دس پندرہ ہزار سوار و پیادہ
مثل سہ بندی غرگیر کی بھرتی جنگ نادیدہ فاقہ مست ٹوٹے مارے کچھ لکھنؤ کچھ اطراف جوانب کے رکھ لیے
تھے فوج جنگی سوار و پیدل نو پہونچا نہ بھی تھی انکی غفلت و حرکات خلاف دیکھکر پیدل برخاستہ خاطر ہو چکی
تھی بلکہ منتظر تھا اگر نتھے نواب یا کوئی اور صاحب حوصلہ اولوالعزم ہاتھ لگجاے تو اوسے اپنا حاکم

مستعار کرین مگر کوئی نہ ٹھہرا ناگاہ خبر آئی کہ فوج گورہ الہ آباد سے آن پہونچی ہے اسکا سبب یہ ہوا تھا کہ قبل از داخلہ کئی سو میم بچے وغیرہ انکے دام بلا مین گرفتار تھے اور جبتک کسیکو قتل نہ کیا تھا فقط بند زندان مین رکھا تھا اگر اپنی حفاظت مین رکھتے کیا عجب ہے روز بد نہ دیکھتے۔ بلکہ ایکدن ان سب کے لباس کثیف دیکھکر حکم کیا دھوبیونسے انکا لباس سفید دلوادو مگر میم گوئندون کے ہاتھہ ہر طرح سے باخفا چٹھیان اپنے احوال گذر انکی لکھکر بھیجتی تھین چنانچہ ایکدن دو گوئندے مع چٹھی پکڑے گئے۔ بس یہی ان سبکی قضا کا باعث ہوا بالا راؤ مع فوج جنگی و نو ملازم مقابلہ فوج گورہ روانہ ہوے یہان رانا راؤنے جھنجھلاکر ان سب اسیران بیگناہ کو بہزار ذلت زیر تیغ لیا اس جرم پر کہ تمنے اپنی فوج کو ہمارے قتل کو بلایا ورنہ ہم ہرگز تمھین قتل نہ کرتے قید مین رکھتے میم نے حالت یاس مین بہت سا عذر و سماجت کیا کسینے نسنا اور نہ کوئی انجام کار کو سمجھا کہ قتل عورات و اطفال کس ملت و مذہب مین جائز ہے اور بالفرض اگر قتل بھی ہوے تو لندن خالی نہو جاے گا اپنی موت یا وباسے اس سے زیادہ تر مر جاتے ہین یہ بھی نہ سمجھے کہ امیر دوست محمد خان کابل نے کسطرح اپنی حفاظت مین عورات کو رکھا مع پہرہ محافظ کردیے تھے اسیطرح اگر یہان بھی صورت صفائی ہوتی کیسی نیکنامی ہوتی اور صورت رفاہ بھی حسب دلخواہ ہوتی پس جب یہ صورت نہوئی سرکار کے حق بجانب ہوئی جتنا غصہ اسکی پاداش مین سبکے واسطے کرتے بجا تھا۔

غرض مابین فتحپور و سرسول مندر اجی گورون سے مقابلہ ہوا ایکساعت تک لڑے اوسکے بعد فوج جدید جنگ نادیدہ پسپا ہوئی اور مرہٹے کبھی میدان کی لڑائی کی قابلیت نہین رکھتے خلاصہ کانپور سے ۱۲- کوس تک فوج ٹھہرتی مقابلہ کرتی بھاگتی چلی آئی اس عرصے مین بالا راؤ کے پاؤن مین گولی لگی تھی ہین جھنگیٹن کانپور مین پہونچکر قدم نہ ٹھہر سکا بٹھور کو بھاگے اس بہانے سے کہ وہان اپنی ہمقوم لیکر آتے ہین یہان فوج مین طلاطم پڑ گیا جاناکہ رانا راؤ بھاگ گیا سبھون نے سیدھی اپنے گھر کی راہ لی بلکہ جو بٹھور تک چلے گئے اونھون نے رانا راؤ کا گھر لوٹا اوسنے جب یہ صورت فوج کی دیکھی کچھہ نہ بن پڑا گنگا سے اوترکر فتحپور چوراسی مین آکر ٹھہرا۔ چودھری کے یہان جو زمیندار فتحپور چوراسی کے تھے۔

جب فوج منصور باغی گھر لوٹ چکی ہر گھاٹ سے عبور کرنا شروع کیا اوسوقت گھاٹ پر کثرت سے

ہر شخص پانچ پانچ روپیہ ملاح کو دیتا تھا کہ مجھے پہلے اوتار دے کسواسطے کہ یہ سب نامرد فاقہ مست
لکھنؤ کی لوٹ سے مالامال ہو چکے تھے جانتے تھے اپنے بچون مین پہونچکر خندے آرام سے روٹی کھائین
مبادا راہ مین لُٹ جائین۔

فوج انگریزی کانپور تک پیچھا کرتی چلی آئی جب میدان خالی پایا صوبہ دار کے تالاب پر آکر مقام
کیا احمد علیخان وکیل عدالت کانپور اور کئی مہاجن شہر جنرل ہوے لاگ صاحب کے استقبال کو گئے
سڑک پر کھڑے ہوے سلام کیا مہاجنون سے استفسار حال کر کے حکم رسد رسانی کا دیا اوسکی صبح فوج
بٹھور گئی رانا راؤ اور بعض گھرون کو لوٹ کر آگ لگا دی ازبسکہ گورے خستگی راہ سے بہت بھوکھے
تھے اشیاے ماکولات بازار پر گرے اوسکی قیمت بھی دی یہ شکست رانا راؤ ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۵۷ع کو
ہوئی ۱۶ کو صاحبان عالیشان نے بندوبست شہر کانپور کیا تب ہنگامہ پھانسے گرم ہوا جسے پایا
بے تحقیق روبکاری بے تکلف پھانسی دیدیا اسواسطے کہ شعلۂ نار مقتولین بیگناہ نے جگر جلا دیا تھا
کئی ہزار کی نوبت پھانسی کی پہونچی اکثر اپنے تئین بے قصور جانکر رہ گئے بھاگے ہزارون گرفتار
ہوکر پھانسی دیے گئے ازانجملہ اعظم علیخان کو لوگ بالاتفاق کہتے ہین بے قصور تھے شریک باغیون
کے نہوے تھے اور اپنے تئین بے قصور سمجھکر بھاگے نتھے پہلے پاشتی جو کچھ لینا تھا لیا نقد وجنس سے
بعد اسکے پھانسی دی ہرچند داد و بیداد اپنی بے حرمتی کی کی نشنا اب سرکار نے ازراہ عدالت
کاغذ نوٹ جو اونکے عیال کے نام تھے دیے کہ اپنی بسر اوقات کرین۔

فتحپور مین پھانسی شروع ہوئی کسواسطے کہ وہانکی رعایا اور ناعاقبت اندیشون نے اپنی اجل آپ
بلائی تھی اور چودھری جبا سنگھ کے بھی لڑکے مارے گئے تھے۔

بنارس مین پلٹن الہیہ اور فوج سے کچھ فساد ہوا چھاؤنی سکرد مین لیکن راجہ کی جہت سے
صورت امان ملی مگر استیصال باغیون کا نہوا اسکے بعد پلٹن لکھنؤ آئی انکے گروہ باغی سے مل گئی۔
الہ آباد مین سب سے زیادہ پھانسی دی گئی کہ ایک مولوی نے محمدی جھنڈا اوٹھا کے تمام رعایا کو
باغی بنا دیا پہلے حکام مع فوج قلیل سے قلعہ بند ہوے فوج باغی نے خزانہ سرکاری لوٹ کر سیدھی راہ
دلی کی لی دریاباد کے پٹھان رعایا وغیرہ نے ملکر کچھ خزانہ لوٹا اور پھر جہاد پر کمر باندھ مقابلہ کیا
مثل مشہور کم زور مار کھانے کی نشانی یہ نہ سمجھے ہم کس عوض سے مقابلہ سرکار سے کرتے ہین آخر فوج نے

قلعے سے نکلکر ان سب کا ستیاناس کر دیا گرد شہر کے آگ لگا دی بعد تسلط ہے۔ ہزار کو پھانسی دی بعض اولی العزم اپنی حماقت سے لکھنو کمک لینے کو آئے مگر قضانے اونھین جانے ندیا کہ مین خود تمھارے پاس حاضر ہون اتنی دور کا ہیکو تکلیف راہ اوٹھا کر آئے بعض لکھنو کے صاحب بھی آمادہ الہ آباد کے ہوے تھے بشرطیکہ خزانہ اور فوج سرکار سے ملتی۔

## نقل عجیب

جب کانپور مین ۲۰ ہزار آدمی نے پھانسی پائی ہزارون بھاگے ہزارون بچ رہے ہر ایک کی صورت نجات مختلف ہوئی از انجملہ بر سبیل تذکرہ ایک سقہ رہنے والا لکھنو کا وہ بھی بیکار تھا فوج کے ساتھ جا کر نوکر ہوا جب شکست ہوئی ایک شخص کے گھر مین چھپ رہا بعد کئی دن کے صاحبخانہ نے کہا تم میرے گھر سے چلے جاؤ۔ ایسا نہو کوئی گوئندہ سرکار مین خبر کر دے مجھے تمھاری جہت سے پھانسی ملیگی یہ سقہ مضطر ہو کر نواب گنج کی سڑک پر چلا جاتا تھا اتفاقاً ایک صاحب اکیلا سوار نواب گنج سے آتا تھا اوس سے پوچھا کون ہے کہان جاتا ہے اوسنے کہا لکھنو مین میان احمد علی کی سبیل کربلا پر نوکر تھا فرخ آباد مین میرا بھائی ہے اوسکے دیکھنے کو جاتا ہون کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو [illegible] نوکر تھا ہر چند اوسنے [illegible] کیا اوسنے اپنے ساتھ لا کر گورون کے پہرے مین دیا کہا ہم آج تیسرے دن تجھے پھانسی دینگے اوسنے کہا میرا قصور کیا ہے کہا تیری قوم مسلمان نے ہمارے ہم جنسونکو بیگناہ مار ڈالا ہے اوسنے کہا مین نے تو نہین مارا کہا ہم تمھاری سب قوم کو پھانسی دینگے ایک کو بھی نچھوڑینگے اگر تیرے خدا مین کچھ طاقت ہوگی ہماری قید سے چھوڑا لے گا اوسنے کہا بس ہے ابہی آسرا اور کیسہ سا ہی ہے غرض اوسکی مشکین باندھ بگھی کے نیچے درخت کے بٹھا دیا کھانا پانی کچھہ ندیا تیسرے دن مینہ شدت سے برسنے لگا اوسیوقت بیگل کوچ ہوا جتنے گورے سکھہ تھے متوجہ طیاری سفر ہوے اوسوقت سقے نے منہ اپنا آسمان کی طرف اوٹھایا اوسکے ہاتھہ کی رسی ڈھیلی ہو کر گر پڑی یہ بہزار خرابی شیشم کے درخت پر چڑہ کر ایک ٹہنے سے لپٹ کر بیٹھہ رہا جب گورے اسے آکر ڈھونڈھنے لگے نملا۔ مایوس ہو کر چلے گئے تھوڑی دیر مین کوچ ہوگیا تھوڑی دیر مین ایک سائیس کسی صاحب کا اوسی درخت کے نیچے ٹھہرا اپنا سر اوٹھایا اسے دیکھکر کہنے لگا یہ کوئی مٹری سودائی ہے

یہ کہکر چلا گیا سقّے نے جانا ایسا نہو یہ لشکر مین جا کر خبر کر دے اپنی تین پھسلا کر دریے گر پڑا اور نواب گنج کو سیدھا بھاگا بٹھور کے گھاٹ سے اوترکر اسپار آیا خدا نے بچایا جیسا اوس صاحب نے کہا تھا۔

اسیطرح ایک چپراسی ڈاک انگریزی نقل کرتا ہے کہ جسدن فوج انگریزی داخل کانپور ہوتی تھی مین گوشہ سڑک پر رسوئی طیار کرکے چاہتا تھا کھاؤن کہ دفعتہً ایک صاحب گھوڑا پھینکے میرے پاس آ کہنے لگا ہم بہت بھوکا ہے ہمین اپنا کھانا دو مین نے دال روٹی سب اوٹھا دی پانی پیکر مجھسے کہا بتاؤ میم کہان ماری گئین ہمسے کچھ خوف نکرو یہ کہکر رونے لگا کہا ہماری میم بھی ماری گئی ہے مینے کہا اوسطرف جہان وہ کنوان ہے یہ سنکر صاحب اوسیطرف چلا گیا۔

## اولاد نواب معتمد الدولہ

نواب محمد علیخان عرف ننھے نواب کا گھر پہلے فوج باغی نے خوب لوٹا گرفتار کیا چاہتی تھی مارڈالین بعلت ساز و چھپانے میم و صاحب کے مگر ایک سردار امیر سمجھکر فوج سے بچایا جب انتظام کانپور ہوا بہزار خرابی بہت سی روبکاری کے بعد چھوٹے اپنی بے جرمی سب طرح سے ثابت کی وثیقہ بدستور جاری ہوا روانہ عتبات عالیات ہوکر مجاورت اختیار کی بعد کئی برس کے وہین انتقال کیا گھوڑ دوڑ کا بڑا شوق تھا۔ ہر سال بمبئی مین آیا کرتے تھے پھر چلے جاتے تھے۔

نواب دولہ خویش اور بھانجے نواب معتمد الدولہ اس جرم پر دھرے گئے کہ انکے دروازے پر ایک میم ماری گئی تھی مگر بروقت روبکاری سب اہل بازار نے باتفاق گواہی دی کہ یہ اوسوقت کانپور مین نتھے اور کسیطرح شریک فوج باغی نہین ہوے۔ غرض جان بچی وثیقہ جاری ہوا۔

نواب نظام الدولہ سید علیخان اس ہنگامے مین لکھنؤ چلے آئے تعجب کانپور گئے بہزار خرابی بعد کئی برس کے وثیقہ جاری ہوا۔ ایک وجہ اور بھی تھی کہ یہ فرمشین بھی تھے اس جہت سے اس فرقہ خاص مین طریق حق برادری ایکدوسرے پر بشرط اختیار لازم ہوتا ہے۔

نواب باقر علیخان یہ بھی لکھنؤ چلے آئے تھے اور سبکے ساتھ جان بچا کر بھاگے تھے بروقت امان لکھنؤ سے گرفتار ہو بسواری اونٹ بہزار ذلت کانپور گئے حاکم عدالت نے بعد روبکاری کے مقید کیا گھر کا اسباب ضبط ہوکر نیلام ہو گیا کئی مہینے تک قید رہے بہت سی تکلیف اوٹھائی اسی قید مین

انکا ایک بیٹا بھی مرگیا نتھے نواب نے چاہا کچھ مین مدد کرون اپنی غیرت سے قبول نکیا پھیر دیا
اور کسی عزیز کے شرمندہ احسان نہوے ایک مہاجن انکا بقدر کفاف یومیہ دیا کرتا تھا بامید
انشاء اللہ اوسی مین اپنی گذران کیا کرتے تھے اور بظاہر صاحب عدالت کے خلاف ہونیسے
صورت نجات مشکل معلوم ہوتی تھی آخر احمد علیخان وکیل عدالت اور منیجر صاحب نے ایک صورت
نکالی اس عرصے مین نواب خورد محل نے کربلا سے جوشش محبت مادری سے ... ہزار خرچ کو باب
رہائی مین بھیجے بعد کسی مہینے کی روبکاری کی بحکم صدر کچھ تخفیف زندان ہوئی آخر بیجرمی ثابت
ہوئی صاحب عدالت کو بسبب نافہمی مقدمہ الزام ہوا مستحق پانے اپنے وثیقے کے ہوے ایک لاکھ
کئی ہزار سب ملے پھر سامان امارت درست ہوگیا خلاصہ پھر مشرف بعتبات عالیات ہوے پھر
لکھنو آئے اپنی دونو بیٹون کی شادی مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کے دونو بیٹون سے شادی کر
چلے گئے مزاج مین تمکنت وغرور امارت بہت تھا اور اپنی قابلیت علمی کو سب سے بہتر سمجھتے
تھے آخر انتقال کیا دو بیٹے ہین آپسمین بہت اتفاق رکھتے ہین ایک صاحب کربلا بھی مشرف
ہو آئے صحبت بہت معقول ہے لوگ انکی چلن کی ہر طرح سے تعریف کرتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ
اس ہنگامہ فساد مین سب برخود غلط ہوگئے تھے تسلط صاحبان عالیشان کا یقین نتھا اب جسطرح
سے چاہین بیان کرین۔

## خبر شکست رانا راؤ وغیرہ

آخر ماہ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۸۵۷ء خبر آئی کہ رسالے اور پلٹن کانپور سے
بھاگے چلے آتے ہیں نانا راؤ نے شکست پائی فوج انگریزی عقب فوج مفرور چلی آتی ہے
ہے کہ داخل نواب گنج ہوئی ہوا اسکے بیشتر ایک سوار یلغار کانپور سے چلا آیا سید ہانواب گئے پاس
حاضر ہوکر چلے سے خبر شکست کہی کسیکو یقین نہوا احتمال کذب رہا جب پرچہ اخبار آیا یقین ہوا۔
راجہ جے لال سنگہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا غضب ہوا جو فوج تلنگہ وغیرہ ناکہجات شہر پر متعین تھی
وہ بھی گورون کی آمد سے مارے ڈر کے بھاگی چلی آتی ہے لیکن جتنے میرے ہمراہی تھے وہ ٹھہر گئے
ہین اس صورت مین کیا عجب ہے شام یا صبح کو گورے داخل شہر ہو جائین پس یہ خبر سنتے ہی ایک

تلاطم پڑ گیا سبکے دل کانپنے لگے جرنل حسام الدولہ شرف الدولہ کو بلایا مشورہ ہوا لیکن اوسوقت بدحواسی سے یہ حال تھا کہ کہا کچھہ چاہتے تھے منہ سے نکلتا کچھہ تھا پھر افسر طلب ہوئے انکے سب سے زیادہ حواس باختہ تھے مگر بظاہر دلجوئی کو کہنے لگے ہزار ہزار اوٗ اور اوسکی فوج نامرد تھی شہر مین نانے پائے ہمین کچھہ خوف نہین ہم اسی دن کی خوشی مناتے تھے کہ گورے میدان مین ہمارے مقابلے مین آئین جیسا چنہٹ پر مارا ہے اوسیطرح اکیر وزمین مار لینگے گورے بہت تھوڑے ہین لعنت خدا کی فوج جنگی کانپور سے بھاگ آئی نواب اور جنابعالیہ نے فرمایا یہ تو سب باتین ہین اب گورے قریب شہر آپھونچے اسکی کیا تدبیر ہے کسیکو اونکے روکنے کو بھیجو تلنگیون نے جان چرا کر کہا ہم تو خواہنخواہ جائینگے مگر یہ نظامت کے لوگ مثل پلٹن نادری اختری بارلو وغیرہ خیرخواہ سرکار ہین انکو بھیجو کہ یہ اپنا کام تو ہمین دکھائین ہماری ہر بات مین برابری کرتے ہین اور مقابلہ اور ۱۲ روپے تنخواہ مانگتے ہین نظامت والون نے کہا کہ تم چپکے رہو تمھارا پہلا نمبر ہے لڑنا تمھارا کام ہے ہمارا کیا جب تم جواب دیدوگے اوسوقت ہم جائینگے ہم اس گھر کے قدیم نمکخوار ہین جان نثار سرفروش ہین غرض اسیطرح کی تکرار کر کے باتین بناتے رہے جاتا کون تھا آخر نصرت جنگ راجہ جے لال سنگھ بمجبوری اپنی پلٹن لیکر ناکہ شہر پر گئے اور جابجا باغ حوالی شہر مین لوگ بٹھادیے رات دن ڈنڈ بھرنے لگی۔ مگر فوج بہادر ایسی غیرت دار تھی اونمین سے ایک بھی نگیا کوئی کہتا تھا جنگی جائین کوئی نظامت۔

ہرکارہ مفصل خبر لایا کہ پلٹن لمبوزن رفوٹ غل کماسٹر گلس فدا حسین رسالہ دار دوسہ ہزار سوارون کا مع توپخانہ یہ سب قریب شاہدرہ کانپور سے آکر ٹھہرے ہین اور گورے ابھی تک دریاے گنگ سے اپار نہین آئے ہین اسپر یہ نامرد کہنے لگے بھائیو اگر کل دھاوا کرکے بیلی گارد لے لیا انگریزونکو مار لیا جان او رانجان بسنچیے گا وگرنہ جب اونکی کمک کانپور سے آجائیگی پھر کسیسے کچھہ نہو سکے گا افسرون نے جوابدیا ہم حاضر ہین ہمکو کسیطرح اپنی جان عزیز نہین پھر سبنے باتفاق قسم لی مسلمان نے قرآن ہندو نے گنگا۔ برہمن گنگا جل لے آیا مسلمانون نے قرآن اوٹھایا ہندو نے گنگا۔

الغرض اوسکی صبح کو دھاوا ہوا ابھی افسر تارے والی کوٹھی مین سب جمع تھے کہ دفعتہ بیلی گارد سے ایک بم کا گولہ آیا کوٹھی کی چھت پر ٹوٹا افسر کھڑے ہوگئے سر پر پاؤن

رکھکر بھاگے۔

اوسوقت تماشائی طعنہ زن ہوئی کیسی قسمت تھی کہ ہم نہ بھاگینگے معلوم ہوا کل کے دہاوے پر بھی اسطرح بھاگو گے تو دوسرے دن ہر پلٹن و رسالہ اپنی جگہہ پر طیار رہا اسید برکات احمد جنرل فوج باغی مع اپنے رسالے و فوج بیلی گارد پر تلی ہوئی چلی ہو گل مچتا ہوا تلنگون نے جاتے ہی بیلی گارد کو گھیرا ہر طرف سے شاہ جی بھی براے سیر سوار ہو کر آئے کہنے لگے یہ دہاوا ناحق ہوتا ہے جبتک مین نکہونگا فتح نہوگا یہ کہکر چلے گئے تلنگے بم مہادیو کہتے ہوے بیلی گارد پر چلے مگر سوار و توپخانہ خدا کی فضل سے خاص بازار سے آگے نہ بڑھا کہ دفعتہً توپ دہاوے کی چلی اور سبھو نسے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب توپ چلے سب دفعتہً دہاوا کرین اور سرنگ مین آگ دین مگر نہ اوڑی اور تلنگے قریب دیوار بیلی گارد جا پہونچے دیوار کھودنے لگے کچھہ تلنگے گرجہ کی طرف سے کچھہ خزانے کی طرف سے آ پہونچے ممو خان کے پاس ہرکارہ خبر لایا دہاوا فتح ہو گیا گورون سے سنگین چل رہی ہین خزانہ و میگزین پر تلنگون کا قبضہ ہو گیا سب گورے سمٹ کر امیر مرزا و لاتی محل کے بھائی کے مکانمین چھپے ہین مدد جلد بھیجیے ایک کمپنی بول کی پلٹن کی اندر ہے اور سب تلنگے بم کے گولون سے بھاگے چلے آتے ہین ایک جمعدار اسی پلٹن کا ممو خان اور شرف الدولہ کو گالیان دیتا ہوا آیا کہ یہ سب ملے ہوے ہین ہم کہے جاتے ہین وہان کوئی نہین جاتا یہان مسند پر بیٹھے تکیہ لگائے پادر ہے ہین ہماری کمپنی کے تلنگے اندر پھنسے ہوے ہین یہ کہکر روتا تھا معلوم ہوا وہ بھی بھاگ کر آیا تھا اسکا منشا یہ تھا کہ کچھہ روپیہ اس فریب سے لیجیے اوسوقت میر واجد علی نے بیس روپیے اوسے دیے اور کہا کہ علی محمد خان اور نواب صاحب بھی دہاوے کو جائینگے اور مدد بھی جاتی ہے اب تم بہت لڑ چکے آرام کرد کھانا کھاؤ جاکر یہ سنکر وہ چلا گیا اتنے مین خبر آئی کہ گورون سے تلوار چل رہی ہے اور صوبہ سنگہ کپتان کے تلنگے اندر ہین مدد نہین جاتی بھوکے پیاسے تلنگے لڑ رہے ہین نہ باہر نکلسکتے ہین اور نہ ٹھہر سکتے ہین اور کہہ رہے ہین میگزین اور خزانہ ہم مرکر بھی نچھوڑینگے کسیکو اسمین سے حصہ نہ دینگے ہمنے جان دیکر یہ خزانہ لیا ہے بعض کہتے تھے چلو پہلے خزانہ و میگزین سے لو حصہ ملیگا بعض گالیان دیتے تھے ہم کیون دین ہم لڑے کیواسطے ہین اور ہرکارے دمبدم خبر لاتے تھے سب گورے مارے گئے تھوڑے سے رہگئے ہین وہ ادہر سے گولیان برسا رہے ہین ممو خان کیسا

خوشی خوشی سے حضرت محل کو خبر دے رہے تھے کہ آج شام تک بیلی گارد خالی ہوا جاتا ہے وگرنہ
پھر رات تک تو کچھ فرق نہین جناب عالیہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور رنج بھی رہا کہ ہمارے تلنگے اندر پہنچے
ہوے ہین دیکھیے کیونکر نکلتے ہین صبح کو میر واجد علی نے اپنے معتبر مخبر کو بھیجکر مفصل خبر منگوائی کہ نہ
کوئی تلنگہ اندر رہا ہے اور نہ کوئی خزانہ تک گیا ہے فقط دیوار خزانہ تک جا پہونچے ہین میر صاحب نے
یہ خبر جناب عالیہ سے کہی اونھین بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے سب جھوٹ و فریب ہے۔ بعد اس
تحقیق کے تلنگون کا اندر جانا بالکل غلط ٹھہرا۔ زخمیون کا پرچہ آیا ۲۲۰۔ مارے گئے۔ لاشین
چھٹگلین ۱۰۵ اسمسک رہے ہین۔ بس اس دھاوے سے تلنگے ایسے بدحواس ہوے جی سب کے
چھوٹ گئے اور کہتے پھرتے تھے جبتک جنرل صاحب ممو خان سنجاہین گے ہم اکیلے دھاوا نہ کرینگے
ہمین کٹوائے دیتے ہین آپ گھر مین چین کر رہے ہین۔
ایک شخص یہ خبر لایا کہ پلٹن لمبوزن ڈفل ہوٹ وغیرہ آمد کانپور کہتی ہے کہ اگر سرکار ہمین طلب
فرمائے اور دھاوے پر بھیجے دیکھیے ہم کیا کام کرتے ہین جسقدر شرمندگی سے دھوکا کانپور مین اوٹھایا
ہے وہ سب مٹ جایگا ایکدم مین انگریزون کو قتل کرینگے بیلی گارد لے لینگے اوسوقت سرکار ہمکو
تنخواہ دے یہ بات سنکر جو فوج بیلی گارد سے بھاگی آتی تھی اوسکے کان کھڑے ہوے۔ جناب عالیہ
سے آکر عرض کیا ہم سنتے ہین جتنی فوج کانپور سے بھاگ آئی ہے آپ نے بلوایا ہے ہمین
دغا ہے کسواسطے ہمنے سنا ہے کہ انگریز نے اونمین اپنی فوج ملادی ہے کہ تم پہلے بھاگنا فوج بھی
از خود بھاگ جائیگی جب وقت پانا ریاست پر قبضہ کر لینا ایسا نہو وہ پلٹنین ملکر شریک ہون ہم
اونھین شہر مین نہ آنے دینگے ہم سبکو مار ڈالینگے اور اگر وہ صاف ہین پہلے ہمسے قسم اقسام کر لین
ہمارے پاس آوین یہ بات سنکر سبکے کان کھڑے ہوے جناب عالیہ کو اسقدر اندیشہ و خلجان ہوا کہ
مرزا برجیس قدر کا باہر کا نکلنا موقوف کر دیا غرض قاسم خان رسالہ دار ۱۵ رسالے کا اونکے
پاس گیا کہا اگر تم صاف ہو پہلے افسرون کے پاس چلو بعد قسم کے شریک حال ہو چنانچہ وہ سب راضی
ہوکر تارے والی کوٹھی مین آئے قرآن گنگا اوٹھی کہ ہم بدل و جان تمھارے شریک ہین انگریز
سے ہرگز ساز نہین رکھتے پھر وہان سے حضرت باغ مین چاندی والی بارہ دری مین آکر تنخواہ کا قرار
ہوا کہ ہم ۷ روپے تنخواہ تمھین دینگے افسران آمد کانپور نے کہا ہم ۱۲ لینگے افسران لکھنؤ نے کہا ہمنے

مسند نشین کیا ہے اسوجہ سے ۲ ا لیتے ہین تمنے ابھی کچھہ کام نہین کیا اونھون نے کہا ابھی ہم کچھہ نہ لین گے بعد فتح کے ۲ ا- لین گے اور اگر ہمین نوکر رکھو گے ہم دفعتہ شہر لوٹ لینگے بعد اوسکے اونکا پڑاؤ حسین آباد شیش محل دولتخانہ کی کوٹھی کالان مین ہوا-

## ناناراؤ کے وکیل کا مع خط آنا

ناناراؤ کا وکیل آیا ایک خط اسمضمون کا لایا کہ اگر اجازت ہو ہم تمھارے شہر مین آوین جنابعالیہ نے اجازت دی راجہ جے لال سنگہ کلکٹر کو حکم ہوا کہ ۲- اونٹ ۲۹- چھکڑے ۱- گاڑیان- بیس پچیس ہاتھی لیکر فتحپور چوراسی کو جاؤ نانا راؤ جیا سنگہ چودھری کی گڈھی سے عین شدت بارش مین مع عیال شہر کو چلے نصرت جنگ دو سو سوار دو ہاتھی ہودہ نقرہ دو شتر سوار سے پیشوائی کو گئے اور بحکم جنابعالیہ دولتخانہ شیش محل مین اوتارا اوسے آراستہ کر دیا تھا اور ۱۰- شطرنجی وسنا چاندنی وسنا پلنگ کئی کرسیان شیشہ آلات وغیرہ بقدر ضرورت مع تصویرات بھیجدیا- ۵- تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ ہجری نانا راؤ داخل شہر ہوئے ۱۱ ضرب توپ سلامی ہوئی حسب الحکم میر واجد علی خیر و عافیت مزاج کو گئے دوشالہ رومال خلعت پایا اور کہا ہماری ۲۱ ضرب کی سلامی ہوتی مضائقہ نتھا وگرنہ کچھہ احتیاج سلامی کی نتھی انھون نے کہا ۲۱ ضرب کی سلامی فقط بادشاہ کے واسطے معمول ہے یہ کیونکر ہو سکتا خلاصہ اسی وجہ سے سلامی موقوف رہی جنابعالیہ نے پھر خلعت تجویز کیا خلعت خانے سے نکلا- ۲۵- ہزار روپیہ دعوت کے اور خلعت اس تفصیل سے قبائے زرین شمشیر و سپر مالہ مروارید دہکدگی مرصع الماس کنٹھہ مروارید نورتن مرصع دستبند مروارید دوشالہ رومال پرتن زرین کار لبادہ کمربند شال اسپ مع ساز زرین نقرہ ہاتھی ہودج نقرہ اس سبکو پہلے جنابعالیہ نے دیکھہ لیا-

## خبر آمد فوج انگریزی کانپور سے

اس عرصے مین ہرکارہ متعینہ گھاٹ کانپور خبر لایا کہ گورے اگنبوٹ مین سوار اسپار دریا کے آئے گھاٹ اپنی فوج کے اوترنے کا دیکھہ کر چلے گئے تدبیر فوج کی اوتارنے مین ہین یہ خبر

سنتے ہی محلات اور فوج باغی مین ایک تھلکہ عظیم پڑ گیا جنرل حسام الدولہ کو حکم ہوا کہ
تم فوج لیکر گھاٹ پر سدراہ کو جاؤ جنرل بہادر ہر افسر فوج سے کہتے تھے ایکدوسرے پر ٹالتا
تھا غرض اسی حیلہ و غفلت سے دس دن گذرے آخر بہزار خرابی دو توپخانہ ہمراہ پلٹن چلنے پر مستعد
ہوئی وہ بھی چلنے مین آج کل کرتی تھی اس عرصے مین محمد مرزا کمیدان کا تھانہ نشیر گنج مین
تھا خبر آئی کہ فوج انگریزی جھہ کنار دریا درست کر کے پل باندھکر اسپار اوترا چاہتی ہے اوسکے
روکنے کو جلد فوج جاے تو بہتر ہے چنانچہ جنرل بہادر خود تشریف فرما ہوے مگر نواب عزالدولہ
اسسٹنٹ و کمنڈنگ فوج تھے بجاے اپنے روانہ کیا ہر چند وہ کچھہ علیل بھی تھے اور اس سفر مین
خیمے سے باہر نہین نکلے فقط اپنے بھائی کے کہنے سننے سے گئے- میر فدا حسین کپتان اور اونکے
بھائی میر محمد حسین کلکٹر عبد الہادیخان قندھاری رفیق خاص نواب اپنے جوش جہاد ایمانی سے
سبکے تیر دستند و چست ہو گئے- اتفاقاً ایک دن گھاٹ پر بارش شدت سے ہوئی- سپاہ
کے سر و سامان خوب ابتر ہوئی اودھر فوج انگریزی نے فرصت پا کر جھہ بخوبی باندھ لی ایدھر سے
پہلے ایک بڑی توپ لگائی تھی اوسکے گولے سے جھہ نہ بندھ سکتی تھی اور شرف الدولہ غلام رضا خان کو
حکم رسد رسانی کا ہوا- بموجب حکم ممو خان امراؤ مرزا مقرر ہوے —

پھر پرچہ اخبار لڑائی کا آیا کہ گھاٹ پر ایکساعت تک خوب لڑائی ہوئی جب مینہ شدت سے برسنے لگا
فوج سپاہ ہوئی مگر اسپر بھی گرتی پڑتی لڑتی ہوئی ہٹی چوکی پر دو کوس گھاٹ سے ہٹتی چلی
آئی- ایک باغ مین آٹکر خوب لڑی پھر مینہ اس شدت سے برسنے لگا کہ فوج مین کچھہ حال
نہ رہا چاہا متفرق ہو گئی آدمی گورے بہت مارے گئے دہاوا کر کے مکرواره گاؤن مین پہونچے پھر
اوسی گھاٹ کو چلے گئے —

فوج باغی کے جب پانون نہ ٹھہر سکے فوج سب طرف بھاگی جستہ جستہ رہ گئی مع افسر نشیر گنج مین
ٹھہر گئی اور بعد بھاگا بنمامت مین اپنا پڑاؤ کیا جراز الدولہ اپنے خیمے مین اوترے جانتے تھے کہ مین
تمام اونکے ساتھ آیا ہون اب لڑائی کا انتظام سمجھائین چاہین بنجائین دوسرے دن ایک
کمیدان نے فوج سے کہا کہ فوج انگریزی ابھی بڑی دور پڑی ہوئی ہے تم جبتک بفراغت
اپنی روٹی کیون نہین کر لیتے یہ سب اوسکے فریب مین آ کر اوسے غنیمت سمجھکر نہانے دھونے روٹی پکانے لگے

اور باطمینان روٹی کر رہے تھے کہ دفعتہً سامنے سے فوج انگریزی نمود ہوئی۔ آگے ہیٹیر و کہی سو
موشی رکھے آن پہونچی زیر چھپرہ توپ سبکو رکھ لیا افسران جنگ نادیدہ و غیر منتظم نے سامنا
سڑک کا چھوڑ کر توپون کو سڑک کے دہنے بائین کھینچا۔ اس خیال سے کہ ہم دونو طرف سے انپر
مار کرینگے وہان دونو طرف سے پانی سے دلدل ہوگئی تھی پہیے توپون کے جاکر پھنس گئے
اور پھنس گئین اس عرصے مین گورے سر پر آپہونچے یہ سب سر پر پانون رکھکر بھاگے انسے پہلے سوارون
کے پانون اوکھڑ گئے اور چوپڑ کے اصطبل مین آکر دم لیا تھوڑی سی فوج انسے ہٹ کر کچھ فاصلے
پر آمادہ کارزار ہوئی جب آگے والون کا یہ حال دیکھا یہ بھی سب ملکر بھاگے نواب جرار الدولہ
نے جب یہ حال دیکھا پینس مین سوار ہو داخل دولتسرا ہوے تھوڑی سی فوج جنگی اپنی چال
سے دم لیتی ہوئی لکھنؤ پہونچی عبد الہادیخان کے ساتھی جو زیادہ کامل الایمان تھے اپنی حرارت
جہاد ایمانی سے سیدھے دلی کو گئے اور یہ خود حاضر حضور نواب ہوے فرمایا خانصاحب تم بھی بھاگے
جہاد راہ خدا سے منہ پھیرا چودھری میر منصب علی مع اپنے جان نثارون کے پھر آئے۔

زمینداروں کی گوہار سب سے پہلے پہونچی لشکر مجاہدین مین آنا جو ہی انتظام رسد کسیکو چارہ تک
بھی میسر نہوا مگر محمد حسین کلکٹر خان علیخان دس ہزار سپاہ سے نواب گنج مین رہ گئے۔

فوج انگریزی نے اونام اجگین بکروارہ اور گانون جو قریب سڑک تھے سب لوٹا اور قتل و قید
کیا ہر چند غریب رعیت بیجرم سمجھکر ہر گانون مین کچھ رہ گئی تھی باقی سب طرف بھاگ گئی تھی
جب یہ صورت ہوئی افسرون نے کہا جلد تدبیر اسکی کیا چاہیے ورنہ شہر ایکدم مین آکر لے لینگے
پھر سب منہ دیکھتے رہجائینگے اسکے سننے سے سب بدحواس ہوے دم بخود رہ گئے میر [illegible] علی نے
اونسے کہا تم عجب بات کہتے ہو جسکا جواب دینا ضرور ہوتا ہے ہم کیا خاک تدبیر کرینگے کسواسطے تم سب
جنگی ہو لڑنا لڑانا تمہارا کام ہے اسکی تدبیر تم کرسکتے ہو ہمنے مدت عمر کبھی ہتھیار نہین باندھا نہ لڑائی
دیکھی اب تم خواہ بھاگو یا لڑو یہ سب عزت تمہارے ہاتھ ہے ہمتو بہر حال [illegible]
تلنگون نے کہا تم افسر ہو آگے چلو ہم تمہارے ساتھ ہین داروغہ نے کہا تم کپتان ہو [illegible]
اپنے جرنل فوج کو ساتھ لو یا خود جاؤ لڑو اگر ہم جاوین تمکو کس واسطے نوکر رکھا [illegible]
وہی خوب کرتا ہے اسے سنکر افسر بہت بگڑے کلمات بیہودہ اہلکارون کو سنانے لگے۔

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کی طرف چلے گئے مگر وارے مین ٹھہرے
ہین رہان دمدمہ بناتے ہین جب وہ بن چکیگا پھر کچھ نہو سکیگا کسواسطے کہ وہ پہلے سخت
تھا اب اور بھی سخت و دشوار ہو جاویگا حکم ہوا فوج جاوے وہ دمدمہ بنانے نپاوین۔ الغرض
پلٹن اختری نادری سوبہ سنگہ خان علیخان نواب جبرا لدولہ توپخانہ میگزین اور سب پلٹن
نجیب لیکر روانہ ہوے شہر سے عالم باغ تک ایک میلہ فوج کا ہو گیا تھا کہ ناگاہ اودہر سے
تلنگے ہزارون شتر قطار اور نجیب شتر بے مہار بھاگے چلے آتے ہین جب عالم باغ مین آکر ٹھہرے
ممو خان نے ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہانتک آئے اور یہ فوج کہان تک
جا پہونچی اگر راہ مین ہو کہنا جلد بشیر گنج پہونچو اوسنے عالم باغ مین افسرون کو حکم پہونچایا کہ ابھی
یہانسے روانہ ہو جاؤ جواب دیا ہم سب بھوکے ہین جبتک ہمارے پیٹ کی خبر نہ لیجاےگی ہم مرنے
نجاوینگے ممو خان یا بیگم صاحبہ خود جاوین۔

بعد اسکے ممو خان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے نوکر ہو
اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہین تنخواہ بھی وہی دینگی اوسوقت ممو خان
نے لاچار ہو کر ۱۲ ہزار روپیے عالم باغ مین بھیجے میر محمد حسین کلکٹر نے علی الحساب سبکو تقسیم
کر دیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہان سے بھی فوج تازہ دم ہوکر
جائیگی۔ چنانچہ بعد ۸ دن کے روز چہارشنبہ پھر لڑائی ہوئی توپین جھپٹ گئین گورے مگر وارے کو
پھر گئے الغرض اسیطرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے۔ مگر سوبہ سنگہ کی
پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس معرکے مین ہزار سے زیادہ مارے گئے۔

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ادہر بھاگی اودھر گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک راجہ سیطرف
سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے سے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سنتے ہی فوج بہادر لڑنیوالون کے پیچھے بھاگ لوٹن
کو آگے مگر وارے کو گئی اسباب جو گورے چھوڑ کر چلے گئے تھے لوٹا دمدمہ کی لکڑی توڑ کر دیہی کی
چوکی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ دلی اور برجیس قدر ہے کہ گورے از خود کانپور بھاگ گئے
بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہے ہمنے اونکو ہٹا دیا ہے بعض کہتے تھے بھیا چلے چلو گورونکو مار کر کانپور سے نکالدو
بعض کہتے تھے بھاگے کا پیچھا نکرو ایسا نہو کہین وہ چھپے ہون اور ٹھکر مارلین غرض وہانسے پھر آگئے

کسی کی جرأت نہ پڑی باجے بجاتے مع اون چھہ توپ کے جنھین گورے توڑکر چھوڑ گئے تھے
شہر مین لاف و گذاف بکتے ہوے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۱۸۵۷ء مین ہوا۔
جب بدمعاش اپنے زعم باطل مین بشیر گنج کی لڑائی فتح کر کے آئے پہلے بیلی گارد کے دباو کا
ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسمٰعیل گنج پر پچھمہ توپ بہت بڑی قریب
مسجد پہلوان خان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے دھس جھانکی باندھ کر لگائی اوسکا لقمہ
و گولہ بڑا تھا اور مشہور تھا کہ اسی توپ سے بیلی گارد مین بہت حیران و پریشان ہو کے مارے جاتے
ہین اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ و زمیندار وغیرہ نجیبون کی جہت سے بہت سخت
ہوگیا تھا امجد علیخان بلوچ نے اپنا پڑاو میر حسو کے مکان مین کیا تھا اور خبرگیری تمام اپنے
مورچہ ہاے قریب کی ہر دم لیتا تھا نواب علیخان کی گوہار کا پڑاو لطف علی دارونہ کے مکان
مین تھا اونسے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہمیشہ سپاہی قریب
پانسو کے ہر وقت صبح و شام حاضر رہتے تھے اور سبکو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آنے پر نہ چھوٹیگا
ایکدن دس گورے دو صاحب بیلی گارد سے نکلے توپ پر چلے آئے یہ سبکے سب بھاگے کچھہ بدحواس
ہو کر دریا مین ڈوبے کچھہ قریب کے مکانون مین ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ دس آدمی دارونہ
مذکور کے مکان مین چھپے تھے کام آئے پھر کسینے ہتھیار نہ باندھا گورون نے توپ کو توڑ ڈالا تیس
گولہ انداز مارے گئے امجد علیخان ساکن سندیلہ نے بابو پور بخش کے مکان سے آڑ مین گولیان
مارین گورے زخمی ہو کر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی لاش مع ٹوپی پڑی رہگئی
تھی اوسکا سر امجد علیخان نے کاٹکر فوراً آکر نواب سے کہا کہ سب فوج بھاگ گئی تھی مگر غلام نے چار
رفیقون سے جاکر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگ گئے یہ سر انگریز کا ہے نواب نے
اونکی مستعدی و بہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علیخان نے سرکار سے اپنے نوکرونکو ہتھیار
دلوائے اوسیدن شہر مین غل ہوگیا کہ سب گورے بیلی گارد سے نکل پڑے پچھمہ توپ کو توڑ ڈالا۔
ایک گروہ توپ کا اوٹھا کر لے گئے اب ارادہ قیصرباغ مین آنیکا ہے بس یہ سنتے ہی قیصرباغ مین
بھاگڑ پڑی غول کے غول تلنگون کے اپنا اسباب باندھ بھاگنے لگے جناب عالیہ نے حکم دیا پھاٹک
قیصرباغ کے سب بند کر دو جب راہین بند ہوئین صاحبات محل مرکھہ لگ رو رو مانگنے لگین غرض لو[?]

تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامرد بزدل تلوار تولکر بکتا تھا کہ اگر یہان گورے آئینگے
ہم بھی دل کھولکر تلوار کرینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علیخان کو نین پٹالن نجیب ملین
خلاصہ اسیطرح کی لڑائی ہوا کرتی تھی سرنگ بھی اوڑائی جاتی تھی کبھی ادھر کبھی کبھی ادھر مہینے تک یہی انگ
رہا سچ ہے لڑنے سے لڑانا مشکل ہے جہان یہ فوج منتظم برسون کی تعلیم یافتہ یون غیر منتظم ہو جا
اسی فوج سے تو صاحبان عالیشان نے تسلط تمام ہندوستان مین کیا بلکہ یہی فوج سوا ہندو
کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی تھی دوسرے سب نے ایمان سے ہاتھ اوٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندہ
تھی سب نے سنت چھوڑ دی تھی دل کی وہ صورت اول باقی نرہی تھی۔

ایک دن تلنگون نے ممو خان سے کہا ہے اور انگریز سے سرنگ مین خوب باتین ہوئین اسطرح
سے ہم سرنگ مین جاتے تھے اوسطرف سے وہ سرنگ لاتے تھے یہانتک کہ ہماری اونکی سرنگ
ٹوٹی اوسمین ایک صاحب تھا ہمنے کئی بندوقین مارین اوسکے نہ لگین اوسنے کہا اے نمکحرامو
ہمنے تمکو مثل فرزندون کے پرورش کیا بہت سا روپیہ صرف کیا برسون قواعد سکھائی عزت د
آدمی بنایا تم قاتل ہمارے ہیم اور بچے کے ہوے ہمنے تمھاری کیا خطا کی تھی ہمنے جواب دیا فی الحقیقۃ
تم سچ کہتے ہو مگر از راہ انصاف غور کرو کہ ہمنے سرکار کمپنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستان
جس سے مقابلہ ہوا جو تمنے کہا ویسا ہی کیا صدہا ملک فتح کیے کبھی کچھ عذر نہین کیا اب تم ا
قول سے پھرے ایمان لینے کے درپے ہوے چربی کے کارتوس ہماری خرابی ایمان کے منگوائے
جبر کیا جب ہمنے یہ صورت دیکھی اوسوقت بمجبوری ایمان کے واسطے بگڑے بس یہ خطا ہماری یا تمھ
سے اسیطرح گفتگو رہی آخر پانچ چار آدمی سرنگ کھودنے کے وہ صاحب لیکر چلا گیا۔

ایکدن ایک شتر سوار پروانہ شاہ دہلی درجواب عرضی مخدوم بخت کپتان لایا مضمون سے ع
تمھاری شجاعت قتل کنار فرنگ ملاحظہ اقدس مین گذری با دولت و اقبال بہت شاد ہوے
صاف کرکے فوراً الہ آباد کو روانہ ہونا توقف نہ کرنا ان کافرون کے فریب مین نہ آنا یہ سنکر
توپخانون مین حکم ہوا کہ آج شقہ شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلی یہانتک کہ
ہر جلسہ سے بھی سلامی چلی فوج مین جشن ہر خیمے مین ہو رہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے
گلے ملتے تھے کہتے تھے کہ فیصلہ ہیلی گارد کرکے سیدھے الہ آباد چلے چلو۔ واہ. توکارے زمین را

یہ باتین تھین کہ پھر خبر آئی گورون نے دوبارہ گنگا کا پل باندھا اگنبوٹ پر سوار اسپار آتے جاتے
ہین اور اسپار گورون کا کیمپ کھڑا ہوا ہے راہگیرون سے مزاحمت کرتے ہین کوئی آنے جانے
نہین پاتا توپ اسپار سے ہمارے پچھاڑی مین لگی ہے اوسکا گولہ اوسپار نہین جا سکتا اور جو حکمنامہ بنام
کاشی پرشاد عامل سنہٹہ پہ گیا کہ تم جلد جلد وہان پہونچو اور پل باندھنے ند و فوج مقابلے مین
رکھو وہ ابھی تک نہین آئے بظاہر حیلہ کرتے ہین اسپار فوج کم ہے گورے جب آئینگے مقابلہ نکر سکینگے
جلد اور فوج روانہ ہو ورنہ جب گورے اوتر آئینگے پھر کچھہ نہو سکے گا۔

اس بات کا کئی دن کورٹ رہا کوئی کہتا تھا وہ پلٹن جاؤ کوئی یہ کہہ رہا تھا اتنے مین پھر خبر آئی کہ بندہ حسن
نامی ساکن موضع عبور علاقہ دہریہ کا وکیل نکرکی انگریز اور میم اور ایک منشی بطرین تحفہ پکڑ لایا ہے
اسکی تفصیل ہے ۱۶ نومبر ۱۸۵۷ء کپتان پاٹرک آر اور اونکی میم اور بیٹی مس میری جکسن صاحب مونٹ اسٹارٹ
جکسن صوفیہ بیبی کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد۔ لفٹنٹ جی جی سرجنٹ میجر ای مارٹن وغیرہ ۰ آدمی
تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہین پکڑا۔ تلنگے پکڑ لائے ہین اور راجہ ہرپرشاد ناظم نے پکڑ کر بھیجدیا ہے
اور اپنے بھائی کو ساتھہ کر دیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ امر سچ ہے جانتی پرشاد اونکا بھائی پکڑ لایا
ہے اور وکیل راجہ مجبوری اونکے ساتھہ ہے۔

جب محرم ۱۲۷۴ھ مین کئی ٹولیان بل میانون مین آٹھہ انگریز مذکور در دولت پر آئے تلنگون نے ہجوم
کیا کوئی کہتا تھا ابھی مار ڈالو کوئی کہتا تھا یہان کیون لائے وہین مار ڈالا ہوتا معلوم ہوا یہ راجہ
دہریہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب دلی کا رہنے والا کوٹھی نکری رکھتا تھا
ایک گورہ چار کرسٹان ایک میم ایک مس جکسن چیف کمشنر لکھنؤ کی سگی بھتیجی ہے ان سبکو میر واجد علی
داروغہ کے مکان مین اوتارا پہرہ تلنگہ فنگی مقرر کیا پھر کورٹ ہوا میر امداد حسین کپتان میر فدا حسین
کا بھائی [illegible] مرزا او سنگہ کپتان بارلو صاحب محمو خان میر واجد علی ایک جانب تھے نواب
[illegible] نواب [illegible] ازراہ فراست وعاقبت اندیشی فرمایا عجیب ماجرا ہے کہ واجد علی شاہ
مع اہل و عیال کلکتہ مین قید اور صاحبان عالیشان اونھین عزت و توقیر سے رکھتے ہین تم اونکا
[illegible] مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور بدلت تہدید کہا ہے بس تم [illegible] واجد علی شاہ [illegible]
[illegible] باطل قتل نکرو بلکہ باعزت و آرام سے رکھو [illegible] سیا اور

حکم دیا مکان عمدہ مین لیجاؤ اور پانون کی بیڑیان کٹوا دو —

غرض داروغہ میر واجد علی نے نگینہ والی کوٹھی تجویز کی مرزا حسین علی داروغہ جاے خانہ کو بلوایا سامان جاے پانی وغیرہ منگوایا اور سب اسباب ضروری انگریزی رکھوا دیا تلنگون نے اپنا پہرہ نہ اوٹھایا ہرچند داروغہ اس تدبیر و فکر مین رہا کہ انکا پہرہ اوٹھہ جاے یا قائم رہے ہاے اسکی بدلی نہو اونھین کچھہ دیکر موافق کر لیا جاے گا مگر یہ تدبیر نہ بن پڑی تلنگون نے نہ مانا —

پھر غل ہوا کہ فوج انگریزی نے پل باندھ لیا اوترا چاہتی ہے فوج جلد روانہ ہو چنانچہ پلٹن اختری نادری ڈونمل کاسٹر وغیرہ جو کانپور سے بھاگ آئی تھی اور گوپال زمیندار پلٹن بھر بار وغیرہ میر محمد حسین خان ظلیمان کے ساتھہ روانہ ہوئی قریب کنار گنگ ایک لڑائی بھی ہوئی آخر ساری فوج وہان سے بھاگ کر بنی مین آکر ٹھہری تھوڑی سی عالم باغ چلی آئی اس خبر سے شہر مین تہلکہ پڑا منادی کی گئی کہ سب رعایا عیسائی کیجائیگی چاہیئے کہ سب ملکر عالم باغ مین جمع ہون کافرون کو مارین مسلمانون کے لیے معرکہ دینی ہے مار شکر خدا کا کہ آج شہر سے کوئی نگیا مگر افسوس و مقام تحیر ہے کہ بعد تسلط سرکار ظالم و مظلوم ایک گھاٹ اوترے —

ایک اور اشتہار دیا گیا کہ خاص و عام بگوش ہوش سنین کہ ان کافرون نے جب دلی کو فتح کیا وہان سبکو جیتا نچھوڑا۔ میرٹھہ۔ دلی۔ کانپور وغیرہ مین اونکے بچے ہیم مارے گئے اسیطرح تمھارے بھی بال بچے مار ڈالے جاینگے تب یہ مقام غیرت ہے کہ اپنی آنکھون کے سامنے عورات بچے مارے جائین ذلیل ہون اے بہادرو یہ گورے پانسو سے زیادہ نہین اگر انھین مار لو پھر تمام عمر چین سے رہیو —

۱۲۰۴ اشتہار جابجا شہر مین لگائے گئے اور پلٹن یول مع توپخانہ روانہ ہوئی —

جب گورے قریب نواب گنج آپہونچے شدت بارش مین اور بٹالین جنگی کی نجیبون کی ۱۲-۱۳-۱۴- رسالہ روانہ ہوا اور اوسی شدت بارش مین ممو خان جرنل حسام الدولہ یوسف خان ایک گاڑی پر سوار مع پانسو سوار اردلی فوج کے دیکھنے کو مسجد عالم باغ مین جاکر ٹھہری ممو خان نے میر واجد علی سے کہا تم بھی چلو وہ خفا ہوے نے کہا مجھے تلنگون کی گالیان سننا منظور نہین اگر لڑنے کو چلتے ہو چلو مین بھی چلتا ہون اور اگر بھاگنے کو جاتے ہو مین نہین جاتا ممو خان نے کہا مین فوج کا جائزہ لینے کو جاتا ہون آخر وہی ہوا لشکر خیر ان مع خان کو ہزارون گالیان دیتے چلے جاتے تھے یہ اونسے چھپکر مسجد مین جا بیٹھے تھے —

اتنے مین قریب تھی کے جب توپ انگریزی چلی تلنگے جو ادہر سے گالیان دیتے جاتے تھے وہ بھاگے۔ممو خان اونھین گالیان دیکر غیرت دلاتے تھے اوسوقت تلنگے چپکے سر جھکائے چلے جاتے تھے جب یہ صورت ہوئی ممو خان اور جرنل صاحب اپنے گھر آئے فوج انگریزی نے قریب بنی مقام کیا اور اس فوج نے بھاگ کر عالم باغ مین پڑاو کیا۔

اس خبر سے شہر مین قیامت برپا ہوگئی رعایا مایوس ہوکر بھاگنے لگی۔تلنگے سب سے پہلے بھاگنے پر مستعد ہوے جناب عالیہ نے رات کو افسرون کو بلایا پھر کورٹ ہوا صبح کو ڈنکا شاہ فقیر ۱۲۔رسالے نجیب زمیندار وغیرہ سد باب فوج انگریزی کو چلے جب پہونچے لڑائی ہونے لگی طرفین سے توپ چلتی تھی صبح سے پہر دن چڑھے تک برابر کا مقابلہ رہا جب شاہ جی اور ۱۲۔رسالے نے دھاوا کیا کئی کرانچیان ایک جگہ کھڑی تھین اونپر سوار جا پڑے گرد کرانچیون کے جو لوگ تھے بھاگے۔سوارون نے لوٹ شروع کی کرانچیان کھودینے لگے کئی گورے آڑ مین کھڑے تھے گولیان مارنے لگے دو تین سوار گرے سبکے پانون اوکھڑ گئے شاہ جی ایک نالے پر کھڑے تھے اوسمین گر پڑے سوار بھاگ کر عالم باغ مین آئے گورون نے پیچھا کیا مگر زمیندار اور تلنگون نے روکا بول کی پلٹن کے تلنگے خوب لڑے تقریبًا پانچ سو تلنگے سوار مارے گئے مگر مورچہ قائم رہا۔

## قتل اسیران عیسائی و محمود خان کوتوال وغیرہ

قبل از روانگی فوج باغی جب عالم باغ کو جانے لگی اوسیدن در دولت پر قربانی ۲۵ یا ۲۰ اسیر کی ہوئی جنھین کئی میم اور صاحب اور محمود خان کوتوال وغیرہ تھے ان سبکو رسی سے باندھ باہر جلو خانے مین لائے پہلے ایک بارہ ماری اوسکے بعد زیر تیغ بیدریغ کیا ایک شخص کہتا ہے اونمین ایک میم ولایتی عجب صاحب حیا تھی کہ جب اوسکے سایے کا دامن ہوا سے اوڑتا تھا جھکا کر اپنی ساق پا کو ڈھانک لیتی تھی از انجملہ اس کام قربانی مین ایک سیدہ بھی اسیر دام بلا ہوکر آئی تھی اوسے کئی گولیان مارین ایک نہ لگی سب اوچٹ گئین ہر چند اوسنے داد و بیداد کی کہ مین سیدہ ہون اور بے گناہ قتل نکرو ایک نے [illegible] تلوارین مار گرا دیا درجہ شہادت پر پہونچی زبانی معتمدین دربار افسوس اودھر اتنی فوج مین دس بھی سید نتھے جو گولیان اثر نکرتین اور سبکو قتل کرتے۔

محمود خان کو توال کو ۲۵ محرم ۱۲۷۴ھ مطابق ۴ ستمبر کنول ہار سے مع اونکے ہمراہی میر
نادر حسین صاحب وغیرہ جا کر پکڑ لائے ہاتھی پر سوار ہر چوک تشہیر کرتے دردولت پر لائے وہ بھی شہر یک
انھین ایرون کے تھے اور یہ ایک پٹھان کے گھر جا کر چھپے تھے وہ دو بھائی تھے ایک نے بطمع زر
دنیا ہمکاریون خبر کی محمود خان کو تعصب مذہب تھا شہر کے شیعون کا دشمن جانی تھا اور اپنی حکومت
مستعار مین بہت سی ذلتین دی تھین اور بے نخسن منہ سے کوئی بات نکرتا تھا اپنی حکومت پر
نازان تھا اور بہت سا مال دنیا شہر سے ہر طرح سے لوٹتا تھا اگر اس روز بد کی خبر تھی انکا حال
بہت چھپ چکا ہے ظالم کا انتقام اسی دنیا مین ہو جاتا ہے—

## محاربہ عالم باغ و داخلہ فوج انگریزی شہر مین و مکانات شاہی وغیرہ مین

غرض ۲۴ تاریخ شہر صفر روز چہارشنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۸۵۷ء بعد ۲ ساعت زوال شمسی
سے جنرل اوٹرم صاحب جنرل ہدے لاک صاحب جنرل نیل صاحب بہادر سے بارہ بروے کے
میدان مین فوج باغی سے مقابلہ ہوا اگرچہ کثرت سپاہ مجموع جنگی و نوملازم گو ہار بعض زمیندار راجہ
تعلقہ دار وغیرہ سوار پیدل نوپیمانہ تا کہ چار باغ سے عالم باغ اور میدان جنگ تک تقریبًا بہم تھا ہر
سمت طرفین سے چلے بڑے زور شور سے توپ چلنے لگی جب جنرل اوٹرم قریب پہونچے دھاوا کیا
توپ او دہر سے ہیبت اودہر سے ست ہنگا چلنے لگی ۵ بجے عالم باغ تک پہونچے کہ دفعتًا ابر سیاہ
نے سارے آسمان کو گھیر لیا اندھیرا ہو گیا بڑے زور شور سے مینہ برسنے لگا کہ جل تھل سب بھر گئے
توپ طرفین سے چلتی رہی ہیس ہاتھی لنگے اور سوارون کے پاؤن اوٹھے سب بھاگے نواب اور
محمود خان اور جتنے افسر تھے سب نے میدان سے ہٹ کر تا کہ چار باغ لیا اور ہراسان ہو کر راجہ مانسنگھ
بہادر کو بلایا جمعیت ۸ یا ۹ ہزار آدمی سے آئے مقابلہ کیا نوبت تلوار پہونچی گورے بھی بہت
مارے گئے ادہر بھی قریب دو ہزار کے جان سے گئے جب قریب غروب آفتاب ہوا اور ظلمت
ابر سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور مینہ بھی نہ تھا فوج انگریزی مین بیوگل قیام فوج ہوا میدان
وسیع مقابل عالم باغ کنوسی جلالپور کربلائے الماس علیخان تک احاطہ فوج کیا اور ہا نظیبان
ہر طرف بکٹ کھڑے ہو گئے خیمہ برپا ہوے رات بھر شبخون سے محفوظ رہے

شام تک ہزارون نجیب سوا جنگی نو ملازم جنگ نادیدہ کربلاے میر خدا بخش سے کنارہ نہر ہوکر
سیدھے اپنے گھر کو چلے کس واسطے ناکہ چار باغ پر توپ لگی تھی اور حکم قطعی تھا جو ادھر سے بھاگ آئے
اوسکو اوڑا دو۔ جناب عالیہ نے راجہ بالسنگھ بہادر کو اس جانفشانی و جان نثاری پر خطاب فرزندی دیا۔
خلعت دوشالہ رومال اور ملبوس خاص اپنا ڈوپٹہ عنایت کیا اونکی بہادری کی بہت تعریفیں کیں
اور فرمایا بعد فتح بہت روپیہ جاگیر و دیگر خوش کرونگی اونھون نے عرض کی کہ مین قدیم نمکخوار اس
سرکار کا ہون مین بھی چاہتا ہون کہ روبروے حضور تصدق ہوجاؤن اور حق نمک سے ادا ہون
اوسیدن شام کو گورون نے دھاوا کرکے عالم باغ لے لیا۔ رات کو فوج بھی وہان رہی یہانکی
فوج جتنی وہان تھی سب بھاگ کر باہر نکل آئی اور یہ وہی عالم باغ ہے جسے فوج پھر نہ لے سکی۔
بہت دنون تک ہاتھ پانون مارے۔

۵ صفر جمعہ ۱۰ بجے جب حاضری کھا چکے فوج طیار ہوئی دو بزن کی ایک پلٹن چار باغ ساکھو
کے جنگل کی طرف سے گیا جسکے ساتھ جنرل اوٹرم صاحب تھے دوسرا سیدھا ناکہ چار باغ کو کہ سو
مونشی پنیٹر ورکھے یہان جنرل حسام الدولہ صراط مستقیم چار باغ بمع رفقاے خاص اور افسران
فوج جنگی سوار و پیدل لیے بیٹھے تھے اور سپاہی کئی دن کے فاقے سے مورچے باندھے ہوے تھے
جتنے پونڈون کے کھیت دونون طرف نہر کے تھے سب صاف کروا دیے تھے ہر سپاہی کا پیٹ بھوک
سے تنگ ہوگیا تھا جب کھیت والون نے بہت سی داد بیداد کی جرنیل بہادر نے بڑی ہمت فرماکر
تین سو روپے اونھین عنایت فرمائے غرض یہ سب اجماع کثیر اوس ناکہ کو ناکہ سوزن سمجھکر بیٹھے تھے
اور جانتے تھے کہ ہم ہزارون سے اوس تنگ کوچے سے کیونکر بسلامت گورے بچ کر نکل جائینگے۔ اسیطرح
امین آباد تک دونون طرف کے کوٹھے مکانات ہمراہ سپاہ اور افسران نامور سے بھرے ہوے تھے
اور مقامات امن سمجھکر بیٹھے رہے تھے کہ جب فوج ادھر سے آئیگی دونون طرف سے مار پڑیگی اور
دو بڑی توپین ناکہ پر پل کی طرف لگائی تھین ایک پر میر نجف علی داروغہ توپخانہ دوسرے پر
مرزا امام علی بیگ صوبہ دار توپخانہ اپنے اسلحہ حرب سے مستعد کھڑے تھے کہ دفعتہ سامنے سے بزن گورونکا
نمود ہوا ادھر سے دونو توپین چلین گورے موافق اپنی قواعد کے سنگین کے ساتھ زمین پر لیٹ گئے
گولے اونپر سے گذر گئے اور بعد فیر کے گورے مثل عقاب جھپٹ پڑتے تیسرے حملے مین مثل باد صرصر

توپون پر آپہونچے گولہ انداز سب بھاگ گئے مگر یہ دونون افسر اپنی تہوری سے نہ ہٹے داد مردانگی دیکر
مارے گئے گورون نے توپون کو کھینچکر نہر مین گرا دیا جنرل بہادر نے جب یہ حال دیکھا تامجان پر سوار ہو
سیدھے دولتسرا کو تشریف لے گئے افسرون نے بھی اپنی راہ لی۔ باقی سب فوج ہر طرف متفرق ہوگئی
گورے پہلے حسب ہدایت راہ سے عیش باغ کی سڑک پر چلے غلام حسین کی مسجد پر نبی بخش خان
سنگے بھائی ہادی خان زمیندار بھلوا موا اپنے جان نثار سر فروشون سے وہان تھے مقابلہ ہوا خوب
تلوار چلی۔ طرفین سے خون ناحق خدا کے گھر مین بہا آخر وہان لڑ بھڑ کر سب مارے گئے ایک نام کرتا
تجمل حسین خان اونکے بھائی زخمی ہو کر بچے اس معرکے مین پانسو ادہر کے مارے گئے سو ادہر کے سب
شہر مین تلاطم ہو گیا بازار مین دوکانین بند ہو گئین رعایا نے اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے پھر
گورے گھبرا کر عیش باغ سے سڑک امین آباد پر آئے تیلیون کو مار تلنگون نے دونون طرف سے
گولیان مارین مگر وہ چپکے ٹولی باندھے چلے جاتے تھے اتفاقاً ادہر سے ممو خان گھوڑے پر سوار
ننگی تلوار ہاتھ مین کھینچے پیچھے کئی سو سوار کمک کو آتے تھے ہر چند فوج گورو کا سامنے توپ بھی لگائی
بہت سا دہکایا گالیان بھی دین ایک نے نہ سنا سبکے پانون اوٹھ گئے گورون نے جب بھیڑ سوارونکی
دیکھی گھبرا کر توپخانے کی طرف چلے ممو خان نے اونکا پیچھا کیا اکثر گورے ہاتھیون پر تھے
گولیان مارتے جاتے تھے جب گورے برف خانے کے پل کے قریب دوراہے حسین گنج پر پہونچے
جنرل اوٹرم صاحب دوسری برن سے بہمراہی پورن داروغہ ساکھو کے جنگل سے چلے آتے تھے وہان
دونون برن نے ملکر قیدہ ماری بازار کی راہ لی برف خانے کو آگ لگا دی راہ مین جو سامنے آیا شکار
کیا رعایا نے چھپ کر اپنے کوٹھون سے ڈھیلے پتھر مارے گورون نے مسجد فدا حسین کپتان مین پہونچکر
کھانا کھایا تھوڑے سے توشخانہ سلطانی مین گئے جتنے شیر جانور وغیرہ تھے سبکو مار ڈالا نبی بخش
داروغہ کو گولی ماری ایک مادہ شیر نے گورے کو زخمی کیا بھاگی چلی گئی فوج باغی کے سوارون نے
اپنے گھوڑے چھوڑ دیے میگزین خزانہ سب وہین رہ گیا گورون نے آگ لگا دی پھر چوپڑ کے اصطبل مین
آئے جتنی چھاؤنی تھی سبکو جلا دیا بہت سے سوار تلنگے گھبرا کر دریا مین ڈوبے ایک کشتی عبور پر اسی
کثرت سے چڑھی کہ اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبی۔

راجہ مانسنگہ بہادر نے ہرکارے سے سنکر ساکھو کے جنگل کی راہ لی تھی اس خیال سے کہ اکیلے لڑنے مین

بڑا نام و نمود ہوتی ہے جب راہ مین مقابلہ ہوا خوب لڑے پچاس گورے حضرت گنج کے
پورب کے پھاٹک سے آئے نواب ملکہ عہد کے خاص برداروں نے داراب علیخان نواب
ناظر کے حکم سے دونون طرف کوٹھون پر چڑھ کر خوب مینہ گولیون کا برسایا پچھم کا پھاٹک بہت
استحکام سے بند کر دیا تھا گورے وہانسے اولٹے پھرے خوب مار پڑی پھر حضرت جنت مکان کے
امامباڑے مین آئے سمجھے کہ بڑا پھاٹک یہی در شاہی ہے ایک توپ بھی پھاٹک پر تھی گولہ انداز
بھاگ گئے تھے مفتاح الدولہ نے اپنی اردلیون کو حکم کیا توپ پر کیل لگا دو مٹی گھسیٹ لاؤ
جب گورے مقبرے مین آئے ایک شخص نے کہا یہ قبرستان ہے مردے گڑے ہین قصر سلطانی
آگے ہے گورے وہان سے باہر نکلے کچھ اوس توپ کا خیال نہ کیا اوٹرم صاحب نے فرمایا کہ ہم آج
بیلی گارد مین جا کر کھانا کھائینگے کئی ساعت تک موتی محل مین ٹھہرے پھر دھاوا کیا کچھ گورے
چتر منزل مین آئے ایک پلٹن نجیب وہان بھی تھی بھاگی کچھ سپاہی دریا مین ڈوبے کچھ ہر جگہ
چھپ رہے یہان بھی قریب دو سو کے مارے گئے۔
بارگاہ سلطانی سے گورے پڑے رہے تھے جنگی سب بھاگے مگر بشیر الدولہ کے دروازے پر ایک ڈوبار یکا
لڑکا خدا بخش نام اور ایک سپاہی نوملازم توپ کو کھینچکر اور ایک خلاصی سے ملکر توپ مارتے رہے
کی جب چینی بازار سے آتے تھے اوسطرف مارتے تھے جو چوپڑ کے اصطبل سے آتا تھا اوسے نشانہ
کرتے تھے یہانتک کہ اب مارے کہ گورون کو آنے نہ دیا پھر گورون نے پشت سے آکر توپ کو لیلیا
در دولت پر دو توپین تھین اونکے پیالون مین کیلین ٹھونک دین اور وہ لڑکا بھاگ کر چلا گیا
پانسو تلنگیون نے بڑی جراءت سے مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے ایک صاحب قریب در دولت
مارا گیا غرض ہر طرف ہر مکان شاہی مین ہنگامہ کارزار گرم تھا سب گورے رمنہ شاہی سے
مکانات شاہی مین پھیل گئے یہ ۲۵ - ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء تھی کہ جنرل اوٹرم اور جنرل ہوی لاک بہادر
داخل بیلی گارد ہوے محصورین گورات کو گورنمنٹ سے آمد داخلہ معلوم ہو چکی تھی اوسوقت سب کا
مارے خوشی کے عجب حال تھا کوئی شکر خدا بجا لاتا تھا کوئی آپسمین مصافحہ گورے جابجا ناچتے تھے
باجے بجاتے تھے۔
مفتاح الدولہ کہتے ہین کہ مین بروقت داخلہ فوج انگریزی مقبرہ جنت آرامگاہ کے کوٹھے پر

چھپکر تماشاے قدرت خدا کر رہا تھا تقریباً تین سو گورے دو توپین آگے تھین افسر گھوڑون پر وردی کالی کرتے ایک سرخ کرتی پہنے سب آگے سنگین باندھے دونون طرف بیگارہی شاگرد پیشہ وغیرہ رسن بستہ ایکدوسرے سے ملے ہوے قدم بقدم کس اطمینان سے چلے آتے ہین۔ پیچھے کرانچیان سیکڑین ڈولیان مجروحین کے واسطے تھین اور جلو خانے کے کوٹھے سے دونون طرف سے مینہ گولیون کا برس رہا تھا مگر گورے صاحب سر جھکالے بندوق ہاتھ مین لیے چلے جاتے تھے جب مقابل در دولت پر پہونچے ۳۰ گورے مارے دیوار جلو خانہ بھٹنگی اوسوقت سبکو یقین داخلہ قیصر باغ ہوگیا ارکان دولت جناب عالیہ کو سمجھا کر محلسراے جو لکھی مین لے گئے کہ مقام امن ہے۔

خلاصہ احوال روز جمعہ تا زوال روز سہ شنبہ جو گذرا قابل بیان نہین اگر جنرل اوٹرم جسطرح بیلی گارد کو جاتے تھے بعد ان تین گولون کے قیصر باغ مین چلے آتے اوسیدن میدان خالی اور فتح کر چکے تھے مگر معلوم نہین کیا وجہ تھی اور کس جہت سے یہ خیال نہ گذرا خلاصہ قیصر باغ مین سواے ۱۰۰ آدمی اور سپاہی کے دوسرا نتھا صاحبات محل سر و پا برہنہ باہر نکل پڑے ہر چند جناب عالیہ نے منع کیا کسینے نمانا اور رستا پردہ کہان رہا تھا پھر جناب عالیہ نے صاحب علی خزانچی سے فرمایا کہ بر جیس قدر کو سوار کرکے موٹے کپڑے پہنا کر اپنے گاون اجریہ مین لیجاؤ نواب نے منع کیا کہ ابھی مناسب نہین ہے سب بیدل ہو جائینگے جناب عالیہ سر کھولے دعا مانگ رہی تھین کہ خداوندا ہم بیگناہ ہین تو خوب جانتا ہے تو ہی ہمین اس آفت سے بچائیگا صاحبات محل کوئی اپنے داروغہ سے سواری منگارہی تھی کہ ہم بھاگ کر کہین چلے جائین اونسے کہا سواری کا کسے ہوش ہے اور کہار کہان ہین کوئی کہتی تھی سر و پا برہنہ شہر کے باہر نکل چلو کوئی غش مین پڑی تھی کوئی سکتے سے حیران تھی انمین سے بعض پہلے سے نکل کر کوسی گانون مین جا رہی تھین غرض ہر طرف سے آہ و فریاد و بکا کی دہوم مچی تھی مموخان کو گالیان کوستے دیتی تھین کہ خدا اسے غارت کرے اسنے ہم سبکو تباہ اور قتل کروا یا کوئی دل کھولکر جناب عالیہ کو طعن و تشنیع کر رہی تھی کوئی آپسمین گلے ملکر رو رہی تھی جناب عالیہ نے مضطر ہوکر محبوب خواجہ سرا کو حکم دیا کہ سب بیگمات بھاگی جاتی ہین اونکو تلاش کرو اور باقی جو رہ گئی ہون وہ ہرگز باہر نجانے پائین جب ہم بھاگینگے ہمارے

ساتھہ چلین اور اس امر مین سب حیران تھے کہ اسدن گورے قیصر باغ مین تا ئین جہان مین این
سب طرح سے خالی ہوا اور اوسدن چلیے آوین جہان ٹہرارہن ہون چنانچہ اوسدن تماغلیخان وغیرہ
سے تلوار چلی ہے ظاہر ہے مفتاح الدولہ کہتے ہین جب ہمنے دیکھا کہ قیصر باغ بالکل خالی ہے۔
اوسوقت نانا پور کے راؤ کو بلوا بھیجا اوسکی سپاہ کے جابجا پہرے کر دیے۔
دوسری صبح کو تین توپین جو چینی بازار کے پھاٹک پر تھین گولہ انداز سب بھاگ گئے تھے مگر
ایک لڑکا جوان سیدزادہ فقط اپنی تہوڑی سے توپ کے تخت کے نیچے چھپکر رہ گیا تھا اور توپ مین
چھڑہ دیا ہوا تھا جب گورے سامنے آئے نواب بھی کمال دلیری سے مع اپنے جان نثاران خاص
کوٹھے سے اوترکر اون توپون پر آکر کھڑے ہوے تھے اوس لڑکے نے تینون کو داغا برابر سے چلین۔
دفعتہ چھرے سے کئی گورے گرے سکسن لوٹا اولٹے موتی محل کو پھر گئے اوسوقت ایک ہلکی سی گولی
نواب کے بازو پر لگی۔ نواب نے دوشالہ رومال اوس سید کو دیا اور آپ مینس مین سوار ہو دولتسرا
پہونچے۔ یہ امر گاہ باشد کہ کودکے نادان مین حساب کیا جاتا ہے۔
جنرل اوٹرم صاحب نے گومندسے سے فرمایا کہ ہمین نیا راستہ بیلی گارد کا بتادو وہ ناواقف تھا
شیر دروازے سے ہوکر لیچلا اور زخمیون کو منشی راندیال کے مکان مین چھوڑا جنرل آگے آگے
گھوڑے پر سوار پیچھے گورے سکسن باندھے چینی بازار سے منگل سین کی کوٹھی کے نیچے ہوکر چلے۔
عجب کام دلیرانہ و مردانہ کیا کہ باوجود راہ تنگ دونون طرف سے گولی برس رہی تھی کسی جانب
مڑکے سیدھے بخط مستقیم چلے گئے۔ فی الحقیقت بہادری و جوانمردی میر مبدا انون کی ہی ہوتی ہے
جب قریب مکان عظیم اللہ خان پہونچے کپتان بارلو کی پلٹن کا مقابلہ ہوا اور وہان مورچہ تھا
خوب لڑائی ہوئی دو سو تلنگے پچاس گورے مارے گئے جب جنرل بہادر بیلی گارد کے پھاٹک پر پہونچے
بہ آواز بلند پکارے خبردار گولی نمارنا ہم اوٹرم ہے آپہونچا یہ سنکر گورون نے جھٹ پٹ کس سرعت
سے مٹی ہٹا کر ایک پٹ کھولا جنرل بہادر داخل بیلی گارد بکس شان وشوکت سے ہوے اوسوقت
محصورین کی خوشی کیا بیان ہو تازہ جان سب مین آئی باجے بجنے لگے شادیانون کے سبھون نے
باتفاق کھانا کھایا اور حیرت یہ ہے کہ کسی صاحب کے گولی نہ لگی چنانچہ محصورین کہتے تھے کہ جس دن
جنرل لارنس صاحب مارے گئے عجب طرح کا سناٹا تھا گویا سارا احاطہ ماتم سرا ہو گیا تھا اوسکی یاس

اور افسردگی ہوگئی تھی اوسکے عوض روز داخلہ جنرل بہادر کو باصبح نوروز اور روز عید اور سبکے
دلون مین طاقت اور ایک ولولہ پیدا ہوگیا تھا

اوسیدن مورچہ جو ظفر الدولہ کے مکان کی طرف اور کوٹھی کارنگی صاحب مین تھا بیلی گارد سے
دبا دابوا اوٹھہ گیا چھتر منزل مین عمل ہوگیا صبح کو جو برزن اوٹرم صاحب کے ساتھ سے موتی محل
مین رہ گیا تھا اوس سے گولی چلنے لگی ۹ بجے نواب شرف الدولہ در دولت پر ایک جانب
اوتر کر کھڑے ہوے توپ منگوائی اودھر گورون نے توپ لگائی طرفین سے گولہ چلنے لگا ایک بم
کا گولہ توپ پر گرا گولہ انداز زخمی ہوے باقی بھاگ گئے نواب از راہ بہادری آگے بڑھے۔ گورے
دوپہر کے ہونے سے ٹھہر گئے نواب کے زخمی ہونے سے فوج کو بہت ہراس ہوا قیصر باغ کے لوگ
مارے دہشت کے جن مارے مرگئے دن بھر یہ لڑائی رہی اودھر مرزا والی کوٹھی سے گورے مارتے
تھے دروازے کی توپ ایک ہوٹ انگریزی ٹوٹ گیا قریب اصطبل شاہی میدان مین رہ گیا
ایک توپ قریب موتی محل کے ٹوٹ گئی ہوٹ کو تلنگے صوبہ سنگھ کے اوٹھا لائے نجیب دوسری
توپ کے لانے کی فکر مین تھے جب جھپٹ کر قریب توپ کے جاتے تھے گورے گولی مارتے تھے
کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی عجب تماشا ہو رہا تھا اسیطرح رات بھی گذری جسدن جنرل اوٹرم صاحب
دو لاکھ فوج جنگی نظامت تعلقدار زمینداران راجہ کے بیچ مین سے داخل بیلی گارد ہوے تخمیناً
دس ہزار بدمعاش دریا مین ڈوب کر مر گیا بیس ہزار سوار و پیدل رعایا شہر سے بھاگ کر
دس کوس جا کر دم لیا اور سبکو یہی خوف تھا کہ فوج انگریزی ہمارا پیچھا کرتی چلی آتی ہے۔

فوج انگریزی مجموع مکانات شاہی مین مثل سیل پھیل گئے مثل مرزا والی کوٹھی موتی محل
نصرت باغ چھتر منزل فرح بخش بارہ امام امام باڑہ نواب قدسیہ محل کمرہ سرباہ جنابعالیہ کوٹھی
منگل میں امام باڑہ مظفر الدولہ میر حسن علیخان کوٹھی عظیم اللہ خان اصطبل تختہ آہنی اور مکانات جو
ملے ہوے تھے جب گورے چینی بازار سے پھرے ایک سپاہی نجیب نو ملازم نے جرادت کرکے ایک صاحب
کو برابر سے تلوار لگائی گھوڑے سے گر پڑا سر اوسکا کاٹ کر علی محمد خان کے پاس ہدیۃً لایا ۲۰ اشرفی
انعام دیا لیکن انصاحب نے اپنا حق سمجھکر لیا جب روبکاری ہوئی سپاہی نے داد و بیداد کی
انصاف یہ ہوا کہ یہ ان کی تنخواہ سے کاٹ کر اسے دیدینا۔

اقبال

# گرفتاری صاحبزادہ ہائے جنرل مرزا اسکندر حشمت

گورے جب جنرل مرزا اسکندر حشمت کی ڈیوڑھی پر آئے سپاہیون نے پہلے پھاٹک بند کر لیا تھا جب جلوخانے مین آئے طرفین سے گولی چلنے لگی صاحب میر داروغہ خواجہ سرائے حبشی محمد مرتضی خان حکمت الدولہ کا بیٹا میر صفدر علی میر نواب مخدوم بخش تمندار وغیرہ یہ سب ملازم و رفیق جنرل صاحب مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوئے مگر ۳۲ آدمی دریا کے کنارے کی کوٹھری مین چھپ رہے تھے جان سے بچے تین دن تک بے آب و طعام رہے جب باہر نکلے دریا مین کود پڑے گولیان ہر طرف سے پڑنے لگین یہ تیر کر اوس پار ہوئے ایک گولی نہ لگی سپاہیون کے مورچے پر دھرے گئے در دولت پر آئے بعد تحقیقات چھٹ گئے باقی سپاہی بھاگ کر دریا مین گرے گورے داخل محلسرا ہوئے دونون شاہزادے اور صاحبزادی اور حسینیہ جاننشین لاڈو خانم داروغہ محل اور خواص یہ سب ۴۲ تھین کیسکو جان سے نمارا جنرل اوٹرم صاحب کے سامنے لے گئے اونھون نے شاہزادون کی بہت تشفی دلجوئی فرما کر ویر صاحب کے سپرد کیا اونھون نے کارنیگی صاحب کے حوالے کیا اونھون نے میجر گبنس صاحب کے خانساماں کے گھر مین بعنیر پہرہ رکھا اب سرکار عالی کی ہمت مردانہ اور رحم رعایا پروری کو دیکھا چاہیے اور حفظ خاندان رئیس و عدل و انصاف کو بخلاف سلوک فوج باغی اور اہلکاران جدید سرکار جیسی۔

غرض یا موت علیخان نواب ناظر روتے ہوئے جنابعالیہ کے پاس آئے عرض حال کیا جنابعالیہ نے میر واجد علی سے ارشاد کیا کہ راجہ مانسنگہ سے جا کر کہو اسکی کچھہ تدبیر کرین داروغہ نے کہا کہ ابھی راجہ نے شیر دروازے پر دھاوا کیا تھا اونکے سو آدمی مارے گئے بڑی جرات و بہادری کر چکے ہین اب بہت خستہ و پریشان ہو رہے ہین اسوقت کیونکر جاوینگے اور کیا تدبیر کر سکتے ہین فرمایا تم حکم پہونچا دو جب راجہ سے کہا جواب دیا مجھسے کیا ہو سکتا ہے نہین معلوم اونھین قید کیا یا مار ڈالا اب کسکی مجال ہے جو وہان سے لاوے۔

جب عورات کے سمجھانے سے شہزادون نے کھانا نہ کھایا آخر لاڈو خانم اور دو مہری باجازت با کھانا لینے کو نکلین مورچون سے بچکر جنابعالیہ کے پاس آئین مفصل سرگذشت بیان کی کسینے سنا

درویش را۔ میر واجد علی نے کہا ایسی باتون سے یہ اور سر چڑھے گا بکتا ہے بکنے دو پھر مہاراجہ نانگ
اور ہر پلٹن کے کپتان سے مشورہ کیا بعض نے کہا جو وہ کہے کر دو ولی ہے بعض نے کہا اوسکی اصل
کیا ہے اوسے ہمنے بنایا ہے رام نے چاہا تو کل ہم دھاوا کرینگے چتر منزل بیلی گارد کو خالی کروالین گے
ایسی باتون سے نڈر وغرض ایلاغ حکم دھاوے کا جاری ہوا کہ ایک طرف گورا دوسری جانب
سوار تیسری جانب تلنگے چوتھی طرف شہدے ہون چنانچہ اوسوقت حکمنامے اس مضمون کے جاری
ہوسے کہ صبح کو طیاری دھاوے کی ہو افسر اپنے بستر پر چلے گئے۔

دو گھڑی رات رہے افسر مع اپنے ہمراہی مورچون پر گئے چارون طرف جھوٹ دھاوے کا عمل کر دیا
کہ چتر منزل بیلی گارد کو گھیر لیا ہے مگر جب اودھر سے مار پڑنے لگی منہ پھیر گیا کچھ گورے جنابعالیہ کے کمرے
سر راہ سے خاص بازار کی جانب گولیان مارتے تھے اور سفر مینا کے سپاہیون نے رات بھر کے عرصے
مین اوسکے نیچے سرنگ طیار کی تھی باروت اوسمین رکھ چکے تھے دفعتہً سرنگ کو آگ دی مع کمرے
گورے اوڑ گئے ایک ہتنی کمرے کی سید میر کمیدان کے لگی مرگئے افسرون مین اپنا نام کر گئے محمد سعید خان
ملازم برجیس قدر مارے گئے اور بہت سے آدمی کام آئے گورے بھاگے تلنگون نے پیچھا کیا دو گورون
نے بندوق ماری نامرد باغیون نے پیٹے گولی کھائے اپنا حال غیر کیا مورچے چھوڑ کر بھاگے گورون
نے اوسی راہ سرنگ پر اپنا مورچہ قائم کیا۔

جب لال بارہ دری کی طرف نجیبون نے دھاوا کیا لال جی محمد امین کمیدان خیر آبادی
نے افسرون مین بڑا کام کیا کہ راہ کی مصیبت جھیل کر بارہ دری لیلی پہلے گورے بھاگے پھر دھاوا
کیا لال جی ایسا بہادر مارا گیا اوسکی نعش نہ اوٹھانے پائے ہمراہی بھاگ گئے اونکے عزیز نے نعش
اوٹھانے کا ارادہ کیا وہ بھی کام آیا۔ کمیدان کی جورو پانسو روپیے نعش اوٹھانے پر دیتی رہی
ایک کی جراوت نپڑی۔ گورون نے پہلے بارہ دری لی نجیب بھاگے دھاوا ہنسی کیا کچھ سپاہی
توپخانے کی آڑ پکڑ کر رہ گئے تھے بہت سے مارے گئے اوسدن بھی بڑا کھیت ہوا گورے تقریباً ۵۰
تلنگے نجیب پانسو مارے گئے افسر جلیل القدر بھی کام آئے دھاوا پھر آیا۔

الغرض اسی صورت سے ہر روز گویا گھر مین لڑائی ہوا کرتی تھی تیسرے دن بہت سے لوگ فوج
انگریزی سے بھاگ آئے تلنگے اونھین گوئندہ کہکر پکڑ لائے جب اونسے پوچھا کہنے لگے عالم باغ مین

اب رسد نہین ہی اسواسطے ہم بھاگ کر نکل آئے ایک اونمین گوئندہ بھی پکڑا گیا ایک چٹھی
انگریزی جوف پر کے قلم مین اانکھہ سے بند اوسکے پاس تھی عالم باغ لیے جاتا تھا ایک شخص
نے اوسے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ہمنے پہلے راستہ سامنے بیلی گارد کے پل پر ہوکر آنے کا لیا مگر بدمعاشونکا
بہت مجمع تھا دونون طرف سے مارتے تھے اوسوقت ہمنے دہنی طرف کی راہ گوئندیکے ساتھہ
لی حضرت گنج سے داخل موتی محل ہوے وہانسے جب بیلی گارد کو چلے راہ مین بڑی لڑائی ہوئی
ایک بڑا جرنل کہی صاحب بہت سے گورے مارے گئے سب مجموع پانسو کام آئے جنرل اوٹرم
زخمی ہوے اونکے بازو مین گولی لگی ہڈی بچ گئی وہ چٹھی ممو خان نے میر واجد علی کو دی اور
چوبدار کو حکم دیا کہ اس گوئندے کی ناک کٹوا کالا منہ کرکے گدہے پر سوار کر تشہیر کرو چوبدار اپنے
قاسم خان کو ابلاغ حکم کیا وہ افسر کوتوالی تھا عمل مین لایا ولایت حسین منشی جنرل اوٹرم کا
عالم باغ سے رسد لینے کو نکلا تھا پاسی پکڑ لائے انکی بھی ایک پلٹن بھرتی ہو چکی تھی ممو خان نے
اونسے احوال پوچھا کہا ۴ ہزار گورے جنرل اوٹرم الہ آباد سے لائے مین بھی واسطے پیٹ کے
چلا آیا ممو خان نے کہا یہ اصل گوئندہ ہے کل پانسو گورہ تھا یہ فقط ہمارے ڈرانے کو زیادہ کہتا ہے
اسکا کالا منہ کرکے گدہے پر سوار تشہیر کرو میر واجد علی داروغہ نے کہا انکا اظہار مین لیلون پھر لکھو
اختیار ہے داروغہ نے اونکی شکل شرافت پہچانکر اونسے کہا اتنے گورے نہ بتاؤ ورنہ حیرانی
مین پڑوگے اونھون نے کہا مجھے کیا معلوم تھا مین پانسو سے بھی کم بتاتا مگر سچ یہ ہے کہ فوج
انگریزی پیچھے سے اور آتی ہے اور یہان مشہور یہ ہوا ہے کہ جنرل اوٹرم مارے گئے غلط ہے وہ مع
فوج داخل بیلی گارد ہوے میر واجد علی نے موافق مرضی ممو خان بعلت گورون کی جنرل بہادر
کا مارا جانا لکھواکر انھین تشہیر سے بچایا۔

## جنرل حسام الدولہ طلب نواب معین الدولہ اور جرنیلی مظفر علیخان

جب جنرل حسام الدولہ معرکہ عالم باغ سے چلے آئے افسران فوج نے جناب عالیہ سے اونکی شکایت
کی حضرت محل نے آزردہ ہوکر بہت کلمات سخت فرمائے وہ سنکر اپنے گھر بیٹھ رہے دربار مین نآئے
جناب عالیہ نے نواب معین الدولہ میر عنایت علی ماموے حضرت جنت مکان کو طلب فرمایا وہ بھی

کبھی بخوف جان و مال دربار مین آیا کرتے تھے ممو خان نے عہدہ جرنیلی کو اونسے کہا اونھون نے
انکار کیا جواب دیا معلوم ہوا تم بدخواہ سرکار ہو کیون رعیت کے ساتھ اپنے گھر بیٹھے رہے مرزا جعفر بیگ قدر
کو نذر دینے کبھی نہ آئے اونھون نے کہا مین الہ آباد سے آتا ہی تھا ہنوز نذر کی طلب نہ آیا جب طلب
کیا حاضر ہوا ممو خان نے کہا سرکار نے تمھارے واسطے پہلے داروغگی توپخانہ تجویز کی تمنے انکار کیا
کہ میرے لائق یہ عہدہ نہین ہے اب سرکار نے جرنیلی تجویز کی ہے اس سے زیادہ کونسا عہدہ بالاتر
ہے کیون انکار کرتے ہو خلعت لو اونھون نے کہا مجھے احتیاج خلعت نہین اور نہ تنخواہ کی ضرورت
ہے بہرحال اوسیوقت عہدہ جرنیلی حسام الدولہ سے طلب ہو کر انکے سپرد ہوئی مجبوری و بخوف کام
کرنے لگے کہ اسی حیلے سے جان و مال بچے اور مثل فوج نجیب شاگرد پیشہ جو آتی تھی گنگا پرشاد
متصدی حسام الدولہ دکھاتا تھا یہ دستخط مثل کر دیا کرتے تھے کبھی کبھی حاضر حضور جناب عالیہ
بھی ہوتے تھے مگر کچہری مین ہر روز جاتے تھے نواب شرف الدولہ سے انسے خلاف سلطنت سابقہ
چلا آتا تھا کبھی صفائی سے بناؤ نہ بنا صورت نفاق باطنی چلی گئی آخر شرف الدولہ نے تنگ ہو کر
جناب عالیہ سے عرض کی کہ کار جرنیلی بہت ابتر ہے اسکی تدبیر مناسب ہو تو بہتر ہے فرمایا جو مستعد
اور صاحب لیاقت لائق جرنیلی ہو اوسے مقرر کرو معین الدولہ اوسکی نیابت مین کام کرینگے
نواب نے مرزائی بیگم مقرب خاص کو محل مین گانٹھ کر مظفر علیخان اپنے بھانجے کو ۱۲ پارچہ کا
خلعت جرنیلی دلوایا وہ کاروبار کرنے لگے معین الدولہ کبھی اونکی کچہری نہ گئے ہر چند جناب عالیہ
نے سمجھایا تھا عرض کیا مجھکو تمنا اور احتیاج روزگار کی نہین ضعیف ہو گیا ہون کبھی کبھی فقط
سلام کو حاضر ہونے کا امیدوار ہون اسیوجہ سے وہ اپنے بیٹون اور کسی رفیق یا امیدوار وغیرہ
سے کسیکو دربار مین نہ لے گئے اور نہ ایک کوڑی تنخواہ کی لی اسواسطے انجام سب کا خوب سمجھے
ہوئے تھے - فی الحقیقت عجب حالت ضیق مین تھے کچھ نہ بن پڑتا تھا -

ایکدن جنرل منصوب وقت صبح بودعلی شاہ کے تکیے پر کنار شہر گئے اوس فوج کے دیکھنے کو
جو دلی سے بھاگ کر آئی تھی فوج مین سلامی توپ کی ہوئی کربلاے میر خدا بخش اور امام علیخان
مین جتنی فوج مقابلہ عالم باغ پڑی ہوئی تھی سمجھی کہ گورے اس ناکے سے شہر مین داخل ہوے
سب کے سب بھاگنے پر مستعد ہوے جب مفصل ہرکارون سے سنا جان مین جان آئی -

غرض جب اس سلامی کا پرچہ سرکار مین آیا پچاس روپیہ جرمانہ پنچایت والون سے وا اشرفی جرنل سے تعلیماً لین پھر کورٹ مین چار جنرل تجویز ہوے کہ وہ کمانڈر انچیف کے کام سٹنٹ سوار پیدل توپخانے مین رہین چنانچہ بنام نواب جرار الدولہ دلیر الدولہ معین الدولہ وغیرہ تقرر ہوگیا مگر اجراے احکام ایک سے ہوا نام رہتا ہے۔

معرکہ عالم باغ سے تمام شہر مین راجہ مانسنگہ بہادر کی لڑائی کی بڑی شہرت ہوگئی اکثر تعلقدار کہتے تھے ہمارے سپاہی بہت مارے گئے گیا نام ایسا ہم مین سے ہوا راجہ فقط ایک مورچہ عالم باغ پر گئے نام اوسکا مشہور ہوا سرکار سے خطاب فرزندی بھی ملا ایسے ہر تعلقدار نے دیا ہے نام و نمود کا ہوا کوئی تنہا ہو کر ہ لڑا جس سے نام ہوتا۔

## پہونچنا کمانڈر انچیف کا کانپور سے عالم باغ مین تغیر و سوانحات

٩۔ نومبر کو سر کالن جی سی بی کمانڈر انچیف کانپور سے گنگا کے اس پار اونسے منزل آگے بڑھی مین ٧۔ کوس لکھنؤ سے خیمہ کیا اونکے ساتھ فوج اس تفصیل سے تھی۔

٨۔ توپین کپتان میل بر گیڈیر جیس مارٹن۔

١٠۔ ا سپی۔ ٢۔ میدانی بھاری توپخانہ شاہی۔

٩۔ رسالہ گوروں کا۔ ٨ ٥٣ ٧٥ ٩٣ رجمنٹ پیدل۔

٢۔ رجمنٹ تلنگہ پنجابی۔ سائی پر زمنیرس تھوڑی یہ سب ٢٧٠٠ پیدل اور ۰۰ سوار پنجابی ہندوستانی۔

١٣۔ نومبر روز شنبہ ١٨٥٧ء مطابق ٢٥۔ ربیع الاول ١٢٧٤ ہجری داخل عالم باغ ہوئے کئی ہزار اونٹ کرانچی چھکڑے۔ کئی سو ہاتھی ساتھ تھے اثناے راہ شمشیر گنج۔ نواب گنج۔ بنی بنتی با چپا تھانے بٹھاتے آئے اور تار برقیہ بھی بہ احتیاط درست کر دیا راہ مین جتنے گانون قریب سڑک تھے خوف سے وہانکی رعایا بھاگ گئی تھی۔

جب خبر آمد کمانڈر انچیف بہادر آئی کہ اس کثرت سے فوج ظفر موج اور سامان سگزین وغیرہ قریب لاکھ آدمی کی جمعیت سے چلے آتے ہین فوج کو حکم ہوا آگے بڑھ کر روکے ادہر ٹہرنے نپاوے

یہ سنتے ہی راجہ مادہو سنگہ بہادر تعلقدار گڈہ امیٹھی دو ہزار سپاہی اپنے لیکر بطور دہاوے کے جا پہونچے اور فوج باغیہ ابھی کوچ نہ کرنے پائی تھی کہ بنی اور فیروزگنج کے میدان مین لال مادہو سنگہ سے لڑائی شروع ہوگئی سرکار مین خبر آئی کہ لال مادہو سنگہ نے دو برن گورونکے کاٹ لیے بڑی بہادری کی ایک برن رہ گیا ہے وہ پیچھے ہٹ گیا ہے وہ بھی مار لیا جاتا ہے کوئی امر اس کا نہین ہے۔

الغرض یہ خبر سنتے ہی بہت تحسین و آفرین کی اندر باہر دہوم مچی اور دراصل وہان یہ حال گذرا کہ کسی گاؤن مین آڑ پاکر راجہ کے لوگون نے لڑنا شروع کیا تھا گورون نے چار طرف سے گھیر لیا راجہ مادہو سنگہ جماعت قلیل سے راہ بجنور سے بھاگ کر چلے گئے بعض کہتے تھے یہ غلط ہے وہ لڑ رہے ہین بعض کہتے تھے وہ غیرت سے مر گئے پھر خبر آئی کہ ۵۰ آدمیون سے اپنے گھر گئے ہین اگر سرکار سے کمک نہ جائیگی کسیطرح زندہ نہ آسکے گا یہ خبر سنتے ہی راجہ مانسنگہ بہادر نے ازراہ دوستی ہرکارے خبر کو بھیجے اثناے راہ مین دیکھا کہ راجہ دو تین آدمی سے چلا آتا ہے وہ لوگ راجہ مانسنگہ کے مکان پر لے آئے مادہو سنگہ نے قسم کھائی کہ جبتک مین گورونکو نہ مارلونگا کھانا نہ کھاؤنگا نہ پانی پیونگا۔

آخر سبھون نے سمجھایا کہ اگر کھانا نہ کھاؤ دو دن بھی تو جب طاقت نہوگی تلوار کسکے زور و قوت سے لگاؤگے غرض اسی حالت سے دو دن تک کچھ نہ کھایا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایسی مار پڑی تھی جسکے رعب اور خوف سے حواس درست نہ تھے اوپر کے دل سے کہتے تھے کہ پھر لڑنے کو جاؤنگا سب گورون کو مار لونگا مگر بعد اسکے پھر جنبش بھی نکی سچ تو یہ ہے کہ جو تعلقدار زمیندار پہلے آیا خوب لڑا دوبارہ لڑنے سے جی چرایا معلوم ہوا کہ گورے عالم باغ سے اور آگے کو بڑھ پہونچے توپین چھین لین کچھ ہانک لے گئے داخل شہر اور کمانڈر انچیف عالم باغ مین داخل ہوے —

تھوڑے سے گورون نے جاکر قلعہ جلال آباد مین دخل کیا وہان پلٹن نجیب سمہ بندی تھی اپنی جان بچا کر نکل گئی گورون نے کئی دن تک قلعہ مین دہس باندہنے کی طیاری کی پھر معلوم نہین کس سبب سے موقوف رہی۔

ہر روز ممو خان کو خبر پہونچتی تھی کہ آج گورے دو سو کل تین سو داخل عالم باغ ہوتے جاتے ہین اس خبر پر نواب ممو خان نے اشتہار جاری کیا کہ جو سر انگریز کا لاوے سو روپیے انعام پائیگا

اور گورون کے سر کا پچاس اور حکم دیا کہ جتنے پل پختہ نہر پر ہین سب گرا دیے جائین اور نہر پر بانٹہ باندہا اور رلپٹن نجیب و تلنگہ کو حکم دیا کہ گرد باغات عالم باغ مین اپنا پڑاؤ کرکے مورچہ قائم کرو۔

## محاربہ دوبارہ عالم باغ فوج کا جانا فوج انگریزی کا محمد باغ و دلکشا سے آنا

۱۵- ربیع الثانی روز یکشنبہ سنہ الیہ کئی رسالے جنگی پلٹن تلنگہ و نجیب نظامت ملازم قدیم و جدید کلکٹر راجہ جے لال سنگہ کے آئے کربلاے میر خدا بخش الماس علیخان باغ داروغہ عاشق علیخان باغ خاص محل مصلح السلطان اور جو باغ قریب تھے اور مرزا احمد علیخان کے باغ مین جو پار کے گاؤن مین ہے اور کنار شہر پشتہ باندہ رند کشی کی اور جا بجا توپین لگائین۔

۱۶- روز دوشنبہ صبح کو فوج باغی طیار ہوکر کنوہی جلال پور کے میدان مین مقابل عالم باغ جا کر کھڑی ہوئی تھوڑے گورے اودہر سے دو توپ اپنی لیکر نکلے دو ساعت تک دور سے کچھ رد و بدل ہوا کی آخر ناکام پھر آئے ۱۷- سہ شنبہ کو اوسیطرح پھر سامنا کیا۔ فی الجملہ نسبت کل کے اچھے رہے اور گورے بھی حد سے زیادہ نہ بڑھے اب قرینے سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی کو ناکہ کربلا سے داخلہ شہر منظور نہین کسواسطے کہ بیلی گارد تک شہر سے گذرنا مشکل ہو جائیگا۔

۲۰- ربیع الثانی سنہ الیہ مطابق ۹- نومبر ۱۸۵۷ء عیسوی فوج انگریزی عالم باغ سے دلکشا ہوکر بیلی گارد کو رستہ شاہی سے یا شارع عام سے جاے ایک سوار خبر لایا کہ گورے بڑھتے آتے ہین فوج باغی پیچھے ہٹی آتی ہے۔ راجہ مانسنگہ نے تصدیق خبر کو اپنا ہرکارہ بھیجا وہ بھی خبر لایا سچ ہے فوج بھاگتی چلی آتی ہے یہ سنکر راجہ نے بھی اپنا سامان چلے جانے کا کیا اور دولت پر تلاطم ہوگیا مموخان نے ہر چند فوج کو مع افسر روانہ کیا مگر جو گیا خدا کے فضل سے اپنا بھاگ لیکر آیا ایک اور ہرکارہ خبر لایا کہ محمد باغ گورون نے لیا وہانکی فوج سب بھاگ آئی اور جہان انگریزی تلنگے ہین وہ سب کچہ ٹہری توپین بھی لگائین جب گورے انکی طرف بڑھے اونکی صورت دیکھہ کر بھاگے کوئی سامنے نہ ٹھہر سکا یقین ہے دوپہر تک یہان اور شہر مین گورے داخل ہو جائین یہ سنکر مموخان نے مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان کو بلوا کر کہا کمپ نصیر آباد جو دلی سے آیا تمھارے سپرد ہے تم اوسکے افسر ہو پہلے وہ لوگ سات روپیہ کی تنخواہ پر راضی نتھے اب اونسے ۱۲- روپے کا

اقرار کیا ہے چار ہزار واسطے چھیننے کے دیگر جلد روانہ کرو احمد اللہ شاہ سے بھی وہاں وے کو کہلا بھیجا
اونھون نے جواب دیا میرے سپاہی بھی بھوکے ہین دو ہزار اونھین بھی بھیجدو وہ بھی چلے۔
اس عرصے مین گورے میدان دلکشا مین آپہونچے مقابلہ ہوا امجد علیخان نے پانچ آدمیون
سے دہاوا کیا بڑی بہادری کی جب نوبت تلوار و سنگین پہونچی یہ سب مارے گئے احمد اللہ شاہ
اور احمد علی نے بھی دہاوا کیا پیش نگیا اوسوقت تلنگون نے کہا یہان کے کارتوس مین بھوسی
بھری ہے اور بائے گراب کے کرنج بھرے ہین یہ سبب ہے کہ سب اہلکار انگریز سے ملے ہین جو
توپ ہم مارتے ہین او نپر کچھ اثر نہین کرتی اونکی توپ سے ہمارے سب سپاہی مرے جاتے ہین
اوسیوقت در دولت پر آکر داروغہ میر واجد علی کو گھیرا اونھون نے اپنی حکمت عملی سے ٹالا وہ
سپاہی جو دلی سے آئے تھے چپکے چلے گئی پھر مموخان کو گھیرا بھوسی گرابون مین کسنے بھری ہے
بتاؤ اونھون نے میر محمد علی کارندہ کاظم علی داروغہ میگزین کو بتایا محمد علی جو گراب بناتا تھا
اوسکا سامنا کر دیا اوسنے کہا دستور گراب بنانے کا یہ ہے کہ اوسمین بھوسی پڑتی ہے تلنگون نے
کہا یہ سب جھوٹ ہے تم سب انگریز سے ملے ہو ہم تم سب اہلکارون کو مار ڈالینگے غرض پھر جنابعالیہ
کے حضور گئے مموخان کو اپنے ساتھ لیتے گئے اور گالیان دیکر کہا یہ انگریزی پٹھا ہے اور سب اوسکے
کارندے۔ اوسوقت روبرو سے جنابعالیہ و نواب روبکاری ہولی مموخان کو بچایا اور کہا جسپر
تمھارا شبہہ ہو اوسے مار ڈالو تلنگون نے میر محمد علی اور ایک متصدی جو گراب بنواتا تھا مشکین
باندھ سڑک پر لیجا کر مار ڈالا اس امر مین تلنگون کا گمان غلط تہا یہ کارندے اپنی عاقبت اندیشی
سمجھکر کرتے تھے کہ اگر عمل انگریزی ہو جائیگا ہم اسی خیر خواہی کو پیش کرینگے۔
بعد اسکے احمد اللہ شاہ نے اسپر اور رلون مرچین لگا کر تیز کیا کہ یہ گولے اور گراب آر صاحب کے
بنوائے ہین جسمے مع دو صاحب تین میم ایک مس کے ساتھ متولی کے راجہ لونا سنگہ نے بھیجا ہے
مار ڈالو وہ چاہتا ہے ہماری شکست ہو جائے انگریز کی فتح اور اہلکار جبیں قدر و عزت اوسکے
ساز کیا چاہتے ہین اسیواسطے آر صاحب وغیرہ کو جان سے نہین مارا بلکہ راحت و آرام سے رکھا ہے
اپنے بچاؤ کے واسطے۔ چنانچہ تلنگے بگڑ کر صاحبان موصوف کے متلاشی اور دولت پر آئے۔

## مشورہ بچانے اسیران فرنگ کا پھر اونکا قتل ہونا

قبل از داخلہ فوج انگریزی ہمراہ کمانڈر انچیف بہادر دیوان اننت رام وکیل راجہ مانسنگہ اور
داروغہ میر واجد علی مین مشورہ ہوا کہ جب تلنگے بھاگینگے غصہ مین آکر باوجود ضعیف سمجھکر آر صاحب
وغیرہ کو ضرور مارڈالین گے پس کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ قیصر باغ سے انھین نکالدو وجہ
اسکی یہہ تھی کہ جب آر صاحب کی پلٹن متعین علاقہ راجہ بہادر تھی دیوانجی سے کمال خصوصیت
دوستی ہوگئی تھی اس جہت سے ازراہ حق دوستی اور اپنی شرافت سے ہمہ تن متوجہ اونکی رہائی
کے ہوئے تھے مگر تدبیر تقدیر سے کبھی پیش نہین جاتی غرض یہ دونو ممو خان کے پاس گئے اور
کہا تمکو آر صاحب کا مارڈالنا یا بچانا منظور ہے جواب دیا حتی الوسع بچانا میر واجد علی نے کہا کہ اس
مکان سکونت مین تلنگون نے صاحب کو دیکھہ لیا ہے ایسا نہو کہ زبردستی چھینکر لیجا کر مارڈالین
دوسری جگہہ رکھنا چاہیے ممو خان نے کہا اسمین جو تم مناسب سمجھو اوسوقت داروغہ نے نجیب جو
پہرے پر تھے کہا کہ تمکو ہم سوسو روپیہ دین گے انکو دوسرے مکان مین لیجاو وہ راضی ہوے اور
دیوان اننت رام سے یہ صلاح ٹھہری کہ جب قیصر باغ سے یہ نکل آوین تم گڈھی شاہ گنج مین
انھین بھیجو اور وہانسے الہ آباد کو چنانچہ داروغہ نے مال اندیشی سے اپنے عیال کو پہلے نکالدیا
اور پانسو آدمی راجہ کے قریب امام باڑہ نواب ملکہ زمانیہ آکر کھڑے ہوے اور یہان دو ڈولیان
تیار کین اسباب بھی لدچکا فقط اسیرون کے سوار ہونے کی دیر تھی نیچے خان سپاہی ساکن خیر آباد
نے کہا شاید راہ مین کوئی تلنگا ہمین ٹوکے ہم ڈولیون کے ساتھہ نجائینگے اور اوسنے حقیقت جاکر
ممو خان سے یہ ماجرا کہدیا کہ آر صاحب کی تدبیر نکالنے کی ہوچکی ہے آپ سے ازراہ خیر خواہی عرض
کیا ہے اور اس بھیانے تلنگون سے بھی جاکر یہ راز کہدیا ممو خان نے کہلا بھیجا یہ کیا کرتے ہو تلنگے
سب برانگیختہ ہوے ہاین ایسا نہو اسی حیلے سے ہم تم سبکو زیر تیغ کرڈالین انھون نے جواب دیا کہ بیشتر
ہمکو جب تمہاری اجازت ہے انھین قیصر باغ سے علحدہ رکھنا چاہا ہے ممو خان نے کہا آج رات ہی
رکھو کل لیجانا بعد اسکے شاہجی کو مفصل خبر پہونچی اور سنتے تلنگے بول کی پلٹن کے بھیجدیے انھون
نے آکر بندوقین ممو خان اور شرف الدولہ پر رکھدین اور کہا آر صاحب کہان ہے داروغہ

میر واجد علی منصور نگر مین نواب خورد محل کے پاس اسی بندوبست کو گئے تھے وہ تو اوسوقت اپنی
قسمت سے بچ گئے اور جناب عالیہ اور نواب نے بھی اس امر مین بڑی کدکی مگر شاہ جی نے سنا کہ
ایسی رعایتون سے فتح مین دیر ہوتی چلی جاتی ہے غرض اوسدن تلنگے صبح سے آئے تھے آخر
آر صاحب وغیرہ کو شاہ جی کے پاس لے گئے صاحب موصوف نے جانا کہ تلنگے آپھونچے آپ
اوس مکان سے ازراہ تہوری باہر نکل آئے شاہ جی نے آر صاحب سے کہا تم تندرست اور بہت
طیار ہو کچھ قید مین تکلیف نہین ہوئی وگرنہ دبلے ہو جاتے اور مکان بھی سب طرح سے میز
کرسی - اسباب سے آراستہ تھا تمھین کون اسطرح کے آرام سے رکھتا تھا اوسکا نام بتاؤ صاحب
نے کہا مین نہین جانتا لیکن ایک شخص مشہور داروغہ اور جمعدار تھا وہ اکثر میرے پاس آیا کرتا
تھا تلنگون نے کہا بہتر یہی ہے سچ بتادو وگرنہ ہم تمکو مار ڈالینگے غرض جب قریب تارے والی کوٹھی
پھونچے اور شاہ جی بھی متواتر یہی کہتے گئے آخر ایک تلنگے نے صاحب کے بازو مین گولی ماری اور
کہا اب بھی خیر ہے تم نام اوسکا بتاؤ تو تمھین ہم چھوڑ دینگے وگرنہ مار ڈالین گے صاحب نے کہا
مین مطلق نہین جانتا خلاصہ چارون صاحبون کو محاذی صحن کوٹھی قریب سڑک شارع عام
واقع دروازہ سیاہ تیلی قیصر باغ کی مار ڈالا کپتان آر صاحب اوسوقت بڑی بہادری سے کلمات سخت تلنگونکو
کہتے جاتے تھے وہ بیچیا ظالم ابدی ایک گولی مار کر ٹھہر جاتے تھے کہ انھین بہت سی تکلیف زخم ہو آٹھ گولیان
کھا کر گرے اوسکے بعد پانچ دن تک میر واجد علی کی تلاش رہی وہ روپوش ہو گئے تھے دیوان
اننت رام چھپ کر جان بچا کر بھاگے شہر مین پھرتے پھرتے ایکدن عیش باغ پھونچے جہان راجہ
بہادر کے لوگون کا پڑاو تھا راجہ صاحب بھی سیدھے چلے گئے تھے وگرنہ تدبیر یہ ہو چکی تھی کہ ایکوقت
خاص مین یہ سب کہارون کی ڈاک مین شاہ گنج کو روانہ ہو جاتے اور غیر متعارف گومتی کی گھاٹ
سے اوترتے چنانچہ دوسو روپیہ کی کشتیان بھی عبور کو مول لے چکے تھے اور شاہ گنج تک برابر ڈاک
کہار اور سپاہ کی بٹھادی تھی بلکہ اس سے زیادہ تدبیر کی تھی کہ پاسیون سے عقب کوٹھی نواب
روشن الدولہ سرنگ لگوا کر ان اسیرونکو بتکلف نکال لیجائین مگر اجل نے راز نہانی کو کھولدیا مگر اوس نیکی و حسن خدمت کا ثمرہ
بقدر مقسوم قلیل یا کثیر سرکار سے نیک نامی اور باعزت حاصل ہے چنانچہ دیوانجیکو اس جلدو مین ۱۲ گانون معاف ہوے اور
نام نیک خیر خواہی سرکار مین مندرج کتاب اور زبان زد حکام ہوا میر واجد علی نے پانسو روپیہ

کی اشرفی شاہ جی کے پاس اور ایک عرضی بھیجی کہ تمھارے تلنگے ناحق درپے میری جان کے ہوگئے ہین چاہتے ہین کسی حیلے سے مار ڈالین محض مجھپر بہتان کرتے ہین بغیر آپکی عنایت کے میرا بچنا دشوار ہے امیدوار ہون ایک پروانہ امان عنایت ہو اُسکے وسیلے سے میری جان بچے گی شاہ جی نے پروانہ بھیجا پھر آکر اپنے کاروبار مین مشغول ہوے پھر تلنگے متعرض نہوے۔ شاہ جی نے بہت اسباب روپیہ اشرفی ہر طرح سے لیا مگر نہ اوسکا خرچ معلوم ہوا اور نہ اوسکا قیام کسی کے پاس معلوم ہوا سب مظلمے اپنی گردن پر لے گئے۔

## محاربات مکانات شاہی

۱۸۵۷

جب فوج انگریزی میدان دلکشا مین پہونچی رات کو پورن داروغہ کے مکان مین ٹھہر کر پشتہ اور پل نہر کا باندھ کر صبح کو نواب مبارز الدولہ کے مکان مین پہونچی جو کچھ وہان بچا تھا لوٹا اور نواب بیشتر اس ہنگامے کے شہر مین چلے گئے تھے گانون اور محلے جو قریب نہر تھے سب مین آگ لگا دی سارا شہر روشن ہوگیا تھا اور فوج باغی ہر مورچے سے کچھ لڑت بھیج لڑبھڑ کر بھاگتی اور ہٹتی چلی آتی تھی اور گورے ہر جگہہ غالب ہوتے جاتے تھے۔

جب صبح ہوئی نئی سڑک جو گورون نے قریب خورشید منزل بنائی تھی تلنگون سے لڑائی شروع ہوگئی جب گورون نے سکندر باغ لینے کا ارادہ کیا خورشید منزل سے گولے اور گولی کی مار پڑنے لگی سکندر باغ مین اور شاہ نجف مین دو ہزار تلنگے نجیب سکھ ٹھہرے تھے باڑھ بندوق کی اور موتی محل سے گراب توپ کا پڑنے لگا مگر گورون نے بڑی بہادری سے سکندر باغ کو گھیر لیا اور پھاٹک سے اندر باغ کے دھاوہ کیا تلنگے جب گھر گئے راہ کسی طرف سے بھاگنے کی نپائی حوض مین گر گر کر مرگئے اور جو دیوار سے پھاند کر نکلے مارے گئے مگر بڑا کھیت پڑا ۲۲ افسر ہندوستانی جان سے مارے گئے ۴۴۵ زخمی نیم جان بچے انمین سے تھوڑے زندہ رہے باقی مر گئے اور ۱۶ نومبر سے ۲۰ تک ۱۰ افسر جان سے اور ۳۳ زخمی ہوے اور کمانڈر انچیف بھی زخمی ہوے اور جرنل نیل صاحب کے بھی گولی لگی۔

پھر فوج انگریزی چوپڑ کے اصطبل پہونچی حضرت گنج نگمئی اس جہت سے کہ ہادرے کی سپاہی ہر طرف

بہت ہوشیار تھے احمد اللہ شاہ بھی اپنی سپاہ سے دور دور لڑتا رہا حضرت گنج مین ٹکڑا گورے کا اوسکے
دہنے ہاتھ مین لگا زخمی ہو کر بھاگ گئے پھر گورے لڑتے فوج باغی کو بھگاتے موتی محل مین آئے۔
جنرل اوٹرم بہادر نے اپنی فوج سے بیلی گارد سے دہاوا کیا موتی محل تک میدان صاف کر دیا جس طرح
کوڑے کو جھاڑو اوٹھا لیتے ہین مورچے باغیون کے اوٹھ گئے جب چھتر منزل مین آئے ادھر سے کمانڈر انچیف
ہیولاک صاحب بہادر فوج سے لڑتے بڑھ کر پہونچے دونون جنرل سے ملاقات ہوئی اوسدن بھی عجب
معرکہ طرفین سے ہوا اور چھتر منزل سے دلکشا تک کمانڈر انچیف کے لشکر کا پڑاو پڑا انصرت باغ کو
کھود کر سڑک لب دریا نکالی کہ ایک درجہ باہین فرح بخش اور چھتر منزل دریا مین رہتا تھا ہموار
زمین دوسرے درجہ ہو گیا اور تختے واسطے سجاو گولہ قیصر باغ کے ہموار کر دیے تین توپین چھانگی
باندھ کر موتی محل مین لگائین اور گراب مارنا شروع کیا پھر میدان قیصر باغ تک کوئی نہ ٹھہر سکا
گورے بم کے موتی محل اور پارک کی کوٹھی سے قیصر باغ مین علی الاتصال آنے لگے فوج باغی جو
ہر طرف پھیل ہوئی تھی جابجا متفرق ہو کر گوشہ امن ڈھونڈھنے لگی صاحبان عالیشان کو منظور
یہ ہوا کہ بچون اور میم کو بیلی گارد سے نکال کر لیجاوین گورے ایکدفعہ یورش کر کے در دولت پر آئے
پکار کے کہنے لگے پھاٹک کھولو ہم آپہونچا ایک توپ دروازے پر لگی تھی اوسکے گولنداز بھاگ گئے
اتفاقاً بشیر الدولہ کی دوکانون مین ایک بھٹیارا رہ گیا تھا ایک شخص اور بھی راہی پیدا ہو گیا
یہ حال دیکھ کر وہ توپ جو پیشتر سے بھری ہوئی تھی اوسے دوڑ کر مہتاب دی دفعتہً سامنے سے
گورے گر گئے ان دونون نے پھر چھرہ توپ مین دیکر داغدیا اسفلک کا کچھ خیال نہ پایا ناواقف
تھے حرارت آگ سے توپ چل گئی خود بچ گئے تیسرے چھرے مین گورون کے منہ پھر گئے آخر تے
مین حضرت گنج سے ایک پلٹن جو اسکے پہلے دلی سے آئی تھی آپہونچی اوسنے پیچھے سے کمر ماری گورے
سیدھے رمنہ مین چلے گئے۔
دوشنبہ کو جب نواب نے یہ حال باغیون کا دیکھا اپنے جان نثارون سے نشان محمدی قیصر باغ
سے اوٹھا کر بقصد جہاد ایمانی باہر نکلے ہندو و مسلمان کو غیرت دلائی کہ جسے حمیت غیرت مذہب ہو وہ
اسوقت مین اپنی جان کو عزیز نہ کرے جب باہر کے جلو خانے مین علم لیے آئے غیر از قلیل من
عبادی الشکور ایک نہ تھا بلکہ جتنے تھے سب نکل صاحب کے دولتخانے کی کھڑکی سے سیدھے سر جھکائے

باہر چلے گئے کسینے پیچھے پھر کر نہ دیکھا آخر ہزارون گالیون کے چھترے پڑنے لگے وہ سب سنتے چلے گئے کسی کے کانون پر جون بھی نہ رینگی۔

جب صاحبات محل نے غازی مردون کا یہ حال دیکھا پابرہنہ سراسیمہ پریشان حال دامن ٹری پائچے اپنی پتلی کمرون سے محکم باندھے ہوے بار خفیف مثل پاندان وغیرہ اشیا بیش قیمت بقدر تحمل وقت بدا اوٹھائے ہر شخص سے پوچھتی تھین کیون بھائی جب گورے محل مین آئین تو ہم کس دروازے سے کس طرف کو جائین جناب عالیہ نے اوسوقت حالت یاس مین مرزا برجیس قدر کو ہرا گا پوشاک سبز پہنائے اور اپنے حاضرین سے کلمات یاس فرماتی تھین کہ ہمین فوج جنگی چھوڑ کر چلی گئی پھر ارکان دولت نے تجویز کیا کہ اگر جناب عالیہ یہانسے شہر مین جا کر کسی مکان مین رہین تو بہتر ہے مگر خود جناب عالیہ نے نمانا ثابت قدم رہین باہر کے پھاٹک مین قفل دلوا دیا اور سبکو یقین ہوا کہ جس وقت صاحبات محل قیصر باغ سے باہر نکلین بے شبہہ فوج باغی سبکے سب گھر والے گھر کو لوٹ لینگے ایک تنکا نچھوڑینگے۔

غرض صبح دوشنبہ سے شام چارشنبہ تک حالت سکرات رہی سہ شنبہ کو علی محمد خان نے پھر علم اوٹھایا اور قرآن شریف کو مثل جنگ صفین اوسمین باندھ کر اوٹھایا ایکساعت تک کلمات یاس فہمائش سے کہتے رہے کوئی مسلمان تعظیم قرآن کو بھی نہ اوٹھا آخر آبدیدہ ہو کر قرآن اور علم کو حجرے مین رکھدیا کیا سبکے دماغ مین خلل آگیا تھا کہ اونمین سے کوئی انجام کار کو نہ سمجھا اگر یہ سب فوج مطیع حاکم وقت ہوتی اور عدل اور انصاف سے پرورش رعایا سے ہاتھ نہ اوٹھاتی تو کیا عجب ہے کہ یہ روز بد نہ دیکھتی ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ✦

یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ گورے جو موتی محل سے بم کا گولہ برسا رہے تھے جرنل صاحب نے حکم دیا تھا کہ اس تعداد پر گولے لگانا اگر قیصر باغ خالی ہو جائے بہتر۔ ورنہ دستہ بردار ہو جانا اسکا شاہد حال خود گورون کا کلام ہے کہ انھون نے پکار کر یہان کے سپاہیون سے کہا کہ ہماری بات یاد رکھو کل ایسے ہم قیصر باغ مین حاضری کھائینگے یا اپنی ولایت چلے جائینگے اسکے سننے سے صاحبات محل کو زیادہ اضطراب ہوا آب قدرت خدا کو دیکھا چاہیے کہ بم کے گولون سے دیوار دولتخانہ قدیم مثل غربال ہو گئی تھی اور قیصر باغ مین ہر مکان پر مینہ برس رہا تھا ہوا مین تھوڑا بلند زمین سے رہ کر پھٹ جاتا تھا اور اگر

آدمیون کے مجمع مین گر پڑتا تھا زمین مین دھنس جاتا تھا یا کوٹھی کی چھت یا دیوار پر گرتا تھا مگر اس کثرت بارش مین فقط ۲ آدمی مجروح اور ۲ جان سے گئے باقی کسیکو صدمہ نہ پھونچا اور گوئندے انگریزی ہر روز ہر طریق سے پکڑے جاتے تھے قید ہوتے تھے زر نقد روپیہ اشرفی اونکے پاس ہوتا تھا چھین لیتے تھے اور اکثر کو تلنگے جھنجھلا کر گولی مار دیتے تھے ایک گوئندہ کو چتر منزل مین خلاف مشاہدہ صاحبان عالیشان جو دوربین سے دیکھ رہے تھے تکذیب خبر پر گولی سے مارڈالا اسے لوگ کرامات سمجھتے تھے یعنے جب اوسنے خبر دی کہ قیصر باغ مین بہت شمردہ لوگ رہ گئے ہین اور سب بھاگے جاتے ہین اور چتر منزل کی کوٹھی سے بہت سے لوگ سبز پوش ہر مقام پر دوربین سے نظر آتے ہین یہ کیا اسرار غیبی تھا کسواسطے کہ مفتاح الدولہ بھی کہتے تھے کہ فی الحقیقت مجموع ۶۰ آدمی سب رہ گئے تھے واللہ اعلم۔

تلنگے سوار بھاگ کر عیش باغ آغا میر کی سرا۔ ملیح آباد۔ گشائین گنج پھونچے۔ احمد اللہ شاہ بھاگ کر نواب علی نقیخان کے مکان۔ گاؤگھاٹ مین گئے۔ باقی تلنگے شہر سے دس پندرہ کوس نکل گئے۔ شاہ جی نے اسباب بارہ دری نواب پر قبضہ کیا اور نقیری بڑ مار کر نواب سے کہنے لگا سب قتل قتل۔ بعد اسکے انگریز قتل مطلب یہ تھا کہ مین صاحب کرامات ہون فوج نے برجیس قدر کو بادشاہ کیا مجھے نکما پہلے سب فوج قتل۔ بعد اسکے رعایا کہ میرے شریک دین نہوی۔ برجیس قدر نے میری بعیت نکی بعد اسکے مین اپنی کرامات سے سب گورے اور انگریز کو قتل کر دیتا جو میرے شریک ہوتے بچ جاتے اگر کوئی افسر یا تلنگہ شاہ جی سے کہتا تھا کہ آپ دمدمے کو چلین نمانا کہتا تھا جب برجیس قدر اور اوسکی مان میرے قدم پر سر رکھیگی بعیت کریگی اوسوقت جاکر سبکو ایک دم مین قتل کر دونگا۔ واہ۔

تو کارے زمین را نکو ساختی +

جب فوج انگریزی نے تارہ والی کوٹھی لے لی قیصر باغ سے فوج بھاگی محلات معلی مین طلاطم پڑ گیا جنابعالیہ نے اوسوقت مرنے پر کمر باندھ سید الشہداء کا ماتم حلقۂ عورات مین شروع کیا جب نواب نے یہ حال سنا علم لے کر باہر آئے اور کہا جسے مرنا ہو میرے ساتھ چلے اوسوقت قیصر باغ مین تقریباً ۵ سو آدمی تھے اونمین سے دو سو مرنے کو طیار ہوے میر صفدر علی نے نواب سے عرض کی کہ علم سید کے ہاتھ مین ہونا چاہیے میر رضا علی اپنے وکیل کو آگے کیا کہ یہ سید ہے بہادر بھی ہے چنانچہ علم نواب سے

لیکر میر فدا علی کو دیا وہ پچیس میں قدم آگے بڑہا جاتا تھا نواب مع اپنے جان نثار پیچھے چلے جاتے تھے بشیر الدولہ کے مکان کی طرف سے ارادہ دہاوے کا کیا اودہر سے گراب توپ چلی پھر کسیکا آگے قدم نہ بڑہا بھاگنا شروع کیا نواب بھی مع اپنے یار غار پھر کر چلے آئے ۔

جنابعالیہ نے اپنی سواری برجیس قدر کی منگوائی طیاری بھاگنے کی کی اوسوقت مموخان اور افسرون نے سمجھایا کہ ہم تھوڑی دیر مین فتح کیے لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین آپکے چلے جانے سے سبکو ہراس ہوجایگا گھر سب لٹ جایگا پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی ۔

صاحبان عالیشان نے ایک نشان جو قریب چینی بازار نصب کیا تھا اوسے فوج باغی نے لے لیا تھا کچھ نجیب مقبرہ جنت آرامگاہ مین رہ گئے تھے اور گولے بم کے محل مین متصل چلے آتے تھے چنانچہ بم کے گولے محل مین ٹوٹے باقی کا شمار نہین اوسی رات کو ہرکارہ خبر لایا کہ مقبرے کے نیچے سرنگ آتی ہے جتنے سپاہی مورچہ مقبرہ پر تھے وہ سب بھاگے آتے ہین بلکہ سب بھاگ گئے میر مہدی اوستاد اور احمد حسین اتالیق تصدیق خبر کو گئے زیر قدم کھٹ کھٹ کی آواز سنکے بھاگے محمد قاسم رسالدار ۱۵۔ رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ بھی گئے اب یقین سرنگ کے ہونے کا ہوگیا پھر سائی برس منہ بریں کے سپاہیون نے اوس سرنگ کو کاٹ دیا گورے نے اودہر سے بندوق ماری ایدہر سے تلنگون نے گولیان مارین دو نوکر بڑے محل مین ہل چل پڑگئی ۔ رات بھر بم کے گولے برستے رہے موتی محل کے سامنے جو انگریزی توپین لگی تھین اونسے فوج باغی کا ناک مین دم ہوگیا تھا ایدہر قیدی وغیرہ مورچے بناتے تھے وہ ایکدم مین گرجاتے تھے توپین ایدہر سے بھی جھانکی باندہ کر لگائی تھین ایک سورج جھنکار دوسرا کالہ کھو تیسرا کالا ناگ ۔ چوتھی کوہ لرزان ۔ انکا گولہ بھی برابر سے چلا گیا مگر انگریزی گولہ انداز آواز پر گولہ مارتے تھے چنانچہ ایک گولہ انداز نے شست باندھ کر ایسا گولہ لگایا کہ در دولت کی چھت پر سیاہ تصویر تھی اوسکا ہاتھ اوڑگیا صبح کو ہرکارہ خبر لایا کہ گورون نے تارے والی کوٹھی سے لی محمد قاسم یعقوبخان کو حکم ہوا کہ تم جاؤ کوٹھی کو چھوڑاؤ اگر یہہ کوٹھی نہ چھوٹی پھر کسیسے کچھہ نہو سکے گا سب کارخانہ درہم برہم ہوجایگا اگر اسمین کوشش کروگے بہت سا انعام پاؤگے چنانچہ صبح سے خوب لڑائی رہی پھر خدا جانے کیا ہوا گورے از خود کوٹھی چھوڑ کر چلے گئے جب باغیون نے بالکل قبضہ کرلیا اوسوقت گورون نے دہاوہ کرکے باغیون کو گھیر لیا ایک

تھا گھس گیا تھا وہین رہا اور دفعتہً غل ہوا کہ گورون نے تلنگون کو گھیر لیا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ زیر زینہ برآمدہ کوٹھی ایک گڑھا ایسی حکمت سے کھودا تھا کہ جو تلنگہ اوپر سے نیچے اوترا وہ مارا گیا یہانتک کہ ۵۰ تلنگہ وہین ایکبار مارا گیا اور کوٹھے پر ۴۶ کام آئے اور جو بھاگ کر نیچے وہ شاہ منزل پہونچے اب سبکو یقین ہوا کہ عنقریب قیصر باغ بھی لے لینگے اوسوقت سب فوج ہلکی بھاگی۔

بہرحال ۲۷ ربیع الاول مطابق ۱۱ نومبر ۱۸۵۷ء صاحبان عالیشان کی فتح ہو چکی تھی کسواسطے کہ ساری فوج بھاگ گئی قیصر باغ مین شمر دودہ رہ گئے تھے راجہ مانسنگہ راجہ مادہو سنگہ عیش باغ مین پہونچے۔ خلاصہ ایدہر باغیون کا یہ حال تھا اودہر صاحبان عالیشان کو میم اور بچون کے لیجانیکا اِرادہ تھا شاید اسیوجہہ سے تامل کیا ہو اور خوب یقین ہو چکا تھا اور ان بہادرونکی ساری قلعی کہلچکی تھی کہ جب چاہین گے انھین نکالدینگے۔

## خالی ہونا بیلی گارد کا

خلاصہ صاحبان عالیشان نے قبل از خالی کرنے بیلی گارد ایک اشتہار چہتر منزل مین لگایا کہ ہم مکانات شاہی بیلی گارد وغیرہ مقبوضہ و مفتوحہ کو نہ اس فوج باغی کے ڈر سے اور نہ اس حاکم وقت کے خوف سے چھوڑتے ہین بلکہ محض اپنی خوشی خاطر سے مناسب وقت سمجھکر جاتے ہین جس جوانمرد بہادر کا جی چاہے اپنی بہادری سے ہمارا سدراہ ہو اور ہماری لڑائی کا تماشا دیکھے اور اسی مضمون کا اشتہار کانپور مین بھی سبکے گوشزد کر دیا تھا کہ اودہر جمعیت مخالف لاکھون ہے اور اسکے پیشتر مجموع خزانہ اسباب تحفہ سیگزین۔ وغیرہ ہاتھی اونٹ چھکڑے کرانچی پر بار کرکے کنار دریا موتی محل کے رمنہ سلطان گنج سے احاطۂ کوٹھی جنرل مارٹن مین باطمینان تمام چلا جاتا تھا۔ بعض اہلکار ذوی الاقتدار نے مقابلہ اور سدراہ ہونیکو سرکار کو سمجھا کر منع کیا تھا کہ انکا پیچھا کرنا اسوقت نہین یہ تو از خود چلے جاتے ہین اور باطن مین اپنا رسوخ اور خیر خواہی سرکار انگریزی ثابت کیا چاہتے تھے بلکہ مستحق انعام اور پنشن فراخور حال تھے مگر دنیا سے ناکام ہیہلے چلے گئے۔

اوسیدن شاہ جی نے کچھہ قرینے سے دریافت کرکے جنابعالیہ سے عرض کیا کہ بیلی گارد عنقریب خالی کرکے انگریز خود چلے جائینگے کسیطرح کا آپکو نقصان نہوگا چنانچہ بیلی گارد و موتی محل خالی کر دیا اور

تو مین مورچہ کو بدستور رکھا جب آدھی رات گئی بان اور بم کے گولے متصل برسانے لگے گراب بھی خوب چلا یہانتک کہ جتنے سپاہی پہرے پر تھے سب بھاگ گئے میر واجد علی نیچ بنگلہ پر سوتے تھے اوٹھکر بچشم خود دیکھا یقین ہوگیا کہ گورے اندر چلے آئے وہانسے وہ بھاگ کر جہان بی بیان قید تھین آکر کھڑے ہوے کہ انکو بھی بچایئے اور آپ بھی اونکی بدولت بچیے خاص مکان کے سب مکاندار بھاگ گئے خزانے کے پہرے والون نے روپیہ لوٹ لیا بھاگ گئے جو قیصر باغ مین تھے وہ محل مین جاکر چھپے رنڈی مرد سب ایکجا ہوگئے ہزارون باغ سے باہر بھاگ گئے علی محمد خان بدحواس ہوکر بیگم صاحبہ کے پاس بیٹھ رہے اس عرصے مین گولہ گولی از خود موقوف ہوگئی لڑائی تھم گئی۔ سبکی جان مین جان آئی واہ ری بہادری۔

۴- ربیع الثانی روز یکشنبہ مطابق ۲۲- نومبر ۱۸۵۷ء اوسی راہ کنار دریا سے بموجب حکم جنرل صاحب دفعتًہ بی بیان اطفال صاحبان فوج پیدل و سوار توپخانہ بیلی گارد سے ۹- بجے صبح کو سنگر باندھے نکلے اور اپنا اپنا اسباب بقدر برداشت ہر صاحب کے کندھے اور سر پر تھا اور جسے نہ اوٹھا سکے اوسے بموجب حکم وہین چھوڑ دیا تھا اور ادہر جابجا پچاس ہزار آدمی کا مورچہ تھا اور ہر طرف سے گولیان برستی تھین مگر سب کے سب محفوظ رہے فقط ایک میم کے پانون مین گولی لگی تھی ادہر یہ سب مُنہ دیکھتے رہ گئے ایک بہادر کی جرأت روکنے کی نہ پڑی اگرچہ بظاہر حکم سرکار سے تامل کیا تھا اسی حیلے کو غنیمت سمجھے۔

غرض اوسدن قافلہ بیلی گارد احاطہ جنرل مارٹن کوٹھی دلکشا مین۔ مایڑہ کے دن عالم باغ مین اور جب بیلی گارد سے نکلے تھے اوسکے بیشتر توپونکو خراب ناقص کرکے زمین پر ڈالدیا تھا بارود کے پیپے صندوق جابجا کنوؤن مین ڈالدیے تھے پنجشنبہ سڑک شارع عام سے سیدھے کانپور گمنبش صاحب کے ساتھ گیر راہ مین شیخونسے بھی محفوظ رہے۔

شاہزادہ مصطفے علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ مرزا جہان قدر وغیرہ صاحبزادہ مرزا سکندر حشمت جنرل صاحب عالم باغ تک لائے جتنی میم تھین سب کلکتہ بھیجکر راہی ولایت ہوئین اور ہندوستانی آیا وغیرہ بھی حسن خدمت مع انعام فراخور حال رخصت ہوکر چلی آئین۔

۲۵- نومبر ۱۸۵۷ء جنرل ہوی لاک صاحب بہادر بسبب محنت و مشقت شاقہ عالم باغ مین مرگئے

بعض کہتے ہین ہیضہ وبائی ہوا بہرصورت اس صاحب عالیشان کے مرنے سے صاحبان عالیشان
کو بڑا صدمہ ہوا بڑے بہادر خیرخواہ دلسوز سرکار تھے اور سرفروش جناب نواب ملکہ معظمہ دام اقبالہا
نے اونکی بی بی کے واسطے ہزار پونڈ سالانہ یعنے دس ہزار روپیہ مقرر فرمائے اور اونکے بیٹے کپتان
ہنری مارشمن ہویلاک جو اپنے باپ سے خوبیون سے کم نہین پنشن سالانہ ۲- ہزار پونڈ مقرر ہوا
فوج مین میجر اور مرتبہ امارت مین بارنٹ ہوے ازروے اخبار-
روز دوشنبہ ۵- ربیع الثانی مطابق ۲۹- نومبر ۱۸۵۷ء قبل از طلوع آفتاب سپاہی جو مقابل بیلی گارد
مورچے پر تھے اونھون نے موافق معمول گولیان مارین اودہر سے جواب نہ آیا بلکہ ایک سناٹا معلوم
ہوا پہلے حیران تھے مگر کسیکی جرات آگے قدم بڑہانے کی نہ پڑی ایکدوسرے کا مُنہ دیکھنے لگا ہنجیا لیسے
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد آخر ایک پاسی تُرہی نواز جرات کرکے جا کودا- وہان پہونچکر تُرہی بجائی
بس یہہ آواز صور اسرافیل سنتے ہی جتنے نامرد تھے سب مورچون سے غل مچاتے مثل مور وملخ بیلی گارد
مین پھیلے اور رعایاے شہر محتاجین بامید دستیابی قسمت آزمائی غوطہ سمجھ کر کتنے لوٹنے لگے ہرچند
وہان سواے پس خوردہ اور بعض اسباب کے کچھہ نہ تھا مگر انکے نزدیک یہہ بھی داخل فتوحات غیبی
تھا گودامون مین غلہ نکمہ ناقص کیڑون چڑا پڑا رہ گیا تھا وہ سب مال مفت سمجھکر لوٹا توپین چھوٹی
بڑی جابجا مورچون پر یا زمین مین گاڑکر ناقص کرکے چھوڑ گئے تھے ہر سپاہی کی پلٹن نے پہچان کر
اوٹھالین اور کیسی خوشی سے لے گئے جیسے گویا آپ لڑکر میدان سے آئے تھے ہزارون گولے گولیان
شیشہ کی اور سلیپن ٹین اور کئی آلات غیر متعارف ڈاک گھر مین تھے یہ سب داخل سرکار ہوے-
کنوئے سے صندوق باروت اور بم کے گولے نکالنے لگے اس احتمال سے کہ شاید روپیہ ہوگا لطیفہ یہ ہے
کہ ایک تلنگہ بم کا گولہ اپنے دونو پانون مین رکھکر کلہاڑی سے توڑنے لگا اتفاقاً چوٹ سے لوہے
نے آگ دی دفعتہً وہ پھٹا پہلے وہ تلنگہ کرہ نار مین اوڑ گیا اور کئی آدمی پاس کے زخمی ہوے-
بڑے صندوق چوبی تہہ خانے مین سامنے برآمدے کے اور بہت سے ٹاٹ کے بورے پیسون کے
بھرے ہوے اونمین روپیہ سمجھکر آپسمین لڑنے لگے جب پیسے دیکھے بانٹ لیے پائین باغ مین اسباب
چوبی ذخیرہ نکمہ وفضول جان کر جلا گئے تھے اوسکا خاکستر دو تک دور مین دیکھا اور ہر کوٹھی مین
متفرق اسباب چوبی میز کرسی کوچ- تپائی- الماری شیشہ آلات ظروف چینی مسی آہنی ٹن جو

رہ گیا تھا وہ سب لٹا ہاروں کتابین انگریزی لین فی من ایک روپیہ آتشبازاور پنساریون نے لے لین وہ تین لاشین جابجا پڑی تھین اور احاطہ گرجا مین مقتولین کی قبرین تھین ایک بڑی سرنگ سمت شمال جانب دریا پہاوے کوٹھی رزیڈنٹی سے اوڑا کر چلے گئے تھے وہ فقط جاکر رہ گئی تھی بلکہ پہلے بنجیر سپاہی جو لوٹ کو دوڑے جاتے تھے ۱۵۔ آدمی اوسکے اوڑنے سے اوڑ گئے تھے اوسیدن کوٹھی سلطانی جو چھتر منزل فرح بخش وغیرہ مین تھے سپاہ باغی نے شمول بیلی گارد کرکے لوٹنا شروع کیا ہر چند سرکاری لوگون نے منع کیا ایک نے نسنا مثل خیمہ پشمینہ وشیشہ آلات ظروف چینی مسی نقرہ طلا وغیرہ مفتاح الدولہ نے جاکر کہا کہ یہ مال سرکاری ہے کیون لوٹتے ہو گولی مارنے کو مستعد ہوے

جب فوج باغی کوٹھونکا اسباب بھی لوٹ چکی رزیڈنٹی کے کوٹھیون کے کھودنے پر مستعد ہوئی کئی مہینے تک وہانکی لکڑی کھود کر جلائی شہر کے تماشا بین بھی خیرخواہان سرکار وصاحبان وثیقہ وپنشن جوق جوق کئی مہینے جتنی کوٹھیان اور مکان احاطہ رزیڈنٹی مین تھے سب گولے اور گولیون سے غربال ہوگئی تھین مگر کوٹھی گینس صاحب میجر پاٹن اور ایک درجہ کوٹھی تحشعلیخان فی الجملہ لائق سکونت معلوم ہوتا تھا اور ہر کوٹھی کے جلوخانے مین وسعت اور گنجایش ہزار ہا آدمی کی تھی بشرطیکہ سامان رسد وغیرہ خراب نہو جاتا اور گرد ہر کوٹھی کے خندق وسرنگ بھی دی تھی غرض صاحبان فہم کے نزدیک مقام عبرت یہ ہے کہ اسی احاطہ رزیڈنٹی مین ایکدن نواب منتظم الدولہ کے چھاتے اور حقہ کی ممانعت میڈک صاحب نے کی تھی اور زمان سابق مین اسی احاطے سے مرزا وزیر علیخان نواب ناظر محمد حسین علیخان کو نہ لیجا سکے تھے آج اوسی احاطے کی یہ صورت مثل خرابہ دکھلائی معلوم نہین کل کونسی صورت دکھائے گا ۵۔ مہینے تک صاحبان عالیشان مع کثرت میم واطفال وغیرہ اس بند زندان مین رہے اور پھر کس عظمت وشان بہادری سے لاکھون مین سے بسلامت نکلے چلے گئے ؎ این کار از تو آید ومردان چنین کنند

رکن الدولہ نواب محمد حسنخان ۱۲ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق نومبر ۱۸۵۷ء مرض اسہال سے بیلی گارد مین مرگئے اور زیر درخت برگت برابر قبر شہید مرد گڑے اونکی قبر بیلدارون نے پورب پچھم کھودی تھی فوج باغی نے اوسے دفینہ خزانہ سمجھکر کھودڈالا تھا لاش کفن مین نظر آتی تھی کئی دن تک

قبر کھلی رہی اہل شہر نے قرینے سے پہچانا تھا اوسکے بعد اونکی اولاد نے نواد ی اونکا پنشن بھی سرکار سے جاری ہوا مرزا حیدر شکوہ کہتے تھے کہ نواب کو ہیضہ ہوا تھا دو تین دن مین فی الجملہ طبیعت ٹھہر گئی تھی صاحب ہستم سے یخنی حلوان کو طلب کیا تھا اونھون نے ایک ران بیل کی بھیجدی مین نے منع کیا کہ ازبراے خدا اسکی یخنی نہ منواتا نما نا اوسی گوشت کی یخنی پی بعد چند دقیقہ کے کہنے لگے زمین وآسمان مجھے زرد معلوم ہوتا ہے آخر ہلاک ہوے۔

راجہ تلسی پور بیمار تھے وہ اپنی قضا سے دلکشا مین مر گئے اوسی صبح کو گنگا دین ہرکارہ بیلی گارد کی خالی ہونے کی خبر سرکار مین لایا تھا کہ جتنے مکانات شاہی ہین سب سے فوج انگریزی چلی گئی ہے مموخان نے اوسے دو روپے انعام دیے میر واجد علی مقبرہ جنت آرامگاہ پر گئے دیکھا کہ ہزارون آدمی بیلی گارد کو لوٹ رہا ہے۔

نانا راو نے قبل از داخلۂ فوج انگریزی ہرکارے مقرر کیے تھے کہ جب فوج بیلی گارد سے اسطرف بڑہے مجھے خبر کرنا اور اپنا اسباب چھاٹرو نبر بار کرکے مستعد بھاگنے پر ہو رہے تھے۔

اوسیدن ناعاقبت اندیش نافہمون سے اخبار مختلف مشہور ہوے کوئی مموخان کوئی جنابعالیہ سے عرض کرتا تھا انگریز خوف سے بھاگ گئے اب کبھی لکھنؤ کا ارادہ نکرینگے جنرل لیگ صاحب نے اسیطرح قلعہ بھرت پور کو چھوڑ دیا تھا کوئی کہتا تھا ایک چٹھی جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی ولایت سے آئی کہ بمجرد دیکھنے حکم چٹھی کے لکھنؤ کو چھوڑ دو کوئی کہتا تھا نانا راو فوج لے کر کانپور گیا ہے اسیواسطے یہان سے چلے گئے کوئی کہتا تھا معجزہ ہوا افواج سبز پوش غیبی کے دیکھنے سے چلی گئی۔ خوشامد سے کہتے تھے سب جنابعالیہ پر تائید خدا انگریز پر قہر خدا ہے اب کبھی ادھر کا رُخ نہ کرینگے یہ اقبال حضور ہے اب چین سے سلطنت کیجیے۔

تیسرے دن یہ خبر آئی کہ جنرل مارٹن کی بیبیون کے پاس لاکھون کا جواہرات بیش بہا ہے اور اب وہانسے جمع کرکے لیے جاتے ہین اگر کوئی سدراہ ہووے سب مال چھین لاوے مموخان نے سبکے سب افسران فوج باہی سے کہا جو یہ اسباب اون بیبیون کو پکڑ لاے چہارم اسباب اوسکا ہے سواے معافی جاگیر وانعام کے اوسوقت منشی گلاب راے منشی سیتل سنگہ اجیٹن پلٹن نادری جو بالفعل تکھمدیال تھانہ دار کے ساتھ ہے اوسنے عرض کی کہ اگر سیتل سنگہ کو حکم ہو وہ فوراً تعمیل حکم سرکار

کریگا جب اوسے یہ حکم پھونچا وہ ۴۰ کمپنی ایک کمپنی کچھہ سوار ایک توپ لے کر چلتے ہین طرف گیا دو اونٹ مادہ گاؤ پچاس بھیڑین پکڑ لائے اور ظاہر کیا کہ مین نے انگریزونکو مار اگورے لاشین اوٹھا کرلے گئے باقی جو ملا لے آیا اب بھیجتا ہون ایک دوشالہ ایک رومال پانسو روپے نقد اور جو اسباب لائے تھے اونکو دیا گلا برائے اپنے اجیٹن کی بڑی بہادری کہہ رہا تھا حالانکہ وہ اسباب رعایا کا لوٹ لائے تھے یا خود مول لے لیا تھا۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ نانا راو نے کانپور پھر لے لیا اور یہان آیا چاہتے ہین عالم باغ سے بھی تھوڑے سے گورے چلے گئے ہین ارکان نو دولت نے یہ صلاح کی کہ اب عالم باغ کو خالی کر لیجیے کسواسطے کہ فوج انگریزی مع اسباب اور بیبیون کے الہ آباد گئی ہے چند گورے زخمی بیمار سکھہ وغیرہ ایکسو کوئی شمار مین رہ گئے ہین پھر قصد کانپور کا کرنا کہ وہ ملک قدیم ہے ہاتھہ سے بچانے پاوے ابلاغ حکم بنام تعلقدار زمیندار اطراف اضلاع جونپور بریلی۔ رسول آباد وغیرہ جاری ہوا کہ فضل خدا سے بیلی گارد فتح ہو چکا چند انگریز گورے جان بچائے مع جواہرات و زر خطیر لیکر کانپور کی طرف بھاگے ہین جو اونکو زندہ یا سر لائے گا جاگیر و خلعت و انعام بہت سا پائے گا اور ایک سال کا پیسا بھی معاف ہوگا۔

نانا راو و ولیعہد نے ہین اوترے تھے اونھون نے نگاہداشت فوج شروع کی چنانچہ فوج مفرور وہلی وغیرہ مرار کا کمپ نوکر رکھہ کر قریب دو ہزار یہان آئے تھے اور صرف تنخواہ وغیرہ اس روپیے پر تھا کہ قریب لاکھہ روپے کے جواہر رہن اور فروخت لکھنؤ کے مہاجنون کے ہاتھہ ہوا تھا اور دو بڑی توپین اور کچھہ فوج اس سرکار سے طلب کی جب نمل ناخوش ہوے اور اکثر اونکی سپاہ نے شہر مین لوٹ شروع کی اوسوقت سرکار سے حکم پھونچا کہ تمھاری فوج شہر کو لوٹتی ہے اسے شہر سے باہر رکھو اونھون نے جواب دیا ہماری تمھاری دونو لوٹتی ہے یہ بات خلاف طبع سرکار ہوئی اسکا کورٹ ہوا کہ آج اونھون نے یہ بات کہی ہے ایسا نہو کل کوئی فتور ریاست مین ڈالین۔ انکا رہنا مناسب نہین افسرون نے کہا اوسکی کیا اصل ہے نکال دیے جاینگے مگر مہمان سرکار ہین یہ امر خلاف ریاست ہے اس جہت سے یہ امر ملتوی رہا۔

---

## نقل عجیب سانحہ خاص شہر

جب فوج انگریزی نرہی سے داخل مکانات شاہی ہوئی رعایا غربا جو وہان رہتی تھی سب بھاگ کر شہر مین جا بجا جا کر رہی اتفاقاً ایک غریب اپنے گھر مین رہ گیا تھا ان گوگورون کے ڈر سے باہر نہ نکلا قریب شام گھر سے باہر نکل گیا ہے۔گورے اوسکے گھر مین چلے آئے۔عورتین ایک دالان مین کھانا پکاتی تھین گورون نے دیگچی سے خشکا روٹی۔گوشت۔ساگ۔دال۔ اپنی کرتیون کے دامن مین رکھا ایک ہنڈے مین گرم گرم بیچ چاولون کی تھی اوسے ایک گورا اوٹھا کر بیٹھکر پینے لگا کہ دفعتہً فوج مین ہوگل ہوا گورے دوڑ سے چلے گئے اوس گورے کی پاکٹ سے ہمیانی گر پڑی گھر کی بی بی نے اوسے اوٹھا لیا ۱۲۱ اشرفی اور کئی روپیے تھے شکر خدا بجا لائی جب گھر کے میان آئے اونکے ساتھ رات کو شہر مین آئی۔

اسیطرح ایک شخص شام کو حضرت گنج سے چلا آتا تھا دو تلنگون نے اوسے گوئندہ کہہ کر پکڑ لیا ہر چند اوسنے داد و بیداد کی نستا مختصر یہ کہ دو روپیے پر تصفیہ ہوا ایک روپیہ اوسکے پاس تھا دیا دوسرا دینے کو گولہ گنج لیچلا جب عظیم اللہ خان کی کوٹھی کے نیچے پہونچے ایک تلنگے کے گولی لگی گر پڑا دوسرا اوٹھانے کو جھکا اوسکے دوسری لگی اسنے دونون کی کمر سے ۱۳۱ اشرفی کئی روپیے لے لیے اور بندوق دو نون کی لے کر اپنے گھر آیا صبح کو نخاس مین ۶ روپیے کو بندوق بیچا اور اپنے گھر آکر چین سے رہا۔

ایکدن گورے گھبرا کر بیلی گارد سے نکلے نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین آئے جو سامنے آیا نشانہ تفنگ کیا ایک نیل گاو کئی بطے کر باہر نکلے فیلخانہ رزیڈنٹی سے کئی دوکاندار مارے پھر شاہ پیر جلیل کے ٹیلے پر بیٹھ کر راہ گیرونکو گولی مارنے لگے۔

ایکدن گورے گولہ گنج مین چلے آئے دوکاندار بھاگے اونکی دوکان سے جو چیزین کھانیکی تھین لیکر مداری کنچن کی مسجد پر بیٹھ کر نوشجان کین آپسمین ہسنے لگے میان محترم کے گھر سے بہت مرغ جنگی پکڑ لائے مجبو بعلیخان نواب ناظر اپنے گھر مین رہ گئے تھے مسلح رہتے تھے مارے گئے۔

تنخیمون کی پلٹن جسکا پڑاو نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین تھا گورون کے آنیسے دن کو بھاگجاتے تھے رات کو پھر اپنے پڑاو پر آکر رہتے تھے ایکدن سپاہیون نے اسباب فراشخانہ وغیرہ

ہاتھہ صاف کیا اسکی سرکار مین نالش ہوئی آخر نواب نے اسی الزام سے اونکے کیدان کو موقوف کروادیا۔

اس عرصے مین جناب عالیہ نے ارکان دولت کے سمجھانے سے رحم کھاکر نواب منور الدولہ کو قید سے چھوڑ دیا دوسرے دن افسر پھر پکڑ لائے لیکن بسلامت گھر آئے دوسرے تیسرے دن خائف و ترسان ہوکر دربار جناب عالیہ مین سلام کو آیا کرتے تھے اور مرزا ابوتراب خان اپنے دادا کے گھر مین رہتے تھے۔

کاغذ نوٹ سرکار جنکے پاس تھے اکثرون کے کارندون کے بہکانے سے فیصدی دس پندرہ روپیے پر بیچے کلکتہ مین لکھنؤ اور جہان جہان فساد ہوا تھا وہان کے نوٹ لینے کی سرکار سے ممانعت ہوگئی تھی اسپر بھی بہت سے مہاجن لکھنؤ کے اسکی خرید مین ساجی بن گئے اور مالک محتاج ہوگئے۔

## جنرل اوٹرم صاحب کا سمت کانپور و الہ آباد بیبیون کے ساتھہ جانا

جب جنرل اوٹرم صاحب قافلہ بیلی گارد لے کر کانپور پہونچے اوسوقت نانا راو نے گوالیار سے مع فوج کمپ مرار کانپور پہونچکر دوسرا ہنگامہ برپا کیا تھا اور گولہ طرفین سے چل رہا تھا وہین کو گھیر لیا تھا بیبیان یہ حال دیکھہ کر بہت پریشان ہوئین کہ عجیب ماجرا ہے ایک بلا سے خدا نے نکالا دوسری بلا مین پڑے۔ اوسوقت بیبیون کو اسپار دریا کے اوتار دیا یہہ خبر سنکر رانا راو فتحپور چوراسی پہونچے وہان لوگ جمع کرکے مع فوج شیوراج پور کی گھاٹ اوترے جو قریب کانپور ہے۔

کمانڈر انچیف نے اپنی فوج کے کئی برن کیے ایک پورب۔ دوسرا پچھم تیسرا مقابل مین رکھا جب مقابلہ دونون برن مین ہو پہلو سے مارنا شروع کیا نانا راو تاب مقابلہ جنگ نلاسکا مع فوج مرار بھاگا اوسکا ذکر کچھہ تفصیل سے اپنے مقام پر آئے گا۔ غرض جب ہر طرف فوج بھاگی رانا راو قریب ۵ ہزار سپاہ کے یہہ خبر سنتے ہی بھاگ کر صاحب سنگھہ چودھری کی گڈھی مین آئے اور فتحپور مین پڑے رہے اور کمپ مرار مع بخت خان سپہ سالار تین توپین اور پلٹن جانسن

مع ایک توپ لکھنؤ آیا رانا اوسنے محبت نامہ مرزا برجیس قدر کو لکھا کہ ہمارے تمھارے کچھ غیریت
نہین ہماری فوج بھاگ کر یہان آئی ہے اونسے توپین لیکر ہین بھیجدو اس امر پر سرکار مین
شورا ہوا کہ توپین کسیطرح دینا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ اوسے قوت ہوجایگی اسکا جواب گیا
کہ ہمارے تمھارے کچھ مغایرت نہین ہے آپ یہان آ کے متفق ہو کر عالم باغ پر دھاوہ کرکے
انگریزون کو مارین بعد اسکے فوج کشی کانپور پر ہو تمھارا قبضہ وہان کرو دیا جاے گا اس
جواب سے رانا باو منقبض ہوے اور شیوپری مین ۲۰ ہزار فوج نوکر رکھی۔
قاسم خان رسالدار ۱۵ رسالہ جو فوج مفرور مراد کے لینے کو فرخ آباد گیا تھا وہانکی ریاست
بھی فوج باغی کی بدولت نہالسا مین مل چکی تھی بوقت مراجعت رانا اوسنے اپنی ناخوشی
خاطر سے اراداوسکے روکنے کا کیا کہ مقابلہ کرکے توپین چھین لین مگر خان مذکور نے سخت گفتگو
کی اور مستعد مقابلہ ہوا رانا اوسے طرح دی خان مع فوج ہمراہی داخل لکھنؤ ہوا کسب مرار
مین ۲۰ ہزار ملنگے ۵ توپین چھین پاروالی کوٹھی مین پڑا ہوا اور وہ سپرد عبدالہادیخان قندہاری
رسالہ وار ہوا اوسکا مورچہ قاضی جلال آباد مین مقرر ہوا۔
بعد اسکے جب شہر مین لوٹ ہونے لگی اور چودہری مہاجنان پر ممو خان نے تاکید کی کہ مہاجنون
کے دس لاکھ روپیے سکہ انوٹ مول لیے ہین اور یہ لوگون کو دم دیتے ہین کہ کلکتہ مین بھی انگریز
نہین ہین اور سکہ انکا نہین پیسے اسی روپیے پر بیچ لیتے ہین انکو بہت فائدہ ہوتا ہے کروڑ روپیہ
انسے لینا چاہیے ورنہ سبکو لوٹ لیا جایگا جب سب مہاجن جمع ہوے عذر کیا کہ روپیہ نہین ہے۔
جب کسیطرح سے مفر ندیکھا قریب لاکھ روپیہ کے سبنے مل کر دیا مگر اسپر بھی تاکید طلب زر چلی گئی۔
اہل وثائق سے بھی روپیہ طلب ہوا اور جناب عالیہ کا حال یہ تھا کہ تمام کوٹھون مین گرد قنات
لگاکے اور محلات مین بھی خود چلی جاتی تہین جو روپیہ چاندی سونا اسباب ہاتھ لگتا تھا
محلسرا مین بھیجدیا کرتی تہین اور باہر شہر کے بھی ممو خان یوسف خان وغیرہ نے لوٹ
مچا رکھی تھی غرض رعایاے شہر ہر طرح سے لوٹی گئی جسکی تفصیل جسقدر زبانی یاد تھی یہ مندرج ہے
آغا علیخان ناظم آغا حسنخان سگے بھائی۔ ۲ لک
قیام الدولہ بخشی راجہ ٹیر چند متوفی اشرفی ہمہ زر نقد لک جواہر متعدد

دیوان چھیدی لال مع جواہر —

منشی جانکی پرشاد نقد و جنس —

منشی راجہ کندن لال

مسیح الدولہ —

حسین آباد مع چاندی سونا —

تلق مصاحب خاص سلطان عالم —

آغا علیخان پسر انجم الدولہ —

انجم الدولہ — لک [illegible]

رفیق الدولہ — لک [illegible]

مہاجنان لکھنؤ بطور رسدی — [illegible] لک

مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن کے بیٹے سے ۔ لک طلب وصول نوٹ —

بیچا تکیا ننھے مل وغیرہ دلالون کے پاس جمع رہے —

اہل حرفہ مثل گوٹے والے تمباکو والے بنگ فروش باقی اور رعایائے شہر — [illegible] لک

آمدنی ملک ہنگی — [illegible] لاکھ

اسباب کوٹھہ جات سلطانی نقرہ و طلا وغیرہ — [illegible] لک

بشیر الدولہ —

دیانت الدولہ —

احسن الدولہ —

داروغہ عاشق علی —

یاسمن محل —

فخر محل —

بدر عالم —

معشوق محل — [illegible] لک

| نام | رقم |
|---|---|
| خاص محل | معہ لاکھ |
| دلدار محل | حہ لاکھ |
| دلدار محل | دو لاکھ |
| خورد محل | سمہ |
| سلطان محل | سمہ |
| خورشید محل | حمعہ |
| ملکہ جہان | حمعہ |
| تاج محل | لاکھ |
| مونس سلطان | حمعہ |
| اچھے صاحب مصاحب خاص محل | عہ |
| منجھو صاحب مصاحب ملکہ کشور | سہ |
| جمع | للعہ لاکھ معہ |

جب یہ صورت ہوئی آخر تنگ ہوکر اکثر مہاجن ور عایاے شہر اس ظلم وستم سے احمد اللہ شاہ کے پاس فریاد کو گئے کہ ہمپر یہ جور وظلم ہو رہا ہے اگر راہ صاف ہوتی کہین اور چلے جاتے اگر نواب سے نالش کرتے ہین جواب دیتے ہین کہ ممو خان کے کام مین مجھے کچھ دخل نہین اگر اونکے پاس جاتے ہین کوئی شنوائی نہین کرتا بجز طلب زر کے اب کہانسے روپیہ لاوین۔ پہلے تلنگون نے لوٹا اب خود سرکار لوٹتی ہے۔ فقیر نے جوابدیا کہ اگر کوئی نوکر ممو خان۔ یوسف خان کا دوڑ لاے جسکے مکان پر وہ فوراً ہمین خبر دے یہان سے تلنگے جاکر گرفتار کر لائینگے اسپر شاہ جی نے بہت پاس ہرکارے مخبری کو نوکر رکھے کہ جب کسی رعایا کے مکان پر دوڑ جاے فوراً خبر کرو چنانچہ بیس دن یا ایک مہینے تک یہی صورت رہی کہ جب کہین دوڑ جاتی تھی تلنگے پکڑ لاتے تھے اور یوسف خان خود تلنگون کو دیکھکر بھاگ جاتا تھا آخر ممو خان نے فوج سے صلاح کی کہ یہ دو عملہ اچھا نہین شاہ جی مقدمات ملکی مین دخل دیتے ہین تحصیلدار وغیرہ اپنے طور پر مقرر کرتے ہین انکے اخراج یا قتل کی تدبیر کیا چاہیے کسواسطے کہ آہی بخش اپنے منشی کو بہرام گھاٹ پر واسطے

تحصیل زرتحصول لٹھون کے روانہ کیا ہے اسواسطے تم سے صلاح کیجاتی ہے کہ تم اپنی فوج لیجاکر زندہ یا شاہ جی کا سر لاؤ چنانچہ احمد علی داروغہ حسین آباد مع اپنے کمپ اور کئی ضرب توپ لیکر گئے وہان شاہ جی اوترے ہوے تھے اونسے بھی توپین لگا دین اور حکم دیا کوئی آوے تم بھی بارواند ہند آنے دو جب افسرون نے اندر جانے کا قصد کیا شاہ جی نے روکا آٹھ گھنٹہ تک لڑائی توپ بندوق کی طرفین سے رہی کسی افسر کو حوصلہ نہ ہوا کہ انھوا غرض ۱۱ دن تک محاصرہ کر کے شاہ جی کا دانہ پانی بند کیا رسد اندر پہنچانے پاتی تھی بعد اسکے تلنگے جو محاصرہ کیے ہوے تھے افسرون سے منحرف ہو کر رات کو شاہ جی کو شیش محل دولتخانہ قدیم مین لائے دو دن تک وہان ٹھہرے پھر مورچہ متصل کربلا واقع گڈھی کنورہ اور کنوسی پر کیا ممو خان نے فوج سے کہا ہم تمھاری تنخواہ نہ دینگے یہ تمنے بہت برا کیا اسپر تھوڑے سے تلنگے اور سوارون نے نوکری چھوڑ دی اور شاہ جی کو وہان سے چکر والی کوٹھی مین لے گئے شاہ جی کا ارادہ فیض آباد جانے کا ہوا



## تقرر تحصیلدار و عمال ملک فرخ آباد پر

ایک دن شورہ خاص ہوا سب اہلکار جمع ہو کر کہنے لگے برجیس قدر بادشاہ ہین اور تفضل حسینخان نواب فرخ آباد مر گئے ہے رانا راو بھی مارا گیا کانپور فرخ آباد اس ملک اودھ مین شامل تھا وہان کسی تحصیلدار کو بھیجنا چاہیے اگر وہ از خود مدین قتل و قمع کر کے لینا چاہیے چنانچہ خانعلیخان تحصیلدار نظامت تجویز ہوے اور ایک کمپ کامل مع پانچ ضرب توپ اونکے ساتھ ہوا ۱۴ پارچہ کا خلعت پاکے روانہ ہوے اونکے ساتھ دس ہاتھی ۴۰ اونٹ دس چھکڑے ایک خیمہ دو چوبدار دس چپراسی مقرر ہوے جب وہ سانڈی پہونچے راجہ ہردیو بخش تعلقدار کتاری کو طلب کیا وہ ابتدا سے بلوے سے شریک نہ ہو راحت صاحبان عالیشان ہر امر مین رہتے تھے اور احوال لکھنؤ کا معرفت اپنے وکیل کے مفصل معلوم کرتے رہے تھے خان مذکور نے سرکار مین عرض کیا کہ یہ تعلقدار انگریزون سے ملا ہے اور بہت سی میم و انگریز فرخ آباد کو موضع گھسورہ اپنے دہبہ زمینداری مین چھپائے ہین اونکی حفاظت کو شیو سنگہ لالتا بخش اپنے چچا کو مقرر

کیا ہے اور ہر طرح سے انکا مددگار ہے اور تمام مال و اسباب انگریزون کا اپنی حفاظت مین رکھا ہے اونکا وکیل قدیم لکھنؤ سے سارا احوال مشرو حاً ہردیو بخش کو لکھتا رہتا ہے فدویکو ایسے آدمیون کے نزدیک رہنا خالی از نقصان نہین لہذا اوسکا وکیل گرفتار کیا جاوے اور اوسکا تدارک واجب اور لازم ہے اور قصد خانہ زاد کا پہلے اوسکے قتل و قمع کا ہے بعد اسکے قدم آگے رکھونگا یہانسے حکم ہوا بہتر چنانچہ جب فوج تعلقدار ندکور پر گئی اوتھون نے لڑنا مناسب نجانا کچھہ روپیہ خانخانان اور محمد مرزا چکلہ دار سانڈی کو نذرانہ دیکر رفع شر کیا۔

## تسلط و استقرار میر محمد حسنخان ناظم غصبی گورکھپور اور اونکی شکست

میر محمد حسنخان ناظم گونڈہ و بہرائچ زمان تباہی کو تسلط و استقرار گورکھپور پر محض یاوری اقبال سے ہوا مگر افسوس یہ ہے کہ وہ اپنی قدر و منزلت نسمجھے اور نہ انجام کار کا خیال کیا اونکی خود پسندی نے اونھین خراب کیا اصل صورت یہ ہوئی کہ جب لکھنؤ مین ہنگامۂ فساد و پھانسی اور اہتمام و انتظام مفسدین اور تحقیقات ہر بانی مبانی مبد فساد اوصاحب اور اولی العزم کے شروع ہوئے میر مذکور خائف و ترسان ہوکر لکھنؤ سے باہر نکلے کہ مبادا کوئی مجھے بھی جاسوس سرکار مین کسی حیلے سے گرفتار کروادے لہذا مناسب وقت ہجرت بہتر ہے چنانچہ جب نانپارے پہنچے وہان اپنی اولی العزمی اور چالاکی سے مہاجنون سے ازراہ معاملہ پانچھ دھمکا کر روپیے لیکر کئی سو سپاہی نوکر رکھکر گورکھپور کا میدان خالی دیکھکر چلے اور وہانکی رعایا ہمیشہ سے غریب اور کمزور رہی ہے اور جب سے عملداری سرکار ہوئی ہے کئی پشت سے ہتھیار حرب کے نام بھی بھول گئے ہین بلکہ یہان کا دستور یہ ہے کہ جتنے آلات غلہ برائی کاشتکاری کے ہین ونکو کام کرکے شام کو شمار کرکے سپرد تھانہ کر دیتے ہین غرض پہلے ناظم ڈک ڈروی اپنی گاؤن مین کنار دریا جاکر رہے اتفاقاً جب بول کی پلٹن نے فیض آباد مین بلوا کیا تھا کرنل لی ننہہ صاحب مع بیبی اپنی حاکیم اور تین بچون خورد سال مع ایک خدمتگار کسی حکمت سے بد معاشون سے بسلامت پار دریا گئے اور اوسکے کھیت مین چھپکر بیٹھے تھے سبحانخان نامے بکہ سلہ بندی ملازم ناظم اودھر سے گذرا چاہتا تھا صاحب کو تنہہ مارے اسواسطے کہ سرکار

سے موافق اشتہار کے انعام پائے گا ناگاہ میر علی حسین داروغہ اور میر احمد علی ماموں میر مہدی حسین خان ناظم
یہ ماجرا دیکھ کر ناظم سے بیان کیا وہ ایک بات [illegible] سنتے ہی حکم کیا اوس بلیہ کو جلد
میرے پاس پکڑ لاؤ اور صاحب کو اپنے ساتھ لے آؤ اون دونو نے سبحان خان کو بہت سخت
سست کہہ کر وہان سے ہٹایا صاحب سے کہا آپ کو ناظم بلاتے ہین ہمارے ساتھ چلیے صاحب سمجھے
کہ کوئی نواب ہے جسنے ہمین بلایا ہے غالب ہے کہ وہ اپنی ناموری سمجھکر ہمین قتل کریگا غرض صاحب
ناظم کے پاس آئے میم اور بچون کو علیحدہ چھوڑا اتفاقاً صاحب نے دیکھا کہ ناظم اور میر مہدی حسین خان
دونو بیٹھے ہوے ایک تلوار کو تھوڑا میان سے کھینچکر دیکھ رہے ہین اوسوقت زیادہ یقین قتل
ہوگیا جب قریب آئے اپنے ہاتھ باندھ بہت خوف سے کہا ہمارے واسطے کیا آپنے حکم دیا ہے ناظم
نے کرسی منگوائی کہا آپ بیٹھیے اور اوس تلوار کو صاحب کے ہاتھ مین دے کر کہا ہم چاہتے ہین کہ
اس تلوار ولایتی کو تھوڑا اوتروا ڈالین آپکے نزدیک کیا مناسب ہے صاحب نے کہا ہماری ولایت
مین اسکی قیمت سات سو روپیہ سے کم نہین ہے اگر اوتاری جائیگی بالکل خراب ہو جائیگی ناظم
نے تلوار کو اپنے گھر بھیجدیا صاحب کے جان مین جان آئی بعد اسکے ناظم نے ایک پیالے مین [illegible]
اور دودھ جو اوسوقت طیار تھا منگوا کر صاحب کو دیا اور میم کو بھی بھیجا صاحب نے کہا یہ ہم بڈھونکی
کھانیکی چیز ہے بعد اسکے ناظم نے صاحب سے کہا آپ ہمارے پاس باطمینان تمام رہیے کسیطرحکا
اندیشہ نہ کیجیے ایک مکان خاص رہنے کو دیا اور کپڑے ہندوستانی زنانے مردانے بھجوا دیے
اور جتنا سامان مہمانی ممکن تھا سبکا مہیا کر دیا فی الجملہ تسکین خاطر صاحب ہوئی مگر باطن مین خائف و ترسان
بھی رہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بعد سات دن کے زمیندار و تعلقدار گرد و پیش نے ایک ہنگامہ
برپا کیا کہ ناظم نے انگریزون کو چھپایا ہے اور اونسے موافقت رکھتا ہے ناظم نے ازراہ عاقبت اندیشی
لوگون کے رفع الزام کے واسطے رات کو ایک شخص کو میم صاحبہ کے کپڑے دوسرے کو صاحب کے
پہنا کر اپنے گھر سے نکالدیا اور پکار کر کہا کہ مجھپر سبکو شبہہ و الزام تھا سبکے سامنے صاحب و میم
کو اپنے گھر سے نکالدیا جہان چاہین چلے جائین اب کوئی مجھپر اتہام نکرے تھوڑی دور جاکر وہ دونو شخص کپڑے
انگریزی اوتار کر چلے آئے اوسکے بعد ناظم نے صاحب سے کہا کہ آپ جہان فرمائین ہم آپ کو بسلامت پہونچا دین
صاحب نے کہا ہماری ایک چٹھی اعظم گڈھ دوسری گورکھپور بھجوائیے جب اونکا جواب آئیگا

ہم تمسے کہینگے چنانچہ جب جواب باثواب آیا ناظم نے پالکیون مین سوار کرا اپنے سپاہیونکی حفاظت مین قریب اعظم گڈہ پہونچا دیا وہان سے بسلامت اعظم گڈہ پہونچکر چٹھی شکریہ ناظم کو بھیجی اور پانچ ہزار روپیہ انعام۔ ناظم نے وہ پانچ ہزار روپیہ پھیر دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمین اس روپیے کی کچھہ احتیاج نہین۔

جب اس کیفیت خاص اور ناظم کی جانفشانی سے برڈ صاحب ڈپٹی کمشنر گورکھپور مطلع ہوے انھون نے کہلا بھیجا کہ سات لاکھہ روپیہ ہمارے خزانے مین موجود ہے تم یہان چلے آؤ اوسے لیکر سارے علاقے مین اپنا بندوبست کر لو۔

بہرحال سرکار تمسے مطمئن ہے انکو اس ثروت ناپایدار بے ثبات دنیا کا ایک نشہ بفروغ ہو گیا تھا اوسکا جواب کچھہ بے اعتنائی سے لکھہ بھیجا اوس وقت صاحب کو انسے ایک خدشہ پیدا ہوا کہ شاید یہ ہمسے صاف نہین جب ناظم نے ۵ ہزار سپاہ کی جمعیت سے گورکھپور کو کوچ کیا خلیل آباد دو کوس وہان سے ہے پہونچے برڈ صاحب مضطرب ہو کر ۲ ہزار فوج اور کرانچی خزانہ لیکر راہی اعظم گڈہ ہوے راہ مین مقابلہ ہوا فوج ناظم غالب آئی برڈ صاحب خزانہ چھوڑ ۲ کوس لشکر سے ہٹ کر جا پڑے سپاہ کم حوصلہ ناظم خزانہ کی کرانچیون پر گری کہ پہلے اس روپیے کو غازی مردون پر تقسیم کر لین کہ یہ حق غازیان ہے اور دشمن کمین سے مطمئن ہو گئے صاحب نے انکی خبر غفلت سن ایک آن واحد مین آ پڑے بڑا کشت و خون ہوا ۱۰ سو سپاہی ناظم مارے گئے صاحب مع خزانہ اور نعش مقتولین لیکر چلے گئے۔ ناظم یکہ سوار فوج انگریزی مین گھر گئے کسیطرف راہ گریز گاہ نپائی فوج انگریزی نے انھین مطلق نہ پہچانا ورنہ اوسیوقت انکا کام تمام تھا۔ غرض جب فوج انگریزی خزانہ لیکر اپنے لشکر مین آئی ناظم بہزار خرابی اپنی فوج کندائی سے آ کر ملے۔

جب وہان سے گورکھپور مین آئے یہان میدان خالی ہو گیا تھا رعایا غریب تھی انھون نے اپنا بندوبست کیا جیلخانے کے بندہوون کو چھوڑ دیا۔ اونکے پانون کی بیڑیان کٹوا دین اونھون نے کہا ہم سب آپکے پسینے پر اپنا لہو گرائینگے اونمین سے اکثر کسبی تھے سیکڑون قالین غالیچے سوتی اونی بنتے تھے جو شخص جس کام کو جانتا تھا اوسی پر مامور ہوا جیلخانے مین میگزین رکھا مجموع ۸ یا ۱۰ توپین ہو گئی تھین اور ۵ ۲ ہزار بندوقچی نوکر رکھے اور کئی سو سوار ۲ ۲ ہزار روپیہ یومیہ

چنہہ سپاہ وخیرات وغیرہ پر تقسیم کیا جاتا تھا شیشہ آلات ظروف چینی - چاے پانی اور کھانے
کے فرش قالین اسباب چوبی نہرا - ہاکسب اگر نیہ می جو ہر صاحب کی کوٹھی مین تھا چھکڑون پر
بار کرکے فیض آباد بھیجا اوسمین سے کچھ ناظم کے گھر گیا - راجہ مانسنگہ لوٹ کر اپنے گھر لے گئے باقی
جتنا اسباب تھا سب اٹھا گیا بعد رفع فساد بھی اسقدر اسباب کا کہین نشان بھی نہ پایا معلوم نہین
کہان گیا کسکے پاس گیا رعیت کچھی تھی سب نے روپیہ تحصیل بے منت دیا جب ناظم نے
عرضی سرکار برجیسی مین بھیجی خلعت سرفرازی مع خطاب مقرب الدولہ عنایت ہوا سیکڑون
شرفا محتاجین لکھنو نا درست جا پہونچے ہر ایک کو خدمت دی حضرات مغلیہ مغلوک کالی
لمبی ٹوپی سر پر رکھے ولائتی کمر مین باندھے جا دیکھے یہ فرقہ خاص خدا سے ایسا ڈرنا چاہتا تھا
موافق دستور ولایت جو کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند - ناظم نے انھین بہت عزت سے
نسبت ہندوستانیون کے رکھا حالانکہ مقدمہ معرکہ بکسر نواب شجاع الدولہ بھی مشہور و معروف تھا
اور طیاری میگزین و قاعدہ و درستی کی ہونے لگی نہرا - نامزد ولی روٹی ہوئی اب ناظم کا
نشہ اقبال حد سے زیادہ خلل دماغ سے بڑھا اور اپنی صحبت مین اکثر کہتے تھے کہ صاحب شمشیر اپنی
قوت بازو سے صاحب تخت و تاج ہوگئے ہین خدا نے حالت یاس مین ہمارے واسطے ایسی صورت
نکالی ہے ہم اس عرصے مین متواتر چاہا کہ وکیل مہاراجہ سر جنگ بہادر وزیر اعظم و سپہ سالار ملک
نیپال سے کوئی صورت موافقت نکلے مگر نہ ہوئی -
اب اودھی یاوری اقبال نے صورت ادبار پیدا کی کہ فوج باغی اور جتنے فرقہ سپاہ نو ملازم
تھے سب نے باتفاق رعایاے غریب مظلوم پر دست تعدی دراز کیا آخر غربا نے حالت یاس
مین رجوع حاکم منتقم حقیقی ست کی - ہر چند ناظم نے اسکا بندوبست جتنا ممکن تھا کیا ایا کے تستا
جب ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر بہرائچ نے یہ حال دیکھا اور راجہ درگبجے سنگہ بلرام پور کی حمایت
سے فوج باغی کے ہاتھ سے مع چند صاحب نجات پاکر بانسی گئے ۲ ۳ - کوس گورکھپور سے اور
مہینے بھر تک مہمان راجہ رہے بہت احسانمند ہوے ازانجملہ ایک خیرخواہی ونمکحلالی راجہ کی
یہ تھی کہ مدت بلوے مین کاغذ نوٹ خرید کرکے بابت زر اقساط سرکار الہ آباد بھیجا کیے اس حجت
سے زیادہ تر وثوق اور مقبولی اور معززین سرکار نمبر اول مین ہوے اور بظاہر شرائط فوج

باغی کو بلطائف الحیل ٹال دیا اور جب کوئی راجہ طعنہ زن ہوتا تھا کہ تم رعایاے شاہی تھے
مثل اورون کے شریک حال نہوے جواب شافی دیا کہ بادشاہ جسکے ہم ماتحت تھے اونسے ابتدائے
عملداری انگریزی مین ہمین سپرد سرکار گورنمنٹ کرکے حکم قطعی دیا کہ زنہار سرکار غیر سمجھکر کسی
طرح کی بغاوت نکرنا پس ہمنے سرکارین کی فرمانبرداری کی اسکا حال گبنس صاحب نے اپنی
کتاب مین مفصل لکھا ہے مگر وکیل راجہ بھی دربار برجیسی مین دریافت حال کو حاضر رہتا تھا۔
خلاصہ جب گورکھپور مین یہ ظلم رعایاے غریب پر ہوا اور اسکی داد وبیداد راجہ نیپال تک پہونچی
مہاراجہ جنگ بہادر مختار کار سپہ سالار سے صورت استعانت قرار پائی وجہ اسکی یہ ہوئی کہ مہاراج
جنگ بہادر کئی برس اسکے پیشتر لندن جاکر وہانکے دستور سلطنت سے خوب واقف تھے اور
مہمان معزز جانکر سرکار سے بہت عزت و توقیر ہوئی تھی انکے جانے کی کیفیت اکثر اخبار کالکتہ
مین چھپی ہے غرض وہ کمپ ملنگہ مع توپخانہ لیکر شریک حال سرکار دولتمدار ہوے اور
عہد وپیمان حدود وڈانڈہ ملک اودہ مع نقد وجنس لوٹ وغیرہ سرکار سے اونکا مقرر
ہوچکا تھا چنانچہ وینگفیلڈ صاحب کمشنر بہرایچ اور برڈ صاحب کلکٹر گورکھپور کہ پیشتر سے پانچ افسر
جان نثار مہاراجہ بلرامپور مع دو سو جوانمردان دلسوز ونہایت جری وسرفروش اونکی
محافظت کو اور ہر طرح مدد دہی کو ہر وقت وبہر حال اونکے شریک کوشش وہمراہ تھے
مع کمپ بہادر راجہ جنگ بہادر گورکھپور سے مقابلہ واستیصال فوج باغی شروع کیا بہر کیف
جب ناظم کی فوج کندائی سے مقابلہ ہوا کئی جگہہ تھوڑا بہت حرکت مذبوحی سے لڑے پھر بھاگے
ناظم قلعے مین آئے وہان بھی نہ ٹھہر سکے ہر چند اوسے کچھہ درست کیا تھا بس ایک طلاطم حشر
برپا ہوا جتنے ملازم تھے سب لوٹ پر جھکے ناظم ہاتھی پر سوار دریا کے پار اوترے کنارہ دریا تک
فوج جنگ بہادر پیچھا کرتی چلی آئی اور شہر کی رعایا جو ظالمون کے ہاتھہ سے جلی ہوئی تھی
اپنے کوٹھون سے پتھر مارتی تھی ان سب کے حواس کھو دیے تھے بھاگنا مشکل پڑا تھا ہزارون
دریا مین ڈوب کر مرگئے سیکڑون اس کثرت سے کشتیون پر سوار ہوے کہ سب کو لے ڈوبے۔
ہزارون روپے کا مال ذاتی ہر شخص کا جو لکھنؤ سے لے گئے تھے چھکڑے اونٹ پر بار رہ گیا تھا
جہان تھا وہین رہا دونون طرف ایسا گرہ شور کا ستھراؤ ہو گیا تھا نہ سیکڑون تھے دن جان بچا کر فیض آباد

دوگوش ویک بیتی سے پہونچا راہ مین زمینداروں نے شکار کیا ناظم ڈاک ڈوتے مین آئے
وہان بھی نہ ٹھہر سکے ٹانڈے آئے۔

جب یہ خبر شکست سرکار مین پہونچی نادر مرزا وثیقہ دار سرکار دولتمدار بجہت امیر دوست علی بیگ کے بھائی ناظم چار پلٹن تلنگہ جنگی ایک رسالہ توپخانہ مع راجہ مانسنگہ بہادر اپنی کمک کو لیکر روانہ ہوئے کہ فیض آباد سے سامان جنگ درست کرکے استیصال فوج انگریزی و نیپال کرینگے وہان راجہ کے ورغلانے سے فوج نے تنخواہ مانگی گھیر لیا کئی دن تک ناظم گرفتار ومقید رہے آخر بہزار خرابی کچھ لیے دیے کر صورت معاملہ ٹھہری اور طیاری امروز فردا مین رہی جبتک کہ کام تمام ہو گیا جنگیلون نے سیدہا راستہ اپنے گھر کا لیا ناظم مع نادر مرزا خستہ حال جناب عالیہ بونڈی مین جا کر ہوئے جب یہان بھی شکست ہوئی سب کے ساتھ پہاڑ کی طرف بھاگے جب کوئی صورت نہ بن پڑی اور سرکار سے مطلق امان بخشی ہوئی اوسوقت مفرورین مایوس ہوکر دخیل امان سرکار ہوئے اوسوقت میر محمد حسینخان ناظم میر دوست علی بھی حاضر ہوئے اپنی خیرخواہی کرنل صاحب مذکور بیان کی۔ کلکتے سے اونکی چٹھی بھی آئی بعد تحقیقات کے کئی مہینے روبکاری بعد لکھنؤ سے نجات پاکر روانہ ہوئے ہرچند حکام اودھ سے انکی رہائی بہت دشوار تھی مگر اوسیقدر نیکی انکے کام آئی ورنہ پھانسی سے ہرگز نہ بچتے یا اور کوئی صورت جلاے وطن کی ہوتی کرنل صاحب سینہ سپر ہوئے اور نواب گورنر جنرل کو اونکے باب مین بہت کچھ لکھا۔

میر محمد حسینخان کے واسطے اوس جلدوے حسن سلوک کے دو سو روپیہ ماہواری کا پنشن مقرر ہوا مگر حاکم محکم یہ بھی ہوا کہ مع میر محمد حسینخان جا کر اپنے وطن مین رہو کہین اور نجانا۔

نادر مرزا کیواسطے حکمنامہ طلبی گیا جب نہ آئے وثیقہ دائمی ضبط سرکار ہوا پھر آئے درخواست وثیقہ کی روبکاری کلکتہ مین ہوئی۔ استحقاق وثیقہ ثابت مگر انکی بیجرمی نہین ثابت۔ نادر مرزا کی تقریر تھی کہ انگریزون کی جان یا خطا توستا [illegible] شش بی ... مگر اون ہندوستانیونکی جان بخشی ہرگز نکرونگا جو کسیطرح انگریزون کی سازش مین مشتبہ بھی ہونگے لہذا پھر نہ لا آخر نوبت بولایت پہونچی وہان سے بھی وہی صورت خاص ہوئی مایوس ہوکر رامپور گئے نواب نے کئی تک

انکی خدمت کی بہت عزت سے رہے جب رخصت دیکر لکھنؤ آئے انتقال کیا انکی بہنین ناکتخدا
جوان ہوگئی تھین اونھون نے دعوے کیا انگریزی سرکار نے التفات بھی کیا مگر نادر مرزا
نے لکھدیا کہ یہ ہمسے باقی تھین اونکا حصہ بھی اجرا نہوا ضبط رہا۔

## دہاوہ عالم باغ

ارکان دولت اور افسران فوج باغی نے کورٹ کیا کہ کل دہادہ کرکے عالم باغ کو لے لو
ہندو مسلمان نے قرآن شریف اور گنگا اوٹھائی صبح کو نواب میان احمد علی بڑے تجمل سے مع
اپنی جان نثار و سرفروش ناکہ کربلا سے ہاتھی پر سوار جالال پو نیر و پوار کربلا پھونچے وہانسے نالکی
پر سوار ہوے گرد حلقہ جان نثاران تھا توپ کے مورچے پر پھونچے خوشامد کرنے والون نے
تعریف بہادری کی شروع کی اور ہر قدم پر زیادہ الفاظ خوشامد کہتے جاتے تھے اور پیشقدمی کو
روکتے تھے کہ ہم آگے بڑھنے نہ دینگے ہم جان نثارون کا حضور تماشا سرفروشی کا دیکھین اور یاں پر
اپنا بچاو منظور تھا کہ ہم نشانہ گلہ نہ ہو جائین۔

غرض جب ادہر سے صف سپاہ آراستہ ہوکر مقابل عالم باغ کھڑی ہوئی اودہر سے ایک کمپنی
دو توپ چند سوار باہر نکلے طرفین سے کئی دقیقہ تک گولی گولہ چلنا رہا جب ادہر سے سوارون
نے دہاوا کیا کئی سوار گر پڑے اودہر کے سوار بڑھے ادہر کے بھاگے توپ بھی بند ہوگئی انکے افسر
خس کی پنس مین سوار کربلا کے دروازے تک آئے پھر وہان سے ہاتھی پر سوار ہوکر دولتسرا کے
پھونچے۔ تلنگے سوار جو سیدان سے پھرا اہلکارون کو نام بنام گالیان دیتے ہوے اپنے پڑاؤ پر
پھونچے نواب معین الدولہ بھی مع جماعت مومنین احاطہ کربلا مین سبیل پر بیٹھے رہے عجب زبان نہرد
پھرے نواب کو اپنی حاضری دے کر گھر گئے ہزارون خوانچہ والے ماکولات تر و خشک لیے بلکہ
برف والے بھی ہانڈی برف کی لیے مورچے پر پکارتے پھرتے تھے یہ حال دیکھ کر تلنگے تعجب
کرتے تھے کہ ہم دلّی سے تمیرے فاقے سے نکلے چھٹانک بھر آٹا میسر نہوا یہان ہر مورچے پر بازار لگا رہتا ہے
خدایار خان خیر خواہ سرکار انگریزی میر واجد علی کے پاس نوکر تھا اونھون نے میسہ اور
صاحبونکی خدمت کو مقرر کردیا تھا اور سنے فوج باغی کے ہ۔ سو جوڑہ جوتہ نو لایا جب بھاگی تھی

اور اونکا نیلام کیا پھر اونھین نے مول لے لیا

دوسرے وہ وقت مین جب فوج باغی اپنا ہو کر دلی خدایار خان نے ناکہ کربلا پر سبیل شربت
کی رکھی تھی جو بھاگ کر پہونچا خوب شربت پلا کر اپنے پڑاو پر گیا اوسکی ہمت پر بہت تعجب ہوتا
تھا اور تعریف کرتا تھا یہ جواب دیتا تھا یہ ہماری جوتیون کا صدقہ ہے یعنے جب انہی نیلام کیا ہی

جب صاحبان عالیشان کا قیام مستقل عالم باغ مین دیکھا اور سنا اور ابھی کئی مرتبہ
پیش نا ہیئے اہالیان سرکار کو یہ خیال ہوا کہ مبادا صاحبان عالیشان اسطرف کے آنے کا
قصد کرین لہذا مناسب ہے کہ قیصر باغ سے کوٹھی جرنل مارٹن اور کربلا سے تال کٹورے کے
پل تک جسمین خندق اور کوچہ بندی ہو جاوے تو بہتر ہے اور دروازون پر برج بنین اور
جو مکان حائل ہون اونھین رمنہ کرین میر عابد متوسل ممو خان اوستاد اونکے لڑکون کے اونکو
کام داروغگی سپرد ہوئی تعمیل بھی ہوئی تھی وہ میر عمارت اس سب کے ہوے چنانچہ ایک
خندق چھتر منزل کی کوٹھی سے ظہور بخش کی کوٹھی تک دوسری جو لکھی ہے روشن علیخان
کے مکان تک تیسری نگھی خانے سے ظہور بخش تک جانب شرق قیصر باغ سے سڑک خاص بازار
تک چوتھی دروازہ کوٹھی قیصر پسند جانب مغرب ایک واسطے سرنگ کاٹنے کوٹھی منگل سینا
کے نیچے بصلاح پامن سالی پرس منیر بس یعنے پہیر کہ اگر سرنگ بھی آوے تو آنے نپاوے اور
درگا سنگھ کمتیان اس پلٹن نے بھی سرنگ مخفی بھی نکالی تھین کہ جب کوئی انگریز مع فوج آوے
اور اڑا دیا جاوے اپنے نزدیک یہ گویا سد سکندری بنوائی تھین حالانکہ ہزارہا روپیہ انمین صرف
ہوا اور اس سے کچھ نہو سکا۔

## تفصیل سرنگ

۱۔ سرنگ جانب دروازہ چینی بازار۔

۲۔ زیر دروازہ کوٹھی تارے والی۔

۳۔ طرف مکان بشیر الدولہ۔

۴۔ جانب دروازہ لال بارہ دری۔

۵۔ جانب دروازہ تاج بیگم

۶- جانب مکان انجم الدولہ-

۷- جانب مکان روشن علیخان-

۸- طرف دروازہ رکاب گنج-

۹- طرف پل آہنی-

۱۰- طرف پل پختہ-

۱۱- عقب بیلی گارد سرنگ کھودی پھر اوسے پاٹ دیا-

غرض یہ سرنگین مع باروت طیار ہوچکین حکم ہوا جہان جسکا پہرہ ہے وہان خندق دمدمہ برج رندوسے کر طیار ہون اور سکار دیہ سرکار سے ملے گا چنانچہ پلٹن کے کپتان نے تعمیل حکم کیا افسر اور تلنگے یہ لاف زنی کرنے لگے کہ اب فقط پانسو گورہ عالم باغ مین ہے ہمارا کیا کرسکتا ہے اگر پانچ لاکھ آوے اوس سے بھی کچھ نہو سکے گا- ایسے دمدمہ وغیرہ طیار ہوگئے ہین اور اس طیاری مین معرفت میر عابد علی ایک لاکھ ستر ہزار اور چالیس ہزار معرفت رسالہ دار اور کپتان نو ملازم خرچ ہوا اسمین بھی خوب خرد برد ہوئی-

لطیفہ یہ ہے کہ ایک سپاہی پلٹن پول نے اظہار کیا کہ مین ہنومان ہون عالم باغ کو فتح کرونگا اوسنے اپنا نام بجرنگ بلی مشہور کیا کہنے لگا مہابیر نے مجھے خواب مین کہا ہے کہ توہی سب گورون کو مارے گا اور جبس قدر جہان ہے وہان درخت پر ایک جھنڈی لگا دے گورے کبھی وہان نہ آئینگے غرض اوسنے دردار کا اس کے باغ مین مقام کیا اوسکی سواری بڑی دہوم سے نکلنے لگی- ایک دن اوسنے ہر پلٹن سے ایک ایک کمپنی لے کر دہاوا کیا اتفاقا عالم باغ کے دروازے پر پہونچکر زخمی ہوا تلنگے سرکار مین روتے آئے کہ ہنومان جی عالم باغ مین پہونچ گئے گورون نے مار لیا اوسکی ٹوپی اوس جھنڈی پر رکھدی آخر معلوم ہوا وہ گوئندہ تھا اس فریب سے جھنڈی نشانہ بم کے گولے کے واسطے لگادی تھی فی التحقیقت اوسی مقام پر گولے برستے تھے-

اسیطرح ارکان دولت نے کسی پنڈت بنارس کے نوکر رکھے اونھین قیصر باغ کے مقام فرح بخش کے پیچھے ایک مکان رہنے کو دیا جہان وہ اپنا حساب کیا کرتے تھے اونھون نے بھی ایک

جھنڈی ایک تعویذ باندھ کر لٹکائی تھی اوسی نشانے پر گولے آتے تھے آخر اوس جھنڈی کو وہان سے اوتار لیا وہ بھی درحقیقت گوئندے کامل تھے مگر یہان اسپر بھی کسیکے کچھ خیال نکیا ایک دن ہرکارہ خبر لایا کہ فوج فرخ آباد کی بھاگ گئی اور فیروزشاہ بخت خان رسالدار بھی مع فوج کمپ بھاگا فتح علی کے تالاب پر پھونچا ہے ممو خان اور جناب عالیہ نے میر مہدی داروغہ اخبار ملکی کو بلا کر کہا کہ کمپ بخت خان ایسا قریب پھونچا تمنے خبر نکی ہم کیا جانین کہ یہ فوج غنیم ہے یا ہمارے شریک ہونے کو آیا ہے ایسی غفلت اچھی نہین ہزار ہا روپیہ اخبار پر کیون خرچ ہوتا ہے پھر افسرونکو بلوا کر کورٹ کیا بموجب تجویز ومشورہ بخت خان کو حکم ہوا کہ تم شہر مین نا آؤ وہین ٹھہرو تمھارے حق مین بہتر ہے مگر وہ کب سنتا تھا اپنا کمپ لیے چلا آیا نشہ غرور مین مست ہو رہا تھا اوسکے کمپ مین ۵۔ ہزار تلنگے ۵ ضرب توپ ایک ہوٹ ۴۔ چوبیس نپی میگزین ۰۔ ۵۔ ہاتھی ۳۔ سو عورات اشراف رعایا سے دلی و فرخ آباد اسیر تھین جنہین سے بہت سی اوسنے بیاہ ڈالی تھین بعد تین دن کے جناب عالیہ نے بخت خان کو بلوایا شل اور افسرون کے اوس سے قسم لی فرمایا ۷۔ روپے مہینا تا فتح عالم باغ تمھین ملے گا اور بعد فتح ۱۲۔ اوسنے قبول نکیا جواب دیا کہ ہم موافق دلی کے تنخواہ لین گے اور اگر نوکر نرہین گے شہر کو لوٹ لینگے کئی دن تک اسکا جھگڑا رہا آخر جناب عالیہ نے فرمایا تمنے دلی مین کیا کیا جو یہان کروگے بلکہ یہان بھی تمھاری جہت سے فوج بیدل ہو کر تمھارے پیچھے بھاگے گی۔ اسکا پھر کورٹ ہوا افسرون نے بھی وہی تجویز کیا مگر جب شہر کی لوٹ کو سنا سب دم کھا رہے غرض دوشالہ رومال کا خلعت ۵۔ ہزار دعوت کے ملے انکا مورچہ قلعہ جلال آباد پر ہوا اس عرصے مین دو سو رانگڑ بخت خان سے خفا ہو کر مع دو ضرب توپ علیحدہ ہو کر حکیر والی کوٹھی مین جا کر اوترے اور کہا ہم اسکی اطاعت نکرینگے اور نہ سرکار کی نوکری بلکہ چلے جاوینگے۔

## دہاوہ جنرل اوٹرم صاحب عالم باغ سے

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب نے عالم باغ سے دہاوا کیا کپتان امراؤ سنگھ اور افسر دل کی پلٹن کے مورچے جو متصل کانون بھدرک زیر قلعہ جلال آباد تھے اونکی توپ سے گئے فوج مین طلاطم

پڑا بہت سے بھاگ کر شہر میں آئے اونکی بے طرفی کا حکم ہوا اور انکے عوض اور بھرتی ہوئے
اس عرصے میں اور پلٹنوں کے تلنگے اور مظفر علیخان ہاتھی پر سوار ہو کر گئے جناب یہ پھوہڑپن
گوروں نے توپیں چھین کر عالم باغ میں بھیج چکے تھے۔

پھر گورے قریب مسجد دویہ بھدرک نظر آئے اور قریب ۵ ہزار کے فوج ایدھر کی سب جمع تھی
اونکے دیکھتے ہی ان سبکی روح قبض ہوئی بھاگے جنرل بہادر نے محمد باغ میں آکر دم لیا
وہاں سے گھر چلے آئے اوسکے چوتھے دن پھر گورسٹ ہوا قسم ہوئی ممو خان بھی
فوج کے ساتھ دھاوے کو چلے پہلے محمد حسین کمیدان پلٹن جعفری کے سر کا بھیجا اڑ گیا خون
ناحق ممو خان پر ہوا بس یہ دیکھتے ہی تلنگے بندوق جوتیاں چھوڑ کے بھاگے یہی صورت
تینوں طرف کے دھاوے کی ہوئی کہ گراب اور بم کے گولے سے کوئی نہ ٹھہر سکا دو سو تلنگے مارے
اس سے زیادہ زخمی ہوئے۔

جنرل اوٹرم صاحب نے پھر دھاوا کیا طرفین سے بندوق چلی ۵۰ آدمی مارے گئے فوج بھاگ
بھاگی بخت خان جا کر ایک غار میں چھپ رہا ایک ہوٹ ۴۲ پنی ایک توپ ایک چھوٹا
گروہ گوروں نے چھین لے گئے یہاں طلاطم ہو گیا کہ گورے آتے ہیں جس طرح بنے گا عورات ہو سکے
نام سے ڈراتی ہیں۔ جناب عالیہ نے جرنل بہادر سے کہا تم یہاں کیا کرتے ہو گورے آ پہنچے ابھی
تم جاؤ عرض کیا بہت خوب مگر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے یہ سب احوال اگرچہ سراسر پوچ ہے مگر
فقط سلسلہ کتاب کی جہت سے لکھا گیا بطور روزنامچہ کے یہ کیسی لڑائی اور لڑنے والے کیسے
اور کیسے حاکم وقت جمع ہوئے ہیں کچھ خیال میں نہیں آتا۔ کئی مہینے تک روز نئے عذر پیش
ہوئے اور امتحان لڑنے والوں کا متواتر ہوا اور کچھ نہ سمجھے۔

پھر خبر آئی بخت خان مارا گیا دوبارہ پھر خبر ہوئی زندہ ہے مگر توپوں کے چھنجانے سے اپنا گلا
کاٹے ڈالتا ہے ممو خان نے وزیر خان اپنے سالے اور امداد حسینخان داماد کو بھیجا جب اوس
کمبخت کو لے آئے جناب عالیہ نے فرمایا تم خوب لڑے اپنی توپوں کا رنج نکرو میں تمکو اور دونگی
اونے کہا دل کی حسرت دل میں رہی اگر مجھے توپیں ملیں میں ابھی عالم باغ خالی کروالوں
اوسوقت حمقا اور خوشامد خوروں نے کہا کہ غفلت سے توپیں گئیں۔ پھر ممو خان نے پلٹن والونسے

تھوہین دینے کو کہا کسی نے ندین۔

ایک دن پرچہ اخبار ملکی آیا کہ تمام زمیندار گرد و پیش عالم باغ یا قریب کانپور کے سب انگریزون سے مل گئے ہین اونکے پاس حاضر رہتے ہین اوسوقت سبکو تردد ہوا چھر یہ صلاح ٹھہری کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ سب زمیندار گرد و پیش کے اون سے ناموافق ہوجاءین اسمین تدبیر یہ ہے کہ جو قیدی بعلت گوئندہ گری سا کنان نواح عالم باغ گرفتار ہین اونھین چھوڑ دو کہ اگر انگریز دیکھین گے وہ زمینداروں سے کھٹاس جاینگے اور اگر زمیندار دیکھین گے وہ باطنین ناخوش ہو کر وقت اپنا پا کر بھاگ جائین گے۔

## ابلاغ حکم واسطے زمینداران اطراف عالم باغ بنی بنتھرہ رسول آباد وغیرہ

عرضیان تمھاری ملاحظے مین گذرین جو تمنے اطاعت و فرمانبرداری اور شراکت کفاران فرنگ کیو اسطے جانبری کی مصلحتاً کی ہے اور وقت مقابلہ سرکار کے بہت خیر خواہی کرو گے جب حضور سے یہ لڑنا شروع کرینگے پیچھا کر کے سبکو قتل کر کے حاضر حضور ہو گے اسبات کو دریافت کر کے حضور کو بہت خوشی ہوگی شاباس طریقہ زمینداری اور رعایا گیری کا یہ ہے کہ جس حیلے سے ہو سکے گا کافرون کو تہ تیغ کرنا بہر صورت خاطر جمع رکھو کہ جب عملداری سرکار بخوبی ہوجائیگی تمھین جاگیر اور بہت سا روپیہ ملیگا مگر اپنے کام سے غافل ہونا اور ہر وقت اپنے تئین مورد عنایات و مراحم خسروانی سمجھنا یہ کہکر پچاس قیدی کو بعلت گوئندہ گری جو محبس مین تھے پچاس قطعہ دے کر چھوڑ دیا اور مطلب اہلکار سرکار اوراس چھوڑنے اور ابلاغ حکم سے یہ تھا کہ انگریز یہ بات پکڑ لینگے زمیندارونکو پھانسی دینگے اور زمیندار دیکھ لینگے خیال ایمان آجاے گا تو شاید بروقت لڑائی ایسا کرینگے اور پاس لحاظ ادہر کا رہے گا اور کسیکو پھانسی ہوئی باقی زمیندارون کو یہ خیال ہوگا کہ ہمنے ساز کیا اونھون نے یہ کیا پھر اوسوقت پھر جاینگے ہمارا مطلب حاصل ہوگا۔

## پھونچنا شاہزادہ فیروزشاہ

فیروزشاہ شاہزادہ مع دو سو سوار پانسو تلنگہ ہمراہی بخت خان سے شہر مین آئے سلطان بہو جنابعالیہ

محل حضرت خاند منزل مین بسبب قرابت کے فروکش ہوے سلطان بہو صاحبہ نے مارے خوف
کے جنابعالیہ سے کہلا بھیجا کہ مین محتاج ہون مجھسے انکی خدمت کیا ہو سکے گی سرکار سے دوسرا
مکان انکے رہنے کو ملے تو بہتر ہے اس جہت سے ایک اور مکان علیحدہ اونکے قریب تجویز ہوا۔
۵ ہزار دعوت کے آئے کئی دن کے بعد مرزا ابلاقی داماد شاہ دلی اور مرزا کوچک سلطان بیٹے بہادر
شاہ کے ملکہ گنج مین آئے اونکے استقبال کو مولوی میر مہدی اتالیق نواب جراز الدولہ نواب
ممتاز الدولہ بہادر گئے ۵۔ اشرفیان نذر دین مولوی ذوودین اونکو قیصر باغ مین لائے پانسو روپیہ
دعوت کے اور کئی کشتی پوشاک پارچہ سفید کی جنابعالیہ نے دی چھتر منزل رہنے کو ملا پھر مشہور ہوا
کہ انکا رہنا متصل در دولت اچھا نہین ۔ یہ صاحب حوصلہ اور اولی العزم ہین ایسا نہو تخت
شاہی پر بیٹھ جائین اسخیال سے ۴۔ کمپنی تلنگہ بحیلہ حفاظت بطور نظر بند مقرر کین اور تانگے سوار
جو اونکے ساتھ آئے تھے اونھین نوکر رکھا +

## احوال متفرق اہلکار اور امیران دربار برجیس وغیرہ

جب فوج باغی داخل لکھنؤ ہوئی پہلے لوٹ نظامت کی پلٹنون سلطانی نمکحرامون نے شروع کی
کسواسطے کہ یہ گھر کے بھیدی تھے شہر کے ہر وضیع و شریف وکوچہ ومحلہ سے واقف تھے جب بڑے
آدمی اور روپیے والون کے گھر تک کے ہر ایک نے مضطر ہو کر ایک صورت اپنے بچاؤ اور حفظ آبرو
کی نکالی ازانجملہ شرف الدولہ غلام رضا خان عرف راے جگنا تھا اپنے گھر واقع تال دروازے
مین دروازہ بند کر کے بیٹھے اور رضا علیخان کو بلا کر پانسو روپیے دیے دو سوار اپنی حفاظت کو
متعین کروائے مگر فوج باغی کب مانتی تھی اونکا گھر لوٹنے کو آئی اونھون نے پھاٹک نہ کھولا
تلنگون نے کہا محمود خان کوتوال اور انگریز انکے گھر مین چھپے ہین بے تکلف گولیان مارنی
شروع کین اونکے سپاہی بھی رندون سے گولیان مارنے لگے۔ کئی تلنگے مارے گئے جب یہ
خبر پلٹن اختری اور نادری مین پہونچی اوسیوقت دونو پلٹن طیار ہو کر گھر کھودنے کو آئین۔
غلام رضا نے معرفت اپنے وکیل کے ہزار روپیے سید برکات احمد رسالدار کو بھیجے اور کہلا بھیجا
کہ آپ میری جان اور آبرو بچایئے اور احمد اللہ شاہ کے پاس نذر اور ایک تاج بھیجا

رسالہ وار نے روپیہ لے کر تلنگون کو منع کر دیا رفع شر ہو گیا۔
بعد ایک مہینے کے غلام رضا خان کسی چال سے مموخان تک اور میر واجد علی سے ملے۔
۵۔ ہزار مموخان ہزار روپیے میر واجد علی کو دیے مموخان نے خلعت گنجیات دیا کہ بسبب انتظامی کے شہر مین رسد غلہ کم آتی تھی غلہ گران ہو گیا تھا پھر چند روز مین مموخان اور غلام رضا خان ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے ہر روز اچھا کھانا پکوا کر لاتا تھا اور نواب کے ساتھ دسترخوان پر نوشجان ہوتا تھا جب گورے بشیر گنج مین آئے غلام رضا نے امراؤ مرزا کو اپنا کارندہ کر کے رسد رسانی فوج کو بھیجا اونھون نے تقسیم رسد سے تلنگون کے بہت سے کھائے غلام رضا نے ازراہ خیرخواہی سرکار پندرہ ہزار روپیہ کا غلہ اپنے پاس سے خرید کر بھروا دیا۔
جب جنرل اوٹرم نے اخیر دہاوا کیا کسیطرح سے رسد نہ بھونچ سکتی تھی سبھون نے انکار کیا مگر غلام رضا خان نے اقرار کر کے بخوبی رسد بھونچائی فی الحقیقت یہ بڑا کام جان جوکھم کا تھا مسلمانون کو نان خمیری ہندوون کو پوری مٹھائی بھونچائی اور دس ہزار کا غلہ قیصر باغ مین نگینہ والی بارہ دری کے نیچے بھروا دیا تھا وہ کسیکو کھانا نصیب نہوا اوسے گورے سکھہ وغیرہ نے نوشجان کیا۔
خلاصہ باوجود مجتمع ہونے اسقدر فوج جنگی زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ کے بیلی گارد کسیطرح خالی نکر سکے آخر مہاراج بالکرشن نے نظر بخیر خواہی سرکار انگریزی تعلقدارون کو سرکار سے رخصت کروا دیا اس حیلے سے کہ اگر یہ لوگ اپنے علاقے پر نجائینگے رعایا سے وصول زر تحصیل کیونکر ہوگا بظاہر تعلقدار شمردہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے مگر اسکا جواب صاف یہ ہے کہ ان کئی مہینے کے مقابلے سے کیا اونسے ہو سکتا تھا کہ اب اونکے رہ جانے سے توقع ہوتی عجب قدرت خدا ہے کہ گو ہار زمیندار اور مقابلہ جنگ انگریزی واہ۔
غرض جب اہالیان سرکار تھکے اور مضطر ہوے آخر صلاح یہ ہوئی کہ کوئی تدبیر ایسی کیجائے کہ سب انگریز بیلی گارد مین بن مارے مرجائین کوئی شخص ایسا ہو جو وہان جا کر سب کنوون مین زہر ڈالدے کسینے اقرار جانے کا نہ کیا مگر شہدون کے افسر نے کہا یہ کام ہمارا ہے سنکھیا ہمین عنایت ہو مموخان نے پانچ سیر سنکھیا شہر سے تلاش کر کے اور غلام رضا خان سے بھی منگوا کر

اونکو دی اوںھوں نے آکر کہا ہمارے شہر سے جاکر اپنا کام کر آئے ممو خان دمبدم خبر منگواتے تھے کہ انگریز جیتے ہین یا مر گئے۔ مگر متواتر خبر آتی تھی کہ ابھی زندہ ہین۔ ایسے مدبران ریاست ہوے تھے واہ۔

## جنرل اوٹرم صاحب کو اسیران فرنگ کا احوال معلوم ہونا

خلاصہ جب اسیران فرنگ مرسلہ راجہ لونا سنگہ محمدی سے آئے میر واجد علی نائب مختار مدارالمہام دیوان عام علی محمد خان کے سپرد ہوئی جسطرح سے قتل آر صاحب مین بیان کیا گیا اور بقیہ کا بچنا فقط قدرت خدا سے ہوا ورنہ جب آر صاحب کو لے گئے انکو کیونکر چھوڑ جاتے۔ بہر حال اسکی صورت زبانی اننت رام یہ ہوئی کہ پہلے میر واجد علی کو بھی نسبت کی خبر نتھی کسواسطے کہ انجام کار کا یہ حال معلوم نتھا فی الحقیقت سکو نشہ اس ثروت و حکومت ناپایدار دنیا ے دون کا ہو گیا تھا ایکدن میر سے ایک دوست نے ازراہ عاقبت اندیشی سمجھایا کہ تم کس فکر و اندیشہ نشہ غفلت مین سو رہے ہو اگر کسی صورت سے ان اسیرون کو بچاوگے صورت عافیت نجات در فاہ و فلاح نیکنامی خیرخواہی سرکار انگریزی بے منت حاصل ہوگی ورنہ تمپر سب سے زیادہ آفت آئیگی ہمنے تمکو خبر کر دی ہے خبردار رہو اگرچہ اسوقت بنا ہر بہت مشکل اور جان جوکھم معلوم ہوتا ہے میر ندکو رنے رنگ دربار دیکھہ کر علی محمد خان اور جنابعالیہ کو سب طرح کے نشیب و فراز سے اور گرم و سرد سے سمجھایا کہ اگر یہ اسیر بچ جاینگے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کی بھی اسی بہانے سے قلعہ کلکتہ سے رہائی ہو جاوے اور یہ امر کچھ جدید نہین ہے نواب شجاع الدولہ نے دو صاحب اسیر کو بڑی عزت سے رکھکر قید سے رخصت کر دیا تھا یہی امر باعث وثوق شفاعت و نیکنامی کا ہوا۔

امیر دوست محمد خان کابل نے جو اسیران فرنگ سے سلوک کیا ظاہر ہے بس یہ ہے کہ نواب شہنشاہ محل جنابعالیہ سے لڑکر شہر مین کسی مکان مین اوٹھہ جاینگی یہ بیبیان اونکے ساتھہ چلی جاینگی اس پردے مین افشاد راز نہونے پائیگا و گرنہ کسی صورت سے انکی جان اور نہ حمایت کرنیوالونکی بچیگی چنانچہ ایک دن جنابعالیہ و شہنشاہ محل سے خوب لڑائی ہوئی کہ خاص و عام کوچہ و بازار تک مشہور ہو گئی اور انکا خفا ہو کر قیصر باغ سے اوٹھنا سب پر کھل گیا اور سکی صبح کو شاہ نجف کا محل

سلطان محل خورد محل ولدار محل دلربا محل وغیرہ مع اسباب باغ سے اوٹھکر قریب اکبری
دروازہ آغا مرزا عامل کے مکان مین بکرایہ جاکر رہین یہ محبوبین بھی انھین کے پردے مین
بسلامت چلی گئین جب بیبیون سے میر واجد علی نے بحضور قلب رجوع کی کہ آیا ہمارے
واسطے صورت سفینۃ النجات آپکی بدولت متصور ہے یا نہین ہم امید وار جلد دے ہل جزاء الاحسان
کے ہین اونھون نے جواب دیا کہ ہم تمھارے اور ان صاحبات محل کے بہت احسانمند ہین جتنا
ہمسے ممکن ہوگا ہم تمھارے واسطے اور ان صاحبات کے واسطے قصور نکرینگے لیکن اب مناسب
ہو کہ یہانسے کسی اور مکان مین لیجا کر رکھو ایسا نہو یہ جو شہر ہے بدمعاشون کا ہنگامہ فساد
زیادہ ہو جاوے پھر وہانسے منصور نگر مین اکبر علیخان کے مکان مین آکر رہین۔ اوسوقت
بیبیون نے چٹھی اپنے سرگذشت کی اوٹرم صاحب کو ایک گوئندے کے ہاتھ بھیجی کہ تو اس نشان
کے بتلانے سے مورچہ انگریزی سے بسلامت گذر جاے گا چنانچہ جب وہ چٹھی جرنل صاحب کے
پاس پہونچی اوس گوئندہ کو رخصت کیا رات کو ایک گوئندہ فقیر بنا ہوا اوسکا جواب لایا اوسدن
سے رسل و رسائل یومیہ اخبار عجیبی وشہر میر واجد علی کے جہت سے جاری ہوا اور دربار کی
حاضر باشی اپنے عذرات بار رو علالت مزاج سے کم کر دیے اور دہر سے مایوسی ہوئی ادہر سے امید
غرض جب جنرل اوٹرم کو قید ہونا اور زندہ رہنا بیم صاحبات کا مفصل معلوم ہوا معرفت
دیوان انت رام وکیل راجہ مانسنگہ کہلا بھیجا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے تمھین سرکار سے
انعام نہرار روپے کا ملے گا اور جانبری تمھاری اور متعلقان کی ہوگی انت رام نے عرض کیا
کہ اگر آپ کے اس ارشاد کا اونھین تیقین نہو فرمایا اونکی عرضی لاؤ ہم پروانہ دینگے غرض
میر صاحب نے عرضی لکھی کہ محلات واجد علیشاہ مجھسے تعلق ہین امید وار ہون جو ہمارے ساتھ ہو
اسکی جان بخشی ہو اور خدا چاہے تو آپکی امانت بسلامت آپ تک پہونچے جب یہ عرضی
گذری حسب المعروضہ پروانہ آیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس جان بخشی کے سوا لاکھ روپیہ انعام
ملے گا اور اسکے دینے مین ہرگز تساہل نہوگا بشرطیکہ بیم صاحبات کی جان بچاؤگے۔
جب انت رام نے پروانہ دیا ہوش جاتے رہے اور ڈرے بھی مبادا تلنگے دیکھہ لین یا کچھہ
سُن لین کہا تم اسے چھپا کو کل میرے مکان پر مجھے دینا۔

ایکدن میمصاحبات نے کہا اس مکان سے کسی اور مکان وسیع مین بیجا کر رکھو ہم یہان بیچین ہین چنانچہ آر صاحب مقتول کی بی بی بیٹی اور مس جکسن صاحبہ قیصر باغ کے گوشۂ عافیت مین بچ رہی تھین محمد بیگ کمیدان کے سپاہی کچھ اذیت دیتے تھے اونکے بدلے پہرہ پر تلنگا مقرر کیا گیا تھا بعد قتل آر صاحب تین دن تک اوسی کُنج قفس مین بے آب و دانہ رہین تھین کسینے خبر نہ لی کسواسطے جو شریک تھے اونکو اپنی جان کی پڑی تھی۔ جب ایک سپاہی نے اونپر رحم کھاکر عیش باغ مین انت رام سے جاکر یہ اسرار زبانی میمصاحبہ بیان کیا اونھون نے کچھ میوہ مصری روپیہ بھیجا اور بہت سی تشفی کہلا بھیجی کہ ہم کبھی ایسی غفلت نہ کرینگے اور اوس سپاہی کو بھی کچھ دیا اور پھر کمر ہمت باندھ مستعد اونکی رہائی کے ہوے در بار مین میر واجد علی کو ہمراز سمجھکر یہ تدبیر نکالی۔ یعنے مس آر کو بیمار خود ساز بنایا اور صحت الدولہ سید علیخان کو بھی موافق کرلیا اوسکا نام عباسی رکھا اور میر واجد علی نے اوس لڑکی کو سمجھا دیا کہ جب ممو خان یا کوئی اور آوے تم اوسوقت اپنی شکل اور حالت بیمارون کی بنا لینا چنانچہ حکیمصاحب نے بموجب مشورہ مجوزہ ممو خان سے جاکر کہا کہ عباسی ایسی بیمار ہے کہ کل تک مجھے بچتی نظر نہین آتی ممو خان نے علاج کو کہا میر واجد علی نے انت رام سے وعدہ کیا کہ اسے کسی حکمت سے نکال کر عالم باغ بھیجدینا مناسب ہے دوسرے دن میر واجد علی نے معرفت حکیمصاحب ممو خان سے کہلا بھیجا کہ وہ لڑکی جو کل بیمار تھی آج مرگئی ہمنے اوسے دفن کروا دیا کہا بہتر کیا جب انت رام اوس لڑکی کا جنازہ اپنی حکمت عملی سے بناکر قیصر باغ سے نکلے اور سے اپنے ہالی پر چھپاکر خوشی خوشی مع اپنے ہمراہیون کے لیچلے جب جھنٹ پر پہونچے دفعتہً پچاس سوارون نے آکر گھیر لیا پوچھا کون ہو کہان جاتے ہو اوسوقت دیوانجی کے حواس باختہ ہوے ہوش اور گرگیے مگر اوسیوقت اوس لڑکی کو ہوشیاری سے اپنے لحاف مین لپیٹ مثل گاؤتکیہ بناکر اپنے کہار معتمد کو پھینک کر دیا فی الحقیقت وہ بڑا نمک حلال تھا بچھو نیکے ساتھ اپنی بغل مین دبا کر کنارہ راہ سے لے گیا پھر یہ ہاتھی سے اوترے قصہ مختصر بعد بہت سی گفتگو کے پچاس اشرفی اون سوارونکو دیکے نجات پائی وہان سے حیدر گڈھ کو چلے کہ اپنے علاقے مین پہونچ جاوین اب راہ مین اوس لڑکی کی طرف سے خلجان ہوا کہ افسوس میری ساری محنت و مشقت برباد ہوئی معلوم

نہین اوسپر کیا گذری نہ دہی پارہ مین گرفتار ہوگئی عجب حالت سکرات مین رہے دوسرے دن وہ
کہار باوفا نظر آیا پہلے اپنی امانت کو پوچھا اوسنے کہا کوس بھر کسی گانون مین اوسے بسلامت
چھوڑ آیا ہون اور خدا نے راہ مین ہر آفت سے بچایا یہ اوسیوقت جاکر لائے کھانا کھلایا پھیر
جنرل اوٹرم کو اس احوال کی عرضی لکھی اوسکا جواب نیکنامی و کمال عنایت سے بھیجا بعد فتح
وہ لڑکی اپنی مان سے ملی فی الحقیقت دیوانجی نے بڑا کام جان جوکھم کا بڑی بہادری و خیرخواہی
سے کیا۔ صوفیہ بیٹی ۴- برس کی کرسٹین صاحب کمشنر خیرآباد نید قیصر باغ مین ہیضہ وبائی
سے مرگئی تھی اوسے کہین دفن کر دیا تھا۔

## سالگرہ مرزا برجیس قدر

۱۲۷۴ھ

ہر روز تازہ بتازہ ایک پھول پھولتا تھا عجیب ماجرا ہے کہ عالم باغ مین لڑائی پیلی گارد مین
ہر روزہ نیا دہاوا کیا جاتا ہے ہر طرف مورچہ بندی ہو رہی ہے یہان سرکار مین مرزا برجیسقدر
کی سالگرہ کی طیاری ہو رہی ہے چنانچہ جنابعالیہ جو لکھی ہے اپنے قدیم مکان متصل مکان شیرالدولہ
تشریف لائین آراستگی مکان کو حکم ہوا کہ سب محلات اور شاہزادون کو بلاؤ مہمان ہوے
بڑی روشنی ہوئی نواب ممتازالدولہ ممو خان میر واجد علی فوج کے سب کپتان رسالدار
توپخانے والے حاضر تھے جنابعالیہ نے فرمایا مینے منت مانی تھی کہ مع فوج درگاہ حضرت عباسؑ
مین جاؤن ارکان دولت و مشیران خاص نے کہا ہرگز یہ صلاح وقت نہین کہ آپ یہانسے
باہر قدم نکالین ایسا نہو یہ خبر انگریز سنکر دہاوا کرکے داخل قیصر باغ ہو جائین پھر فوج بہادر
اونھین کیونکر روکیگی اس جہت سے جانا درگاہ کا موقوف بر وقت رہا۔
پھر رات گئے گیارھوین برس کی سالگرہ دی گئی جنابعالیہ نے فرمایا مین جناب ہون پہلے
صاحبات محل مجھے نذر دین سبھون نے اسپر بڑے قہقہے اوڑائے اور کہا اگر تم بادشاہ کی مان ہو
تو کیا مضائقہ ہمین نذر دینے مین کچھ تامل نہین یہ بات ذو معنی بڑی گرما گرمی سے کہی آخر
سبھون نے برجیس قدر کو بطریق رونمائی اپنا بچہ سمجھکر دو دو تین تین اشرفیان دے کر گلے لگایا
ناچ ہونے لگا اسی جلسے مین نواب فخر محل کے ساتھ یہ بیبیان اسیوقت بھی لباس ہندوستانی

پہنے ہاتھوں مین مہندی لگائے شریک محفل ہوئین
مرزا ہر جبیں قدر باہر برآمد ہوے پہلے نواب شرف الدولہ نے نذر دی اوسکے بعد عزیز اقربا اہلکار
افسران فوج نے نذر دی خلعت ہونے لگے عبد الرحیم قوم قصاب داروغہ جواہر خانہ جو بعہد
معزولی مفتاح الدولہ ہوا تھا صاحب علی خزانچی قوم جولاہے کولی چودھری باغبانان جسنے
پھولون کا سہرا بنایا تھا میر کاظم علی داروغہ سنگ زن جو آتشبازی لایا تھا اور اوسکے وکیل کو
یوسف خان داروغہ توپخانہ جسنے ۲۱ فیر سلامی کی چھوڑوائی تھی محمد پناہ آتشباز کو وہ آتشبازی
لایا تھا ہر ایک کو دوشالہ رومال ملا اوسوقت لوگون نے عرض کیا کہ عجیب ماجرا ہے کہ پہلے
خلعت بڑے اہلکارون کو دینا مناسب تھا اوسکے بعد چھوٹی امت کو غرض رات بھر خوب جلسہ رہا
محلات کو کھانا تک نہ ملا سبھون نے اپنے گھر سے منگوا کر کھایا یا بازار سے یہ خوبی انتظام
تھی کشمیریون نے یہ غزل گائی ع غیرت مہتاب ہے ہر جبیں قدر گوہر نایاب ہے ہر جبیں قدر
ایدھر تقدیر نے عجب حال پڑھا - چھوٹتا ہے تسے اب لکھنو جشن شادی خوب ہے ہر جبیں قدر
دوپہر دن تک یہ صحبت رہی سہ پہر کو سب رخصت ہوے جناب عالیہ بھی جو لکھی مین تشریف لائین -

## خبر شکست میر مہدی حسینخان وغیرہ

غرہ رجب ۱۲۷۳ھ کو خبر آئی کہ جنگ بہادر کمانڈر انچیف گورکھا اور فوج گورہ نے سنگرامو سی آکر
میر مہدی حسینخان ناظم سلطانپور سے لڑائی کی وہ تھوڑے پسپا ہوے فوج انگریزی پاشنہ کوب حسنپور
بندھوے تک چلی آئی راجہ حسین علیخان خوب لڑا زخمی بھی ہوا تاب نہ لا سکا راہ گریز اختیار کی
ممو خان نے حکمنامجات بنام راجہ مادھو سنگہ تعلقدار گڈہ امیٹھی کو اس مضمون کے بھیجے کہ تم ازراہ
نمک حلالی سدراہ فوج نہوے معلوم ہوا تم سازرکھتے ہو اور حکمنامے سب کے حاضر ہونے کو جاری
ہوے سبکو بہانکا حال اول مرحلے مین بخوبی کھلکا تھا باتفاق ہمزبان ہو کر یہ جواب دیا کہ ہم
اپنی اپنی حدود پر حتی الوسع روکنے مین ہرگز قصور نہ کرینگے چنانچہ گربخش سنگہ تعلقدار رامنگر
دہینڈھی حشمت علی عامل سندیلہ وغیرہ امین سے کوئی حاضر نہوا اور فوج انگریزی کاندو کے
نالے تک لڑتی چلی آئی اس بیچ مین ہر جگہ الکا ئو پر لڑائی بھی ہوئی پھر امیٹھی اور گشاین گنج

مین پہونچے اور موضع وہرہرہ مین مصاحب علی زمیندار سے لڑائی ہوئی دوسرے دن اوسنے
ممو خان سے آکر اپنی تعریف کی اور کہا چودھری صمصام علی سلیم پور میر صفدر علی عامل حیدر گڈہ
قمرالدین حسین عامل گشائین گنج وغیرہ بوجہ سازہونے سرکار انگریزی کے پہلے بھاگ گئے
نہ لڑے میر اکبر علی وغیرہ توپ پر حیدر گڈہ مین بڑی بہادری سے مارے گئے اور مینے باوجود
نہونے توپ کے ایسا معرکہ کیا اگر میرے پاس توپین ہوتین ایک کو نہ چھوڑتا ممو خان نے دو
توپین سیگزین دو پلٹن نجیب خلعت ۱۱- پارچہ چکلہ داری گشائین گنج حیدر گڈہ وغیرہ دے کر
حکم دیا کہ ان ثلاثہ کو جاتے ہی زندہ لانا یا سر بھیجدینا اور جو فوج آوے اوسکے سدراہ ہونا
کہتے ہین کہ امانی صاحب نے میر مہدی حسنخان ناظم سلطانپور کو باخفا پیام بھیجا کہ اگر فوج سرکار
کی آنیکی راہ مین تم مانع نہوگے اور جدا نہو جاوگے تمھین سرکار سے ۲۵- ہزار روپیہ کا دوامی
نسلاً بعد نسل ملے جایگا انھون نے اوسوقت کے نشہ نخوت مستعار سے اسپر کچھہ اعتناء نہ کی بلکہ
احتمال عذر کیا اور بعض کہتے ہین فی الحقیقت پہلو تہی کی اسپر انکا دعوا ہوا اور انکا پنشن سرکار سے ہوا واللہ اعلم

## خبر شکست فرخ آباد و بریلی

فرخ آباد مین یہ صورت ہوئی کہ جب فوج انگریزی کانپور سے پہونچی فوج جنگی نے سامنا کیا بعد کئی دن کے
رو و بدل کے بھاگ گئے گودام سرکار جسمین علاقہ ہر قسم بانات مخمل کاشانی وغیرہ اسباب تھا سب لوٹا توپین لیکر او پار
اوترے اور لکھنؤ پہونچکر عیش باغ مین پڑاو کیا جتنی بانات مخمل وغیرہ لائے تھے رعایا کے ہاتھہ کوڑیون پر بیچی
نواب تفضل حسینخان رئیس فرخ آباد وہ بھی گرفتار دام فوج باغی ہو گئے تھے آخر کچھہ بن پڑا یوہن کہ رات کو
مع عیال و اسباب ضروری لیکر اسپار دریا اوتر سیدھے بریلی کو گئے ایک گوئندہ نے اوسوقت انکی کوٹھی مین جاکر آگ لگا دی
تلخانہ و سامان اسباب جلکر خاک سیاہ ہو گیا صبح کو فوج سرکار نے جاکر شہر کا بندوبست کیا رعایا سے پہلی ہر قسم کے ہتھیار لیے تھے پھر کئی لاکھہ لیکر سب کی جان بخشی کی
نواب تفضل حسینخان بریلی گئے وہان سے خفا ہو کر بونڈی مین جاکر شریک حال قافلہ مفرور لکھنؤ
ہوے جب سرکار سے امان مطلق ملی سبکے ساتھہ یہ بھی آئے نواب کے عیال فرخ آباد گئے اور
روبکاری و تحقیقات کی نواب کو حکم ہوا قلمرو سرکار کے ملک سے نکلجاوین چنانچہ بحفاظت سرکار
مقیم مکہ معظمہ ہوے جرنل ہیرو صاحب کی بدولت بچے اسی جہت سے وہ درجہ اعلے سے اپنے کچھہ دنون
تک کم ہو گئے پھر اوسی درجہ پر ہو کر رئیس اودھ ہو کر بسبب علالت مزاج ولایت گئے۔

انتظام بریلی کی یہ صورت ہوئی کہ نواب خان بہادر خان مدت تک عہدہ جلیلہ سرکار پر ڈپٹی
یا صدر اعلیٰ رہے تھے سررشتہ انتظام سے واقف تھے تحصیل ملک بخوبی جاری رہی فوج جنگی
خزانہ میگزین لوٹ و قتل کرکے دلی چلی گئی تھی انہین نمکحرام سرکار کو بھیکر رہنے دیا انکے بدلے
ہمقوم اپنے پٹھان روہیلے پلی بھیت کے رکھے جو ہمیشہ سے نامی بھاگنے کے تھے اپنے نزدیک
سپاہی سمجھکر رکھا فوج انگریزی جو نینی تال پہاڑ سے اوتری مقابلہ ہوا کئی مرتبہ شکست بھی
دی فی الجملہ میدان انھین کے ہاتھہ رہا جب مرادآباد اور ملک اودھ سے فوج پہونچی ہزار
کی جمعیت سے بھاگ کر مع عیال ملک اودھ مین آ گئے ہزار ہا کا خون ناحق ہوا اور اپنی
بربادی اپنی ناسمجھی سے کی اگر صاحبان عالیشان سے بموافقت باطنی کرتے غالب ہے کہ یہ صورت
خرابی کی نہوتی ہر چند نواب یوسف علیخان رامپور نے ازراہ برادری دوستانہ سمجھایا لیکن
نشہ ننگ دماغ سے نہ اترا۔

نواب محبت خان کی اولاد پنشندار سرکار دولتمدار لکھنؤ کس عزت و آرام سے تھی فوج باغی
کے ہاتھہ سے تنگ ہوکر اور ازراہ حق برادری فی الجملہ دلی کا بھی سہارا سمجھکر بریلی گئی وہانکا
رنگ حکومت کچھہ گران سکے نشہ ہرن ہوگئے اگرچہ خان بہادر خان نے اپنا شریک ریاست
سمجھکر بعزت استقبال کر کے داخل شہر کیا اپنا مہمان ناخواندہ سمجھا اور باطن مین متوسل سرکار
جانکر کھٹکا رہا اپنے شوری خاص مین داخل نہ کیا اور نہ بخوبی صاف ہوے تا مدت قیام صورت
نان خشک بھی پیدا نہوئی بلکہ ازین سو ماندہ وزان سو راندہ ہوے جب سبکے ساتھہ شہر سے
بھاگے حکیم محمد حسنخان طبیب معقول بہت نیکبخت شاگرد رشید حکیم مرزا محمد علی اپنی شامت اعمال
و قضا سے گوروں سے مارے گئے۔ باقی قافلہ بہزار خرابی لکھنؤ پھر آیا بعد تحقیقات وردیکار کی
کے سرکار سے کچھہ پنشن مادام حیات ہوگیا داد و فریاد سرکار سے بہت کی۔ کلکتہ مین بھی بعض
نے جاکر عرضحال کیا صورت اول پیدا نہوئی۔

## حکایت کپتان ہیرڈنگ صاحب

ایک سوار صاحب نسیم رسالہ کپتان ہیرڈنگ صاحب نقل کرتا ہے کہ قبل از داخلہ فوج باغی ایکدن

صاحب نے مجھپر بڑی عنایت کی اور خبر فوج کانپور و فیض آباد پونچنے لگی مین نے کہا جو کچھ
ہے آپ بھی سنتے ہین مین تو یہ سن رہا ہون کہا ہم تمسے ایک بات پوچھتے ہین بشرطیکہ سچ
کہو اب ہم اس معرکہ ورشتی مین کیا صورت کرین مین نے کہا یہ امور سلطنت ہین جیسا حکام
اپنی مصلحت وقت سمجھین لیکن مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ بظاہر سارا ہندوستان
دشمن سرکار جان و مال ہوگیا ہے اسصورت مین جو سرکار کا خیر خواہ معتمد و وارث ریاست ہر
مقام ہو اوسکا ملک اوسنے دیدیجیے اور آپ مع عیال و اطفال سیدھے کلکتہ چلے جایئے جبتک
کہ ولایت سے کمک پہونچے یا ہندوستان مین کسی معتمد کی فوج جرار آپ کے شریک ہو جاے
یا ایسی قوم نوکر رکھیے جس سے انتظام بسہولت ہوسکے پھر اپنے دشمنون کی سرکوبی کیجیے اسصورت مین
غالب ہیکہ مین خونریزی نہو اور یہ ہنگامہ از خود موقوف ہو جاے اور اگر غصہ و غضب سے کام
فرمایئے گا ظالم و مظلوم کے مساوی کرنے سے اعتبار سرکار جاتا رہیگا پھر اصلاح و آبادی ممالک
محروسہ بے تالیف مشکل پڑیگی اور اگر یہان کے حکام پر چھوڑ دیجیے گا انسے ایسا انتظام کبھی
نہو سکے گا بلکہ میدان خالی دیکھکر ہر سردار و حاکم آپسمین نفاق و حب جاہ سے کٹ مرینگے
اور پھر تنگ و کمزور ہوکر آپ سے ملتجی حمایت و اعانت کے ہونگے کہا تمھاری راے صائب ہے
اور اکثر ہمارے صاحبون کے نزدیک بھی اسطرح دینا مناسب ہے لیکن کمپنی صاحب فنیشمیل کمشنر
کی راے اسکے خلاف ہے کہتا ہے جب ولایت سے ہماری فوج آئیگی ہم دفعتہً سارے ہندوستانکو
زیر وزبر کردینگے اسیواسطے بیلی گارد مین سامان آذوقہ کئی مہینے کا جمع کیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

## حکایت جنرل لارنس صاحب

اسیطرح ایک مرد مسن جہاندیدہ جو قافلہ شاہی کے ساتھ لندن بھی ہو آئے تھے مصر سے بیمار
ہوکر پھر آئے اونسے ایکدن جنرل لارنس صاحب کو عرضی اس مضمون کی دی کہ میری عمر اسّی
برس سے زیادہ ہوچکی ہے نظر بپیش آمد فساد ہندوستان جو کچھ میری عقل ناقص مین آیا ہے
عرض کرتا ہون بشرطیکہ حکام عالیشان بغور تامل انصاف سے سنین کہ ایسے ہنگامہ فساد مین
اگر اہالیان سرکار مصلحت وقت سمجھکر واجد علیشاہ کو بدستور بحال فرمایئن جتنی رعایا اودھ آسے

کبھی سر نہ اوٹھائے گی کسواسطے کہ بنگال احاطہ فوج مین تلنگے نصف سے زیادہ رعایاے اودھ
سے ہے تعلقدارون کی سرکوبی کو کافی ہونگے فقط مقابلہ شاہ وہان رہجاے گا یہ انسے بھی ممکن ہے
اور آپکی فوج بھی ساتھ ہوگی دو سبب سے ایک تو یہ کہ یہ ساختہ و پرداختہ آپکی ہین دوسرے
مخالفت مذہب ہے کہ انجام کار بسہولت ہوجاوے وگرنہ بظاہر بڑی خرابیان اور نقصان سرکار
اور بدنامی متصور ہے کسواسطے کہ مقابلہ محض جاہل وکور باطن وناعاقبت اندیش وناسمجھون سے
ہوگا۔ عرضی کو پڑھ کر فرمایا تمکو کسنے بھیجا ہے عرض کی قسم ہے اوس خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا فقط
جو کچھ میری عقل ناقص مین گذرا اوسے گستاخانہ عرض کیا آپ خود دریافت کر لیجیے نہ کسی کا
نوکر نہ متوسل ہون فقط خوشباش شہر ہون فرمایا بعد تین مہینے کے اسکے جواب کو میرے پاس آنا
چنانچہ صاحب نے اوس عرضی کو روانہ کونسل کلکتہ کیا بعد ہفتہ عشرہ کے یہ ہنگامہ فساد برپا ہوا۔

## معرکہ عالم باغ

۲۲۔ رجب کو دوسری فوج نے عالم باغ سے نکلکر قبل از داخلہ فوج سلطانپور جو لڑتی چلی آتی
تھی قریب کوٹھی دلکشا و محمد باغ مورچے قائم کیے اسطرف سے بھی فوج جمع ہو کر گئی لڑائی ہونے لگی
گورون نے محمد باغ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا عجیب تلنگون کے مورچون پر گورون نے ایسا
مارا کہ کشتون کے پشتے کر دیے۔ اکثر باغ کے کنوون مین گر کر مر گئے۔
ایکدن فوج انگریزی قلعہ جلال آباد سے نکلکر بجنور پہونچی جو قلعے سے ایک کوس ہے فوج باغی
جو وہان تھی پہلے مقابلہ کیا بعد اسکے بھاگی گورون نے قصبے مین جاکر مرغ انڈا بکری۔ بھیڑ
اور سامان کھانے کا لیکر چلی آئی وہانکے رئیس عورات اطفال کو لے کر پیادہ پا ساکھو کے جنگل سے
ہو کر گرتے پڑتے امین آباد کی دو گانون مین آکر پڑے جنکو اہل شہر سے کچھ تعارف تھا اونکے گھر
جاکر مہمان ہوے۔
ایک دن گورے قلعہ سے ۸۔ کوس علاقہ بسواڑے مین جاکر رسد غلہ وغیرہ بقیمت دے کر لائے
وہان کے عامل اور زمیندار کو بھی پکڑ کر عالم باغ مین چیف کمشنر کے سامنے لے گئے مقید ہوے۔
دوسرے دن اقرار نامہ رسد رسانی دے کر نجات پائی

بنیے چھپ کر جو قریب قریب قریات عالم باغ تھے رات کو رسد پہونچاتے تھے ۶ سیر روپیہ کا اناج بیچ کر چلے آتے تھے اسیطرح اور غربا جان جوکھم کرکے ماکولات وغیرہ کانپور سے لاکر بیچتے تھے بعض جھوٹے سچ پرچہ اخبار بھی دیتے تھے اسی رسوخ سے اکثرون کا بھلا بھی ہو گیا سرکار سے کام بھی ملا۔

ایک دن کچھہ مجروح گورے کرانچی چھکڑے پر سوار بنی کے ٹوٹے پل پر چہہ باندہ کر بسلامت کانپور چلے گئے تیسرا اتر چہار سالہ جسکا پڑاؤ کربلاے میر خدا بخش مین تھا ایک دن کٹی سے سوار طیار ہو کر بنی گئے وہان کے تھانہ دار اور کئی برقنداز کو مار اگو دام سرکا[illegible]ین جو کھانے کی چیز مٹھائی وغیرہ جو ملا لوٹا تار برقیہ کو جابجا سے توڑا ایک صاحب کئی سوارون سے سڑک پر ملا سوار بھاگ گئے اوس صاحب کو مار کر اوسکا سر سرکار مین بڑی بہادری سے بکر گئے اوسکی کرچ کرقی - افسرون نے لیلی ا؛ سنے کہا میرے قتل کرنے سے کیا لندن خالی ہو جاے گا میرے پاس اشرفیان ہین لے لو نمانا کہا بعد تمھارے قتل کے سوا ہمارے کون لیگا تمھارے ہاتھہ سے لینا کیا ضرور ہے۔

روز شنبہ ۱۹ - رجب مطابق ۶ - مارچ فوج انگریزی دلکشا سے پل باندھ کر اوسپار جہنٹ کے اوتری جانب جنوب گورون نے مورچہ باندہا فوج باغی نے قریب کوٹھی جنرل مارٹن مورچہ قائم کیا توپ چلنے لگی اور ایک مورچہ بخت خان نے چکر والی کوٹھی کی طرف لگایا اور اپنے نصف کمپ سے اجریا مین مورچہ کیا یوسف خان ممو خان کے بھائی کو حکم ہوا تم اپنی فوج لے کر کمک کو جاؤ شرف الدولہ غلام رضا کو حکم رسد رسانی کا ہوا اوسیوقت خوانچے والے ماکولات تر و خشک لیکر جا پہونچے طرفین سے خوب لڑائی ہونے لگی - اس عرصے مین فوج انگریزی جو سلطانپور سے آئی تھی وہ بھی شریک معرکہ ہوئی نواب شرف الدولہ ہاتھی پر سوار ہمع فوج دہاوے کو چلے کوکرال پر مقابلہ ہوا ایک بم کا گولہ نواب کے ہاتھی سے ہو ایک رسالدار ہمراہ رکاب پر گرا مر گیا نواب یہ سانحہ دیکھہ گھر کو پھرے فوج نے بھی اپنی راہ لی مگر ایک صاحب کا سر فوج کے ہاتھہ آگیا اوسے بفاخر زیب دروازہ اکبری کیا احمد اللہ شاہ فقیر جو چکر والی کوٹھی مین آکر رہا تھا اوسنے بھی نکل کر مقابلہ کیا اپنا مورچہ کوکرال پر قائم کیا فوج باغی سے

کہنے لگا نواب ملا ہوا ہے اسواسطے چلا گیا پھر ساری فوج کے پانون اوکھڑ گئے اب تمھین
لازم ہے کہ آج اپنا مورچہ یہان رہنے دو کل ہم دہاوا کرینگے اور جسنے ہمارا ساتھہ دینا منظور
ہو اچھا اچھا گیران ڈیل جوان دالے ہو چار سے تھیا کچھہ اسپی دو پلٹن جنگی جدا کین انھین
اوپر کوٹھی کے قریب رکھا اور سب سے قسم نہ بھاگنے کی لی —
جب یہ خبر سرکار انگریزی کو پہونچی اہلکارون نے شور دبا اکہ یہ لڑائی فتح کرے گا تلنگون کی
شرارت سے بڑی قوت پکڑ جائے گا ریاست مین فساد ڈالیگا پس جتنی فوج اوسکے پاس
ہے طلب کرنا چاہیے یہ اقبال صاحبان عالیشان کا تھا کہ آدمی ہر روز بلکہ ہر وقت اپنے نفسا
چلے جاتے تھے اگر اچھا تا ایک بنا تا تھا دوسرا اپنی بد نفسی سے بگاڑ دیتا تھا غرض نصف
شب کو چوبدار طلب فوج کو گیا کہا کہ تم برجیس قدر کے نوکر ہو یا شاہ جی کے - فوج نے جواب دیا
کہ ہم برجیس قدر کے نوکر ہین چوبدار نے کہا حکم سرکار بزبانی ممو خان یہ ہے کہ اسوقت ہمارے
پاس چلے آؤ سب اوسکے ساتھہ چلے آئے - اونکا مورچہ گرد قیصر باغ کے ہوا -
شاہ جی یہ حال دیکھہ کر مضطر ہوا جتنے تلنگے اوسکے ساتھہ رہ گئے تھے اونکا پہرہ گرد کوٹھی کر دیا
صبح کو فوج انگریزی نے دہاوا کیا کوٹھی پر بم کے گولے مارے شاہ جی مع اصحاب بھاگ کر
شہر مین [illegible] محمد الدولہ [illegible] مین اوترے کچھہ زخمی بھی ساتھہ تھے اوسے بمنزلہ قلعہ سمجھی گلیون مین
چھوٹی توپ لگا دی پہرے کھڑے کر دیے -
گورون نے [illegible] کوٹھی [illegible] باندھ کر ایک برات اوسپار اوتار اوجریاون کا مورچہ لے لیا
دوسرے [illegible] جا کر حملہ کیا اور اوسیدن بادشاہ باغ و قیم
[illegible] مخدوم بخش کپتان جسکا پڑاو وہان تھا یہ سب
اپنا اسباب چھوڑ کر بھاگے گورون نے لوٹ کر توپین بم کی لگا دین اوسیدن تقریباً آٹھہ سو
آدمی [illegible] سے گئے [illegible] کا شمار نہین ممو خان اوسوقت بدحواس ہو کے تھوڑے سے والنٹیر
لے کر [illegible] دیکھا گورون کا اسباب چکڑ والی کوٹھی سے بادشاہ باغ کو چلا آتا ہے
سوارون کو بلا کر [illegible] حمید اللہ خان جو بریلی سے آیا تھا بڑا بہادر مشہور تھا اوسے حکم دیا کہ
تم سوار اپنے ساتھہ لے کر جاؤ پھر پکار کر کہا کون کون انکے ساتھہ جاتا ہے جو بہادر ہو جاوے

کسینے کچھ جواب نہ دیا شیخ احسان اللہ بیگ مشریک ہمراہی شیخ فضل علی ڈاکو نے کہا ہم انکے ساتھ جائینگے مگر جدا گانہ ممو خان نے کہا بسم اللہ انکے ساتھ اور سوار جائینگے پھر ۱۲ رسالے کے سوار حمید اللہ خان کے ساتھ ہوے گھوڑون کی باگین لین کوئی نہ پہونچا سب گردہو کر رہ گئے فقط اوسنے جا کر گورون مین پہونچکر ہٹ پنیچے خالی کیے کئی آدمیون کو مار کر پھر آیا زخمی بھی نہوا فوج باغیہ مین واہ واہ کی دہوم مچی اور جو کام اوسنے کیا وہی شیخ احسان اللہ بیگ نے بھی کیا ممو خان نے دونون کو دوشالہ رومال دیا۔

گورون نے ۸۔ توپین بم ڈیل کی بادشاہ باغ سے قیصر باغ اور دو حسن گنج کی طرف سے لگا کر شام سے مار شروع کی جب قیصر باغ مین گولے برسنے لگے فوج بہادر نے بھاگنا شروع کیا پھر فوج انگریزی نے دہاوا کرکے اوسطرف پل آہنی کے مورچہ لگایا بعد اسکے کربلاے نصیر الدین حیدر سے امام باغ تک اپنا عمل کر لیا۔ بہت سی رعایا او سپار کی بے گناہ ماری گئی مگر توپین نواب علیخان کے امام باغ مین لگی تھین اونکی فوج کا پڑاو بھی اوسطرف تھا ٹھہر نہ سکا

## سانحہ حیرت افزاے فوج باغی

۵۔ رجب روز شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۰۔ فروری پلٹن گرائی کے تلنگے کی ہمیانی سے سو روپیے مین سے ۱۰۔ روپے کم ہوے ایک لڑکے کو چوری کی علت سے پکڑ کر ممو خان کے پاس رو بکاری کو لائے حکم ہوا اس لڑکے کے وارث سے جا کر یہ روپیہ لے لو اوسنے کہا میرا باپ مرزا ہنیاد علی بیگ محلہ اشرف آباد مین رہتا ہے میرے ساتھ چلو دلوا دون۔ بیس تلنگے مسلح اونکے ساتھ آسے میرن صاحب کمیدان کے بیٹے سے گھر کا پتا پوچھا ہنیاد علی بیگ کا کون سا گھر ہے بتایا جب باہر آئے ماجرا بیان کیا انھون نے کہا حاشا مین اس سے واقف نہین گفتگو بڑھی آخر مرزا کو گرفتار کرکے لے چلے۔ مرزا علیمحسن جوان رعنا مجرد سنتے اسکے شیر بچہ تلوار لے کر چلا جب پل اشرف آباد پر پہونچا جرات شمس جرارت اجل گرفتگی اور محبت پدری سے پکارا مجھے میرے باپ کے بدلے لیچلو سپاہی ڈرے ایسا نہو پیچھے سے شیر بچہ وا غدے دفعۃً کئی تلنگے پھر پڑے باقی اونکو لے کر آگے بڑھے اس جوانا مرگ نے شیر بچہ کو آگ دی نہ چلا گھبرا کر نالے کی طرف چلا تلنگون

نے جھپٹ کر وہین اوسکا کام تمام کیا بعد ایکساعت کے چارپائی پر نعش گھر مین آئی حشر تمام برپا ہوا اسے کس زبان سے بیان کیا جاے شام کو پہلو سے مرزا عباس قلی بیگ مرحوم کے دفن ہوے باپ بھی چھوٹ کر آئے شریک دفن ہوے ایسے خون ناحق شہر مین بہت سے ہوے انصاف کون کرتا جہان ایسے ظالم بیدین سفاک جمع ہون شرفا و نجباے شہر نے اپنے گھر سے باہر نکلنا موقوف کر دیا تھا لاحول و لاقوۃ الا باللہ۔

## مہاراجہ بالکرشن دیوان کا مرنا راجہ بہاری لال کو خلعت کا ہونا

دسوین شہر رجب ۱۲۷۱ھ مطابق ۵۵ء فروری مہاراجہ بالکرشن مرض اسہال سے مرگئے یہ اپنی وضع اور استقلال مزاج اور فہم کے اس زمانے مین بہت غنیمت تھے اور خیرات و مبرات سے ہندو بیراگی فقیر دور دور سے آکر عیش باغ مین برسات تک انکے مہمان رہتے تھے پچاس ہزار سے زیادہ انکی مہمانی مین صرف ہوتا تھا بعد دسہرے کے سب چلے جاتے تھے اور اپنی سیاق متصدی گری مین بہت ہوشیار تھے سارا ممالک محروسہ نوک زبان یاد تھا اور ہر سلطنت مین وزیر انکا محتاج از روے واقفیت و قدامت محتاج رہا اور عیش دنیا بھی ایک ضبط اوقات سے کیا اس انقلاب سلطنت کے ہو جانے سے زیادہ تر آلام روحانی اوٹھایا اور اپنی سرکار سے کھٹکا بھی بازپرس کا جاتا رہا اور اپنی آبرو کی جہت سے باغیون سے روپیہ بھی عزیز نہ کیا اور سلطنت بدحلیسی مین اس عہدے کو باکراہ بمجبوری قبول کیا اور گو ہا زمینداران ممالک محروسہ انہین کی صلاح سے پنپ رہے علاتے پر چلی گئی بنام کچھ رہ گئی تھی در پردہ سرکار انگریزی کے واسطے کی تھی اگر جیتے رہتے کیا عجب تھا اسکا ثمرہ بھی اوٹھاتے غرض جب سرکار مین خبر ہوئی پہرے بحیلہ حفاظت گھر پر آئے راجہ بہاری لال کو خدمت و اصلیاتی تھی سراسیمہ ہوکر نواب سے عرض کیا اوںھون نے نظر بقدامت و سررشتہ موروثی و خیرخواہی و تحملالی بہت تاسف کرکے پہرے برخاست کر دیے اگرچہ مہاراج جہان گذشتہ کے دشمن دانا مگر منصف تھے جب نو دولت اہلکار نے بطمع دنیا و اخذ زر سمجھایا و خاص بردار چپراسی دیوان عام بحیلہ حفاظت رہنے دیے جب ماتم سے فراغت ہوئی ۱۷۔ رجب پنجشنبہ کو راجہ بہاری لال کو خلعت دیوانی ۶۔ پارچہ مالا

اور خلعت و اصطباتی راجہ تیز کرشن مہاراج کے بیٹے کو دیا سوم خدمت جو زمان معتمد الدولہ
سے راے دولت راے کی بدولت پیشکش سرکار مقرر تھا وہ بھی دیا مصروف کار و بار سنغار
ہوے جان بھی بچی گھر بھی لٹنے سے بچا۔
بعد فتح و تسلط سرکار مہاراجہ اور راجہ تیز کرشن سے بگڑی دونوں علحدہ ہو گئے جب حکام سے
مہاراجہ بہاری لال کو صفائی زمان ماضیہ حاصل ہوئی سرکار سے ۱۱ ہزار روپیے خرچ کو ملے
آئندہ کو امیدوار پرورش کیا عہدہ اکسٹرا آسسٹنٹی تجویز ہوئی انھوں نے قبول نکیا اگر حکام کو بدل
انپر رعایت منظور ہوئی اور از روے انصاف محرک حق دیوانی زمان گذشتہ راجہ تیز کرشن
سے ہوے پہلے چاہا کہ آپسمین تصفیہ ہو جاے نہوا آخر نوبت بعدالت پہونچی بعد خرچ اخراجات
وحقوق وکلاے عدالت دو سو با ہواری پر تصفیہ ہوا ڈگری ملی تا مدت حین حیات راجہ
تیز کرشن دیا کرین چند روز تک دیا اوسکے بعد تیز کرشن کا احوال بسبب آوارگی مزاج اور خرچ
لغویات نوبت بہ گدائی پہونچی مضطر ہو کر چہ نگر بھی ہو آئے مکان خاص بازار کا نشان نرہا۔
بھوانی گنج اور گاؤخانے مین مکان وسیع بنوایا تھا بک گیا ۱۸ لاکھ روپیے کے نوٹ سرکاری
مہاراج جہان گذشتہ کے پاس تھے سواے مالیت خانہ وغیرہ اونکا بھی نشان نرہا کہان گئے
اور کیونکر خرچ ہوے اب شیو راجہ و نیچے سنگہ کچھ کفالت قوت لایموت کرتے ہین انکے گھر کی
دولت کا اسکو تعجب ہے کسی کی فہم مین نہین آتا۔

## فوج انگریزی کا دریا کے پار جانا اور ہنگامہ قتل ہر طرف ہونا

۲۰ رجب کو گورے ہاتھیون پر سوار مع توپ اور گارد سوارون سے دریا کے پار اوترے سپاہ
باغی ہر طرف سے دوڑی اور ہر جگہ پر آگ لگ بھاگی۔ رعایا بھاگ کر شہر مین اسپار آئی۔

۱۲۷۴ھ

## تفصیل فوج انگریزی ہمراہی کمانڈر انچیف

۵ تصلر نمبر ۱۳ ۔ لائٹ انفنٹری ۔ ۱۹ ۔ ۲۰ ۔ ۲۳ ۔ تصلر نمبر ۲۵ ۔ ۳۷ ۔ ۸ ۔ ۴۲ ۔ ۲ ۔
ہائی لنڈرس یعنے کوہی ملک اسکاٹلنڈ کے رہنے والے یعنے گھنگرے والی ۔ ۴۲ ۔ ۵ ۔ ۹۰ ۔ ۱۷ ۔ نقل

۶۰-۶۴-۷۸-۷۰- ہائی لنڈرس- ۸۲- ۹۳- ہائے لنڈرس ۹۰ و رائل ہارنس بلٹری ٹین
۲۲ ہزار نیپالی ہمراہی جنگ بہادر میگزین و غلہ لشکریان- ۲۰ ہزار اونٹ- ۵۰۰ ہاتھی
۹ ہزار گراہنچی چھکڑا- ۹ ہزار کہار ڈولی وغیرہ یہ سب فوج قاہرہ جابجا ملک مین متفرق
ہو گئی تھی اور پنجابی پلٹن اور رسالون کا حساب نہین معلوم اور جب سے داخل ملک اودھ
ہوے اور جتنے ہر جگہہ راہ مین مورچون پر یا میدان مین مارے گئے یا زخمی ہوے اونکا حساب
نہین- ۲۲ رجب روز سہ شنبہ کوکب مریخ جلا و فلک قتال عالم برج عقرب مین طالع تھا بحساب
نجوم قبل از طلوع آفتاب ساعت مریخ مین ہنگامہ کارزار طرفین سے جوش و خروش مین
آیا پہلے گورون نے چاہا کہ بادشاہی رمنہ سے نکل کر مثل سابق در دولت پر چلے آوین یا لوہے
کے پل سے مگر جب حیدر آباد و ماہ نگر مین پہونچے آگ لگانا شروع کیا سپاہ باغی جو پکے پل اور
لوہے کے پل پر تھی رعایا او سپار کی شہر مین جانے کے مانع ہوئی کہ باعث ہراس رعایاے
شہر کا ہوگا بادشاہ باغ سے جب گورے نکلے راجہ منوا کے لوگ سد راہ ہوے طرفین سے مارے گیے
تین توپین گورے بادشاہ باغ مین نہ لیجا سکے آخر ۶ گورے مردانگی سے باہر نکلے دو تلنگون کی
گولی سے گر پڑے باقی چار دونو نعش کو توپ پر باندھ مثل برق جہندہ باغ مین کھینچ کر لے گئے
اسطرف دریا کے جتنی توپین مورچون پر تھین چلنے لگین سپاہ جنگی اور افسران فوج کا در دولت
پر ہجوم ہوا چودہری حشمت علی بحکم سرکار ۵ یا ۶ ہزار گوار سے سمت منڈیانون گئے تھے راہ
مین لڑائی ہوئی گورے پسپا ہوے کچھ میگزین ہاتھ لگا پھر سب بھاگے بہت سے سوار دریا مین
ڈوبے پیدل اسقدر کشتیون پر سوار ہوے کہ سبکو لیے ڈوبے-

گوکرال کے میدان مین پانسو سوار مسلح صف بستہ کھڑے ہوے تھے دفعۃً ۶ انگریزون نے انپر
گھوڑے اوٹھائے جتنے نامرد بصورت سپاہی بنکر دہوکے کی ٹٹی کھڑے ہوے تھے سب نوک دم
بھاگ گئے کسی تلنگے مین و یسار سے نکل آئے اونمین سے تین گولی سے گرے اونکے سر کاٹ لاے

اسیطرح ایک صاحب نے جنرل مارٹن کی کوٹھی کے مورچے پر دلکشا سے گھوڑا دوڑایا ایک
توپ پر پہونچا ہاتھ مین چابک تھا کسی توپ پر مارے گولہ انداز بھاگ گئے ایک بڈہا کھڑا رہ گیا
صاحب نے کہا صد آفرین تو بڑا بہادر ہے اب یہ توپ ہماری ہے اتفاقاً ایک تلنگے نے کمین سے

گولی ماری گر پڑا اوسکا سر کاٹ لیا شام کو طرفین سے لڑائی مورچون کی بند ہوئی۔
۴ رجب پنجشنبہ پہر رات رہے سے طرفین سے پھر لڑائی ہونے لگی۔ لوہے کے پل پر مورچہ جعفری پلٹن نجیب کا تھا خوب لڑا گوردون کو پل سے لوہر آنے ندیا اوسوقت فوج انگریزی موسی باغ کو چلی گھیلے گانون سے پار اوتری ایک پانی کی تھالی کو گھرا سمجھکر بھرے ایک تعلقدار کی گونار نالے مین تھی وہان سے نکلکر ایک باڑھ ماری دوسری طرف سے جودھری کی گونار نے گورے پسپا ہوکر پکے پل پر آئے سپاہی سب بھاگے ایک تلنگہ توپ پر رہ گیا اپنے ساتھیون کو پکارا اے نمکحرامون کہان بھاگ کر جاؤگے یہ کہکر اوسنے آپ توپ کو مہتاب دی اتفاقاً وہ گولہ انگریزی پیٹی پر گرا آگ لگ گئی اس عرصے مین تلنگے جو بھاگے تھے سمٹ کر پھر آئے گورے پیچھے ہٹ کر باشندون کے گھرون مین گئے لوٹا جو سامنے آیا بغضب ہوکر گولی ماری غریب اپنے گھرون سے کچھار دریا مین چھپکر بیٹھے تھے اونھین پکڑ کر اپنے بہتیرو کیا جب توپ چلی پہلے نشانے مین اوڑے بعد اسکے گورے ساہ جی کے باغ کربلاے مریم مکانی چھیالال کے باغ مین چلی گئی بعض مرد سپاہی اپنی جہالت سپاہ گری سے نکلکر لڑے مارے گئے گھر لٹ گیا کنار دریا دھوبی کپڑے دہو رہے تھے جب گورے گاؤگھاٹ سے پھرے ۲۰ کو گولیون سے مارا اونکے بیل جو فربہ تھے اونکا شکار کر لے گئے۔ ۵ رجب روز جمعہ قبل طلوع آفتاب پھر لڑائی شروع ہوئی وقت عصر ایک صاحب یکہ سوار اوسپار دریا کے زیر درخت کے دور بین سے دولتخانہ قدیم کے شیش محل کو دیکھ رہا تھا اسطرف نہار ہا تماشبین شہر جمع تھا کنار دریا ایک رسالہ طیار کھڑا تھا انمین سے ایک شہسوار نے پرے سے نکل سوارون سے کہا تم مین سے کون ایسا ہے جو اوسپار جاکر اس صاحب کا سر لاوے سب چپ ہو رہے اوسنے پکار کر کلمہ شہادت پڑھ زیر بند گھوڑے کا کاٹ دریا سے مثل عقاب صاحب کے سر پر پھونچ کر پہلی گولی گھوڑے کو ماری صاحب نے دونالی بندوق سر کی سوار نے گھوڑے کو کاوے پر لگایا جب دونون نال خالی ہو چکے اسنے تمنچہ مارا صاحب گر پڑے اس عرصے مین کئی سوار انگریزی صاحب کی کمک کو پھونچے پھر اسنے طمع صاحب کے سر کی اپنے سر کیسم بچاؤ سے نکی اوسیطرح اسپار چلا آیا واہ واہ کی بڑی دہوم مچی ان سوارون نے بھی پکار کر اسکی بہادری کی تعریف کی اور کہا اگر ایسی بہادری ہمارے لشکر مین کرتا افسر کلان ہو جاتا۔

## قیصر باغ مین فوج کا داخل ہونا جناب عالیہ کا نکلنا

۲۶ - رجب روز شنبہ پھر طرفین سے لڑائی شروع ہوئی دوپہر کو گورون نے ناکہ چار باغ سے چاہا کہ اپنی آبادی سے چلے آئین ہر طرف سے فوج جمع ہوگئی نہ آنے پائے -

۲۷ - رجب روز یکشنبہ دوپہر کو گورے پہلے امام باڑہ جنت مکان مین آئے کچھ باغی مقام امن سمجھکر وہان چھپ رہے تھے بعض مکان کی چھت کو باروت سے اوڑا دیا اوسکے گرنے سے کئی آدمی دب کر مرگئے پھر وہان سے بشیر الدولہ کے امام باڑے اور اصطبل سے ہوکر بڑھے قیصر باغ کے دروازے پر آئے اس پھاٹک کے سامنے بڑا دمدمہ تھا اوسکے آگے خندق کھودی تھی برج بناکر اوسمین توپین لگائی تھین پہلے گولہ انداز بھاگے توپین بھری تھین کا شکے اونھین داغ کر اوڑ جاتے ممو خان نے جب یہ خبر سنی مستعد بمرگ ہوکر اپنے جان نثارون سے اوٹھہ کھڑے ہوئے لیکن معشوق محل کے مکان سے کسینے آگے قدم نہ بڑھایا آخر مایوس ہوکر پھر آئے -

وقت صبح شرف الدولہ حاضر حضور جناب عالیہ ہوئے سبکی صلاح یہ ہوئی کہ اب جناب عالیہ کا یہان سے نکلنا مناسب ہے نواب تاجمحل پر سوار ہوکر سیدھے اپنے گھر پہونچے قیصر باغ مین سب کے پیچھے کے پھاٹک پر باغ کے جو نواب روشن الدولہ کی کوٹھی کی طرف ہے ہجوم کیا پھاٹک مقفل تھا تلنگون نے گولیان مارکر اوسے کھولا مثل کبوتر دفعتہ سبکے سب پھڑ پھڑا کر باہر نکلے ہر طرف اوڑ گئے میر واجد علی کو داخلہ فوج انگریزی کا معلوم ہوچکا تھا صبح کو جناب عالیہ سے بکنایہ داشارہ بہت سا سمجھایا اوسکا جواب بڑے استقلال سے دیا ممو خان کو اپنی خوبی فہم سے نشہ اوسی طرح کا تھا یہ کہکر سوار ہوا اپنے گھر چپکے چلے آئے -

جنرل اوٹرم صاحب مع صاحبان کونسل کوٹھی جنرل مارٹن مین جلسہ کمیٹی مین تھے کہ دفعتہ خبر پہونچی کہ نیپیر صاحب دو کمپنی گورون کی لے کر دلکشا سے پہلے دیوار رمنہ توڑ کر حیات بخش کی کوٹھی مین آئے وہان سے میر فدا حسین کپتان کے مکان مین ہو قیصر باغ تک جا پہونچے اور اوسکے آگے سے کچی دیوارین مکانون کی سامنے پڑین مینرس گراتے جاتے تھے جب گورے باغ کے پھاٹک پر پہونچے کلہاڑون سے پھاٹک توڑ داخل باغ ہوئے ہر روش پر پھیلے چاندی کی

بارہ دری کے صحن مین نشان فتح گاڑ دیا افسر بارہ دری مین کرسی پر بیٹھے بڑی دہوم مچائی
فوج سکھہ وغیرہ رمنہ اور مقبرہ جنت آرامگاہ سے داخل ہوئی ہر طرف غل وشور اور غارت ہونا
شروع ہوا اس لوٹ مین ہزارہا ملازم نمکحرام ہوکر مل گئے صاحبات محل مین قیامت برپا ہوئی
لیکن یہ عجیب بات خداداد ہے کہ اگر گورے اوسیوقت سیدہے مکان فرحت افزا مین قریب
بہ لکھی پہنچ آتے کیا عجب ہے اوسیوقت جنابعالیہ برجیس قدر مع صاحبات محل سبکو گرفتار
کر لیتے قصہ مختصر تھا مگر اتفاقاً خان علیخان اوسیوقت کئی ہزار سپاہ سے داخل باغ ہوگئے کہ
جو علیشاہ پر کسی گولندے کے بہکانے سے تھوڑی دیر رک رہے تھے بہر حال گورون سے باغ
مین خوب گھمسان ہوا ہر روش چمن پر نہر خون جاری تھی ہر طرف لاش کا انبار تھا گورے
ہمکر سنگین بارہ دری مین ہو رہے تھے پیچھے سے جنگ بہادر کی فوج نے آکر بازہ ماری سپاہیون
کر بڑھتے آخر سب بہاگے خان بھی زخمی ہوے۔

جنابعالیہ سراسیمہ پریشان حال پیادہ مع صاحبات محل اور شاگرد پیشہ غول عورات ملازمین باغ
کے گھوم پھر کے گھسیاری منڈی کے پھاٹک سے باہر نکلین حلقہ عورات صف بستہ اونکے بیچ مین
برجیس قدر ایک سید کی گود مین کندھے سے چمٹے ہوے اوپر غالیچہ اور چاندنی رفع احتمال کو ڈالے
ہوے جیسے راہ مین قافلہ ناموس شاہی کو دیکھا بے اختیار پیٹنے اور رونے لگا یہ انقلاب زمانہ
تھا بہر حال گلیون مین گرتی پڑتی ٹھوکرین کہاتین ہر قدم پر اوکھجتی ہوئی ٹیلہ شاہ پیر جلیل سے
گذر کے پل مولوی گنج پر پہونچین جواہر علیخان نے اپنی پینس کہار آگے سے وہان بھیجدی تھی
قریب زوال شمسی جنابعالیہ مع برجیس قدر اوسی پینس مین سوار ہوئین باقی اور صاحبات محل
وہان سے متفرق ہوگئے اس عرصے مین کچھہ سوار تلنگے شاگرد پیشہ متلاشی سواری ہر طرف سے
جمع ہوکر ساتھہ ہوے یحییٰ گنج۔ نخاس۔ چوک۔ ہوکر نال دروازے مین غلام رضا خان کے گھر
مین اوترین یہ مرد عاقبت بین تھا کچھہ انجام کار سمجھہ کر عرض کیا یہان سے گورے بہت قریب
ہین خدانخواستہ کوئی صورت خلاف پیش آئے باعث روسیاہی غلام ہو پھر وہان سے نواب
شرف الدولہ کے گھر گئین وہان بھی یہی وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید نواب اپنا رسوخ سمجھکر صاحبان
عالیشان کو بلوا کر گرفتار کروا دین حالانکہ یہ سبکا خیال خام تھا مگر اضطرار نواب سے ایسی نمکحرامی

کبھی نہوتی چنانچہ انھون نے تین مرتبہ اپنی حکومت مستعار مین عرضی اپنے حال کی لکھی اور پھاڑ ڈالی جنابعالیہ وہان سے محلسراے حسین آباد مین گئین وہان سے پھر غلام رضا کے مکان بر مگر رات کو ساہ جی کے مکان قدیم مین رہتی تھین شام تک جتنا عملہ شاگرد پیشہ تھا سب جمع ہو گیا ممو خان محلسراے حسین آباد مین رہے اور یہان چوک تک پہرے حفاظت کے کھڑے ہوے تھے۔

## پیام جنرل اوٹرم صاحب جنابعالیہ کو

زبانی اہلکاران دربار جیسی یہ ہے کہ پہلے قیصر باغ مین جنرل اوٹرم صاحب نے پیام معرفت مرزا علی رضا کوتوال بواسطہ شرف الدولہ جنابعالیہ کو بھیجا کہ ممالک محروسہ سرکار سے موافق عہد دولت نواب شجاع الدولہ ملے گا بشرطیکہ لڑائی موقوف کرو ہم ان باغیون کے نکالنے کی تدبیر کر لین گے اور مسافران لندن و کلکتہ کو بھی بلوا دینگے یہان خود غلط ایسی بات کب سنتے تھے بعض اسے فریب و خدع سمجھے۔ بعض نے جانا کہ اب یہ مغلوب ہو چکے ہین جب ایسی باتین کرتے ہین خدا نے چاہا تو ہم انھین نکالے دیتے ہین اسکا جواب معقول نہ گیا اسی کشمکش و پیچ مین رہے یہ وہی صورت ہوئی جسطرح قبل از معرکہ بکسر صاحبان عالیشان نواب شجاع الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ ہمسے صوبہ عظیم آباد لیجیے مگر قاسم علیخان کے شریک نہو جیے وہان مشیر کار اور معتمدین خاص نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ نواب مدار الدولہ تھے وہ کب سنتے تھے اسے بھی عجز سمجھے تھے بعد اسکے دوسرا محبت نامہ غلام رضا کے مکان مین اس مضمون سے آیا کہ خیر اب ہم زمان واجد علیشاہ بدستور سابق تمھین تمھارا ملک دینگے ملڑ و جہان ہو اوسی مکان مین رہو جب ہم فوج باغی کو بھگا دین تم نہ بھاگنا اوسی مکان مین رہ جانا تیسرا پیام آخری اوسوقت آیا جب جنابعالیہ مہمان خانہ نواب تھین کہ اب سرکار سے تمھین صرف ۲۵ ہزار روپیہ ماہ بماہ ملے گا اور پھر اسی جو حکمنامہ آیا تھا اوسنے زبانی کلمات تشفی حسب الحکم صاحب کہے اور کئی مدد دلت بھی لکھ کر آئے تھے کہ انپر اپنی مُہر کر کے بھیجدو اوسوقت ممو خان اور ارکان دولت نے سمجھکر اسکا جواب دیا کہ یہ وقت مقابلہ و مقاتلہ ہمیشہ سے خدع و جھوٹ طرفین سے جائز ہے بعد اس

عہد و میثاق کیے ہین بے فوج سمجھ کر مثل مناجان گرفتار کر کے لیجایئن اگر صاحبان عالیشان کو بھی منظور ہے تو حسب سررشتہ اپنے اس اقرار کو تحریر فرمایئن انجیل خدا پر مُہر کر دین اور بادشاہون کی اوسپر گواہی بھی مثل بادشاہ مصر وغیرہ جو ہمارے واسطے سند کامل ہو اسکا جواب مرزا علی رضا نے دیا سبحان اللہ کل رہا وا ہوگا یہ امر تا تریاق از عراق آج آپ چاہتے ہین فیصل ہو جاوے مصر اور ولایت کے بادشاہ کیا آپ سے قریب ہین گویا نواح لکھنؤ مین ہین ممو خان نے کہا اگر گواہ بعد المشرقین پر ہین جنگ بہادر تو شریک حال ہے وہ اپنی گواہی اور ذمہ از روے قسم کر دے کیا مضائقہ یہ سند بھی ہمارے واسطے کافی ہوگی بعد اسکے سوال و جواب طرفین سے قطعی موقوف ہوا۔ مرزا علی رضا بھی مایوس ہو کر اپنے گھر چلے آئے سمجھے کہ بظاہر اب ہم سبکی اجل دامنگیر ہے دیکھیے اس آفت سے خدا کسکو نکر بچاتا ہے۔

اوسکی صبح کو شہر مین منادی ہوئی کہ رعایا بدحواس و پریشان نہو سب گورے مارے گئے تھوڑے سے قیصر باغ مین ہین وہ بھی تمام ہوے جاتے ہین مگر اس منادی پر کسی کے کان پر جون بھی نرینگی۔

شب سہ شنبہ حسین آباد مین مفتاح الدولہ اور حکیم حسن رضا نے اپنے ایک دوست کو بلا کر مُہر ظفر اجنگ بہادر کی دکھائی اور کہا ممو خان نے کئی افسر معتمد اسکی تصدیق کو بھیجے ہین خدا چاہے تو یہ صورت نجات اچھی نکلی ہے مگر پھر جو اسے روز سہ شنبہ تک دریافت کیا بے اصل محض بلکہ سراسر جعل و فریب تھا۔

غرض صبح کو فوج باغی نے ہر طرف سے جمع ہو کر گاؤگھاٹ سے دھاوا کیا اور لا فرق سے کہتے چلے کہ ہم آج گورون کو مارے لیتے ہین قیصر باغ بھی خالی کروائے لیتے ہین ورنہ کسیکو مُنہ نہ دکھائینگے جب یہ خبر جناب عالیہ نے سنی کہ فوج نے دھاوا کر کے بادشاہ باغ لے لیا چار توپین بھی چھین لین اب کوئی دم مین قیصر باغ بھی خالی ہوا جاتا ہے اسپر بڑی خوشی ہوئی پھر خلاف اسکے خبر آئی کہ گورون نے دھاوا کیا ساری فوج ہر طرف بھاگی مورچے سب چھوٹ گئے بڑا امام باڑہ بھی لے لیا جامع مسجد کے گلدستے اور امام باڑے کی کوٹھہ سے گورے قصاب کے پل تک گولیان لگاتے تھے اب قریب ہے کہ داخل حسین آباد ہو جایئن۔

احمد اللہ شاہ نے تلنگے سوار جمع کرکے فیروز شاہ سے کہا تم پکے پل سے وہان جا کر دو مین عیش باغ سے گرد لگا وہان بھی جنگ بہادر کی پلٹن سے خوب تلوار چلی جب اونکی اور رگ گٹ آئی شاہ جی بھاگ کر نخاس مین آئے گورے چوک مچھلی والی بارہ دری۔ اکبری دروازے تک پھیل گئے پھر شام سے رات بھر ہم کے گولون کا مینہ برستا رہا مگر قدرت خدا سے شہر مین دو تین آدمی ضایع ہوے۔ آگ بھی کسی کے گھر مین نہ لگی اور اگر کہین لگی بھی جلد بجھ گئی خلاصہ رعایاے شہر بیگناہ پر ہر طرح آفت ہے باوجودیکہ آہین سے کسینے مقابلہ نہ کیا بنسبت دلی کے وہان سب رعایا نے بہادرانہ ایمانی پر کمر باندھی تھی آخر کے سب بحال تباہ بحواس مضطر ہوکر بے اسباب مال وزر مثل مور و ملخ جانب سمت مغرب ناکہ شہر کا کوری۔ کانکرا باد۔ گسینہڈی کی راہ لی وہ دن وہ رات کچھ قیامت سے کم تھی۔ شاہ جی گھبرا کر ہر ناکے سے فوج کو لاتے تھے کسیکے پانون نہ ٹھہرتے تھے اور گورے کے نام سے بھاگتے تھے حالانکہ سب صاحب ہتھیار اور کارزار ہندوستان دیکھے ہوے تھے اسکے سوا گلیون سے کوچے شہر کے معلوم نہین کہان چھپ رہے تھے کوئی پرندہ آسمان پر نظر نہ آتا تھا ہر کوچے سے وحشت برستی تھی اور خون ناحق کی بو آتی تھی اور عورات پردہ نشین کو پردے کا کب ہوش رہا تھا وارث مسلح آگے عورات چادر اوڑھے پیچھے چلی جاتی تھین

## جناب عالیہ کا شہر سے نکلنا

روز سہ شنبہ ۲۹ - رجب سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۶ - مارچ سنہ ۱۸۵۸ء عصر کے وقت جناب عالیہ حضرت محل بحالت یاس کلی مین پالکی مین سوار ہوئین چار توڑے اشرفی کچھ خزانہ اور کچھ جواہر ساتھ لئے اور کئی دن پیشتر نکالنے قیصر باغ سے ممو خان کے کہنے سے زنانہ کروا کے آپ جواہر خانے مین گئی کنجیان مفتاح الدولہ سے کر بیشتر صندوقچے باندھ لیے تھے سب لے گئی تھین اونمین سے کچھ ملا باقی نہین معلوم کیا ہوا اور ممو خان نے کسے دیا جسکی قسمت کا تھا گیا اور آج تک کسیکے پاس اوسکا نشان بھی نہ رہا اگر کسیکے پاس ہوتا تو غالب تھا کہ ہر طرح سے کھلجاتا یا گوہندے کب اس سے غافل رہتے۔ غرض ناکہ موسی باغ سے سواری نکلی حلقہ عورات گرد و پیش تھا ممو خان گھوڑے پر میر مہدی مع اپنے عیال احمد حسین حکیم حسن رضا صاحب عدالت بہت پیادہ کچھ سوار تلنگے

احوال حضرت محل

بھی ساتھ تھے صبح کو پھر اون پہونچین اب اسوقت بھی اگر کچھ سوار انگریزی پہونچتے بے تکلف
گرفتار کر لیتے اسکا سبب نہین معلوم حکام نے کیون اسکا خیال نہ کیا اور ایسی خبر عظیم سے
کسو جہہ سے غفلت کی راجہ مردن سنگہ زمیندار نے بہت تمردی سے ایک چوپال رہنے کو دیا
اور خود حاضر نہوا جنابعالیہ بہت بھوکی تھین کھانے کو کہلا بھیجا جواب دیا جب پک چکیگا بھیجدیا
جایگا اور پھر گستاخانہ کہلا بھیجا ہم تمکو کیونکر جگہہ دین اور شریک ہون تم ہر جگہہ مثل مینڈک
اوچھلتی پھروگی اور پیچھے انگریز مثل سانپ لہراتے پھرینگے خلاصہ یہ باڑی ہو کر خیرآباد پہونچین
ہر پرشاد ناظم قسمت اول خیرآباد مولوی عماد الدین عرف مولوی محمد ناظم بسوان باڑی جو
سندیلے مین گرفتار ہا اور بڑی منو سے مارا گیا پھر وسنتے خبر آمد جنابعالیہ تین کوس سے استقبال
کیا بڑی دہوم دہام نقارہ ونشان جلوس سواری سے مرزا بندہ علی بیگ کے امام باڑے مین
اوتارا راہ مین فقرا کو دو ہزار خیرات کیے جب داخل شہر ہوئین توپین سلامی کی چلین۔
وہان صلاح یہ ٹھہری کہ بریلی کو چلین اکثرون کا رجحان یہ ہوا کہ ابھی اپنے ممالک محروسہ
مین توقف مناسب ہے کسواسطے کہ سالی کہ نکوست از بہارش پیدا است جب اور گرنیگا
نہ ہیگی اور کہین پناہ نملیگی ناکاہ غیر مین بمجبوری چلے جائینگے بعد اسکے محمود آباد راجہ
نواب علیخان کے گھر مین مہمان ہوئین پھر بھٹولی راجہ منوا کی گڈھی مین رہین وہان وکیل
راجہ ہرزت سنگہ دوائی حاضر ہوا عرض کی ہم آپ کے بہر حال شریک فرمانبرداری مین ہین
احتمال راجہ منوا کا انگریزون سے سازکا ہے پھر وہان سے وکیل کے ساتھ داخل بونڈی ہوئین
اور متوجہ انتظام ممالک محروسہ اور حکمرانی چند روز مین جتنے لکھنؤ سے بھاگے تھے اندرونی و
بیرونی مع سپاہ جنگی سب جمع ہو گئے اور ملازمین قدیم وجدید مع بیگمات محلات اور امرا و رعایا
وغیرہ آپہونچے اور جتنے اہل حرفہ تھے اور اہل بازار مع اجناس از خود جمع ہوے مثل لکھنؤ چوک
آباد ہو گیا اسکے سوا زمیندار اور تعلقدارون نے بے طلب زر تحصیل بھیجنا شروع کیا ایسی رت
ہمیت کسی تسلط سلطنت مین نہوئی تھی اس زر تحصیل کی عدم رسی پر کیا کیا لڑائی اکثر ضلع
مین رہا کرتی تھی اس امر مین سبکو استعجاب تھا کہ ایسے وقت اضطرار و مایوسی وقطع امید میرہ
اسطرح آمدنی ملک کا ہمیت پہونچنا غرض اس مدت قیام مین جتنا سامان امارت شاہی تھا

اور اسباب لوازمہ ریاست سب طرح کا موجود ہو گیا تھا بلکہ اکثرون کے پاس جو اسباب سلطانی
کسی طریق سے ہاتھ آ گیا تھا اونھون نے بے طلب سرکار مین دیدیا اور بظاہر ہر شخص اپنے
واسطے اس مرگ انبوہ کو صورت عافیت مستعار سمجھا تھا اور پچھلی مصیبتین جو لکھنؤ یا میان راہ
ہر طرح سے پائی تھین دل سے بھولادی تھین اور بازار مثل چوک لکھنؤ ہو گیا تھا۔
حکام عالیشان بندوبست و انتظام شہر اور لوگونکی روبکاری و دار و گیر و قصاص مین مصروف
تھے اور معرکہ سندیلہ اور نواب گنج۔ بریلی۔ شاہجہان پور درپیش تھا اور ایام برسات سے
ندی نالے مانع راہ تھے اور خاطر جمع تھی کہ ان سبکی انتہا گریز گاہ کوہ شمالی ہے وہانکا حاکم
جنگ بہادر ہمسے موافق ہے یہان ان سب کو تہ اندیشون کا اوسیطرح کا نشہ پر غرور دیر غلط
ہو گیا تھا کبھی اصلاح حال و آشتی صاحبان عالیشان کا خیال بھی نہ آیا فوج جنگی اور اہلکار
نفاق و خودرائی و خودپسندی بدستور تھی۔

## انتظام ممالک محروسہ و محاربات اکثر مقام

راجہ بینی مادہو بخش نظامت بیسواڑے مین مستعد و سرگرم قتال و جدال رہے سلون مین
شیخ فضل عظیم خان بدستور بحال رہے میر مہدی حسنخان نظامت سلطانپور مین مقرب الدولہ
منتظم الملک میر محمد حسنخان بہادر شمشیر جنگ نظامت گورکھپور مین اور انتظام الدولہ ممتاز الملک
خان علیخان بہادر ذو الفقار جنگ جلد و سے معرکہ قیصر باغ مین نظامت اعلائے قسمت اول
خیرآباد محمدی سانڈی پالی شاہ آباد مین مولوی محمد سندیلہ خاص مین اس شرط پر گئے تھے کہ
یا فتح کرونگا یا مارا جاؤنگا چنانچہ اس معرکے سے مُنہ نہ پھیرا پانچ ہزار مرنے والے سرفروش
ساتھ تھے داد مردانگی دے کر خوب لڑ بھڑ کر نام کر گئے کوینا صاحب اسی معرکے مین زخمی ہوے
اور جبتک معرکہ سندیلہ رہا شہر کے ناکہ حیدر گنج جدید پر توپخانہ اور فوج سرکار ہوشیار و طیار رہی
یوسف خان بھائی ممو خان کے سپہ سالار فوج ہو کر گئے کہی راجہ اونکے ساتھ تھے نواب گنج
مین فوج انگریزی ہاسے مقابلہ ہوا راجہ بلبدہر سنگہ چہلاری بعد قتل و قمع بڑے نام و نمود سے
اسی لڑائی مین مارا گیا جب اس راجہ کے گھر مین بیٹا پیدا ہوا تھا خوشی کی توپین چلین فوج

باغی توپ کی آواز سُنکے بھاگی ممو خان نے رانی سے اسکا جرمانہ لیا جب مفصل حال معلوم ہوا اور لوگون نے جنابعالیہ کو سمجھایا اوسکے عوض رانی کو خلعت بھی کے واسطے جوڑی کپڑے وغیرہ کی بھیجی یوسف خان کو صاحبان معرکہ نے چٹھی امان دی اس جہت سے بسلامت چلے آئے اسکے بعد ہردت سنگہ سوائی کے پھر پاؤن نہ ٹھہر سکے بھاگے۔

نظامت بہرائچ مین ناظم حسینخان۔ تجمل حسینخان زمیندار بھٹوا مؤ راجہ دیبی بخش گونڈے مین گلاب سنگہ راجہ پردا۔ درنجے سنگہ راجہ مہونا۔ نرپت سنگہ راجہ رہیہ۔ رانا مادھو بخش بہادر۔ چودھری مصاحب علی۔ انندے کرمی۔ جوت سنگہ راجہ چردا۔ یہ سب ہر جگہہ لڑتے رہے جب تاب مقابلہ نہ لاسکے بھاگ کر بونڈی مین جمع ہوے۔ پس اگر انصاف سے دیکھیے زمیندارونکی کو ہار کہان اور مقابلہ کسکی فوج سے ہوا۔

سردار اور اہلکار ہمراہی جنابعالیہ مقصرب الدولہ۔ مفتاح الدولہ۔ رانا بینی مادھو بخش۔ ہنونت سنگہ کالے کانکر راجہ دیبی بخش۔ راجہ ہردت سنگہ سوائی۔ راجہ جوت سنگہ چردا۔ گلاب سنگہ۔ نرپت سنگہ۔ درنجے سنگہ بھیاجی چہلاری۔ کلننی ان مختار رانی نان پارہ۔ رانی تلسی پور وغیرہ حاضر تھے۔

## اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ واسطے خاص و عام کے

حکام عالیشان نے از راہ مصلحت وقت اشتہار امان مطلق غیر مفید واسطے خاص و عام کے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے جاری کیا جتنے بھگیلے بیدل و مایوس حالت یاس کلی مین ہو چکے تھے اور خدا سے ایسا دن امان کا چاہتے تھے بواسطہ بدفعات حاضر حضور رکمنڈنگ فوج ہوے۔ بعد اسکے لکھنؤ مین چیف کمشنر بہادر کی ملازمت حاصل کی اور اکثر اپنی روبکاری کو اوسی شہر کو روانہ ہوے لینے قضیہ زمین بر سر زمین۔

نواب تفضل حسینخان رئیس فرخ آباد۔ شیخ فضل عظیم۔ میر مہدی حسینخان۔ میر غلام حسین بیٹے مقرب الدولہ کے۔ عباد علیخان بھائی نواب علیخان۔ کاظم حسینخان۔ جنرل اسمعیلخان۔ قاضی عنایت علیخان برگیڈیر بعد انکے گروہ متوسلین مستعفین جو داخل لا الہ مولائی ولا الا گھولا

تھے یعنے شمار مین نہ ادہر نہ ادہر تھے اور نہ سرکار کو اونکا کچھ خیال تھا مجبور رخصت ہوتے گئے۔
نواب نور الدولہ عرف نادر مرزا صاحب وثیقہ بیگم صاحبہ حکمنامہ سرکار پر بھی حاضر نہوے معلوم
نہین کس خواب وخیال مین تھے بعد از خرابی بصرہ آئے طالب وثیقہ ہوے وکیل ہائی کورٹ مین
گیا آخر نوبت بولایت پہونچی سبھون نے بامید اجراے مبلغ خطیر سنواتی بہت سے ہاتھ پاؤن مارے
خاک اوڑائی کچھ نہوا آخر انتقال کیا اسکے وثیقہ کے عدم اجرا مین سبکو حیرت ہے بنسبت عدالت سرکار
رئیسان بیرونی جو اپنا بچاؤ سمجھکر رفاقت وہمراہی جنابعالیہ مین ہوگئے تھے مرزا کوچک سلطان
بھائی بہادر شاہ دلی تاتارا و - بالا راو پیشوا - نواب محمود خان نجیب آبادی - احمد اللہ خان
شفیع اللہ خان نجیب آبادی - مظہر علیخان رئیس کاموتہ - ولی دادخان رئیس بالاگڈہ -
سمدہی بہادر شاہ غلام قادر خان رئیس شاہجہان پور - عنایت اللہ خان رئیس پیلی بہیت وغیرہ

## پہونچنا کمانڈر انچیف کا بھاگنا جنابعالیہ کا کوٹ مین

غرض جب کمانڈر انچیف جنرل کالاینڈ بہادر فوج قاہرہ لیکر بہرائچ سے لڑتے بھڑتے قریب بوندی
پہونچے فوج جنگلی و زمینداران تعلقہ داران دو ساعت تک توپ لڑی جب فوج انگریزی نے دہاوا
کیا نہ ٹھہر سکی - حدود نیپال جنگل مین ہر طرف منتشر ہوگئی جنگ بہادر نے اپنی حدود پر
اور جا بجا گھاٹیون پر پہرے بٹھادیے تھے مگر اس قافلہ مور وملخ کو نہ روک سکے طرح دے گئے
اوسوقت جنابعالیہ تھک کے تلسی پور کی گڈھی اچہا مین دو تین دن تک رہین وہان سے
سناری پہاڑ سے ہو کر نیے کوٹ مین پہونچین جو کوہ بٹول پر ہے جہان نواب آصف الدولہ کی
ابتک بارہ دری بنی ہوئی ہے۔
جب جنابعالیہ سناری سے آگے چلین جنگ بہادر کا خط کپتان نرنجن ماجھی کی معرفت اس مضمونکا
آیا کہ آپ انگریزون سے صلح کیجیے یا یہان کا رہنا اختیار کیجیے ہمسے توقع اپنے شریک حال ہونیکی
یا کسیطرح کی اعانت وامداد کی نرکھیے کاسواسطے کہ ہم انگریزون سے کسیطرح کا مقابلہ نہین کر سکتے
یا کسی اور طرف چلی جائیے آپ کو اختیار ہے ممو خان نے اوسکا جواب دیا کہ نہ ہمین صلح
منظور ہے اور نہ تمہارے ملک مین قیام منظور ہے اور نہ کسیطرف جائینگے ہمین ہم انگریزونسے

اتر ینگے اور نہ کچھ تمہارے بھروسے پر اونسے بگاڑا ہے یہ بات کپتان کو بہت ناگوار گذری
کہا ہم اسیطرح اپنی سرکار مین کہلا بھیجتے ہین بعد اسکے جواب یہ آیا کہ اودھر سے انگریز اودھر
سے ہم تمہین مار ینگے تم ہمارے ملک سے نکلجاؤ اور رسد کی بھی ممانعت کر دی بعد اسکے جب
صورت آشتی ہوئی اجازت رسد رسانی ہوئی مگر شراکت سے از روے فہمائش انکار کیا۔
تپلاے جنابعالیہ بہنیس ہین سوا تر نہانیکے کوٹ ہو ئین اور کسیکو جانیکی اجازت نملی بلکہ جسنے
سینہ زوری سے جانیکا قصد کیا تھا سپاہیون نے بجانے دیا آخر سب منہ دیکھکر وہین رہگیے
دوسرے دن جنابعالیہ کی سفارش سے جتنی عورات لڑکے ہمراہ میر راجہ کے ساتھ تھے فقط
اونھیں اجازت ہوئی۔
مرزا برجیس قدر کے ساتھ کپتان نرنجن مانجھی اور ایک سردار ہست پیر سپاہی او مفتاح الدلہ
ساتھ تھے پہلے ٹانگھن پر سوار ہوکر چلے پہاڑ پر نہ چل سکے کپتان کے کہنے سے ہاتھی پر سوار ہوے
پیچھے کپتان اور مفتاح الدولہ اوسی ہاتھی پر بیٹھے کسواسطے کہ ہاتھی پہاڑ پر نسبت اور سواری
کے چلنیکا مشتاق ہوتا ہے راہ مین مرزا برجیس قدر کو پیاس کی شدت ہوئی کپتان کی نارنگیان
تھین کھائین فی العجلہ تسکین ہوئی پھر وسوسہ یہ گذرا کہ مبادا کپتان دغا سے کہین اور لیجاے
کسواسطے سواری بیلے اختیار ہے مگر مفتاح الدولہ نے زرگری مین کہا اگر خدانخواستہ ایسا امر
ہوگا میرے پاس تمنچہ ہی کافی ہوگا آپ مطمئن رہین پھر وہانسے مفتاح الدولہ کے واسطے
مقام صدرۃ المنتہے تھا کپتان نے کہا تمھین آگے جانیکی اجازت ہماری سرکار سے نہین ہے
ہم نہین لیجا سکتے مگر ایک صورت سے کہ جنابعالیہ او برجیس قدر سے علیحدہ ہوکر یہان رہو
تمھاری صورت معاش بھی ہماری سرکار سے ہوجائیگی یہ انھون نے گوارا نہ کیا چار و ناچار
حالت یاس مین وہین سے رخصت ہوے۔
ممو خان نے کپتانون سے اپنی نخوت و غرور سے گفتگو بہت نامناسب کی تھی وگرنہ کیا عجب
تھا انکے واسطے بھی ساتھ جانیکی اجازت ہوجاتی یہ فوج جنگی کے ساتھ رہے جب فوج
شکست کھا کر گھبرا کر پہاڑ پر چڑھنے لگی تو سو گھوڑے سوارون کے گر گر مر گئے سیکڑون اونٹ مع بار
عظیم گر گر مر گئے پہلے جب مقابلہ دامن کوہ مین ہوا فوج خوب لڑی جب فوج نے بھاگ کر

پہاڑ پر قصد چڑہنے کا کیا حد ملک نیپال سمجھ کر فوج انگریزی آگے نہ بڑھی وگرنہ اوسے دن
بد معاشون کا کام تمام ہو جاتا بلکہ بھاگنا مشکل پڑتا۔

## اجمالی منشی میر قربان علی اور میجر کارنیگی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ

منشی میر قربان علی ساکن دہام پور نگینہ کا احوال من الشمس ہے اور میجر کارنیگی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ
ان دونون نے خوب لکھنؤ مین جھاڑو دیدی صاحبان اخبار نے کچھ کچھ احوال چھاپا مگر مربی
بیار دمر بہ بخور۔ خلاصہ جب منشی مذکور اور میجر صاحب بعلت جعل خرید نوٹ و بکاری ڈپٹی کمشنر
مین دہرے گئے میجر صاحب باطمینان تمام تشریف فرمائے ولایت ہوئے جرمن کے رہنے والے
تھے یہان کے لوگون کا احوال مثل ولایت کشمیر وغیرہ ظاہر ہے پھر کلکتے مین بامید ترقی عہدہ
جلیلہ آئے اور اضلاع لکھنؤ مین بھی مامور ہوئے منشی جی بعد روانگی میجر صاحب اپنے
وطن مالوف مین بادشاہت کر رہے تھے طاؤس بیگم منکوحات شاہی اونکے ساتھ لکھنؤ سے
چلی گئی تھی خلاصہ بعد ثبوت جرم ۷۔ برس کی قید منشی کے واسطے تجویز ہوئی جیلخانہ الہ آباد
مین گئے جب اونھون نے اپیل کیا ۲۔ برس اور بڑھے دس برس ہوئے میجر صاحب کی تحقیقات
کو کسی صاحب امین لکھنؤ آئے انکا قصاص منحصر بولایت رہا نوکری سرکار سے ترک ہوئی
اگر ایسا صاحب متمول نوکری سے برطرف ہو جائے اوسے نوکری کی کیا پروا ہے۔
اب سنتے ہین کہ کسی صاحب کی رعایت و پرورش سے منشی جی کے واسطے بہت سی تخفیف
عذاب ہو گئی ہے کپڑے بدلتے ہین پلنگ پر سوتے ہین فی الجملہ اون جیلخانہ قیدیون پر حکومت
بھی ہے طاؤس بیگم بھی کئی مرتبہ اونکی خدمت مین مستفید ہوئی کئی لاکھ کے گانون زمینداری
نگینے مین مول لیے ہین جب سرکار سے قرقی اونکے گھر کی نقد و جنس کی ہوئی ۲۲۔ لاکھ
کا تخمینہ ہوا تھا۔ بس اسی سے حساب اونکی نیب کا بھی ہو سکتا ہے۔ عیان را چہ بیان۔
لکھنؤ کی بربادی سے ہزارون بن گئے۔ مگر دیکھا چاہیے یہ بیت المال کیونکر سرسبزی
کرتا ہے +۔

## مراجعت کمانڈر انچیف لکھنؤ مین

کمانڈر انچیف سپہ سالار فوج بونڈی سے لکھنؤ داخل ہوے رمنہ سلطانی او سپار دریا کے مقیم خیام ہوے باقی فوج کو سرحد ملک پر جابجا چھوڑ آئے جنرل ہیرو صاحب بہادر اس معرکے مین نسبت اور حکام کے بسبب ایمان دینی رئیسون کے اور اونکے حفظ مراتب سے پیش آئے بہت نیکنام رہے خصوصًا تفضل حسینخان رئیس فرخ آباد کی جان و عزت فقط صاحب ممدوح کی امان سے بچی وگرنہ دائرہ حلقہ پھانسی سے کبھی باہر نہوتے حکام صدر کو اسی باب خاص مین بہت مناظرہ رہا بعد تنقیح تمام صاحب بہادر کا ایک درجہ پایہ منزلت سے ترقی کا گھٹ گیا بعد چند روز کے پھر اپنی منزلت پر آ کے بحیثیت کمشنر لکھنؤ ہوکر بسبب عارضہ لاحقہ ولایت کا جانا بہت ناگوار ہوا اسواسطے کہ وہ قدر شناس شرفاے شہر تھے اور ولایت پہونچکر ستوفی ہوے یہ بھی تا غیر زمین لکھنؤ ہے کہ جو ایسا حاکم ہو اوسے قیام نہو سکے جسطرح اکثر ایسے صاحب آئے پھر بہت جلد چلے گئے۔

## داخلہ فوج انگریزی شہر مین بہ تسلط رعایا کا شہر سے بھاگنا شاہ جی کا نکلنا

۲۰ سلخ جب روز چہارشنبہ فوج انگریزی نے پہلے چاہا کہ عالم باغ سے گڈھی کنور اہو ناکہ حیدر گنج سے داخل شہر ہو جاے بلٹن جنگ بہادر عیش باغ سے چلی احمد اللہ شاہ ہمراہ معتمد الدولہ سے فوج لیکر عیش باغ مین جا پہونچا خوب تلوار چلی کئی سو بھوٹیہ مارا گیا آخر باغ سے اونھین ہٹا دیا وہ سب سمٹ کر کنار شہر آئے اودہر سے فوج انگریزی آئی تھی وہان بھی شاہ جی دل کھول کر لڑے فوج انگریزی کو نہر سے اسپار اوترنے ندیا شاہ جی کی طرف سے تین چار توپ بھی چلی جب فوج انگریزی نے دہاوا کیا پہلے حملہ یورش مین سوار بھاگ گئے وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ تین دن رات سے حقیقت مین سوار ہر طرف دوڑتے رہے اور خود شاہ جی بھی فوج کو گھیر کر لاتے تھے سب سے بیعت تازہ لی تھی بہت سخت سست کہکر غیرت دلائی تھی قتل و قمع سے ڈرایا تھا مگر اون نامردون کے واسطے گو زبر گو ز تھا پہلے مقابل ہوے اوسکے ابعد بھاگ گئے۔

اسیطرح اس معرکے سے پندرہ سوسوار شہر کی طرف سے بھاگے تھے حیدر گنج نوبستہ ہوکر سعادت گنج پھونچے بعد اسکے شاہ جی پھر کر درگاہ حضرت عباسؑ مین آئے ایک مورچہ قائم کیا دوسرا سعادت گنج کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھ کر بڑا ہی پر لگائی۔

بھوٹیون نے میدان خالی پاکر جدھے ستی کے باغ مین اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت بھوکے ہوے ایک ہندو فقیر اوس باغ مین رہتا تھا اوس سے جنس کھانے کی مانگی اوسنے ایک ہندو رستوگی مہاجن جو اوسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرف آباد اپنے گھر سے آیا اور جو جنس گھر مین تھی اونھین دی یہ اپنی جان بچاکر گھر آنا غنیمت سمجھا پھر عیش باغ سے حیدر گنج۔ نوبستہ سعادت گنج تک مینہ گولیون کا رعایا پر برستا رہا ہر گھر رشک چاندماری ہو گیا اگرچہ بہت کم رعایا اپنے گھر مین رہ گئی تھی۔

غرہ شعبان پنجشنبہ کو گورے چوک۔ فرنگی محل۔ نخاس۔ کاظمین۔ منصور نگر تک پھیل گئے اور مورچہ کاظمین ؑ کربلاے دیانت الدولہ۔ ولی دروازے مین قائم کیا ایک مورچہ سڑک سے گھنٹہ بیگ کی گڈھیہ پر قائم کیا مقابل درگاہ حضرت عباس ؑ چنانچہ جب کوینا صاحب مورچہ پر آئے شاہ جی نے ہٹکر سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قائم کیا دونون طرف سے گولیان برس رہی تھین اس عرصے مین گورے رعایا کے کوٹھون پر سے ہوکر ہر گھر مین اوتر کر لوٹنے لگے میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر زیر دیوار کربلا تھا کوینا صاحب مع دو افسر کوٹھے پر سے اوترے پونچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایا سرکار ہین ایک گھوڑا میر باقر علی کا پسند کر کے لے لیا اوسکی قیمت دینے لگے انھون نے نہ لی اس عرصے مین میر آغا کے ایک گولی زیر ناف لگی جان بچی اتفاقاً قدرت خدا سے اوسیوقت جراح بھی مل گیا بہزار خرابی صحت ہوئی۔

کوینا صاحب پر انکی بیکسی و غربت ثابت ہوئی پہرہ گورے کا انکے گھر پر کر دیا کہ لٹنے نپائے۔ مگر بعد فتح سرکار میجر کارنیگی صاحب مع ناظر کوتوالی انکے گھر مین چلے آئے سارا اسباب گھر کا لوٹ کر لے گئے بہت سی داد و بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک گھر مینا بازار مین تھا وہ مسمار ہو کر داخل وسعت قلعہ مچھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد مین تھا نصف سے زیادہ داخل سڑک شارع عام ہوا فقط بارہ دری باقی رہ گئی ہے۔

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ماجرا رہا آخر گورے کوٹھون سے داخل درگاہ حضرت عباسؑ ہوے بھاگے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مریدنے بغلون مین ہاتھہ دے کر محبوب گنج تک پیادے آے وہانسے گھوڑے پر چڑھے کچھہ سوار تلنگے مرید خاص جو ہمراہ تھے ہاتھیون پر سوار ناکہ موسی باغ سے لڑتے ہوے نکلے پیچھے فوج انگریزی تعاقب مین قریب شام شاہ جی کسمنڈی کے نالے کے اوسپار ہوے وہانسے فوج انگریزی پھر آئی۔

رعایاے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھہ مر ہوگئی کسیطرف بھاگ نسکی وہین جل بھن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسیطرح بھاگ کر بچا اوسنے پیچھے پھر کر اپنے ساتھی کو نہ دیکھا مان سے بچے خاوند سے جورو چھٹ کر رہ گئی جب جان بچی ہر ایک کا نام لے کر پکارتی پھرتی تھی آسمین شب تاریک ہوگئی صحرا مین ٹھوکرین کھا کر رہ گئی العیاذ باللہ۔

رعایاے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سبکو اپنے قتل و بے غرقی کا یقین ہوگیا کسیکو کچھہ نہ بن پڑا سواے اسکے کہ شہر سے بھاگین ہر محلہ و کوچہ بکوچہ قیامت برپا تھی عورات پردہ نشین میان ہجوم بلواے عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات خورد سال گود مین لے کر نکلین فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سواے سمت مغرب کے وہ ناکہ نہ سے حیدر گنج اور موسی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر نہ جلا اور نہ کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام مین خلاف راے صاحبان عالیشان ہوا افسران فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا نچھوڑین مگر جنرل اوٹرم اور نواب گورنر جنرل بہادر کے نزدیک درگذر کرنا بہتر تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نتھا مگر جو مقابلہ کرے اسی جہت سے رعایاے بے گناہ کی جان بچی اور بروقت تحقیقات مجرمین پایہ قصاص مین آے مگر گورون نے اسپر بھی نہ مانا جو سامنے آیا یا جسے گھر مین پایا مارا بعض نے گھر لوٹا جان بچائی عورات صاحب غیرت اور لڑکیان بن بیاہی گورون کی صورت دیکھتے ہی کنوؤن مین گر کر مرگئین بعض جیتی نکلین ۔ بعض تمام ہوگئین ۔ بنبھرے مین بم کے گولے سے سلطان الدولہ داماد نواب منور الدولہ مرگئے میر محمد زکی نوجوان اجل گرفتہ پوتا حکیم بندہ حسینخان مرحوم باورچی ٹولہ مین

کرایے کی حویلی مین تھا جب بھوٹیے گھر مین آئے - اپنی جہالت وحماقت سے انھین
تپنچہ مار بیٹھا - اونھون نے اوسکا قیمہ کردیا نعش کو بہزار خرابی اوس ہنگامے مین نواب
ملکہ جہان کے باغ مین معلوم نہین کس طرح سے دفن کردیا اب نشان قبر بھی سڑک کی
جہت سے معلوم نہین ہوتا -

## فتح وفیروزی صاحبان عالیشان با اقبال

۳ شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالیشان آشوب شہر سے مطمئن ہوے اور خس وخاشاک
بدمعاش سے شہر پاک ہوا فتح وفیروزی نصیب اولیاے دولت ہوئی منادی عمل سرکار
کمپنی انگریز بہادر ہوئی ۱۵ دن تک شہر برابر لٹا سواے نال دروازے کے جہان مہاجن
رہتے تھے اور سعادت گنج بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکال ہو-
یا خود سرکار کو اون سے درگذر منظور ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سکھہ
نیپالی گورون سے کوئی جگہہ محفوظ نہ تھی یا کوئی صاحب کی بدولت امیر اور شرفا کے گھر
بچ گئے اور اس مدت غارت گری مین صاحبان فوج بھی کمربستہ رہے اور جب کوئی شخص
صاحب کے پاس داد وبیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہو کر چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ
درگاہ حضرت عباس ؑ مین کئی سو عورات پردہ نشین جاکر چھپی تھین گورون کے ہاتھہ سے
بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کرکے ہر ایک کے گھر بھیجدیا اور ایک
ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو دہوبی شہر کا مع پارچہ شست وشو درگاہ مین آکر
چھپے تھے وہ سب کپڑے لٹے اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک مہاجن نے گورون
کے ہاتھہ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اسیطرح سے بکا الا علم خاص درگاہ جو وزن مین
تیرہ سیر تھا دہات کا اوسے سب نے درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن مین زیر درخت توت تک آیا
پھر کسی نے اوسکا نشان نہ دیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی بڑی کوشش کی کہتا
تھا کہ مین ہزار روپیہ دونگا جسنے پایا ہو لاوے مفتاح الدولہ بھی دینے کو راضی تھے مگر مطلق
اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لے گیا کسکے پاس رہا اگر کسی کے پاس ہندوستانیون

ہوتا البتہ مشہور ہو جاتا واللہ اعلم۔
احمد اللہ شاہ جب باڑی پہونچا پھر جمعیت مجاہدین چاشت غور جمع کرکے مستعد جنگ و جدال کے ہوا۔ نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زر خرچ جہاد لیکر چھوڑ دیا بعض امرانے بنخوت غارتگری شاہ جی کا پیالہ بھی پیا بیعت بھی کی جب محمدی پہونچا اپنا سکہ جاری کیا فیروز شاہ شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشش ولولے سے تنہا اجل ہوائے میں لے گئی اپنی نخوت غرور سے تنہا مع دو تین سوار کے گیا بہت بھروسہ اپنی کرامات کا رکھتا تھا راجہ کی گڈھی کے دروازے پر جا کر کھڑا ہوا پھاٹک بند تھا نکھولا سخت گفتگو اپنے ولولے سے کرنے لگا جمارنے زمہ سے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹ کر سرکار میں بھیجا بڑی خیر خواہی ثابت ہوئی انعام و جاگیر فراخور حال ملی لشکر کذائی جو کئی کوس کے فاصلے پر تھا بادہوائی ہو گیا زر کثیر و اسباب غارتگری جو اس مدت میں ہاتھ آیا تھا اوسکا کہیں پتا نہ لگا۔

## خاص بیان راہ قصبہ کاکوری

۲ شعبان روز جمعہ ناکہ نئے حیدر گنج مبارک باغ نواب منور الدولہ اور باغ معتمد الدولہ مملو کہ دیوان بہادر سنگہ میں کئی دن سے ہزار ہا شرفا نجباے شہر مع عیال و اطفال بسیر و سامان جا کر رہے رات بھر ناکہ شہر سے ہزار ہا آدمی کی قطار تا صبح منقطع نہوئی ایکساعت رات باقی تھی کہ ہزار ہا سلکر راہی گسمنڈی اور کاکوری ہوے اہل فوج سب کے سب گسمنڈی گئے بعض نے راہ کاکوری لی ناکے سے باغات قصبہ تک ہزار ہا زن و مرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عروس تازہ و اماد افغان و خیزان اپنی ساس نند کے حلقے میں ہاتھ پانون میں مہندی ابھا رہی جو نہ پہنے بہت مرد و زن اپاہج لونڈیون کی پیٹھ پر سوار ہزار ہا ہتھیار بند مگر جنگ نا دیدہ عورات ہر قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کر پڑے پانچون میں اوبھک کر گرتی تھیں اور سب کے خیال میں کاکوری مقام امن و امان تھا اسواسطے کہ رؤسا ے قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگون کو تعارف تھا غرض ہو نگے کہ دفعتہً کاکوری سے آواز بندوق کی آئی سب کے کان کھڑے ہوے مگر بخوف خیال نہوا آپسمین اسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعتہً ایک باڑھ چلی اور کھیت والے اپنے گانون میں پکارنے چلے

کہ فوج گورہ آپھونچی - قصبے مین قتل و غارت ہو رہا ہے بس یہ سنتے ہی ایک قیامت ہوگئی
ہزارہا آدمی کا سیل مثل موج سمندر طلاطم مین آیا ہر طرف شور و فریاد الغیاث برپا تھی -
ایکدوسرے کو پکارتا تھا اکثر جاہل ہتھیار بند آگے آگے پیچھے قافلہ عورات تھا آپسمین کہنے لگے
کہ ان عورات کو ہم یہان مار ڈالین مگر آگے چلین بعض فہمیدہ منے کہا اس خون ناحق کرنے
سے کیا فائدہ بیبیان ادہر کے کھیت مین چلتی تہین ادر ہر کھونٹے سے اولجھکر گرتی تھین حلاصہ
دو ساعت تک اوس میدان مین یہی صورت رہی جب لوگ ہر طرف متفرق ہوگئے میدان
خالی ہوا اور فوج گورہ نے قصبہ سے ہوکر ایک نالہ پر پڑاو کیا ادہر کوئی نہ آیا سبکی جان مین
جان آئی اگر ایک بزن اس حشر مین چلا آتا بڑی لوٹ ہوتی اور سیل خون بہتا -

## معرکہ غارتگری خاص قصبۂ مذکور

جب رعایاے شہر شرفا نجبا امرا محلات مع مجتہد العصر سلطان العلما وغیرہ کاکوری پھونچے
ہر گھر وضیع و شریف احاطہ خرابہ احاطہ مسجد خانہ باغ مین آدمی مثل دیمک کے بھر گئے وہانکے
رئیسون نے بھی خدا ترسی رحم دلی یا تعارف شہر سے کسیطرح کی چشم پوشی نکی سبکو اپنا مہمان
کیا کئی دن تک غلہ بسبب کثرت اژدہام خلائق کے بمشکل میسر آیا لیکن یہ بھی رئیسون کے
خیال مین آیا کہ ان شہر والون کی بدولت ہمپر بھی خواہ مخواہ کچھہ آفت آویگی چنانچہ جناب
مجتہد العصر مع اپنے اہل بیت خیل خانہ مولوی محمد خلیل الدینخان ہوے تھے لیکن عجب حال سراسیمگی
و پریشانی سے کہ قلب مومن اونکا حال دیکھہ کر ضبط نہین کرسکتا تھا اتفاقاً بعض زوجہ خاص سے
اپنے قافلے سے بچھڑ کر بہت داخلہ بزن گورہ بخوف ایک کھیت مین چھپ رہی تھین کسیکو جرات نہوئی
کہ اونکی خبر کو گھر سے باہر نکلے - آخر میر محمد حسین اونکے نسبتی بھائی بہزار منت و سماجت کہاران ڈولی
لیکر اونکی تجسس کو چلے یہان جناب مجتہد کا عجب حال و صدمہ روحانی تھا آخر بسلامت پایا اور
لے آئے کہاروں کو انعام دیا -

ایک اور بھی سبب اس قصبہ کی خرابی کا ہوا تھا کہ جب فوج انگریزی کسی قریہ سے گذرتی تھی
وہانکا زمیندار استقبال کرکے کمان افسر کو نذر دیتا تھا عرض حال کرکے امان پاتا تھا کمان افسر

پونچھتا تھا کوئی فوج باغی سے تمھارے گانون مین ہے یا نہین چنانچہ جب فوج عالم باغ سے
اس قصبے مین آئی کوئی رئیس استقبال کو نہ گیا محض بخوف وہ سمجھے کہ از راہ تمردی حاضر ہوئے
بلکہ برعایات شہر اور باغیون کو اپنے قصبے مین رکھا ہے۔
خلاصہ جب بزن داخل قصبہ ہوا ۵ یا ۶۔ آدمی اس قصبے کے مارے گئے لشکر نے باہر بستی کے ندی
پر جا کر پڑاو کیا اوسوقت قاضی وصی علیخان وغیرہ لشکر مین جا کر حاضر ہوئے کہ ان افسر نے نہایت
کہ تم بڑے باغی ہو مغرور رہو پہلے ہماری خبر نہ لی اب آئے ہو جب ہم تمھارے سر پر آ پھونچا اس
غضب سے قاضی صاحب نذر بند ہوئے لکھنو آئے بعد کئی مہینے کے بڑی تحقیقات اور روبکار سے
نجات پائی۔
۳ شعبان روز شنبہ لشکر سے گورے سکھ وغیرہ بستی مین لوٹ کو آئے نقی یاور خان احمد علیخان
وکیل عدالت کانپور مولوی محمد خلیل الدینخان کے گھر کو خوب صاف کیا مگر ہر ایک گھر کا حفظ
ناموس کیا اوسوقت کیا عجب تھا کہ اکثر رئیس بمقتضائے غیرت لڑکر مارے جاتے صاحبان لکھنو
جتنے تھے اونکے آنیسے سبھون نے اپنے ہزارہا روپیے کی قیمت کے ہتھیار تالاب کنوون مین کو جھونکے
زمین مین کھیت باغ مین پھینک کر گاڑ دیے تھے سند وقچی۔ پاندان مسی۔ زیور۔ زر نقد
رکھکر جا بجا زمین مین گاڑ دیے تھے چنانچہ بعد فتح برس دن تک ہتھیار سب قسم کے اس بستی سے
چھکڑون پر بار ہو کر داخل سرکار ہوئے۔
احمد علیخان وکیل مذکور کو حکم قطعی پھانسی کا دیا گیا تھا اس جہت سے کہ نانا راؤ پیشوا کے دربار
مین حاضر رہتے تھے عجب مصیبت مین پھنسے تھے کہ مہینون اپنے سایے سے ڈرتے رہے اور اپنی
نجات سے یاس کلی ہو چکی تھی اپنے مرشد کے گھر چھپے رہے انھون نے بھی اپنا حق پیری کا ادا
کیا جب فتح سرکار ہوئی میجر صاحب انکا بڑا دوست تھا جسکا ذکر باب سفارت مین ہو چکا وہ انکے واسطے
عدالت مین سینہ سپر ہوا اپنے ساتھ باعزت صاحب جج کانپور کے پاس لے گیا اور بڑی شد و مد
سے روبکاری کی اور صفائی دلوا کر بدستور پھر عہدۂ قدیم پر بحال کروایا انھون نے بعد انتقال
تراب علیشاہ کئی ہزار صرف کرکے اونکا مقبرہ بنوا دیا۔
میر محمد نقی فاضل حاجی الحرمین زائر ائمہ معصومین عہ شاگرد رشید جناب مرزا اعلی صاحب محدث

اسی قصبے مین گورون کے ہاتھہ سے مارے گئے اور میر ہادی نواسے ظفرالدولہ کے مارے گئے میر صاحب کی نعش کو جلا دیا بعد اس معرکے کے اونکی قبر ناکے پر ایک باغ مین بنوادی ہے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ گورون کے نزدیک علما ریسن درازصورت متشرع محرک جہاد جہال ہوے یہہ نہ جانتے تھے کہ مذہب شیعہ زمان غیبت امام مین جہاد حرام ہے۔

## امان سرکار واسطے خاص و عام اور رعایا کا شہر مین آنا۔

۴ شعبان روز یکشنبہ سے لکھنؤ مین منادی امان ہوئی قتل و غارت رعایا موقوف ہوا حکم عام ہوا کہ رعایا اپنے گھر مین آباد ہون اور جو نہ آئے گا اوسکا گھر ضبط ہوکر نیلام ہوجائے گا پہلے مدت امان داخلہ شہر ۹ ماہ اپریل تک دی اور متواتر اشتہار دیا کہ جسکے گھر مین اسباب بیلی گارد یا اسلحہ حرب ہو داخل سرکار کرے پھر باغیون کے واسطے اور جو لوگ شہر سے نکلکر کہی منزل چلے گئے تھے مدت امان اونھین ایک مہینے کی ہوئی اور حکمنامے معرفت کپتان آرچ صاحب زمیندار تعلقدار وغیرہ کے حاضر ہونے کے جاری ہوے جرنل جنگ بہادر مع اپنی فوج کے روانہ فیض آباد ہوے مال غنیمت جو اونکی فوج نے لوٹے اوسکا حساب و شمار نہین ہوسکتا بعد اسکے جرنل اوٹرم صاحب روانہ کلکتہ داخل ممبران سپریم کونسل ہوے رائٹ مانٹ گومری صاحب چیف کمشنر اودھ ہوے سیجر کار نیگی سٹی مجسٹریٹ نے انتظام کیا منشی میر قربان علی منشی قدیم بدستور سابق بحال ہوے احمد یار خان تھانہ دار حسین آباد اقربا سے محمود خان کو توال مقتول کو توال شہر مارٹن صاحب ڈپٹی کمشنر ایبٹ صاحب اسپشیل کمشنر فاٹ سائٹ صاحب سکرٹر نظامت کپتان ہاٹ جن سن صاحب ملٹری سکرٹر جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر اور فینیشیل بھی یعنے دیوانی اور عدالت دونون۔ کپتان ڈسیٹین صاحب اور اکثر صاحب روانہ ولایت ہوے ولیم صاحب صاحب خزانہ ہوے۔

اہل و کمائق اور صاحبان پنشن جدید جو کئی منزل شہر سے چلے گئے تھے بعد حکم امان پہلے عرائض ارسال کیے اور بموجب حکمنامہ سرکار ہر ایک بتدریج داخل شہر ہوا سب سررشتہ ہر ایک کی دربکاری پہ تحقیقات ہوئی سارٹیفکٹ امان ملا اور ہر ایک سے جرمانہ بقدر حال لیا گیا۔

جب سلطان العلما کا کوٹھی سے گھبرا کر قصبہ موہان مین چلے گئے عیال اور متعلق کو علامہ صفدر حسین کے گھر مین چھوڑ گئے جب عرضی کی حکم داخلہ شہر ہوا کئی مہینے تک املاک قدیم ضبط سرکار رہی بعد خرابی بصرہ ایکدن محکمہ کارنیگی صاحب مین گئے مکان قدیم ملا لیکن بیت المال اور کتبخانہ ہزارہا جلکر معلا۔ مرزا وصی علیخان کے بھائی نے نیلام مین سات سو روپیہ پر مول لیا خاطرخواہ بیچارہ کا نفع ہوا۔ بعد اسکے سرکار سے ۵ سو روپیہ ماہواری کا پنشن دائمی نسلاً بعد نسلٍ مقرر ہوا رجوع مسائل شرعیہ اثنا عشریہ انھین سے متعلق ہوے۔

سید نقی صاحب بیٹے جناب سید العلما کئی مہینے سے وطن مالوف نصیرآباد مین جاکر رہے تھے بعد فتح آئے مسجد تحسین علیخان مین جمعہ جماعت بدستور ہونے لگی مقام استعجاب یہ ہے کہ جب جناب مجتہد العصر سلطان العلما نے مقلدین راسخ الاعتقاد سے اپنی ہمیقدوری اور عدم شراکت بدمعاشان کا استشہاد چاہا چند فقراے مؤمنین نے حسبتہً للہ اوسپر مہر گواہی کی امراے ذوی الاقتدار اگرچہ اپنے حال مین گرفتار تھے سینے پہلوتہی کی بلکہ بعض امرا جو خیرخواہ اور معتمدین سرکار تھے اور کیفیت واقعی بیان کرسکتے تھے سمجھا سکتے تھے لب بمہر رہے واہ۔

شرف الدولہ غلام رضا خان بعلت کارفرمائی سرکار برجیس ۱۱۔ دن تک تارہ والی کوٹھی مین مقید ہوکر حالت سکرات مین رہے بقین پھانسی دینے کا ہوچکا تھا لیکن اونکا عمل خیر کام آیا۔ گورے کاظمین ؑ مین اونھین مارے ڈالتے تھے جب اونھون نے دوہائی کارنیگی صاحب کی دی جان بچی۔ مگر مشکل سے نجات پائی اور پھاپنی یاوری قسمت سے سرکار سے مستاجری اور کارفرمائی پر سرفراز ہوے جب کاظمین گورون سے خالی ہوا پھر اوسکی طیاری اور مجلس صبحگاہی بدستور ہونے لگی عشرۂ محرم مین درگاہ حضرت عباس ؑ بھی انکی ضمانت سے کھلی فی الجملہ اوسکی طیاری بھی کی اسباب سب لٹ گیا۔ علم خاص جس سے بنلے درگاہ ہوئی تھی اوسکا کہین نشان نہ ملا امیر الدولہ میر مہدی نے کچھ شیشہ آلات وغیرہ بصرف جان کر درگاہ مین چڑھا دیا اب باجازت بادشاہ پیارے صاحب نبیرۂ نواب عنایت علیخان مرحوم کو دیا اس جہت سے کہ اونکی حقیقی بہن منجملہ محلات بادشاہ تھین اب وہ بھی مرگئین۔ کلکتہ مین جو نذر نیاز درگاہ ہوتی ہے پیارے صاحب کے اختیار مین ہے وہ طیاری اور نذر نیاز جو عہد دولت مین ہوتی تھی

اوسکا شمہ بھی نہین ہے۔
صاحبان پنشن شاہی کی رد بکاری ہوئی بعد تحقیقات اور منت سماجت اور موافقت اہلکارونسے پھر تنخواہ سبکی خزانے سے جاری ہوئی اکثرون کی زیر تجویز رہی بعض کی صدر سے نامنظوری آئی بعد کئی مہینے کے موافق دستور ولایت انگلستان باہتمام منشی رامدیال اکسٹرا اسسٹنٹ رعایا کے گھر پر ایک روپے سے چار روپے تک اور اہل پیشہ پر تین روپے سالانہ تجویز ہوکر تحصیل ہوا یہ امر جدید رعایا پر بہت شاق گذرا مگر حکم حاکم سمجھ کر ہر طرح سے دینا پڑا۔ بعد اسکے ۱۸۶۲ء سے محصول مکانات موقوف ہوا اور بعد دو برس کے دوسرا ٹکس بھی موقوف ہوگیا۔

## موقوفی مستاجری سرکار کمپنی و عملداری سلطانیہ

کئی مہینے کے بعد مستاجری عملداری سرکار کمپنی انگریز بہادر الزام فساد ہندوستان سے بتجویز ارباب پارلیمنٹ ولایت موقوف ہوئی ہر چند حقوق قدامت اسکا مستلزم تھا سلطانیہ ہوئی چنانچہ ایکدن حسب الحکم سرکار رؤسا و امراے رعایاے شہر مچھلی والی بارہ دری چوک مین جمع ہوے اشتہار جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا پڑھا گیا حکام نے سبکی اطمینان کی کسیکو جرات کلام نہوئی مگر نواب معین الدولہ نے کہا کہ ہم سب رعایاے سرکار دولتمدار مطیع و فرمانبردار مگر ستم رسیدہ مظلوم و اجب الرحم ہین فقط محتاج عزت و آبرو کے امیدوار ہین بروقت عدالت حکام نے کلمات تشفی فرماکر رخصت کیا۔
ایکدن ایک رات فرح بخش کنار دریا عملداری سلطانیہ کا جشن ہوا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اپنے امامباڑہ واقع گھسیاری منڈی مین جہان ۸ محرم کو حاضری حضرت عباس علیہ السلام ہوا کرتی تھی ضیافت صاحبان عالیشان فوج و نظامت کی بڑا کھانا اور خوب ناچ رنگ صحبت شراب ہوئی وقت رخصت ہار گوٹہ دیکر رخصت کیا فقط چیف صاحب اس جلسے مین تھے بعد اس کے وہ امامباڑہ وغیرہ مسمار ہوکر داخل حصن قلعہ ہوا۔
پھر ساہ جی نے اپنے باغ مین اسیطرح ضیافت سبکی کی اوسکے بعد راجہ مانسنگہ نے جنرل کلائیڈ صاحب بھی اس جلسے مین شریک ہوے پھر کسینے حوصلہ ضیافت نکیا اگرچہ پہلے شاہزادے امراے

آمادہ ہوئے مگر پھر موقوف رکھا۔

## آراستگی شہر

حکام عالیشان صفائی و آراستگی شہر پر متوجہ ہوئے چنانچہ بیلی گارد کا جتنا احاطہ محیط کیا تھا وہس جھانکیان جتنی کوٹھیان جو مثل خرابہ اور کثرت گولون سے مثل غربال ہو گئی تھین ان سبکو اوسیطرح بدستور رکھا طیاری اور آراستگی کو مناسب وقت سمجھا تا بنظاہر عبرت الناظرین رکھا ایک کمپنی گورہ رہتی ہے افتادہ زمین پر باغ درخت جنگلی یا پھول کے لگوا دیے ہین۔ ہر طرف سے سڑک آمد رفت کر دی ہے بیلی گارد سے تا دلکشا میدان صاف کر کے ہر طرف سڑک دونون طرف درخت صبح و شام آبپاشی مقرر ہے ہر نالہ و نشیب پر پل بنوا دیے ہین جب دلکشا کو مرمت طلب دیکھا مسمار کر دیا حیات بخش دار الشفا ظہور بخش نور بخش رصد خانہ سلطانی خورشید منزل کنکڑ والی کوٹھی میر ابو القاسم خان کی کوٹھی حضرت گنج۔ مکانات نواب ملکہ عہد امام باڑہ نواب جراز الدولہ۔ مبارک منزل۔ شاہ منزل۔ موتی محل۔ کوٹھی دلارام۔ حاضری باغ۔ بادشاہ باغ سکندر باغ۔ چتر منزل۔ فرح بخش۔ بارہ دری سر راہ اندر ہین مقبرۂ جنت مکان جنت آرامگاہ ٹیڑھی کوٹھی۔ مکان جرنل مرزا اسکندر حشمت۔ کوٹھی نواب روشن الدولہ۔ چوکھی قیصر باغ۔ امامباڑہ غلام حسین۔ بشیر الدولہ۔ احسن الدولہ۔ دیانت الدولہ۔ کوٹھی عنایت باغ۔ نواب مبارز الدولہ۔ اسکے سوا بہت سی کوٹھیان بن گئی ہین۔ اکثر اسمین سے سراج الدولہ و راجہ تعلقدار وغیرہ نے مول لین اور نو تعمیر بھی کین چنانچہ بادشاہ باغ جو راجہ بختاور سنگہ کے اہتمام مین ہے لاکھہ مین طیار ہوا تھا ۳۔ ہزار روپیہ کو راجہ کپور تھلہ نے مول لے لیا اور راجہ نے سبکو آراستہ اور درست اپنے طور پر کیا دلارام کی کوٹھی بھی کسی راجہ نے خریدی قیصر باغ راجہ اور تعلقدارون کو تقسیم ہو کر ملا اوسکی مرمت جسمین جو رہے درست کر دی جو کہ سی حضرت سلطان عالم نے اعظم الدولہ سے چار لاکھہ کو لی جب نیلام ہوا ساہ جی نے ۱۲۔ ہزار کو لی اور نئے نواب وزیر مرزا نے چالیس کو خریدی ایک کوٹھی جو اسمین تھی راجہ نو انے لی غرض گولہ گنج سے جانب مغرب صورت شہر قدیم باقی ہے اور جانب مشرق مثل چھاؤنی اور شہر ہاے انگریزی ہے

گئی گرچہ تبکلف طیار ہوے ہین- مکان فرمشین طیار ہوا ہے نواب ممتاز الدولہ- نواب
صادق علیخان وغیرہ نہی عجیب وغریب سمجھکر فرمشین ہوے کئی درجے طے کیے ہین- اپنے برادران
ایمانی کی بہت تکلف سے ضیافت کی- جتنے مکان خام وغیرہ تھے سب مسمار کردیے کوٹھیونکی
دیوار احاطہ موقوف کردی کہ مانع ہوا ہوتی ہے وسعت میدان مین گھاس لگادی کہ بعد
برسات بکجاتی ہے موتی محل کے پاس مرزا کی کوٹھی تھی اوسے مسمار کرکے دریا پر ایک پل پختہ
طیار کیا ہے دریا کو دولتخانہ قدیم سے تا موتی محل دونون کنارون کو ماہی پشت ڈال رکھا ہے
کہ دریا مثل نہر ہوگیا ہے ایک ریل کا پل زیر دلکشا بنوادیا ہے- چار باغ قدیم مین اسٹیشن ریل
بہت تکلف سے بنا ہے- ریل کی تین دفعہ آمدرفت ہوتی ہے ایک فیض آباد- دوسری کانپور
تیسری بریلی مراد آباد- کی آمدورفت ہوتی ہے- اسٹیشن پر مثل بازار ہر چیز ماکولات وغیرہ
ملتی ہے مسافرین سب دست بدعا رہتے ہین- دلکشا اور محمد باغ کی جانب ۲۲ گاؤن ہموار
زمین کرکے چھاؤنی فوج و کمپ کی طیار کی ہے شارع عام کی سڑک کے دونون طرف درخت
لگادیے ہین جسکے سایے سے بہت آرام چلنے والون کو ملتا ہے- کئی سو خاکروب نوکر ہے سب
سڑکون کو دونو وقت صاف کرتے رہتے ہین- کنار دریا کے سڑک جو حسین آباد تک ہے دونو وقت
آبپاشی ہوتی ہے امامباڑہ نواب آصف الدولہ کو حصن حصین کیا اور سب طرح سے آراستہ ہے ۱۵ سو
فٹ تک گرد قلعہ کے میدان کردیا ہے وہان سے دو سڑک بہت وسیع کی ہین ایک کربلا ے
تال کٹورے سے عالم باغ تک دوسری چار باغ تک دونو سڑک کانپور سے ملی ہین مکان باولی
جسمین نواب مبارک محل رہتی تھین اوسمین میگزین قلعہ مچھی بھون کو بھی شامل کردیا ہے-
امامباڑے کے گرد کے جتنے مکانات عالیشان اور محلے تھے تا حسین آباد داخل حصار قلعہ ہوے
بیچ محلہ سنگی محل حسن باغ وغیرہ جتنی عمارات عالیشان میان حصار تھی سب ہموار زمین ہوئی
چوک گول دروازے سے حد حصار ہوئی- نواب محسن الدولہ کا مکان جو اس سے باہر تھا بچا
امام باڑہ مرزا حسن رضا خان مسجد جسمین جمعہ جماعت ۷۰ یا ۸۰ برس تک ہوئی ہموار زمین ہوگئی
مینا بازار مین قبر شاہ مینا فقط رہ گئی اور کئی قبرین قدیم داخل حصار رہین امام باڑہ آغا باقر خان
کھدکر برابر ہوگیا مرزا حیدر شکوہ شاہزادے نے انجنیر صاحب کی اجازت سے قطعہ زمین امام باڑہ

لے کر وسط مین مٹن کا بنگلہ بنوا دیا اس جہت سے کہ مرزا کاظم بخش انکے باپ وہان دفن تھے جب وہ روانہ کربلاے معلے ہوے اونکے بیٹے سے ایک مہاجن نے نیلام کروا کرا پنے قرضے مین لے لیا دریاکے اوسپار بھی جو داخل حصار پڑے سب کھد گئے زمین چھاونی ننڈیاون راجہ تیز کرشن نے نیلام میں ۲۲ ہزار روپیے کو خریدی اگر اسکا تردد کرتے باطمینان اوسکے محاصل سے بسر اوقات کرتے انکی بدمعاشی سے بک گئی ایک مہاجن نے لی ہے حسین آباد کی شکست ریخت کی پھر طیاری ہوئی اوسکی تولیت نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو سرکار سے ملی مصارف امام باڑہ بدستور جاری ہوا مگر انکے اختیار سے ہر کچہری مین عملہ بنگالی کشمیری کھتری قصباتی مامور ہوے۔ اہل شہر بہت کم ہزارہا ہر طرف چلے گئے۔ باقی محتاجی بے اسبابی سے رہ گئے۔ عمارت سرکار مین گنجایش ہزارہا مزدور کی ہوئی۔ اکثر اہل وثائق باجازت سرکار روانہ عتبات عالیات ہوے۔ صفائی شہر سے فی الجملہ کثافت بنسبت سابق کے بہت کم ہوئی وسعت سڑکون سے اور اکثر محلون کے کھدنے سے فی الجملہ شہر کھل گیا وبا کی بھی وہ شدت نہین ہوتی۔

## قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

۲۷ رجب روز سہ شنبہ جب جناب عالیہ سوار ہوئین پہلے شرف الدولہ کے گھر مین اوترین فرمایا تم بھی میرے ساتھ چلو اب کسیطرح مین نہین ٹھہر سکتی عرض کی حضور تشریف فرما ہون غلام بھی فوج جمع کرکے حاضر ہوتا ہے اشرفیان نذر کی دے کر رخصت ہوے اقربا اور مقربان نواب نے کہا آپنے ایسے وقت مین یہ عذر لنگ کیا سمجھکر جوابدیا کہ فوج باغی اور ہر شخص مجھے متوسل سرکار جانتا ہے اور ارکان دولت کی بھی موافقت کا حال ظاہر ہے بس یہی حیلہ سازش ان بیاکون کیواسطے کافی ہے میرے نزدیک اپنے گھر مین رہنا بہتر ہے اگر سرکار گرفتار کریگی مین اپنی مجبوری ہر امر مین ظاہر کرونگا جو کچھہ مجھپر گذرا ہے بس میرا جانا بھی باعث ثبوت حق بجانب ہو جایگا اور اگر مین چلا جاتا دوستی وخیر خواہی باغیون کی ثابت ہوتی۔

اس عرصے مین رات کے دس بجے عبد الباسط خان آکر کہنے لگے حضور تشریف فرما ہین ہوتے مین مع عیال جاتا ہون نواب نے ۲ ہزار روپے دیکر رخصت کیا بعد اسکے مع حاضرین صحبت کے

بیٹھے تھوڑی دیر مین محلسرا سے سہ منزلہ مین استراحت کو گئے توپ کے گولے شام سے برس رہے تھے اتفاقاً ایک گولہ اوسی کوٹھی کی چھت پر گرا بیبیان سر و پا برہنہ باہر نکلکر صحن خانہ مین کھڑی ہوئین منشی قدرت اللہ نے کہا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین کہین اور چلیے جواب دیا تمھارے گھر مین آگ لگی ہے جلد جاکر خبر لو۔ منشی کہتے ہین جب اپنے گھر گیا کسیکو نپایا معلوم ہوا کہ بم کے گولے کے خوف سے گھبراکر چلی گئین ہین بعد اسکے چاہا کہ کچھ مال دنیا سے لین کمرہ مین ایسا گرد و غبار بھرا تھا کہ اندھیرے سے اندر جانا مشکل تھا مایوس ہوکر باہر نکلے چراغ جلاکر چاہا کہ پھر جائین دیکھا کہ نواب تن تنہا سراسیمہ دروازے پر کھڑے ہین اونکے پیچھے قافلہ عورات جمع ہے مجھسے فرمایا چلو مینے عرض کیا ۴۰ ہزار روپیہ تحویل مین موجود ہے ایک ایک توڑہ ہم سب اوٹھالین کہنے لگے کہا ایسے وقت مین خدا پر بھروسا کرنا چاہیے غرض اوسی صورت سے گلیون سے ہوکر شاہگنج مین میر معین کمیدان کے گھر آئے پہر رات رہے حسینخان قمر الدولہ کے بیٹے کو بلوا کر کہا کہ داروغہ عاشق علی سے جاکر کہو کہ اپنے عیال کے ساتھ میرے لواحقین کو بھی لیتے جاوین کسواسطے کہ وہ کہار نوکر رکھ چکے ہین عرض کیا حضور اونکا مزاج جانتے ہین اگر حضور خود تشریف لیجاوین اور اونسے فرمائین تو بہتر ہوگا نواب اونکے ساتھ اکیلے چلے آئے اور بکمال منت داروغہ سے کہا اونھون نے بد رشتی جواب سخت دیا کہ ہم تمھاری رفاقت مین تباہ و برباد ہوگئے یہانتک ہماری نوبت پہونچی اور میرے عیال پہلے جا چکے ہین اوسوقت نواب عجب حالت یاس مین مایوس ہوکر پھر شاہگنج مین آئے بیبیان انکے آنے کے پیشتر گھبراکر موسی باغ کے ناکے سے کسی گانون مین چلی گئی تھین اوسوقت نواب زیادہ مضطر ہوے آخر وہانسے کشمیری محلے سے ہوکر چلے۔ اس عرصے مین صبح صادق ہوئی جب چوراہے پر پہونچے اتفاقاً درگاہ حضرت عباس ع کی طرف سے کئی تلنگے چلے آتے تھے جب انکے برابر سے گذرے نواب کی ہیأت کذائی دیکھکر کہنے لگے یہ کون شخص ہے کہین جاتا ہے نواب نے یہ سنتے ہی قدم کو تیز کیا پیچھے سے ایک تلنگے نے بندوق ماری نواب زمین سے لپٹ گئے اوسکے بعد دوڑکر رفیق الدولہ کی سبیل کے بند دروازہ ہی جاکر لپٹ گئے دروازہ بند تھا پھر کرچ۔ نال کا تمنچہ ہاتھ مین تھا مارا آگ ندی اور پھینکدیا۔ اسمین چادر سر سے گر پڑی تلنگون نے پہچانا کہا واہ یہ تو ہمارے بھاگ نواب ہین

پلنگ پر دوسری باغ شاہ جی کے پاس لے گئے شاہ جی انمین فتوح غیبی تھے ایک چھوٹے ٹٹو پر سوار کیا لیکن جب وہ ٹٹو بار وزارت نہ اوٹھا سکا توپ کی ٹٹی پر بٹھا کر اپنے ساتھ درگاہ میں لائے لاکھ روپیہ زر نقد طلب کرنے لگا نواب نے کہا دو لاکھ دونگا بشرطیکہ میرے ساتھ اپنا آدمی کردو فقیر نے کہا تو خیر خواہ نصاریٰ ہے اب بھی اونسے ہاتھ نہین اوٹھاتا جانتا ہے گورے سارے شہر مین پھیل گئے ہین میرے آدمی کو اپنے ساتھ لیجا کر کٹوا دے گا خود اونکی حفاظت مین ہو جائے گا نواب نے کہا مین مجبور ہون تمھین اختیار ہے۔

خلاصہ روز جمعہ ۲ شعبان جب کانیگی صاحب گورے لیکر گوٹھونیر سے ہو کر داخل درگاہ ہوے شاہ جی بھاگ گئے وہ ظالم جو نواب کے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑے تھے اونھون نے دوڑ کر پوچھا کہ اس اسیر کو کیا حکم ہوتا ہے کہا مار ڈالو جب وہ دونو نامرد ازلی بھرے نواب نے عنایت علی خدمتگار کو بازو سے جوشن جلد اوتار دیے کہا یہ میری نشانی میرے گھر پہونچا دینا اوسنے خوف سے انکار کیا کہا دیکھو میرے قاتل آپہونچے یہ کہہ کر پہلو سے ممبر ناز کو کھڑے ہو گئے ایک نامرد نے بندوق دوسرے نے تلوار ماری مقام سجدہ پر گر پڑے سسکتے رہے تھے اس عرصے مین کانیگی صاحب آئے عنایت علی سے پوچھا یہ کسکی نعش ہے کہا نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی۔ کانیگی صاحب نے خاکروبون کو حکم دیا سب لاشون کو اوٹھا کر صاف کرو۔ غرض باورچی خانہ درگاہ مین ایک گڑھے مین مع اور نعش مقتولین پیوند خاک کر دیا۔

جب عنایت علی نے نواب کے عیال کو یہ خبر پہونچائی تو قافلہ عورات مین شور ماتم برپا ہوا خصوصاً انکی بیٹی ناکتخدا نے اپنا سر پھوڑ ڈالا پھر اسیطرح روتی پیٹتی کسمنڈی پہونچی وہانسے خیرآباد عبدالباسط خان کاکوری مین رہ گئے تھے جب سرکار سے اشتہار امان جاری ہوا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اپنی نیک نہادی سے اپنا خط مع حکمنامہ سلطان بھیجکر سبکو شہر مین بلوایا اعانت و کفالت اونکے خرچ کی بھی کی صد آفرین اوسکی ہمت عالی پر مقدمات ماضیہ جو فیما بین گذرے تھے اونپر صاد اہ بھیجے —

جب ولیم صاحب نے نواب کے بیٹون سے روبکاری مین کہا تمھارا باپ متوسل سرکار تھا رسل و رسائل کیون موقوف کر دیا تھا جواب دیا اسکی بازپرس اگر اونسے ہوتی غالب ہے کہ جواب شافی

دیتے ہم اونسے بہتر نہ عرض کر سکینگے پھر مظفر علیخان سے کہا تم جرنل فوج ہوا تھا جواب دیا
جس طرح باغیان سرکار نے بادشاہ وزیر بنایا تھا مجھے جرنل کر دیا تھا مگر آپ بخوبی دریافت
فرمالیجیے کہ کسی معرکے مین بیٹنے میرمیدان ہو کر کسی کا خون ناحق نہین بہایا ہم سب مثل بت
اونکی اختیار حکومت مین تھے جو چاہا کیا ہم ہر طرح بے بس رہے۔
غرض بعد روبکاری کے انکار پورٹ پنشن معائنہ کیا گورنمنٹ نے منظور نہ کیا املاک شہر بینکے
ملی کچھ لوٹ شاید بسر اوقات کو رہ گئے ہین۔ ہر طرح سے برباد ہوے۔ وکالت حسین آباد
جو نسلاً بعد نسلِ منحصر ہوئی تھی عدالت سپریم کورٹ مین نالش ہوئی کچھ شنوائی نہوئی تولیت
امام باڑہ نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو ازروے وراثت مقرر فرمائی۔

## قطعہ تاریخ قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۲ شعبان ۱۲۷۴ھ

### شیخ بہادر علی شجاع شاعر ہندی

شرف الدولہ فلک مرتبہ ہمنام خلیل
صاحب خلق و حیا منصف و فیاض و حلیم

چون بدرگاہ ضیا بار جناب عباس
شد قتیل ستم لشکر غدار لعیم

ماند بے گور و کفن جسم شریفش بر خاک
شد روان روح بطبعش سوے فردوس نعیم

آرے آرے شہدا را ز عنایات خدا
کفن از حلہ بود غسل ز آب تسنیم

زمزم کعبہ ازین واقعہ شد چشم پر آب
پشت محراب دوتا گشت ازین رنج عظیم

بدل چاک رقم کرد شجاعت تاریخ
شد سیہ پوش حرم از الم ابراہیم

جب شاہ جی خیر آباد پہونچے وہان بھی نواب کے عیال کی تلاش کی لیکن نپایا۔

## بعض احوال مختلف بعد معرکہ لکھنؤ

جب حضرت سلطان العالم نے کلکتہ مین اپنے صاحبات محل کا احوال لوٹ و غارت کا سنا دو لاکھ
روپے اور زیور مع تحائف ہر ایک کے واسطے عنایت فرمایا۔ یہان اوسیطرح ہر ایک کو ملا
شاہزادہ مصطفےٰ علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ عالم باغ سے میر فدا حسین کپتان کے

مکان مین مقید رہے بعد کئی مہینے کے جب اطمینان کلی سب طرف سے ہوا مصطفےٰ علیخان کو رخصت کیا اپنے مکان سعادت گنج مین آئے دس ہزار خرچ کو ملے جس سے سامان ظاہری کچھ درست ہوا ۵سو روپے ماہواری اونکے بیٹے کے نام مقرر ہوے اب شاید چھہ سو سے زیادہ ملتے ہین حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین فقط ۶۰ روپے ماہواری ہزار خرابی ملتے تھے ۱۰ برس کی قید مین رہتے تھے جب حکام عالیشان نے بہت سمجھایا اونکے عذرات بارد کے جواب شافی دیے اوسدن سے تاج یا کلاہ تاج نما زیب فرق مبارک ہوا اونکی بڑی بیٹی کی شادی نواب ممتاز الدولہ کی صاحبزادی سے بہزار خرابی ہوئی ہے صاحبزادی صاحبہ وثیقہ پاتی ہے

مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ شاہزادے بسلامت اپنے گھر آئے ہزار روپیہ ماہواری کا پنشن سلطانی خزانے سے جاری ہوا۔ اونھون نے ۶ ہزار روپے ماہواری قدیم تنخواہ کا سرکار مین دعویٰ کیا جو انکے جد امجد کو ہمیشہ سے ملتی تھی۔ کواغذ اسناد مع خطوط نواب گورنر جنرل بحضور نواب گورنر جنرل پیش کیے آخر نوبت بولایت پہونچی اس خیال سے کہ بیلیگارد مین مقید از راہ حفاظت رہے ہین۔ اس عرصے مین مرزا حیدر شکوہ روانہ کربلاے معلےٰ ہوے مشہد مقدس مین جاکر انتقال کیا بعد اسکے سرکار سے پانسو ماہواری اضافہ ہوے متعلقان جد امجد پر اور اونکے عیال پر بھی بعدالت سرکار سے منقسم ہوئی اگر وہ جیتے ہوتے ہزار روپیہ معینہ مین ۶ سو آپ لیتے تھے چارسو مین سبکو تقسیم کرتے تھے اس پانسو کو بھی خود لیتے اونکی حین حیات تک گھر کی بابارت فی الجملہ صورت تھی اب بڑے بیٹے جو مرزا ولیعہد کہلاتے تھے داماد سراج الدولہ ہین انھین کے ایک مکان مین رہتے ہین مکان مفتی گنج اور زمین امانیہ آغا باقر خان بسبب بدچلنی اور قرض کے مہاجنون کے ہاتھ آیا۔

جنرل مرزا اسکندر حشمت کا شہزادہ وغیرہ سپرد داروغہ میر واجد علی ہوے تھے میر ندکور رات حضرت سلطان عالم کلکتہ جاکر پہونچا آئے۔ زیر ظل دامان عم نامدار پر درش پاتے ہین۔

۱۵۔ ماہ فروری ۱۸۵۹ع مطابق ۱۱۔ رجب روز سہ شنبہ ۵ بجے شام کو مانٹ گمری صاحب چیف کمشنر بہادر بسمت لاہور تشریف فرما ہوے صبح چہارشنبہ ۱۲۔ رجب ۱۶۔ فروری ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہرائچ چیف کمشنر لکھنؤ ہوے روز شنبہ کو دربار کیا پھر دورہ نظامت بسواڑے مین تشریف لیگئے

الغرض صاحب جو بیلی گارد مین محصور رہے خدمات سرکاری پر مامور ہوے علی قدر حال سبکو انعام ملا مکان بھی بدے اونکی املاک کے ملا تلافی مال و اموال غارت بھی ہوئی چنانچہ جیکب صاحب پالسر کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ملا اونھون نے گرجہ بنوایا مطبع اخبار کیا۔ کئی کوٹھیان بنوائین کئی برس تک دوکان خوب چمکی۔ جب مرگئے اپنے گرجے مین دفن ہوے نسبتی بھائی اونکے مختار کار ہوے۔ کئی مہینے کے بعد سب گیا گذرا ہوا۔ بیٹی کو ایک کوٹھی دی تھی وہ مع اپنی مان اوسمین رہتی ہے۔ کوینا صاحب نے بیلی گارد سے نکلکر بڑا کام جانبازی کا کیا تھا ۵ ہزار روپیے انعام ملے مگر نسبت علو ہمت سرکار سے کم سمجھہ کر روانہ ولایت ہوے۔ رئیس صاحب نے انکا احوال بہت تفصیل سے لکھا ہے اب مختصر یہ ہے کہ صاحب مع کنوجی لال دوپہر رات کو ہندوستانی لباس سپاہیانہ مین ہندوستانی ہتھیار لگا کر پہلے جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے اور بخیال احتیاط اپنی بی بی کو بھی خبر نکی۔ رخصت ہو کر مچھی بھون کے تالاب کے مورچے سے نکلے وہان سے پکے پل چوک سے ہو کر کربلا کے کہین کنارے۔ کہین نہر مین اوتر کر بدشواری تمام مورچون سے گذرے دریا پیر کر پار چلے سیدھی راہ نہی کی لی جہان کمانڈر انچیف کا لشکر تھا میان راہ کئی گاؤن سے مشکل سے گذرے ہندوستانی جوتے سے پانون مین چھالے پڑگئے اون سے لہو بہنے لگا بہزار خرابی جب لشکر ہی مین اوسی حالت سے روبرو سے جرنل بہادر پھونچے بڑی تعظیم وعزت سے پیش آئے۔ دوپہر کو عالم باغ سے ایک پتنگ اوڑا کر علامت سے اہل بیلی گارد کو اپنے سلامت پھونچنے سے آگاہ کیا ورنہ سبکو یقین انکے مارے جانیکا ہو چکا تھا۔ اس سرفروشی سے سرکار سے ۲۵ ہزار روپیہ انعام ملا۔ معرکہ سندیلہ مین مولوی محمد کے مقابلے مین زخمی بھی ہوے۔ پھر نواب گنج۔ سیتاپور۔ مین ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ رہ کر روانہ ولایت ہوے امیدوار عہدۂ جلیلہ ہوے۔ ۵۰ ہزار روپیے انعام وہان ملے پھر اودھ مین آکر ڈپٹی کمشنر ہوے اونکی رحم دلی سے رعایا بہت شکر گزار ہے۔

## راجہ جے لال سنگھ کا پھانسی پانا

راجہ جے لال سنگھ نصرت جنگ بیٹا راجہ غالب جنگ درشن سنگھ بہت قابل صاحب لیاقت

اور اپنی قابلیت سے خدمت کلکٹری اور اہتمام ممالک محروسہ اور انتظام شہر کو اکثر مقرر ہوتا
تھا اس ہنگامہ فساد مین بھی اوسی عہدے پر بد معاشان سرکار اور دربار نے منصوب کیا تھا
اور فوج باغی ہر امر مین بسبب قدامت اور واقفکاری کے راجہ سے صلاح و مشورہ کر لیتی
تھی جب شہر سے سب کے ساتھ یہ بھی بھاگے جب اشتہار امان سرکاری ہر خاص و عام کو اپنے گھر آنے کا ملا
یہ بھی دخیل سرکار ہوے اور اپنے گانون پر قابض و متصرف ہوی کہتے ہین میجر بروس صاحب چیف پولیس
کے دیبی پرشاد سر رشتہ دار کی عداوت سے یا بعلت طلب زر و نیاز و بکاری کپتان آرصاحب
کے قتل مین پھر دہر دیے گئے کئی مہینے تک اشد مصائب مین قید رہے اپنے جینے سے تنگ
آگئے خلاصہ موافق تحریر رپورٹ صاحب چیف پولس حکم صدر قطعی انکے پھانسی دینے کا آیا۔
داروغہ میر واجد علی اور میر حسو کہتے ہین کہ ہمنے کیفیت انکی ماہین خود و خدا اسرکار سے کہی واللہ علم
بہر صورت جب خون ناحق ثابت ہوا یکم اکتوبر روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ
اسیر کو در دولت پر اوسی مقام پر لائے جہان پیٹرک آرصاحب کو قتل کیا تھا اب وہان انکی
لاٹ بہت تکلف سے بنوادی ہے۔ پتھر پر تاریخ وغیرہ کندہ ہے حسب دستور ڈپٹی مجسٹریٹ
آئے۔ ہزارہا تماشا بین شہر جمع تھا راجہ نے اپنے ہاتھ سے گلے مین پھانسی ڈالی جب تختہ
کھینچ لیا کام تمام ہو گیا ڈیڑھ روپیہ کا کفن دے کر وہین برابر لاٹ کے خاک مین ملا دیا اب
دونون کا مرافعہ بڑی عدالت مین ہو رہے گا۔ استعجاب سبکو یہ ہے کہ کلام فسا پر کبھی حکم قصاص
جاری نہین ہوتا ورنہ پہلے صاحب حکم کو قتل کرنا چاہیے فاعتبروا۔

## رونق افروزی نواب گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف بہادر

رائٹ انریبل سی جی لارڈ کیننگ بہادر اور کلائیڈ صاحب کمانڈر انچیف بہادر ۲۲ اکتوبر
روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ ۵ بجے صبح کو رونق افروز شہر ہوے
ہزارون تماشا بین شہر اور حکام عالیشان نظامت و فوج لباس وردی پر تکلف پہنے
اسلحہ حرب سے آراستہ تاکہ چار باغ پر استقبال کو گئے ۔۶ بجے پہلے کمانڈر انچیف بہادر اور اونکے
مصاحب سوار گھی پر آئے سر ہوپ گرانٹ اور ونگفیلڈ صاحب چیف کمشنر اور کئی افسر

منتظر آمد نواب محتشم الیہ پل کے اسطرف کھڑے ہوے تھے اوسوقت سلامی توپ ہوئی اوسکے بعد ۹- گھوڑے کی کھلی ہوئی گاڑی مین لاٹ صاحب اونکے پہلو مین لیڈی کو نسبر نمود ہوئین لاٹ صاحب سب طرف بکشادہ پیشانی ملاحظہ فرماتے جاتے تھے جب پل پر آئے سنہری عربی گھوڑے پر سوار ہوے سر جارج کیمبل صاحب جوڈوشیل کمشنر ہم پہلوے لیڈی صاحبہ ہوے-

جلوس سواری یہ تھا آگے دوسرا ڈرنگون گارڈ پہلا ترپ پنجاب ۹- توپ اسپی ۵ ۴۲- رجمنٹ پیدل شاہی کاونبگ- پہلا رسالہ پنجاب- پہلا رجمنٹ پیدل سکھ ۵ ۲- رجمنٹ پیدل شاہی کاونبگ انکے پیچھے کوئٹر ماسٹر اور کئی افسر پھر باڈی گارد گوٹے کی بتی پگڑی کلغی لگی سر پر باندہے اونکے پیچھے چوبدار جلوس وغیرہ نواب محتشم کو دست راست کمانڈر انچیف دست چپ چیف کمشنر سر ہوپ گرنٹ بیڈنصاحب سکرٹر اعظم اونکے پیچھے گاڑی لیڈی صاحبہ اونکے ساتھ اسسٹنٹ جنرل اسسٹنٹ کوئٹر ماسٹر برگیڈ میجر اور صاحبان نظامت اور قلعہ کے صاحبان فوج ۱۲- ہاتھی ایک حودج نقرہ پر تکلف اوسکے بعد باڈی گارڈ دوسرا ڈریگون پہلا رسالہ سکھ ۳۲ ۲- رجمنٹ شاہی توپین اسپی اور بیلون کی ۳ ۷- رجمنٹ شاہی پیدل دوسرا برگیڈ پلٹن رفیل رسالہ متعلق لکھنؤ-

سڑک پر اہتمام دورباش برقنداز پولیس تھا سواری سڑک جدید مچھی بھون سے ہو کر نکلی اسیواسطے اس سڑک کا نام کیننگ روڈ رکھا سڑک کے دونون طرف اہل شہر کا ہجوم تھا سب نے سلام کیا لاٹ صاحب نے سر پر ہاتھ رکھا پوشاک سفری پہنے تھے مچھی بھون سے توپ سلامی کی چلی جب بیلی گارد کے پاس پہونچے تیسری سلامی ہوئی چتر منزل بارہ دری شارع عام پر اکثر ارکان دولت راجہ تعلقدار سوار اسپ صف بستہ کھڑے تھے جب قریب آئے سبھون نے گھوڑون سے اوتر کر سلام کیا قریب کوٹھی دلکشا اقربا سے شاہی نے پیرا باندہکر سلام کیا- رخصت ہوے- لاٹ صاحب داخل خیمہ ہوے- پھر توپ سلامی چلی-

# دربار خاص نواب گورنر جنرل بہادر

۲۴- اکتوبر سنہ الیہ مطابق ۲۲- ربیع الاول سنہ الیہ ۴- بجے دن کو دربار خاص ہوا چنانچہ
۴۱- اشخاص معززا قربائے شاہی منتخب ہوئے خیمہ عالیشان نصب تھا فرش قالین عمدہ
اوسکے طول مین کرسیان دو رویہ بھرے پر سنہری مسند اوسپر کرسی پر تکلف کارچوبی رکھے مسند
کے پہلو دو اور کرسیان اونکے پیچھے عملہ چوبدار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوئے خاندان شاہی
حسب الحکم لباس دربار پر تکلف پہنے پہلے درخیمہ پر جا کھڑے ہوئے چیف کمشنر نے صحت الدولہ
سے پہلے مرزا قمر قدر مصطفی علیخان نواب محسن الدولہ کو بمراتب خلوت مین بلا لیا پھر باہر
نکلے بیڈن صاحب سکرٹری نے شاہزادون کو لیجا کر دہنی طرف بٹھایا سمسن صاحب
ڈپٹی سکرٹری نے درجہ دوم کو جنکے نام فرد مین تھے ناٹ سائیٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر نے
درجہ سوم کو جسمین نواب ممتاز الدولہ وغیرہ تھے صاحبان نظامت لکھنؤ دست چپ کرسیون پر
گارد گورون کا احتشام کو کھڑا ہوا - پولیس کے افسر اہتمام کر رہے تھے چیف کمشنر نے لباس
اہل دربار کو بنظر تامل دیکھا سب کا لباس موافق دربار شاہی تھا لباس انگریزی کی سبکو ممانعت
تھی وگرنہ اکثر صاحب بتفاخر پہنکے جاتے صحت الدولہ نے نواب منیر مرزا کا نام فرد شاہزادون
سے نکالڈالا تھا جب اونکو خبر ہوئی کرنل ایپٹ صاحب کے پاس اپنی تحریرات صدر زمان
حضرت خلد منزل بھیجدی صحت الدولہ پر چشم نمائی ہوئی درجہ شاہزادون مین نام قائم
ہوا انکا نہ شخص شاکی رہا - امام علیخان آفتاب علیخان کا لباس پر تکلف
جیسا چاہیے نتھا کسواسطے کہ زوار بھی تھے چیف کمشنر نے نواب محسن الدولہ سے پوچھا یہ
بطرح دربار شاہی مین آتے تھے کہا اسی صورت سے چپ ہو رہے نواب ممتاز الدولہ نے
بتفاخر چاندی کی کرسی لاٹصاحب کے واسطے بہت تکلف کی بنوائی تھی چیف کمشنر بہادر
خلاف مرتبت سمجھکر مانع ہوئے اور کچھ الفاظ زبان بر جبینی کے بھی از راہ طعن فرمائے -
خلاصہ جب ساڑھے چار بجے نواب گورنر جنرل بہادر برآمد ہوئے توپ سلامی کی چلی - سلامی بانڈ
ہوئی - یعنے خدا جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو سلامت رکھے سب تعظیم کو کھڑے ہوگئے دہنی طرف

بیڈنصاحب سکرٹر بائین طرف کمانڈر انچیف بیٹھے مصاحبان خاص آکر بیٹھے جب توپ چلچکی بیڈنصاحب بموجب تحریر فرد اسم نویسی مرزا قمر قدر کے پاس آئے روبرو ویے گئے شاہزادے نے بہ آداب شاہی چھوٹے ہاتھ سے جھک کر تسلیم کی لاٹصاحب نے کمال شفقت سے ہاتھ پکڑکر موافق اونکے قدر کے جھک کر مصافحہ کیا بعد اسکے مصطفے علیخان مرزا دارا سطوت محمد علی مرزا سلیمان قدر حسن علی شاہزادہ جنت مکان اونکے بعد مرزا خورم بخت یحیی علیخان مرزا عظیم الشان محمد تقی مرزا رفیع الشان نقی علی مرزا شاہزادہ فردوس منزل ہر ایک اوسیطرح روبرو گیا اور پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھا نواب محتشم الیہ سب سے اوسیطرح پیش آئے۔

بعد اسکے سمسن صاحب اوٹھے نواب محسن الدولہ۔ داماد فردوس منزل نواسہ خلد مکان جنکی خیر خواہی سرکار مین اس ہنگامہ فساد مین حکام عالیشان پر ثابت ہے۔ عظمت الدولہ خویش حضرت سلطان العالم۔ نواب سرفراز الدولہ داماد جنت مکان۔ نواب امتیاز الدولہ۔ معز الدولہ نظام الدولہ۔ اقتدار الدولہ۔ غضنفر الدولہ۔ حراز الدولہ۔ حشمت الدولہ۔ مرزا ابو تراب خان محمد تقیخان سگے بھانجے نواب محسن الدولہ وغیرہ ان سبکی نیم قد تعظیم ہو کر مصافحہ کیا۔

اسکے بعد درجہ سیوم فاٹ سایٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر اوٹھے نواب ممتاز الدولہ۔ مرزا بیدار بخت پسر مرزا خورم بخت۔ جلیل الشان۔ مرزا محمد اکبر علی۔ پسر مرزا عظیم الشان۔ نواز مرزا۔ شاہ مرزا بہادر مرزا بیٹے مرزا ہمایون بخت۔ سعید الدولہ محمد زکی علیخان۔ احمد حسینخان۔ کلب حسینخان پسر نواب کلب علیخان۔ امام علیخان۔ آفتاب علیخان۔ امیر الدولہ علی حسین۔ شمس الدولہ۔ پسر نواب رکن الدولہ محمد حسنخان۔ اقتدار الدولہ بیٹے نواب کاظم علیخان۔ محمد مقیم خان پسر شارق الدولہ۔ اکبر علیخان عم نواب محسن الدولہ محمد عباس داماد رکن الدولہ۔ مرزا علیخان پسر محتشم الدولہ۔ محمد سلیمان مرزا پسر غضنفر الدولہ۔ زکی الدولہ پسر اقتدار الدولہ۔ صمصام الدولہ ابو الحسنخان پسر حراز الدولہ۔ مجید الدولہ پسر حشمت الدولہ۔ یہ سب اوسیطرح آگے گئے اور ہر ایک سلام کرکے اپنی کرسی ٹکٹ پر جا کر بیٹھا کسواسطے کہ یہ سب پوتے نواسے شاہی درجہ سیوم کے تھے ایک بنگالی معزز مین بنگالہ مرشد آباد سے الٹ صاحب کے ساتھ آیا تھا وہ بھی داخل زمرہ کرسی نشینان تھا اوسکو خریطہ خلعت

وغیرہ عطیہ اوسکی معرفت ہوے تھے اہل دربار کی کرسیان آگے بچھی تھین بعد اسکے لاٹصاحب اوٹھہ کھڑے ہوے کچھہ ارشاد کیا سکرٹر صاحب نے اوسکا ترجمہ سبکو سنایا کہ تم سب حفاظت وحمایت جناب ملکہ معظمہ و ام اقبالہا مین ہمیشہ سے اور تمھارے خاندان عالیشان سے ایک روابط قدیم چلا آیا ہے بہت تمھاری عزت و توقیر سرکار کرتی ہے اور کریگی بس لازم ہے کہ تم بھی سرکار کی خیر خواہی نمکحلالی فرمانبرداری مین مستعد و سرگرم رہو۔

مرزا وارث سلطنت نے کچھہ طول سے بیان شکریہ چاہا اپنی تقریر مین خود اوسکے سکرٹر صاحب نے روک دیا نواب محسن الدولہ نے فقط ایک ہی کلمۃ الخیر پر خاتمہ کیا کہ ہم سچا سعا برس سے خیر خواہی سرکار کرتے چلے آئے ہین آج تک ہمسے کوئی امر خلاف نہین ہوا نمکخوار سرکار ہین سکرٹر صاحب نے ان سبکا ترجمہ کیا بعد اسکے کشتی سنہری گوٹے کے ہار کی عطر سنہری گلوریان پان کی آئین۔ لاٹصاحب نے درجہ اول کو اپنے ہاتھہ سے عنایت فرمائی نمبر دوم کو سکرٹر صاحب نے نمبر سوم کو فاٹ سایٹ صاحب نے دیے ہار جب ملے اپنے ہاتھہ مین سے کر ہر ایک نے پہن لیا سب رخصت ہوے۔ دربار خاص برخاست ہوا سلامی باندٹا ور توپ ہوئی۔

## دربار عام نواب محتشم الیہ

۲۶- اکتوبر روز چہارشنبہ مطابق ۲۸- ربیع الاول ۱۲ بجے دوپہر دن سے پہلے اہل وثائق صاحبان پنشن راجہ تعلقدار معززین رئیس شہر جناب سلطان العلما سید نقی صاحب بیٹے جناب سید العلماے مرحوم خیمہ گورنری سے بہت دور اپنی سواری سے اوتر کر بیٹھے ایک بجے سٹی مجسٹریٹ کوتوال شہر اور افسران پولیس نے آکر انتظام واہتمام کیا سبکی سواری کو بہت دور ہٹا دیا سوارون کو حکم قطعی دیا کہ کسیکو گاڑی پر سوار نہ آنے دو بعد اسکے چوبدار آکر سبکو لیگیا ہر ایک درخیمہ پر اپنا ٹکٹ دکھا اپنی کرسی ٹکٹ پر بیٹھہ جاتا تھا اکثر بڑے آدمی صاحب وثیقہ خوبی حواس خمسہ سے ٹکٹ برات اپنے گھر بھول آئے تھے بجانے پائے بعض نذرا شرفیون کی برہنی سے عمداً ٹال گئے اونکے واسطے حکم قطعی ہوا کہ کبھی دربار مین حاضر نہون بیش از دربار کسی انگریز گاڑی پر سوار چاہتے تھے چلے جاءین سوارون نے منع کیا جب نمانا

طرفین سے خوب چوٹ چلی آخر گاڑی سے اوتر گئے بعض صاحب اس اہتمام سے میان راہ سے پھر گئے نذر کی اشرفی تین سے کم ۹ سے زیادہ تھین اسکے بعد پھر کچھ زیادہ ہوگئی تھین سب اہل دربار ۵۰ تھے بیٹھنے سے سلسلۂ انتظام کرسیون کا درہم وبرہم ہوگیا مقدم موخر ہوگئے جب نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز ہوے اوسیطرح سلامی توپ و باڑھ ہوئی چیف کمشنر بہادر فرد اسم نویسی سے ہرایک کو سلام کرواکے نذر دلواتے جاتے تھے اوسوقت دو تین راجہ کو خلعت پُرتکلف بیش قیمت مرحمت ہوا۔ باقی کشتیان خلعت کی فاٹسایٹ صاحب لے گئے حکم دیا کہ آج دیر ہوگئی کل سب کے مختار آکر ہرایک کے خلعت لیجاوین بعد اسکے دربار برخاست ہوا۔

شب جمعہ کو روشنی آتشبازی بڑا کھانا ہوا لارام کی کوٹھی سے چتر منزل تک بطیب آراستگی بتکلف انتظام سے تھی۔ ۲۹ اکتوبر روز شنبہ مطابق غرہ ربیع الثانی نواب گورنر جنرل بہادر تشریف فرماے کانپور ہوے۔

کمانڈر انچیف بہادر اپنے لشکر مین رہ گئے نواب گورنر جنرل کو اہل شہر نے ہزارون عرضیان پرمٹیل ڈاک گذرانین حسب سرشتہ ہرایک کو جواب آئیگا۔ اولاد طیموریہ حاضر دربار نہوئی چیف کمشنر نے مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کی دلجوئی اور خاطر بہت کی کسواسطے کہ بقصور تھے اور پنسل گذار دولت انگلشیہ سرکار رہتے تھے۔

## گرفتاری علی محمد خان عرف ممو خان

مختصر یہ ہے کہ جب جنابعالیہ داخل نیپال ہوئین ممو خان پہلی صحبت مین کپتان جنگ بہادر سے گفتگو نامناسب کرچکے تھے اس جہت سے مع فوج باغی حوالی کوہ جنگل مین رہے بعد اسکے جنابعالیہ کے پاس ہمرہ زن و مرد ملازم شمردہ باجازت جانے پائے جب خبر ہوئی کہ جنگ بہادر جنابعالیہ کی ملاقات کو آیا چاہتے ہین مرزا برجیس قدر خود سوار ہوکر چلے داخل خیمہ ہوے کرسیون پر بیٹھے جنگ بہادر اس سبقت کے بہت شکرگزار ہوے مرزا برجیس قدر نے کہا کہ آج ہم کس حال سے آپ کے پاس پہونچے اب آپ کو اختیار ہے اور مرزا امراؤجان حاضر رہینگے

جنگ بہادر نے مرزا امراؤجان سے بہت نشیب و فراز دنیا ہم از راہ تہدید و تفہیم سمجھا کر یہ صورت ٹھہرائی کہ جنابعالیہ اور مرزا برجیس قدر باطمینان تمام اور آرام سے یہان تشریف رکھین مگر فوج بدمعاش جو نمکحرام اپنی سرکار کی ہوئی ہے کسیکو یہان رہنے ندینگے اور آنے ندینگے کسواسطے کہ فیمابین سرکار انگریز بہادر اور ہمارے روابط دوستی اور یکجہتی دلی ہے ہم اونکے دشمنون کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہین اپنے قلمرو ملک مین نہین رکھہ سکتے۔

ممو خان شادان و فرحان مع فوج باغی چلے اس اطمینان سے کہ جنابعالیہ نے میرے واسطے اجازت لی ہوگی۔ میان راہ ایک گھاٹی پر سم بہادر بھائی مہاراجہ جنگ بہادر کے مع ایک پلٹن پڑے ہوے تھے مانع راہ ہوکر فقط ممو خان کو بلوا بھیجا یہ باطمینان چلے گئے جب ملاقات ہوئی کہا تم یہان ٹھہرو۔ ہم جنگ بہادر کو لکھتے ہین جب حکم آئے گا جائیگا غرض بظاہر نظر بند اور باطن مین مقید کیا جب مہاراجہ جنگ بہادر خود تشریف لائے عزت سے ملاقات کی اور پوچھا آپ نے کسی صاحب یا میم کو اپنے ہاتھہ سے مارا ہے کہا حاشا کبھی مجھسے ایسا امر نہین ہوا یہ سنکر جواب دیا تم مطمئن رہو یہ باتین کررہے تھے کہ بیل صاحب کمان افسر تھوڑی فوج سے کسی پہاڑی قریب پر تھے لباس عربی پہنے تشریف لائے خانصاحب کو سپرد کرکے روانہ لکھنؤ ہوے۔

فوج باغی جب بن سرکی ہوگئی فوج انگریزی سے مقابلہ کیا کئی ساعت تک امنت پیچ لڑکر سب جنگل کو بھاگی پہاڑ پر کسی نے جانے ندیا کسواسطے کہ ہر گھاٹی پر فوج تھی مگر فوج باغی کی عجب شکل جنگلی بن مانس کی بن گئی تھی کسی کے پاس کپڑا درست نتھا فقط بندوق تلوار توسدان سنگین رہ گئی تھی کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی ملازم رہے ہے تھے شیخ سکھن رسالدار وغیرہ بھی گرفتار ہوے ۲۱ جمادی الاول روز شنبہ ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۱۰ دسمبر ۱۸۵۹ء یہ اسیر داخل جیلخانہ لکھنؤ ہوے موافق دستور ایک کرتہ رنگین ایک کملی ایک بوریہ فی کس ملا سب جدا جدا قید ہوے۔

جب ممو خان کی روبکاری ہوئی بہت صاف صاف جواب شافی دیے بہت سی چٹھیان بھی

صاحبون کی جو واسطہ اور بیو اسطہ ملی تھین وکھائین اپنی حفاظت بیبیون اسیر قیصر باغ کی بیان کی کہ میر واجد علی میرا نائب تھا میرے مشورے وحکم سے کوئی امر اونسے از خود سرزد نہین ہوا تعجب انصاف سرکار سے ہے کہ اس لاکھ روپے کے انعام کا مین سزاوار تھا یا وہ خلاصہ اوس دن سے جیلخانے سے فرح بخش کے کمرے مین بآرام رہنے لگے سرکار سے کچھ روپیہ خرچ یومیہ بھی مقرر ہوے۔ کئی خدمتگار بھی خدمت کو رہنے لگے۔ کئی مہینے تک روبکاری رہی آخر تجویز پھانسی ہوئی۔ جب مرافعہ اپیل ہوا جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر نے حکم پھانسی منسوخ کرکے حکم دریاے شور دیا جزیرہ منڈمین کو جو قریب کلکتہ ہے روانہ ہوے۔ میان راہ جہاز سے اوترکر کہین بھاگے تھے پکڑے گئے۔ حکم دائم الحبس ہوا۔ کہتے ہین اوسی جزیرے مین دوکان بسراوقات کی تھی اب شاید وہین مرگئے۔

## اجمالی جنابعالیہ و مرزا برجیس قدر

ایک مصور انگریز ایک صاحب بحکم سرکار مرزا برجیس قدر کی تصویر کھینچنے کو نئی کوٹ مین گئے ان صاحبون نے ملاقات کی بآداب شاہی تصویر کھینچی اور کہا حکم سرکار یہ ہے کہ آپ کو فیض آباد یا لکھنؤ۔ جہان رہنا منظور ہو اختیار ہے تنخواہ فراخور حال ملے گی اور وہی تعظیم واحترام شاہانہ عمل مین آئے گا مگر کثرت ملازمین آپ کے پاس نہونے پائیگی اگر آپ تشریف لیجائینگے ہمارے بھی موجب نیکنامی و تفاخر ہوگا۔

جنابعالیہ نے جواب دیا کہ جب کسیکو نوکر رکھہ سکینگے وہ روپیہ کس مصرف مین آئے گا مجھے رہنے مین یہان کیا قباحت ہے آئندہ خدا کو اختیار ہے۔ اوسکے بعد وہ صاحب رخصت ہوے اور تصویر سرکار مین آئی۔ جناب حضرت نے عرض کیا کہ یہان سے آپکا جانا آپکی مرضی پر موقوف ہے ہم کبھی اس امر خاص مین دخل نہ دینگے اور نہ اسکے خلاف ہمسے ہوگا آپ باطمینان تمام رہیے کسیطرح کا اندیشہ نہ کیجیے جو لوگ کہ نامآوران لکھنؤ تھے چلے آئے سواے مرزائی بیگم جسنے مرزا برجیس قدر کو پرورش کیا تھا سو اب وہ بھی وہین مرگئین معتبرین کہتے ہین کہ پانسو روپیہ ماہواری اوجہ کی سرکار سے ملتا ہے مرزا برجیس قدر اب صاحب اولاد ہوے ہین۔ اکثر رویا کرتے ہین اور

اور ہتمنی لکھنؤ کے ہین مگر اب کون پوچھتا ہے پیشتر جو کچھ ہونا تھا ہوا۔

## گرفتاری نواب خان بہادر خان بریلی

زبانی مرزا امراؤ جان یہ ہے کہ نواب بہادر خان رئیس و حاکم مستعار بریلی کسی پہاڑ کے جنگل مین ۱۱-آدمیون سے چھپے بیٹھے تھے کسی گوئندے نے جا کر خبر کی جنگ بہادر کے پاس آئے اونہنے پہلے مقدمہ خون پوچھا بہت سی تشفی کی ہیبل صاحب کے سپرد کر دیا اونھون نے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرین صاحب نے کہا ہمنے تمھین امان دی ہے خاطر جمع رکھو جب لکھنؤ مین پیشی سرکاری ہوئی کرنل ہیر و صاحب نے پوچھا تمنے مدت تک سرکار کا نمک کھایا عہدہ جلیلہ پر مامور رہے اس سن پیری مین کیون ایسی سرکار عالیشان سے بغاوت کی جواب دیا تمنے ہمارا ملک آبائی چھین لیا تھا تمھاری فوج نے تمھارا سامنا کیا جب تم بھاگے تمھارے باغیون نے ہمین بنام مستحق ریاست سمجھ کر حاکم کر دیا ہم اسے عنایت خدا سمجھے کہ اپنے حق کو پھونچے جہانتک ہو سکا بچایا اب تمھارے قابو مین آئے اختیار ہے صاحب نے کہا جب عملداری سرکار ہوئی پھر تمنے ملک کو بخوشی کیون نہ دیدیا کہا طمع نفسانی نے بچایا سرکار بھی یون کسیکو ملک دیتی ہے ہے غرض لکھنؤ سے حکم ہوا کہ تمھاری روبکاری خاص بریلی مین ہوگی چنانچہ سوار پیدل کے پہرے مین مقید ہو کر بریلی گئے حکام نے بعد روبکاری پھانسی تجویز کی حکم سنایا اور یہ بھی کہا کہ ہم اپنی تجویز لفٹنٹ گورنر کو لکھتے ہین جیسا وہ حکم دین عرض کیا میرے سب اظہار بھی بھیجدیجیے انکا ایک گواہ بھاگ گیا دوسرا حوالات مین رہا قصہ مختصر آخر حکم پھانسی آیا سو بھارام جو انکا نائب تھا اوسے بھی پھانسی ملی اوسے شاہ جی نے خوب لوٹا تھا جب وہ بریلی سے بھاگ کر ملک اودھ مین آیا تھا ایک دوست بریلی کا کہتا تھا جب نواب کو چوک مین پھانسی کو لائے خلقت شہر کی تماشے کو جمع تھی صاحب کمشنر مع اور صاحبان عالیشان بھی آئے تھے نواب سے اور صاحب کمشنر سے خوب تقریر ہوئی جب صاحب کمشنر خاموش ہوے نواب نے کہا اب دیر لگانا کیا ضرور ہے حکم حاکم مرگ مفاجات ہے جسب دستور جلاد نے نواب کی مشکین باندھ کپڑے اتارنے کو پوچھا منع کیا فرمایا ایک ہاتھ انکا کلکٹر صاحب دوسرا اور صاحب تھام لے یہ فرما کر جلا کر رو دئے اور

سوار ہوکر جلد چلے گئے جب پھانسی دیکھ چکے ورثہ نواب نے نعش طلب کی جواب دیا کہ تم اسے شہید بنا کر قبر پر میلہ کیا کروگے ہماری باعث تکلیف ہوگا بعد اسکے قلعے مین گڑوادیا اونکے عیال کی بسر اوقات کو کچھ سرکار سے مقرر ہوگیا ہے ۔

## اسیران فرنگ کا بچنا اور رسوخ میر واجد علی کا ہونا

۱۸۵۷ء

جب گورے قریب کوٹھی جنرل مارٹن و محمد باغ پہونچے داروغہ میر واجد علی نے اون بیبیون اسیر کو جو فوج باغی کے ہاتھہ سے محض قدرت خدا سے بچ رہی تھین نواب محسن الدولہ کے مکان واقع گھڑیالی مین بھیجدیا تھا پلٹن نادری کے تلنگے قیصر باغ سے بھاگ کر ہین اپنے پڑاو کو آئے سپاہیون نے کہا یہان محلات و لعید علیشاہ اور عیال داروغہ میر واجد علی ہین ہم نہ اوترنے دینگے تلنگون نے تمانا ایک چپراسی نے داروغہ کو خبر کی اونھون نے جلد بیبیون کو تال دروازے مین چودہری جگنا تھہ کے مکان مین بھیجدیا بعد دو دن کے گورون نے مکان نواب محسن الدولہ واقع مینا بازار پر آکر گولیان مارنی شروع کین خصوصاً جس مکان مین بیبیان تھین متصل گولیان آنے لگین ۔ وہان سے محلہ منصور نگر مین جہان نواب خورد محل سلطان محل اور بہت سی عورات محل تھین بھیجدیا نواب خورد محل نے احتیاطاً بیبیون کو علیحدہ کوٹھری کے کمرے مین رکھا اور اپنے ہاتھہ سے کھانا وغیرہ لیجا کر کھلایا کرتی تھین اسواسطے کہ مبادا کسی ماما لونڈی کو خبر ہوجاے ۔

جب احمد اللہ شاہ نے درگاہ حضرت عباس مین آکر مورچہ کیا وہ قریب منصور نگر متصل سکونت صاحبات محل تھا ۔ میر واجد علی نے بیبیون سے ایک چٹھی لکھوائی یعنے ہم میر واجد علی داروغہ کے مکان مین ہین یہان بھی بدمعاش چارون طرف سے گھیرے ہوے ہین جو صاحب اس چٹھی کو دیکھے فوراً مع فوج آکر ہمکو یہان سے لیجاے داروغہ نے ایک شخص کو ۲ روپے دیکر مع چٹھی بھیجا راہ مین قریب اکبری دروازہ دو افسر نیپالی ملے وہ چٹھی دی ۔ وہ دو کمپنی اپنی لے کر آئے ۔

نواب خورد محل نے بیبیون کے واسطے کشتی بھاری پُر تکلف اور سادی لباس کی منگوائین اور

کچھ زیور بیبیون نے لباس سادہ پہن لیا اور ایک طوق گلوجڑاؤ بجلیان کانون کی او جھانجھیان دستی لے لین اور داروغہ کی بہنس مین سوار ہو رخصت ہوئین فقط ایک گارڈ سپاہی حفاظت کو رہ گیا بعد اسکے بدمعاشون نے باخبر ہو کر گھر کو گھیر لیا داروغہ نے پھاٹک پر قفل لگا دیا کہ مبادا یورش کر کے داخل ہون سکو قتل کر ینگے اور گارڈ کو کوٹھے پر چڑھا دیا کہ سب طرف گولیان مارو بدمعاش سمجھے کہ یہان فوج ہے رُک رہے یورش نہ کر سکے۔ داروغہ کو یہ خیال گذرا کہ اگر سرکار سے کمک نہ آئی یہ بدمعاش کیونکر باز رہین گے۔

جب بیبیان لشکر جنگ بہادر مین پہونچین اپنا احوال جرنل سے کہا وہان سے دو پلٹن اور کپتی صاحب اس مکان پر آئے اوسیوقت صاحبات محل اور عورات کو سوار کر کے لشکر مین جہان بیبیان تھین پہونچا دیا۔ جنگ بہادر نے علیحدہ خیمے مین ان سکو اوتارا۔ بہت خاطرداری کی ہزار روپے دعوت کے بھیجے۔ میم نے جنگ بہادر سے داروغہ کی ملاقات کروائی۔ بعد اسکے کمانڈر انچیف سے ملاقات کی اونھون نے محلات کی بہت تشفی کی۔

تیسرے دن داروغہ معرفت آر صاحب جرنل اوٹرم صاحب کے پاس حاضر ہوئے صاحب نے کھڑے ہو کر انکا مزاج پوچھا بہت تسلی کی فرمایا لاکھ روپیہ سرکار سے تمھین انعام ملے گا اور ایسی پرورش ہو گی کہ تمھارے وہم وخیال سے باہر ہو۔ داروغہ نے محلات کے واسطے عرض کیا کہ جاگیر و تنخواہ نوٹ وغیرہ سب انکو ملین اور ہر صورت اونکی رعایت کیجائے پھر آر صاحب نے فرمانکر انھین ایک چٹھی لکھ کر دی یعنے بتاکید اکید حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص فرقہ سپاہ سے میر واجد علی داروغہ کے مکان پر نجاوے اور جو اونکے متعلق ہون اونکو بھی نہ ستاوے کہ سواے اسکے یہ خیرخواہ اور متوسل اور حفاظت انگریز بہادر مین ہین اور ایک چٹھی بنام افسران گورہ دی کہ جہان آر صاحب مین پہرہ گورون کا مقرر ہے پھر محلات کو لشکر جنگ بہادر سے مع اسباب وغیرہ گولہ گنج مین محترم اور محبوب خواجہ سراؤن کا مکان آر صاحب نے خالی کروا دیا۔ وہان جا کر رہے پہرہ گورہ کر دیا۔

بعد تین دن کے میر واجد علی مرزا قمر قدر بیٹے سلطان عالم کو لے کر جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے صاحب نے حسب معمول تعظیم و تکریم کی اور بہت سے کلمات تشفی ارشاد کیے اور فرمایا سب محلات

مفتاح الدولہ محمود علیخان



*Miftahoodoulah*

اور ملکہ جہان کو تمھارے سپرد کیا اور سب کی داروغگی دی اور نواب خاص محل کی مان کو بھی تم اپنے پاس رکھو اور شہزادی کو گود مین لے کر بہت پیار کیا اور وعدہ کیا تمہاری تنخواہ بھی ہو جاے گی پھر رخصت کیا۔

میر واجد علی کے پاون مین گھوڑے سے گرنے مین چوٹ آئی تھی اس جہت سے چیف کمشنر کے پاس نجا سکے صاحب بہادر کلکتہ تشریف فرما ہونے مونٹ گومری صاحب رونق افروز ہوے منشی رام دیال تحصیلدار نے اس اہتمام سے کارنگی صاحب سے کہا کہ داروغہ نے اور محلات باغیہ کو بھی اپنے گھر مین چھپایا ہے بس چاہیے کہ اونکے گھر پر دوڑ جاے سب اسباب گھر سے لوٹ لا ئے صاحب نے کہا تم دوڑ لیجاؤ مگر اونکے گھر پر نہ لیجانا موجب بدنامی کا ہوگا کسواسطے کہ چٹھی جنرل اوٹرم صاحب اونکے پاس ہے تحصیلدار نے کہا کوئی نہ پوچھے گا میرا ذمہ ہے۔

چنانچہ ایکدن ولیم صاحب مارٹنس صاحب کپتان اور خود تحصیلدار مع ایک کمپنی گورہ آئے داروغہ اور جتنے آدمی اوس مکان مین تھے سبکو قید کرلیا دوسرے دروازے سے گورے نواب خورد محل سلطان محل کے مکان مین بیباک چلے گئے بہت سا اسباب اوس مکان کا لوٹ لیا۔

کارنگی صاحب نے آکر کہا حکم چیف صاحب یہ ہے کہ انکا اسباب کسیطرح لوٹنا نچاہیے اونکے اسباب پر مُہر کرلو ہم نواب گورنر جنرل کو لکھتے ہین جیسا حکم آئیگا عمل کیا جاے گا گورے جو لوٹ رہے تھے اونپر خفا ہو کر کچھ اسباب ظاہری اون سے چھین لیا اور جو پہلے سے لے چکے تھے اونکی پاس رہا میر واجد علی نے چٹھی جنرل اوٹرم کی دکھائی ولیم صاحب نے تشفی کی مگر محلات مین جاکر خاکروبن وغیرہ سے تلاشی کرواکے سب اسباب لے کر نکالدیا سب محلات احاطہ فقیر محمد خان مین گئے وہان بھی پہرہ رہا۔

دوسرے دن کارنگی صاحب چٹھی چیف کمشنر لائے بہت تشفی کی پہرہ گورون کا اوٹھا دیا اسباب پر مُہر کرکے کوتوالی مین رکھوا دیا۔

جب میر واجد علی چیف کمشنر کے پاس گئے بڑی خاطر کی نواب گورنر جنرل کو چٹھی لکھی وہان سے حکم استرداد اسباب آیا اور چیف کمشنر نے بھی وہی حکم دیا کہ اوٹرم صاحب نے داروغہ کو چٹھی دیکر معاف کیا ہے داخل لوٹ نہین فوج نے اسکی اپیل کی کہ یہ حق سپاہ ہے ہم نہ دینگے مگر پھر از راہ پرورش

یکم نومبر ۱۸۷۱ء محلات کو اسباب ملا میر واجد علی کو سرکار سے لاکھہ روپیہ انعام ملا اونھون نے ایک دوست کے سمجھانے سے نوٹ کلکتہ لیا اس جہت سے زر اصل پر ۔ ہزار بابت تو نیز بڑے بہت سے دیہات زمینداری خرید کیے صاحب نصیب ہین ہر وقت ہین اچھے رہتے ہے ۔

## معرکہ اختتام راجہ بینی مادھو بخش اور بالاجمال احوال مفتاح الدولہ

راجہ بینی مادھو بخش بہادر تعلقدار نظامت بیسواڑہ اپنی بات پر مستقل و ثابت قدم رہا سرکار انگریزی سے کسیطرح رجوع نکی اور جنابعالیہ کی رفاقت سے ہاتھہ نہ اوٹھایا اگرچہ دامن کوہ مین رہ گیا تھا اور اونکے ساتھہ جانے کی کسیکو اجازت نملی مجبور تھا آخر کئی سو آدمی ہمراہیون سے فوج سرکار سے لڑکر بڑی بہادری سے مارا گیا اور اپنے علاقے سے بھی مع عیال مرواندوار ہوکر چلا گیا تھا چنانچہ بعد رفع ہنگامہ کے سرکار انگریزی سے اوسکے متعلقین کی بسر اوقات کو کچھ علاقہ ملا ہے باقی قرق ہوکر تقسیم ہوگیا ۔

مفتاح الدولہ کا احوال یہ ہے کہ جب جنابعالیہ کی رفاقت سے اور مرزا برجیس قدر کے ساتھہ سے میان راہ بمجبوری رخصت ہوے سمدہیہ پہاڑ پر کمنڈنگ فوج کے پاس آئے سپرد ڈپٹی خیر الدین احمد خان ہوکر مقید ہوے اظہار دے کر بہرے مین روانہ فیض آباد ہوے اور ایک کاغذ لکھہ کر افسر بہرے کو دیا فیض آباد مین براسفورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی المعاملیحان کا مکان رہنے کو ملا اور حکم دیا کہ بے ہماری اجازت کہین نجانا پھر میجر بروس صاحب چیف آف پولیس کے پاس حسب الطلب گئے فرمایا دورے کو ہمارے ساتھہ چلو اور تم قدیم نمکخوار اپنی سرکار کے ہو اپنی عرضی لکھہ کر جنابعالیہ کو بلوا بھیجو عرض کی میری کیا مجال ہے اور وہ کیونکر میرے لکھنے سے چلی آئینگی نمانا آخر عرضی اس مضمون کی لکھوائی کہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے سبکو امان دی مع قصور معاف کیا ہے از انجملہ آپ کا بھی قصور معاف ہوا آپ بے تکلف تشریف لائیے کسیطرح کا اندیشہ نہ کیجیے سرکار سے آپ کے فراخور حال تنخواہ مقرر ہوجائیگی جہان چاہیے رہیئے گا بلکہ کیا عجب ہے صورت قیام خاص اودھ مین ہوجاے اس عرضی کو اپنے گوشندے کے ساتھہ جنابعالیہ کے پاس روانہ کیا مگر وہان سے کچھہ جواب نہ آیا مہینے بھر تک صاحب کے ساتھہ دورے میں رہے

جب چٹھی چیف کمشنر درجواب براسفورڈ صاحب کے پاس گئی اوسی صورت سے لکھنؤ آئے
گلستان ارم مین کارنیگی صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی عملہ نے اونکے واسطے جیلخانہ
تجویز کیا گجراج سنگہ نے کہا یہ عزت دار ہین وہان انکا بھیجنا مناسب نہین اگر جائین گے
بیڑیان پڑ جائین گی گھڑی بھر مین وہان سے رہائی پا جائین گے مفت مین بدنامی ہوگی
منتظر حکم چیف کمشنر رہنا چاہیے چنانچہ اوسیوقت حکم چیف کمشنر آیا کہ انھین چھوڑ دو جہان
جاہین چلے جائین۔ عرض کی ہم کہان جائین ہمارے مکان سب کھُد گئے حکم ہوا انکا اسباب
سڑک پر پھینکدو۔

غرض وہان سے افتان وخیزان فرنگی محل مین اپنے نسبتی بھائی کے مکان مین آئے
بعد اجازت حکام اور چٹھی صفائی کرنل ایبٹ صاحب روانہ کلکتہ ہوے حضرت سلطان عالم کو
بھی انسے ملال خاطر اس ہنگامہ فساد کی جہت سے اور کچھ پیشتر سے بعض کے لگانے بجھانے
سے ہوگیا تھا مگر بگواہی صاحبات محل صفائی حاصل ہوئی اور موافق حصہ رسدی ملازمین
ہمراہی انکے بھی واسطے وظیفہ شاہی مقرر ہوا کچھ روپیہ بھی تعمیر مکان کو ملا انکے سامنے
جواہرات اور اسباب سلطانی جو چیفکمشنر نے انکی تحویل سے قبل از داخلہ فوج باغی اپنی
حفاظت سے کلکتہ بھیجا تھا وہ بھی انکے مقابلے سے سرکار سے ملا اور بدستور قدیم انکے سپرد ہوا
جب لکھنؤ سے صحت الدولہ وغیرہ کلکتہ گئے اپنے رسوخ وخیرخواہی سے میجر ہربرٹ صاحب
کو انام بدمعاشان لکھنؤ لکھوا دیے ازانجملہ انکا بھی نام نامی اوسمین شامل کردیا جب میجر صاحب
نے متواتر انکی روبکاری کی کسیطرح انھین چٹھی صفائی نہ ملی فقط عشرۂ مبشرہ وہان رہ گیا
بادشاہ نے انسے فرمایا کہ مین تم سے کسیطرح ناراض نہین مگر جبتک صفائی نہ ملے گی مین
اپنے پاس نہین رکھہ سکتا مجھے مصیبت اور صدمات قید قلعہ یاد ہین چار ونا چار پھر لکھنؤ
آئے جب یہان کے حکام سے عرض حال کیا وہی جواب صاف پایا اسی جہت سے انکو پنشن
سرکار سے ملا بلکہ مفسدین کے ہاتھ سے گھر مین رہنا مشکل تھا حکام کو انکی طرف سے گمان خزانہ
ودفینہ کا ہے جینے انکو معلوم ہے اپنی خیرخواہی سے نہین بتاتے۔ ہرچند انھون نے سبطرح سے
عرض کیا مگر یہ مظنہ فاسد حکام سے نہ گیا خلاصہ سرکارین سے یہ ناکام رہے۔

## قصیدہ حضرت سلطان عالم واسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے

جب حضرت سلطان عالم رونق افروز قلعہ کلکتہ ہوے تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر کی شان مین انشا فرما کر بھیجا تھا اوسکی نقل بھی عبرت الناظرین سمجھ کر مندرج کتاب کی ہے یہ بھی صورت انقلاب زمانہ ہے وہ یہ ہے۔

قادر ذو الجلال ریاض دولت و اقبال اریکہ آراے سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت را بآبہاے سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ و خندان و محضر زمان دارد۔

بعد بر ضمیر منیر سجنجل نظیر مخفی و محتجب نماند مخلص دیرینہ چند شعر در مدح ذات بابرکات آن ستودہ صفات انشا نمودہ براے ملاحظہ عالی ارسال میدارد ع گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

### قصیدہ در بحر ہزج مثمن سالم

مشیر خاص شاہنشاہ انگلستان بحر و بر — تمھین فرمانرواے ہند و دستور معظم ہو

وزیر صاحب تدبیر و با توقیر و باہمت — قلمدار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو

سپہ سالار و سالار سپہ آصف منش خاتم — بڑے جنرل بہادر صاحب سیف اور خاتم ہو

نگین باقی ہے نام پاک سے کیا اسپہ روشن ہے — سپہر جاہ و مہر چرخ و مہر اسم اعظم ہو

ارسطو راے و کسرائے عدل و رستم تن فریدون فر — بہادر اور جری ہو اور معزز اور مکرم ہو

سمن بر ہو سہی قد ہو وزیر ملکۂ عالم — جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو معظم ہو

کرو میدان مین ادنی ہیزال کو زہ پشت اوسکو — نگاہ قہر سے دیکھو جو رستم ہو وہ بیدم ہو

جہان دار و جہان بخش و فلک رخش ملک تخت — تم ایسی عید ہو جیسے نفس ہو رشک حاتم ہو

ہلال و مہر ماہ و کوکب و خورشید و مہتاب و — قمر قدر و مہ بدر و صباے شمس و عالم ہو

سپہر رفعت و اوج سماء نور ہندوستان — عقیل و نکتہ فہم و نکتہ سنج و بدر عالم ہو

سر آراے ہفت اقلیم و حکم شاہ انگلستان — سنان دست سلطان جہان ہو رشک ضیغم ہو

ظفریاب و مظفر ہو ظفر کردار و فاتح ہو — علمدار جنود عدل و ہمت مہر عالم ہو

نہایت فکر مین تھا مدح خوان شبکو کہ یکبار — ندائے ہاتف غیبی سنی تو آج خورم ہو

وہین یہ مطلع خوش جوش کلکِ فکر سے ٹپکا
عجب کیا ایسے مطلع کا صلہ تحسین ہر دم ہو

## مطلع

سکندر جاہ و کیکاؤس نوشیروان عالم ہو
ارسطو فہم و افلاطون حاتم سے ہم جم ہو

## در صفت شمشیر

وہ شمشیر مصفا ہے کہ جوہر جسکے انجم ہین
وہ دہار اوسکی ہے جیسے تار کا صابونکی دم ہو

جہان مین سرکشون کے حق مین ہم کا کام کرتی ہو
مطیعون کے لیے نہر لبن کی دہار ہر دم ہو

غضب سے گر کھچے میدان مین وہ وحدت ہو کثرت مین
نہ ضیغم ہو نہ جن ہو نے پری ہو اور نہ آدم ہو

تمہاری کرچ کا سایہ صبا پر گر چہ پڑ جائے
ہوا کی جان کو ڈورا سمجھے تلوار کا سم ہو

نکل آئے میان سے وقت رزم و جنگ وہ جسدم
نہ ٹھہرے سامنے کوئی تہمتن ہو کہ رستم ہو

جو قبضہ ہوے سورج کا تو پھل دست مسیحا ہو
سراب کہکشان چرخ اس قبضے پہ ہر دم ہو

اگر تو کھینچ لے گھوڑے پر اوسکو اے فلک حشمت
تری کرچ فرنگی سے سر افلاک تک خم ہو

وہ وان کے لیے بجلی کا کام اوس سے عیان ہے
شہریون کی دعا سے دست صیف صاف ہر دم ہو

ان شہا کُل راہین چلتے راہین دشمن
الم پر ہو الم بدخواہ دولت کا یہ عالم ہو

دلا اک مطلع خوش صفت توسن مین رقم کر تو
جو جوش مدحت ممدوح ہے ذرہ نہ وہ کم ہو

## مطلع

چھلاوا یا پری یا حور یا صرصر ہو آدم ہو
ادب مین وہ زمستان کام مین بجلی کا عالم ہو

کھینچے گر شہسوار اوسکو کہ ناپ آسارے عالم کو
مجال اتنی نہین گر اک قدم وہ حکم سے کم ہو

بس اک سرپٹ ہی اوسکا ہند و چین مغرب و مشرق
فرنگستان ہو روم و شام ہو یا ہمین عدم ہو

وہ آہو چشم ہے اور کان جیسے آم کی پھانکین
ہر اک آنکھ ایسی جیسے نشہ اک بوتل کا ہر دم ہو

وہ سم جیسے ہرن کے کھر وہ بیٹھ و پس پری صورت
کہ جیسے مور وقت رقص سر اور دم سے باہم ہو

جو سنے لوہا تھہ مین بانی چلتے وقت وہ چھلکے
اشارہ ہو تو مٹکے چار جامہ چرخ کا خم ہو

فنا اک لات سے اوسکے عدو ہی خستہ تن ہو وین
کسانون کی زمین کے واسطے سم دانہ ہر دم ہو

## در صفت گاڑی

لگی ہین گھوڑ یان او سمین کہ پریان پر کشادہ ہین ۔ وہ گاڑی ہے سواری کی کہ جیسے چرخ اعظم ہو
دلا اک مطلعِ خوش مدحِ فیلِ خوش مین انشا کر ۔ الا اے کلک لکھنے مین نہ تو اسوقت کچھہ کم ہو

## مطلع در صفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سے کہین کم ہو ۔ جو چارون ٹانگیان اوسکی ہین تو ابر تک تم ہو
فلک کوہ و شکوہ گنبد اصغر سپر صورت ۔ وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلف لیلی کا پر خم ہو
وہ خرطوم اوسکی اسود ہے گھٹا ساونکی جیسی ہے ۔ مقابل مین عدو کے اژدہا جسطرح سے خم ہو
وہ دندان اوسکے جیسے شمع کافوری اندہیرے مین ۔ دیا ظلمات کے رستے مین ذو النورین باہم ہو
بلندی اوسکی ایسی ہے کہ جیسے چرخ کی عظمت ۔ سیاہی ایسی جیسے مشک تاتاری کا عالم ہو

## در عرض حال خود

ترا ہین کمترین اک مدح خوان ذاتِ انور ہون ۔ تری لطف و عنایت کا نہ سایہ مجھسے اب کم ہو
جو دامن تیرا پکڑا ہے تو پوری دستگیری کر ۔ کدہر جاؤن کہون کس سے جو میرا کام ہر دم ہو
جو مارو کچھہ نہین چارہ جلاؤ معجزہ ہے یہ ۔ ہمارے حق مین عیسی ہو نہین شاک او نسے کیا کم ہو
زن و فرزند اسبابِ ریاست مال و زر دولت ۔ نثار راہ ذی شوکت ہو اب دل کو کیا غم ہو

## مطلع

اعانت خرچ کی اسوقت مین کیون نہ حاتم ہو ۔ میرا ہر مو ہوا رطب اللسان نواب اکرم ہو
یہ چھوٹے چھوٹے بچے ننھی جانین بچ گئین بیشک ۔ یہی ہے آرزو مجھپر عنایت اب نہ یہ کم ہو
مقدم سب پہ ہے تیری رہائی بخیط ہون مین ۔ الٰہی تیرا اسکہ مہر وہ پر بھی مقدم ہو
دلِ شاد او دم دیتا ہے تجھکو یہ دعا ہر دم ۔ دعائے اخترِ ناچار مین تاثیر ہر دم ہو
رہے حکم حکومت ملکۂ عالم کی دنیا مین ۔ وزیرِ ملکۂ انگلنڈ ہر دم شاد و خرم ہو

ایام جمعیت و کامرانی بہجت و شادمانی مدام بکام باد

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا فی الحقیقت مرثیہ احوال ہے اور اسکا بھیجنا نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور خاطر اقدس ہوا نواب خاص محل سے مہر خاص طلب فرمائی نامناسب اور بخلاف رتبہ شاہی سمجھ کر عذر فرمایا کہ یہ در پردہ گدائی ہے اس قدر توہین اپنے ہاتھ سے کرنا کیا ضرور ہے صبر سب سے بہتر ہے بادشاہ نے میجر ہربرٹ اور کرنل کو بنا صاحب سے فرمایا آپ اسیوقت محل مین جا کر میری مہر لے آیئے جب دونون صاحب تشریف لائے فرمایا بموجب حکم نواب گورنر جنرل ہم مامور ہین تعمیل حکم بادشاہ مین بہتر یہ ہے کہ مہر عنایت فرمایئے اوسوقت مجبور ہو کر حوالے کی۔

جب قصیدہ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا حکم ہوا جو بادشاہ طلب کرین بے تامل بھیجدو۔ چنانچہ دو لاکھ روپیہ طلب ہوے بادشاہ کو صاحبات محل کا فساد مین لٹنا معلوم ہو چکا تھا وہ روپیہ لکھنؤ مع تحائف بھیجا اور حسب الحکم ہر ایک کو ملا۔

بعد رفع ہنگامہ فساد اکثر صاحبات محل مع مرزا قمر قدر کلکتہ گئے بعض حسب الحکم بادشاہ پھر لکھنؤ آئے سرکار سے نوٹ جاگیر ہر ایک کو ملی بدستور زمان شاہی جاری ہوے ہر ایک صاحب اختیار ہے بادشاہ کسی کے مزاحم حال نہین ہوے سب دست بدعائے خیر ہین۔ نواب گورنر جنرل نے ازراہ علو ہمت نسبت بادشاہ فرمایا تھا جسقدر بادشاہ طلب کرین لیکن بعض اہلکار کم ہمت اور مقربان خاص نے خیر خواہی سے عرض کیا مبادا یہ روپیہ تنخواہ معینہ سے بروقت وصول وضع کیا جائے اس جہت سے اسیقدر زر مطلوب پر قناعت فرمایئے

## باب چوتھا

## قافلہ سیلانی راہی لندن ابتدائے روانگی کلکتہ تا مراجعت مرزا ولی عہد کلکتہ مین

۳ شوال شب چہارشنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۶ء جہاز دخانی مسماۃ بنگال قافلہ شاہی سوار ہوا ۱۴ روز چہارشنبہ ۱۹ جون وقت ۷ بجے کارٹون سے ریبیسی جہاز نے

لنگر اوٹھایا خضری مین جاکر ارکاٹی مین لنگر کیا رات وہین گذری شدت ہوا اور طلاطم حرکت جہاز سے حال عورات ہندوستانی نادیدگان سفر کا دگرگون ہوا ہر ایک کا مادہ فاسد ہیجانمین آیا حق بجانب ہے اول یہ کہ خلاف موسم بے ضرورت کوئی صاحب بھی عازم ولایت نہین ہوتا بلکہ بیشتر سے تنقیہ مزاج کر لیتے ہین کہ مادہ فاسد سے باعث فساد نہو مگر یہ امور واقفیت اور اطمینان سے ہوتے ہین آمین یہ قافلہ مجبور تھا روز روانگی لکھنو جو صدمہ ہوا ایسا ہی سوہان روح پیش آیا کہ وطن مالوف سے چھوٹے ایسے روز بد کی کا ہے کو خبر تھی جو بیبیان کبھی لکھنو کے دریاچہ گومتی مین سوار بجاومت نہوئی ہون وہ دفعتہً صورت بحر محیط دیکھین واعجباہ غرض وہ شب اوسی اضطراب وکرب مین گذری صبح کو جہاز نے لنگر اوٹھایا خلیج بنگال سے داخل آب سیاہ ہوا کہ سواے سطح آب اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ۱۰ شوال روز یکشنبہ بعد دوپہر داخل احاطہ مدراس ہوا جنابعالیہ اور جرنل صاحب کا حال ایسے مشاہدات نادیدہ سے دگرگون ہوا چاہا کہ فسخ عزیمت فرمائین کسواسطے کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن ملازمین کی فہمائش سے چار ونا چار تاں کا سمجھکر راضی برضاے الہی ہوئین اور بیبیان ولایتی جو جہاز مین تھین اونکے دیکھنے سے بھی فی الجملہ تسکین خاطر واطفاے نائرہ حرارت ہوا مگر مرزا سکندر بہادر کا مزاج بسبب قوت شباب جوانی جادہ اعتدال سے منحرف نہوا بلکہ ان مشاہدات کو تماشاے عالم سمجھتے تھے۔

۲۲ شوال وقت صبح جہاز سراندیپ سیلان مین پہونچا تین دن تک انتظار جہاز چین مین رہا چہارم دن ۹ بجے جہاز آیا ۴ بجے ۲۴ کو لنگر اوٹھایا ۔ ۷ شہر ذیقعدہ کو عدن مین پہونچا اتفاقاً منشاخاکروب قافلہ شاہی دفعتہً جہاز سے سمندر مین گر پڑا گورون نے فوراً رسیان جہاز سے پھینکدین جہاز کو بخشی کیا یعنے روکا۔ کپتان نے دوربین سے دیکھا سیاہی سر کے بالون کی نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تھا گورے چھوٹی کشتی مثل باد صرصر کے پہونچے ایک ساعت کے بعد جہاز پر رسے سے باندھ کر کھینچتے تھے کہ دفعتہً رسی ٹوٹ گئی پھر ڈوب گیا سارجن اور گورے پانی مین کودپڑے اوسے زندہ جہاز پر جہاز پر لائے جنابعالیہ نے خوش ہوکر سو روپیہ انعام دیا کپتان نے اونھین گوردن غواص کو دیدیا وسیدن شام کو

عدن سے لنگر اوٹھایا ۱۵۔ ذیقعدہ شنبہ کو بعد ۱۰ بجے سوئز پھونچے
جب چھوٹے دودی پر قافلہ شاہی سوار ہوا تھوڑی دور چلا اتفاقاً خاصدان جسمین بیش عدد
جواہر بیش بہاندر جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا تھے میان نیلم کے آدمی کی بغل سے سمندر مین
گر پڑا کنارے پھونچکر جلیس الدولہ حاجی توکل میان نیلم۔ نواب مہدی قلیخان۔ میان
الماس کپتان برنڈن کشتی پر سوار غوطہ خورے کر گئے بہت سے ہاتھ پانون مارے رنپایا۔
ناکام پھر آئے۔ اخبار کلکتہ سے اسکے خلاف سنا گیا کہ یہ سب فریب تھا واللہ اعلم۔
سوئز کے پنج گھر مین پچاس روپیہ یومیہ کرایے مین جاکر اوترے ۱۶۔ ذیقعدہ یکشنبہ کو دو گھڑی
دن رہے کر دونک ڈاک پر سوار ہو ۱۷۔ دوشنبہ وقت دوپہر داخل مصر ہوسے ہوٹل یعنے
کاروانسراےمین پانسو روپیے کرایے کا گھر لے کر اوترے اس مسافت کا فاصلہ ۲۴۔ کوس ہے
۱۹۔ ذیقعدہ یوم چہارشنبہ ابراہیم پاشا کے مکان مین اڑہائی سو روپیہ کرایہ دیکر اوترے دس دن
تک مصر مین رہے۔ مقام متبرکہ مشہور حسنین یعنے بموجب ایک روایت کے سر مقدس جناب
سید الشہدا دفن ہے دوسرے مزار جناب زینب خاتون۔ مزار محمد بن ابی بکر جو حاکم مصر
ہوسے تھے جنابعالیہ وہان تشریف لے گئین مجلس عزا کی۔ ایک جگہہ اکادن روپیے دوسری جگہہ
پر پچیس روپیے نذر چڑھائے۔ رات کو مراجعت کی داخل مصر ہوئین۔

## شیخ محمد علی ذاکر و واعظ

شیخ محمد علی ذاکر و واعظ رفاقت جنرل صاحب مین گئے تھے لکھنؤ مین اپنے عیال کو نواب معین الدولہ
کے سپرد کر گئے تھے خود ناقل تھے کہ جب ایام حج خانہ کعبہ قریب پھونچے مین نے اپنے نفس پر
ملامت کر کے خیال کیا حیف ہے کہ تو خانہ کعبہ سے پشت کرے اور منہ سمت لندن یہ لوگ بامید
استرداد اپنی سلطنت کے جاتے ہین تو کس امید شفاعت عیسوی پر جاتا ہے اسکے سوا راہ مین
کچھہ صورت خلاف مزاج بھی گذری تھی بہرحال جنابعالیہ اور جنرل صاحب سے عرض کیا مجھے
رخصت حج ملے ایام حج قریب ہین آپ کے واسطے بحضور قلب اوقات خاص اور مقامات
خاص مین دعا مانگونگا دسو روپیے نان راہ عنایت ہو دے۔ سوئز سے رخصت ہوے دو ہزار

روپے لکھنؤ مین پائے تھے۔

حاجی صاحب سوئز سے چھوٹی کشتی پر مصریون کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین پہاڑ سے ٹکر کھاکر کشتی ڈوبنے لگی تین سو تیس آدمی دفعتہً غریق رحمت ہوے حاجی صاحب نے وقت ڈوبنے کے ایک صرہ زر نقد کمر سے کھول ناخدا کو دیا اوسنے اپنے ساتھ چھوٹی کشتی پر سوار کر لیا بہزار خرابی کنارے پہونچے اوسوقت وہ روپیہ تصدق جان ہوا ورنہ یہ بھی سبکے ساتھ ڈوبتے وہان سے اونٹ پر سوار ہو تین دن مین مدینہ منورہ پہونچے پھر جدہ سے آئے ایک تاجر دوست قدیم کے ساتھ حج کو گئے بعد فراغ عدن مین آئے جب جہاز سوئز سے آیا سات سو روپیہ کرایہ دے کر کلکتہ آئے شرف ملازمت خاقانی حاصل کی ساری کہانی سفر کی بتصریح بیان کی پھر لکھنؤ آئے عیال سے ملے۔ ایکدن امام باڑہ نواب معین الدولہ مین مجلس عزا کی مومنین جمع ہوے اپنی ساری داستان منزل بمنزل بیان کی۔

غرض قافلہ شاہی نے مصر مین پندرہ مقام کیے فی الحقیقت خشکی راہ ہوئی عباس پاشاے مصر قافلہ شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدینخان سے ملاقات ہوئی منظور خاطر ہوا کہ شاہزادون سے ملاقات کیجیے اور طریق ضیافت و مہمانی فراخور حال ہو لیکن صاحبان کے خدشہ توہمات سے مناسب وقت نجانا بلکہ وہان کے بالیوز کو کچھہ خدشہ گذرا تھا رفع کیا گیا ۲۹۔ ذیقعدہ وہان سے ۸ بجے ریل پر سوار ہوے شام کو سکندریہ مین پہونچے یہ مسافت تیس[۴۱] کوس کی ہے معرفت خدا بخش تاجر کاروانسرا مین اوترے ۴۔ ذیحجہ چہارشنبہ بعد دوپہر کاروانسرا سے چلے ۴۔ بجے جہاز انڈس پر سوار ہوے اوسیدن جرارت علیخان میر او لاد علی ہر فرجی پارسی وغیرہ مع مرسلہ خزانہ خرچ پہونچا ہمراہ رکاب ہوے ۷۔ ذیحجہ شنبہ کو بعد ۱۰ بجے مالٹہ مین لنگر کیا خوبی حسن عمارات عالیشان شہر قابل دید تھی لیکن اس شہر مین ہر شے ہر قسم کی بہت خوب ہے لیکن گران حد سے زیادہ چار گھڑی رات گئے وہان سے لنگر اوٹھا کر ۱۳۔ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۲ھ روز جمعہ جبرالٹہ مین پہونچے یہان عمارات عالیشان کو پہاڑون کو تراش کر بنایا ہے اور رنگ برنگ کی گلکاری اور نقش کا کچھہ کہو دے ہین نسبت مالٹہ کے یہان ہر شے کو ارزان پایا۔ ۳۔ دن کے بعد یہانسے چلے اس دریا مین طوفان عظیم اوٹھا یا سبکو یقین غرق ہو چکا تھا

ہا رے فضل خدا سے نجات پائی ۲۰۔ اگست مطابق ۱۸۔ ذی الحجہ سنہ الیہ ۵۔ بجے شام کو لنگر گاہ
سوتھمپٹن یعنے جنوب لندن مین پھونچے یہ دو نو بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن واقع ہین
اس شہر مین تجارت خاص ابریشم و قالین وغیرہ ہوتی ہے ۴۰۔ کوس کا فاصلہ لندن سے
راہ خشکی ہے ریل پر ۳۔ گھنٹے مین لندن پھونچتے ہین۔
منشی میر ربیع منشی میر حسن کے بیٹے ملازم جنت آرامگاہ ضعیف البنیان اکثر لکھنؤ مین بھی
ضعف قوی سے رہتے تھے وقت روانگی کربلا مین جب اس مولف کتاب سے ملاقات
ہوئی کہا کہ تم قصد سفر لندن نکرنا تمھارے قوے بہت ضعیف ہین صدمات جہاز راہ دور دراز
نہ اوٹھا سکوگے بلکہ اپنے بیٹے میر محمد شفیع کو بھیجدو تو مناسب ہے وہ جوان ہے متحمل مشقت ہوجائیگا
خیال مین نہ آیا تین سو روپیہ درماہہ کا لالچ کیا پہلا خط سیلان سے آیا کہ مرض اسہال ہوگیا ہے
امید حیات منقطع ہوچکی ہے آخر ۱۲۔ ذی الحجہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۵۔ اگست مقام جبرالٹر مین جہاز
پر انتقال کیا بعد غسل و کفن جہاز کو روکا چھوٹی کشتی پر نعش کو رکھکر غریق رحمت کردیا جنرل
صاحب کہ اونھون نے وصی کیا تھا بادشاہ نے میر محمد شفیع کو سرفراز کیا خطاب دیا کچھ دنون
ملازمین جدید دعاگو و صاحبات محل لکھنؤ کی تقسیم تنخواہ انکے اختیار مین رہی اب کلکتہ مین جا حضور ہین

داخلہ جنابعالیہ سوتھمپٹن مین اخبار لندن میل ۲۶۔ اگست سنہ الیہ
۱۸۔ ذی الحجہ سنہ الیہ یہ سب احوال لندن مولف کتاب نے ازروے
خطوط لندن جو مسیح الدینخان اپنے عم نامدار محمد خلیل الدینخان کو
بھیجتے تھے بندے کو وہ خطوط دیکھا دیتے تھے سمعی نہین لکھا
اور خود مسیح الدینخان نے کتاب لکھی ہے اوسمین سب احوال
بتصریح تمام ہے

اخبار مین لکھا ہے کہ جہاز مین جہان جنابعالیہ اور عورات پردہ نشین تھین سب طرف سے
بند تھا کہ شخص نامحرم نجانے پائے دو تین مرتبہ گانے کی آواز آئی غالب ہے کہ مرثیہ پڑھا ہو جب

سکندریہ سے جنا بعالیہ جہاز دودی پر سوار ہوئین عجیب معاملہ پیش آیا کہ تندی و شدت ہوا سے
اوسوقت جہاز کو طلاطم تھا جنا بعالیہ اپنے لباس خاص سے اولجھ کر سطح جہاز پر گر پڑین۔
صاحبون نے چاہا کہ دوڑکر اعانت کرین لیکن بسبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے
بہزار خرابی عورات کی اعانت سے خاص کمرے مین داخل ہوئین اس قافلے مین کئی
منشیان دفتر مشغول اپنی تحریر کتابت مین تھے جب جہاز سے صندوق بار کنارے اوترے
پرمٹ پر گودام مین رکھے گئے جنھین منیٹیر سے خالی کر رکھا تھا اور حسب الحکم گورنمنٹ انڈیا
جناب ملکہ معظمہ اسباب کو بہت احتیاط سے اوتار امحصول پرمٹ نہ لیا فرش خواب اور اسباب
باورچی خانہ کثرت سے تھا ایک مسخرہ بھی انکے ساتھ تھا جس سے سب ہنستے تھے۔ نوکر شاگرد پیشہ
حقہ پیتے تھے اسمین غل و شور مچاتے تھے اس عرصے مین اوچھ سواری جنا بعالیہ کے مکان مین کچھ دیر ہوئی
اس جہت سے منظور ہوا کہ پالکی مین سوار ہوکر اونھین گاڑیون پر سوار ہون جو کنارے کھڑی تھین
جب ۳ بجے دو گاڑیان بہت عمدہ چار گھوڑون کی حسب الحکم کو توال شہر آئین اہل شہر مشتاق
سواری ہزارون جمع ہوے کنار دریا سے جہان گاڑیان کھڑی تھین فرش قالین بچھا دیا
تھا جہاز کے آگے خواجہ سرا ارکان دولت شائستہ قاعدے سے کھڑے ہوے جب بیان جلوس
سواری ہوچکا قنات پردہ کھچی جس سے فقط عکس وصورت ملفوف پارچہ مثل عورات مصر
معلوم ہوتا تھا اونکے پانون مین جراب تھی لیکن جوتے مغرق بھاری سنہرے زیب پا تھے
خوب چمکتے تھے جب گاڑیون پر سوار ہونے لگین ایڑیان نظر آتی تھین قرینے سے معلوم ہوا کہ یہ
دونو بیبیان مقرب خاص ہین جب گاڑی مین سوار ہوچکین اوسے پردے کو جلد جہاز سے
اوتارا دونون طرف پردہ کیا اسمین بوجہ سواری نمود ہوا رسیون سے باندھ کشتی پر اوتارا۔
نیلے رنگ کا مغرق بوچہ کا پردہ تھا۔ سرخ بڑا چھاتہ مغرق پہلوے بوچہ مین تھا اوسمین وہ
عصمت مآب پردہ نشین تھی جسپر کبھی نظر نامحرم نہ پڑی تھی چوبدار عصاے نقرہ و طلا ارکان
دولت با آداب شائستہ پیش پیش جلوہ سواری مین تھے اوسوقت اہل شہر متمنی عکس ظل
جنا بعالیہ کے رہ گئے خواجہ سرا ملازمین بدستور ہند سرگرم اہتمام تھے کسیکو گاڑی کے پاس نہ آنے
دیتے تھے پھر اوسیطرح گرد گاڑی کے پردہ کیا جسمین وہ ہماے اوج اقبال شرف برج

سعادت مین جلوہ افروز ہوئین اوسوقت سب خاص و عام نے باتفاق چلا کر بلفظ ہرّا کہا جیسے حالت مسرت و سرور مین کہتے ہین ایک شخص غیر کورچ بخش پر جا بیٹھا اوسے اوسیوقت اوتار دیا میجر برڈ صاحب نے عرض کیا انڈرو صاحب کوتوال شہر سلام کرتے ہین حضور ملکہ نے ہاتھ نکالکر موافق رسم ولایت مصافحہ فرمایا بعد اسکے مسافت راہ طے کرکے رائل پارک ہوٹل یعنے سرا مین داخل ہوئین کاروانسرائے ولایت بہت عمدگی سے آراستہ ہوتی ہین جسمین امرا سلاطین اوترتے ہین گھر سے زیادہ آرام ملتا ہے نہ مثل سرائے خرابہ ہندوستان۔

اسکے بعد انڈرو صاحب اور امرائے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی دادخواہی کو گیا تھا استقبال شاہزادون کے لیے جہاز پر گئے جرنل صاحب مرزا ولیعہد سے ملاقات ہوئی پھر جہاز سے اوترکر چار گھوڑے کی گاڑی پر سوار ہوے میجر برڈ صاحب اوسی گاڑی مین ہمشیرو بیٹھے جرنل صاحب تماشائے خلق پر کم متوجہ ہوے مرزا ولیعہد کا قد موزون تقریباً ۵ فیٹ - ۱۱ انچھ کا تن لاغر ۱۸ برس سے زیادہ سن شباب نہین معلوم ہوتا تھا - گندم گون - روشن چشم صاحب ذہن وذکا معلوم ہوتے تھے اونکے عم نامدار جوان قوی ہیکل پوشاک دونون کی بہت عمدہ شاہانہ جواہر بیش بہا پہنے تھے خلائق انکی تشریف آوری کی منتظر تھی متعجب ہوکر سبھون نے ہرّا کہا مرزا ولیعہد عدم واقفیت سے چپ وراست دیکھنے لگے جرنل صاحب نے متبسم ہوکر موافق دستور ہند ہاتھ سلام کا پیشانی پر رکھا پھر داخل سرا ہوے - راہ مین خواص نگس ران تھے - یہان بھی اوس سے زیادہ کثرت اژدہام تھی میجر برڈ صاحب دونو شاہزادون کو سرا کے کوٹھے پر لے گئے سب سے مخاطب ہو داستان اودھ بزبان ہیچ بیان کیا یہ امر خاص اس تصریح سے کسی ہندوستانی سے نہو سکتا - الحق کہ وہ اپنے حق خیرخواہی سے ادا ہوے ۔

## بیان میجر برڈ صاحب

ایہا الناس - مین ملکہ معظمہ جنابعالیہ متعالیہ اور جرنل صاحب مرزا ولیعہد کی طرف سے کہتا ہون کہ یہ حضرات تمھارے بہت ممنون و مشکور ہوے جو تم اس خوبی سے پیش آئے اور کمال مسرت دلی سے تمنے ہرّا کہا لیکن تم پوچھوگے کس سبب سے انکا آنا ولایت برطانیہ مین ہوا اور اپنی ولایت

کو کیون چھوڑا اسکا جواب باعث تمہارے وفور تاسف وحیرت کا ہوگا پس ایہا الناس اپنے دل مین تصور کرو کہ سن شریف جناب عالیہ معظمہ تقریبا ستر برس کا ہے اپنی ولایت مین کمال عیش وعشرت سے رہتی تھین اس مدت عمر مین کبھی انکے کف پاے مبارک رفتار سطح زمین سے آشنا نہین ہوے تھے کسی طرح کا خیال دل مین نہ لائین پانچ ہزار کوس کی مسافت راہ طے کر کے مع اپنی بیٹے پوتی کے بغرض طلب انصاف اہل برطانیہ کبیر سے آئی ہین اور یہ خاندان عالیشان اودھ مرافعہ اپیل کو آیا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر نے انکا تخت سلطنت لے لیا ہے اسواسطے انھون نے جلاے وطن اختیار کیا اور صاحبان عالیشان سے متوقع انصاف وتحقیقات ہین یعنے دریافت فرمائین کہ کس سبب سے سرکار کمپنی نے قلمرو اودھ کو لے کر اپنے ممالک محروسہ مین شامل کر لیا ہے اور مجھے زیادہ تر افسوس اسپر آتا ہے کہ اہلکاران سلطنت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے بھی ایک طرح کی اجازت فہوائی دیکر شریک اس امر خاص کی ہوئی ہین تمسے کوئی امر چھپا نہ رکھونگا اور بڑی بات جو سرزد ہوئی ہے مطلع کرونگا پس مین مدعی تحقیقات وانصاف ہوا ہون کس واسطے کہ سالہاے دراز سے درمیان سرکار کمپنی انگریز بہادر اور اس خاندان عالیہ کے روابط اتحاد ودوستی وشوق یکجہتی چلا آیا ہے اب اوسے سرکار کمپنی نے اس خاندان شاہی سے ممالک محروسہ لے لیا ہے باوجود اسکے کہ لارڈ ڈلہوزی بہادر اپنے اشتہار مین خود مقر اسبات کے ہین کہ یہ خاندان عالیشان اقوام انگلشیہ سے ہمیشہ صادق الوداد رہا ہے پس جانو کہ یہ سرکار عالی کس طریق پر رہی جسوقت کہ ملک گوالیار کی لڑائی درپیش ہوئی اور جب معرکہ ملک پنجاب ہوا اور یہ وہ وقت تھا جسکے فتح ہونے مین دغدغہ تھا اور نرخ کواغذ نوٹ سرکار کمپنی کس مرتبہ گھٹ گیا تھا اور یہ سب ریاستین ہندوستان کی مستعد وآمادہ سرکار کمپنی سے پھر جانے کی ہو چکی تھین اوسوقت دارو گیر مین شاہ اودھ نے اپنے ترکسوارون کے گھوڑے سرکار کمپنی کو دیے اور فوج کو بھی اجازت کمک کی دی یہ مختص اسیوقت نہین ہوا اسکے سوا جب کوئی مہم عظیم درپیش آئی ہے سرکار شاہ اودھ نے مبالغ زر کثیر خرچ کر کے اعانت وامداد سرکار کمپنی کی ہے اور یہ مصارف ہزار ہا روپیہ کا نتھا بلکہ کروڑون کا ہوا ہے چنانچہ ابتک سرکار کمپنی دو کرور پچاس لاکھ روپیے سرکار اودھ کی قرضدار ہے پس مقام انصاف ہے کہ بدلے ایسے سلوک خصوصیات کی تخت سلطنت

ایسے دوست صادق کمالے لیوے لیکن تم مستفسر ہوگے کہ کس حیلہ و حجت ظاہری سے لیا اوسکا جواب دیتے ہین کہ رعایاے ملک اودھ سالہاے دراز سے حکام اودھ کے جبر و تعدی مین تھی اونکی عافیت و نجات کے واسطے ہمنے لے لیا ہے ایہا الناس اے میرے ہم شہریو فرض کرو کہ اگر بادشاہ فرانس یا کوئی اور بادشاہ جو سلطنت انگلستان سے زبردست ہو عہد شکنی کرکے از تخت و تاج ملکہ معظمہ دام اقبالہا لے لیوے اس بہانے سے کہ اونکے ملک مین بے انتظامی ہوئی تم گوارا کروگے بلکہ تم اوسکا جواب دوگے کہ ہم آپ سمجھ لین گے اور تصور کرو کہ اگر کوئی تمھارے گھر مین مداخلت کرے یا کوئی ہمسایہ زبردست تمھارا گھر آکر چھین لے آیا اسے گوارا کروگے سب نے باتفاق جواب دیا نہین۔

بعد اسکے میجر برڈ نے کہا ایہا الناس تمنے حفاظت دو اضلاع کوچک ترکستان کے واسطے خون اپنا حلال جانا اسواسطے کہ جو روپیہ مت سے روسیون کے اور ہر کرور ہا روپیہ خرچ کیا اسیطرح کب گوارا کروگے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر بادشاہت اودھ کو لے لیوے اور مملکت اودھ ملک بلجیم سے زیادہ نہین ہے جو بادشاہ وہانکا چچا ہماری ملکہ معظمہ کا ہے سبھون نے جواب دیا نہین پھر صاحب نے کہا آیا تم اس جبر صریح کا انصاف نہ کروگے مین تم سے چشمداشت انصاف رکھتا ہون اور خاندان عالیشان تم سے اعانت و امداد چاہتا ہے پس اگر تمھین اعانت و امداد منظور ہے میرے ساتھ ہوکر تین مرتبہ ہرا کہو خلاصہ سبھون نے ہرا کہا اور اس داستان پسندیدہ سے بہت متعجب اور معقول ہوے۔

میجر صاحب نے یہ داستان زمان سلطنت حال بیان کی اگر مقدمہ راجہ چیت سنگہ بنارس یا اعانت جنگ پیگو اور نیپال لارڈ مائرا صاحب بیان کرتے تو اس سے زیادہ استعجاب ہوتا مگر اب جو نتیجہ انجام کار ہوا کیا فائدہ تھا اگر اسکا فی الحقیقت انصاف ہوتا تو ہرا کہنا صادق آتا۔

میر جعفر علیخان بہادر رئیس سعدت مرزا علی اکبر خان بہادر اونکے منشی حیدر جنگ بہادر مندراسی حافظ صدر الاسلام مندراسی مولوی غلام خان وکیل ناگپور سید ابراہیم ناگپوری یہ سب لندن سے شاہزادون کی ملازمت کو آئے تھے جناب عالیہ سرا کے درجہ اول کے کمرے مین تشریف رکھتی تھین چارون طرف اوٹ پردے کے تھے بالاخانے کی راہ اونھین کمرون کے دروازون سے تھی۔ چنانچہ رات کو لوگون نے ملازمت چاہی لیکن اوٹ کے حائل ہونے سے راہ نپائی اور صبح واس

کی تھی کہ اگر دروازے کمرے کے کھلے بھی رہتے تو بھی کچھ نظر نہ آتا۔ پس جناب عالیہ نے لوگون کیواسطے
اپنی تکلیف گوارا کی اور اجازت جانے کی دی آگے قنات کا پردہ کر لیا اور جھلملیان دن رات
بند رہتی تھین دروازے پر خواجہ سرا سرگرم حفاظت رہتے تھے اور بعض اوقات محلدارین باہر آتی
جاتی تھین اہل شہر اس قرینے کے دربار ہندوستانی سے بہت متعجب ہوتے تھے اور ہر وقت گرد
مکان کے ہجوم عام رہتا تھا سب ملازم دوشالہ پوش نظر آتے تھے اور قہوہ خانہ ملازمین کو خالی
کر دیا تھا اندر کے کمرون مین معززین رہتے تھے نوکر چاکر دن بھر بازارون مین پھرتے تھے۔
میوہ جات مرغ وغیرہ خوراکہات مول لیتے تھے بٹوون مین روپیہ رکھتے تھے۔

۲۲ اگست مطابق ۱۲ ذیحجہ روز شنبہ مشہور ہوا کہ صاحبان عالیشان جو معززین ہین اور بیگم
شاہزادون و جناب عالیہ سے ملاقات کو آوین گے دروازے پر مجمع انبوہ خلائق ہوا لیکن سواے
زمیندار جاگیردار اور امرا و اعزاے ولایت دوسرے کو اجازت حضوری نہوئی اور بعد ۲ بجے
دنکو ملاقات قرار پایا اور ۴ بجے ملاقات جناب عالیہ۔ اسمین کثرت لوگون کی عمارت کے سامنے بہت
سی ہو گئی اور پردگیان عصمت کے دروازے پر بخط فارسی انگریزی لکھ کر لگا دیا گیا کہ گورے اندر
داخل نہون۔ چوبدار عصاے سنہری روپہلی لیکر اہتمام کو کھڑے ہوئے برنڈن صاحب اجرس حسب حکم
منتظم حاضر ہوئے اور سواے ان کے کسیکو اجازت داخلی نہوئی۔ اور دربار بالاخانے پر ہوا کسواسطے
کہ شاہزادے وہین تشریف رکھتے تھے اور ملازمین زینے پر کھڑے ہوئے صاحبونکی پیشوائی کے واسطے
جب ۲ بجے پہلے ... صاحب شاہزادون کے پاس گئے اوسوقت دونون شاہزادے کمرہ
خاص مین ٹہل رہے تھے مرزا ولی عہد کا لبادہ کارچوبی طلاے مغرق سرخ رنگ کا جرنل صاحب کا
آبی روپہلی تاج شاہانہ مکلل بجواہر سر پر شمشیر ولایتی مغرق پر تکلف زیب کمر تھی خواجہ سراے حبشی
پیچھے کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میر صاحب اوسکا نام لیتے تھے وہ کمال تہذیب سے سلام
کر کے دوسرے کمرے مین جا کر بیٹھتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر دنگل پر بیٹھے اور صاحب
کرسیون پر اس مجمع مین ارل آف ہارڈوک اور اونکی لیڈی پارک وارے کونٹ لیسپین اڈمرل
آسن گف سر جارج میل سر جارج جرنل پالک الغی اے لکھنو جو زمان جنت مکان مین رزیڈنٹ تھے اور
اونکی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئی جرنل صاحب اور جرنل پالک مین باتین ہندوستانی

شروع ہوئین اور صاحب کمال غور سے سنتے تھے بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے اوٹھہ کھڑے ہوے اور بہت اخلاق سے پیش آئے صاحبان عالیشان بھی اوسی تعظیم و تکریم سے موافق دستور سر جھکا کر رخصت ہوے پھر اسکے بعد اور صاحب آئے اوسی طریق سے ملاقات کی رخصت ہوے شاہزادون کے بشرے سے تہذیب اخلاق ظاہر تھی۔

۴ بجے ۳۰ میم اوس شہر کی حاضر خدمت جنابعالیہ ہوئین برڈن صاحب کی لی لی اور ایک اور میم جو مدت تک کانپور مین رہی تھی یہ دونون مترجم تھین جب میم آئین جنابعالیہ بنگلہ پر بیٹھی تھین اور خاص عورات مقربہ لباس فاخرہ پہنے دوشالے بھاری اوڑھے تھین لباس جنابعالیہ سب سے زیادہ عمدہ زیب گوش ہوش دو بجلیان تھین اپنے ... اور ... تھین اور حسن صورت بہت اخلاق سے میم سے پیش آئین لیڈی ... سے ... افسوس کہ مین تم سے انگریزی مین بات نہین کرسکتی یہ صحبت بھی ربعہ ساعت تک رہی اس عرصے مین دونون شاہزادے بھی آکر شریک صحبت ہوے اور اپنی مان کے پہلو مین بیٹھے۔

تین حکیم پانچ منشی ساتھ تھے۔ شاعر نے حسب حال وقت خاص یہ کہا ہے۔

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ اگر بچشم غور انصاف کیجیے تو ایسی صحبت بھی لندن مین قابل یادگار ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اسکا انجام کار نہوا۔

## سوتھمپٹن سے روانہ ہونا لندن مین پہونچنا

۱۸۵۶ء

قافلہ شاہی ۳۰۔ اگست وقت شب مطابق ۲۰۔ ذیحجہ شنبہ کو ریل پر سوار ہو داخل لندن ہوا اوسکا اہتمام سے پردہ داری سواری ہوئی۔ اہل شہر نے ہجوم کیا ہر چند چاہا کہ دیکھین لیکن کوئی دیکھنے نپایا جب سرا سے چلنے لگے لوگون نے مثل دستور ہند سر پر ہاتھ رکھا خدا حافظ کہا ایک گاڑی درجہ اول ۲۔ درجہ دوم باقی دو اور درجہ سوم کی تھین ۱۱۰۔ آدمی ساتھ تھے پان ... بارہ ہزار روپیہ کرایہ وائٹ صاحب مہتمم سرا کو دیا جب داخل ہارلی ہوس جو شارع عام جدید مقام قیام ڈیوک برنسوک ہے ۵۔ ہزار روپے کرایہ سالانہ کا لیا اور ہالفرڈ ہوس محلہ ریجنٹ جو اس سے عمدہ و مثل ہزار سالانے کا تھا نلیا ناپسند ہوا ہوگا مرزا ولی عہد جرنل صاحب کو کسی نے نہ دیکھا اگرچہ

صحن خانہ میں چہل قدمی کیا کرتے تھے پس داخلہ شہر ۱۴ اگست کو ہوا ملازمین مترجم کے ساتھ
بازار میں اسباب خریدتے پھرتے تھے دن بھر آپس میں غل مچاتے تھے مثل اپنے شہر کے یہ نہ سمجھے
کہ تمام شہر تہذیب سے بھرا ہوا ہے ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ ہمنے اپنی مدت
قیام لندن میں کسی بچے کے رونے کی آواز نہیں سنی پکارنا اور چلانا کیسا یہ انتظام شہر ہے۔
اب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام باحتشام گذرا چاہیے تھا کہ شہر خاص
پائے تخت شاہی میں اوس سے زیادہ ہوتا مگر نہوا کوئی استقبال کو نہ نکلا اسکے سبب بہت سے
خیال میں آتے ہیں کہ حکام نے استقبال مناسب وقت نجانا ہو دوسرے میجر برڈ کی توضیح و تشریح
جسکی تصدیق خاص وعام نے باتفاق کی اور رعایا سے خاص شہر وارستہ مزاج سب ہیں
اور منصف ہیں کسی پر کوئی جبر وظلم صریح گوارا نہیں کرتے تیسرا سبب یہ تھا کہ جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسیطرح اور بھی سبب باطنی
ہوے ہوں واللہ اعلم یہ امور سلطنت ہیں اسکے سوا بسبب قرب عشرہ محرم جنابعالیہ اور حضرت ناظم صاحب
کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی مسیح الدینخان نے متواتر عرض کیا کہ پہلے حضور نا کہ شہر پر
ٹھہریں فدوی داخل شہر ہو کر حکام کو بطریق مناسب تکلیف استقبال دوں اور یہ امر کچھ دشوار
نہیں اکثر صاحبان عالیشان کی چٹھیاں میرے پاس ہیں بہرحال منظور خاطر نہوا اور ایک اور
امر ہوا کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا
جلیس الدولہ اوس سے بگڑ گئے پھر منشی نے عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا
مناسب حال نہیں اور اگر یہی منظور ہے تو اوسکے جواب کا انتظار کیجیے غرض اب اختلاف آرا
اور آپس کا خلاف ہونا شروع ہوا۔ اقبال نے یہاں سے پہلوتہی کی۔

## بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

۱۸۵۶ء

بعد پندرہ دن کے روانگی قافلہ شاہی کی جب جہاز مسماۃ ہندوستان سوئز کو جانے لگا۔
پانچ شخص اور لندن کے بھیجنے کی تجویز ہوئی ایک میر اولاد علی منجملہ مشاہیر لکھنؤ جنہوں نے اپنا
خطاب فرزند علیخان لوگونکے رفع اشتباہ اور رفع مظنۂ خاص کے واسطے مشہور کیا تھا دوسرے

جرارت علیخان جو بسبب ناک کے چشم زخم سے قافلے کے پیچھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی بھائی ناخدا نے جہاز چوتھے شیخ علی امجد مرد مسن جہاندیدہ خواجہ سراؤن کی تجویز سے پانچوین ہر فرجی پارسی بادشاہ نے رفع خدشہ خاطر اقدس کو منشی میر باقر علی معتمد نواب منورالدولہ کو امین سمجھکر محض تحقیقات کو جہاز پر بھیجا کہ تم جاؤ بچشم خود دیکھو اون لوگون کو کون کون اشخاص مشخصہ سے ولایت کو جاتا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر تھا کسواسطے کہ اونکے کردار سے خوب واقف تھے غرض منشی جی نے جہاز پر جاکر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھہ سے اور میان جرارت سے میر صاحب کو پوچھا ہمنے جواب دیا یہان تو نہین ہین یعنے جہان ہم ہین منشی جی بھی دم کھا رہے حالانکہ اونکو کپتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کرنا تھا اور میر صاحب سکو بمنت سمجھا چکے تھے کہ از براے خدا میرا نام نہ بتانا ورنہ میرا سارا کام بگڑ جاے گا خلاصہ ایسے امور سے درگذر کرنا بہتر ہے غرض بعد کئی دن کے شیخ جی میان جرارت بہت بیمار ہوے میان کو شدت خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ پہونچے لندن سے منہ موڑا اسوئز سے بہزار خرابی کلکتہ آئے وہانسے ناکام بیمار لکھنؤ پہونچتے پہونچے میان جرارت اچھے ہو کر مع شریک چار یار جسطرح مذکور ہوا داخل قافلہ سلطانی ہوے۔

جب حال صحبت اغیار مولوی مسیح الدینخان نے یہ دیکھا تو سے روپیہ کرایے کا گھر لے کر علیحدہ رہے اور اپنی آبرو و عزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے مقتضاے شرافت و ایمان یہ ہے کہ بدل و جان بکمال نیکنامی سے ہر امر کو بجا لاؤن اب حال صحبت کا یہ ہو گیا ہے مبادا میرے واسطے کوئی صورت الزام بدنامی سے پیدا ہو لہذا ایسی صحبت سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر پہلے عرضحال کرنا بادشاہ سے مناسب ہے اور ابھی میرے پاس خرچ اسقدر ہے کہ کلکتہ پہونچ جاؤن پس اگر چند روز مین یہ خرچ ہو چکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا۔ خلاصہ ان وسوسون سے بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اس عرصے مین میجر برڈ صاحب نے اپنی جد و جہد سے باگ روکی سید عبد اللہ بھی کنارے رہے اسکے پیشتر یہ بھی داخل صاحبان کونسل ہوے تھے بلکہ وہین رہتے تھے بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا گھر سے باہر ہوے جلیس الدولہ بھی الگ ہو گئے ان سبلے بدلے میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد پیش ہوے انکے حال سے بھی ہر شخص واقف تھا جنرل صاحب

نے جب یہ حال دیکھا باعث توحش خاطر ہوا اور فرمان بادشاہ متواتر احکام مختلف کی پھونچنے لگے
اس سے اور زیادہ تحیر ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہادر سے بھی لوگون کی جہت سے امر خلاف ہونے
لگے خلاصہ بہرصورت عافیت تنگ ہوئی لیکن جرنل صاحب ازبسکہ جنابعالیہ کی اطاعت حد سے
زیادہ مثل جنت مکان کے کرتے تھے بجز سکوت کے کچھہ نفرماتے تھے آخر کار منشروحاً یہ سب عرض حال
بادشاہ کو لکھا اور رفتہ رفتہ صورت نفاق خانگی بھی پیدا ہوئی اور اختلاف آرا ے مشیران قدیم
وجدید کھل گیا حاسدین اور منافقین جو درکمین اپنی گھات مین لگے ہوے تھے وہ شماتت
کرنے لگے ایسے مقدمات کی زیادہ توضیح کی کچھہ احتیاج نہین کسواسطے کہ اسی اختلاف نے
لکھنؤ سے لندن دکھایا بعد اسکے جرنل صاحب نے مسیح الدین خان کی بہت دلجوئی فرمائی اور
عرضداشت ان سب حالات اور کیفیت ملازمین اور صلاح کار اور مشیران خاص کی بادشاہ کو
روانہ کی اور تکلیف خرچ لابدیات کو بھی لکھا۔ مرزا ولی عہد بہادر نے ہدایاے تحفہ حضرت کو
ارسال کیے اور باقر علی اور ہرمزجی پارسی کلکتہ پھر آے ۔

## فرمان وحکمنامجات بادشاہ لندن کو

جب متواتر عرضداشت مختلف نیرنگی احوال کی نظر اقدس سے گذری ہر ایک کو فرمان
حکمنامہ بتاکید بلیغ روانہ ہوا اور جواب کتاب بلیوبک جرنل سلیمن صاحب مشعر خرابی و بدانتظامی
سلطنت بتصریح لکھی تھی بھیجا چنانچہ ایک جلد مرتکاف جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے واسطے
مع محبت نامہ جسکا مضمون ظاہری یہ تھا کہ بعد حمد ونعت موافق دستور زمانہ شاہانہ اور بیان
شکریہ اس سلطنت نسبت اسلاف کرام اس خاندان اور کچھہ احوال انتزاع سلطنت ایسٹ انڈیا
کمپنی انگریز بہادر کا تجویز لارڈ ڈلہوزی صاحب برطبق احوال مظنون صاحبان رزیڈنٹ لکھنؤ
اور بربادی وخرابی مال واسباب خانگی اور تباہی وپریشانی رعایا و رئیسان شہر اور آوارہ
وطن ہونا اپنا اپنی اس بےسروسامانی سے اور نسبت علالت مزاج خود کلکتہ مین رہجانا
اور جنابعالیہ جرنل صاحب مرزا ولی عہد بہادر کو استغاثہ کو بھیجنا اور جواب بلوبک جسے صاحبان
پارلیامنٹ اور ارکان دولت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین یہ سب بتوضیح تمام لکھا گیا ۔

ایک فرمان اردو مین جنرل صاحب کو اس مضمون سے کہ تمھارے ساکت و خاموش رہنے سے
اور عدم توجہی نسبت مرزا ولیعہد بہادر اور بعض مراسم عوام کا شوری خاص مین داخل ہونا۔
اور اشارات بعض مقدمات خاص سے سراسر باعث استعجاب و حیرت کا ہوا لہذا لازم ہے کہ
حسب الحکم ہذا جو تصریح لکھا ہے بجا لاوین اور جو لوگ غیر معتمد ہین اونھین جلد روانہ کلکتہ کرو
مابدولت کو جو کچھ مناسب وقت تھا وقت روانگی سب طرح سے تمھین بخوبی سمجھا دیا ہے اور
مرزا ولیعہد بجاے تمھارے فرزند کے ہین کسواسطے کہ بھتیجے اور بیٹے مین کچھ فرق نہین۔ اور
غالب ہے کہ وہ بھی از راہ سعادتمندی تمھاری فرمانبرداری سے باہر نہونگے کہ سراسر موجب میری
خوشی کا ہے جواب کتاب بلیو بک بہت تصریح و توضیح سے لکھکر بھیجا ہے چاہیے کہ موافق تحریر
مقدمات مندرجہ کے ہر مقدمہ کو انجام پہونچانا اور اگر احیاناً کسی مقدمہ خاص مین جوابدہی سے
عاجز ہو اوسے حضور اقدس پر محول رکھنا یہان سے اوسکا جواب شافی جاے گا۔

محبت نامہ اور ایک جلد کتاب جناب ملکہ معظمہ ام اقبالہا کو بھیجی ہے وزیر اعظم کے واسطے سے
گذراننا اور ایک جلد خود وزیر اعظم کو اور ایک شاہزادہ پرنس البرٹ کو دینا اور تین سو جلد
اور بھیجی ہین جسے قابل او مشتاق دیکھنا دینا۔

ایک انگریز جلیل القدر خاندان عالی مترجم زبان فارسی و اردو کمال معتمدین اوسامین مقرر
کرو جو اپنی طرف سے کسیطرح کا دخل و تصرف نہ کر سکے اور ۴۰ لاکھ روپیے جو آگے بھیجے ہین
واسطے مصارف لابدیات روزمرہ کے اوسکے صرف بیجا کا خیال رہے فقط

ایک عریضہ اردو مین جناب عالیہ کو کہ آپ بہرصورت مالک و مختار مابدولت ہین۔ اور
توضیح بعض مقدمات کی تھی۔

ایک فرمان مرزا ولیعہد بہادر کے واسطے مشعر اطاعت و فرمانبرداری جنرل صاحب اور ملاقات
عمائد ولایت ہین ـ

حکمنامہ مولوی مسیح الدینخان کو کہ تمھاری بیدلی اور برخاستہ خاطری سے باعث استعجاب خاطر
اقدس ہوا لازم ہے کہ سب مقدمات کو حسب الحکم بقوانین منضبطہ بکمال دیانت و امانت خیرخواہی
ہمکمالی سے بجا لاکر مستعد بجا آوری احکام عظام رہین اور کسیطرح کا خدشہ اپنے دل مین نکرو

تم سے بہرحال اطمینان خاطر ہمایون ہے۔
ایک حکمنامہ جلیس الدولہ کو اور مولوی نورالدین احمد کو بتاکید و ترتیب کواغذات اور مستعد
ہونے کار و بار سرکار مین فقط۔ ۱۲۔ ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ روانہ ولایت ہوا۔

بعد روانگی جناب عالیہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھیجا کہ مایدولت واقبال
نے بسبب علالت مزاج سفر دریاے شور مناسب نہ سمجھا کلکتہ مین رہنا بہتر جانا مگر جناب عالیہ جنرل صاحب
مرزا ولیعہد بہادر کو بمنزلہ ذات خود سمجھ کر بجماعت ہمراہی قلیل روانہ ولایت کیا ہے لازمہ محبت یہ ہے
کہ جو مقتضاے شفقت قدیم اس سلطنت عالیہ کا چلا آیا ہے ارا کین سلطنت باحسن طریق
پیش آئینگے کہ موجب تسکین شکستہ دلون کا ہوگا۔

نواب گورنر جنرل بہادر نے اوسکا جواب بکمال تہذیب بھیجا کہ نیازمند کو روانگی اقرباے قریبہ
اوس والا دودمان سے مطلق آگاہی نہین ہوئی لہذا بموجب ایماے شریف حکام سلطنت
ولایت کو درباب حفظ مراتب و پاسداری بخوبی لکھا جاتا ہے کسیطرح کی تکلیف نہوگی۔

کہتے ہین کہ قبل از روانگی جناب عالیہ اس خیال سے محبت نامہ نہ بھیجا کہ شاید کسی حیلہ ظاہری سے
روانگی منزل مقصود مین توقف ہو جاتا۔

جس دن سے حضور عالم کلکتہ مین شرفیاب پابوس شاہی ہوے جو مقتضاے تدابیر امکان
بشری تھا عرقریزی اور جانفشانی سے قصور نکیا لیکن چارۂ تدبیر بشری بہرحال تقدیر سے
مجبور رہے خلاصہ دستور معظم نے محض اپنی حسن رسائی ظاہر و باطن سے بعض ہوا خواہان دولت
ظاہری اور تعارفات کارآمدنی اکثر حکام عالیشان کلکتہ سے پیدا کیے اور صاحب سکرتر اعظم
اور نواب گورنر جنرل بہادر سے مقام خلوت مین ملازمت بھی حاصل کی اور بالفعل بعد رہائی قلعہ
ہر ہفتہ مین صاحب سکرتر کے پاس جانا لازم ٹہرا ہی اور بے اجازت سرکار کہین جا بھی نہین سکتے
وہی صورت فہمایش جنرل اوٹرم صاحب بادشاہ سے رہی اور سب طرح کے نشیب و فراز دنیا
سے بتوضیح عرض کیا لیکن مرتبۂ عبودیت مرضی اقدس سے بالاتر نہین ہوتا اس جہت سے معذور
ہو کنارہ کش ہوئے منشی صفدر کشمیری منصرم کار و بار سلطانی ہوے اور آخرکار ذوالفقار الدولہ
وغیرہ کے سمجھانے سے بادشاہ نے رخصتی نامہ دیا اور لاکھ روپیہ ماہواری پر راضی ہوے

سبحان اللہ وہی انبوہ ننگ کہلاتا ہے ع امور مملکت خویش خسروان دانند مثل مشہور ہے جو دیتے تھے وہی دو۔

حضور عالم نے آغا حسنخان جدید الاسلام مسمی موہن لال سابق قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو معززین و معتمدین گورنمنٹ جان کر ولایت بھیجنے کو تجویز کیا کہ یہ معرکہ کابل و قندھار میں سرکار میں بہت نیکنام اور لندن بھی گئے ہیں اراکین سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہیں دستور ولایت سے خوب واقف ہیں ہزار روپیہ ماہواری کا پنشن سرکار سے پاتے ہیں لیکن طرفین سے کسی سبب سے یہ صورت نہوئی۔

جنرل محمد حسنخان بیٹے نواب روشن الدولہ کے اکبر آباد سے کلکتہ پابند منصب سفارت شاہی گئے کس واسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی میں زبان انگریزی سے واقف ہوئے تھے اور حکام کے نزدیک بھی اونکا طریق رفتار نسبت ہندوستانیوں کے فی الجملہ پایہ اعتبار میں تھا لیکن بادشاہ نے بخیال مقدمات ماضیہ حضرت خلد منزل مناسب وقت نجانا اس جہت سے نوبت ملازمت بھی نہوئی ناکام پھرے دس ہزار روپیہ کی زیر باری سفر کے آنے جانے میں ہوئی زبانی میر محمد رضا داروغہ جنرل صاحب۔

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے خلوص محبت سے گئے تھے ایکدن سید حسین نمبر معطوب شاہی کو بخبری سے اپنی گاڑی میں سوار ہو کر جاتے تھے کہ داخل درِ دولت ہوں دربان نے منع کیا کہ آپ کے واسطے حکم حاضر ہونے کا نہیں ہے گفتگو ہوئی۔ آخر بد دماغ ہو کر پھر گئے پھر حضور عالم سے رخصت ہو کانپور چلے آئے ہر چند بادشاہ نے فرمایا کہ اونکے واسطے ممانعت نہیں تھی لیکن وضعداری پر کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبث عبث زیر بار ہوے۔

نواب باقر علیخان تیسرے بیٹے نواب معتمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسینخان منجم سلطانی کی معرفت چاہا کہ کچھ رسوخ حسن خدمت سرکار نواب خاص محل صاحبہ میں کھیچے چنانچہ انکی معرفت کچھ فروخت طلا القیمت مناسب نسبت اوروں کے ہوا دو سو روپے انکو بھی تکلیف خرچ سمجھکر دیے اور بعد تشریف فرمائی بادشاہ کلکتہ پھر زاد راہ سفر دے کر روانہ کلکتہ ہوے جب ناکام پھر آئے

انسے ملاقات بھی نکی مرزا صاحب لکھنو آئے بعد اس ہنگامہ فساد لکھنو پھر ارادہ کلکتہ کیا کئی مہینے تک بنارس مین مولوی گلشن علی مہتمم سرکار راجہ بنارس رہے پھر کلکتہ پہونچے اندنون کہ شاہ قلعہ مین تشریف رکھتے تھے مصلح السلطان نے عرضحال کیا پنشن سلطانی مقرر ہوا ہر روز اپنے گھر مین مجلس کرتے رہے ایکدفعہ پانچ ہزار روپیہ بھی سرکار سے عتبات عالیات جانے کو ملا مگر اتفاق نہوا وہین انتقال کیا۔

پھر عہدہ جلیلہ سفارت حضور عالم نے مظفر حسینخان کنبوہ کو خلاف مرضی بادشاہ مقرر کیا بعد چندروز مامور رہے ایکبار ان صاحب سکرٹر اعظم کو کوئی کلمہ گستاخانہ جواب مین دیا ناگوار گذرا معزول ہوئے انکو لورڈ صاحب گشنر الہ آباد نے وقت رخصت دوستانہ سمجھایا تھا کہ تم مطمئن ہوا سے غنیمت جانو بادشاہ کے روزگار کے کبھی متمنی نہونا خراب جاؤگے انکو طمع نفسانی کب چھوڑتی تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ ذانکی مفارقت ایسی منظور نکی بلکہ کیا عجب انکو اجازت گورنمنٹ سے نملتی کسواسطے کہ کلکتہ سے باہر جانے اجازت نتھی اور بالفرض اگر جاتے بھی تو اور وان سے کیا ہوا تھا جو انسے ہوتا۔ انجام کار تو یہ ہونا تھا جو ہوا پیا پیا چینی بھر اوٹھایا۔

## حاجی توکل کا لندن سے کلکتہ آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہادر

حاجی توکل خواجہ سرائے حبشی ہمراہی جنابعالیہ سے حسب الحکم مع شقہ خاص جناب موصوفہ کلکتہ پہونچے باریاب شرف ملازمت ہوئے خلوت مین عرضحال ولایت مشرحاً بیان کیا جو تحائف ولایت لائے تھے گذرانے نواب خاص محلصاحبہ کو دیئے باقی کوئی احوال مفصل نکھلا کہ کیون آئے پھر وہ لکھنو مین آئے۔

۲۴ جمادی الثانی مطابق ۲ فروری روز جمعہ محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر حسب سرشتہ حضور شاہ مین گذرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین در باب مکانات چترمنزل وغیرہ تحریر فرمایا تھا کہ برقندازکو توالی نے بہت تشدد سے اوساعت مین مکانات شاہی کو خالی کروا لیا جو مختص قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نکی اوسکا جواب

ملتوی رہا اب واگذاشت اور برخاست بہرہ بعض مکانات خاص سے کیے اور اوسی محبت نامہ مین تمھاری ملاقات شاہی بھی بطریق زمان ماضیہ بشرط منظوری خاطر مندرج تھی اوسکا جواب عذر علالت مزاج اقدس کیا۔ بعد اسکے بفہمایش منشی امیر علیخان بطریق دوستانہ از راہ بے تکلفی ہوے اور مین لک روپیہ شاید سرکار سے بعلت مکانات دیے گئے اب اختیار قبضہ سرکار مین ہین۔

خطوط ولایت سے سبب اس تحریک اشتیاق ملاقات کا معلوم ہوا کہ صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس نے تجویز کیا تھا کہ اگر بادشاہ اور نواب گورنر جنرل بروقت ملاقات تصفیہ کشیر مقدمات خاص کا بے مداخلت ومشارکت غیر کے ہو تو بہتر ہے مگر یہ صورت نہوئی چنانچہ مظفر حسینخان نے بھی بصلاح حضور عالم صورت ملاقات ٹھہرائی تھی لیکن بادشاہ نے کسیطرح نمانا آمین گفتگو سے گستاخانہ بادشاہ سے بالمشافہہ ہوئی آخر کنارہ کش ہوے۔

مصلح السلطان انجم الدولہ اپنی بیٹی کی شادی کو جو میر یوسف علیخان کی بیٹی یعنے اونکی بھانجی سے ٹھہری تھی بادشاہ سے رخصت طلب ہوئی اور اسکے سوا مقدم اپنی مان کا دیدار آخری منظور تھا مگر حسب الحکم منسخ عزیمت کیا اور ساس یا بہ خاص مین کچھہ مرحمت بھی ہوا آخر اپنے مختار کو لکھا کہ تم امر ضروری سے فراغت کر لو میرا آنا نہو گا یہان اونکی مان حسرت دیدار مین مر گئین اور بیٹی بھی بعد شادی کے مرگئی خلاصہ حسب ملازمین خاص نے درخواست لکھنو کے آنے کی بالطبع ناگوار خاطر اقدس ہوتا تھا اور جو آیا پھر نہ گیا۔ چنانچہ شفار الدولہ مصاحب خاص بسبب علالت مزاج رخصت ہوکر لکھنو آئے پھر نگئے سبب بھی ایسا ہوا تھا احتشام الدولہ حیدر حسینخان باجازت لکھنو آئے تھے پھر نجا سکے بخیال اپنی خانہ بربادی کے جب بادشاہ قلعے سے مع الخیر دولتخانہ مقیم مین تشریف لائے ان دونون نے عرضداشت شرف قدمبوسی کی حکم نہوا۔

## اخبار لندن میل سے

## مختار شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈرکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات

## دونون شاہزادونکی صاحبان معہ صوف سے اور اونکا شاہزادون کے گھر آنا اور احوال جو خطوط لندن سے معلوم ہوا

۱۱- اکتوبر ۱۸۵۶ء دن کو ایک بجے مرزا اسکندر حشمت جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر قصر بلوری شاہی اجلاس جلوس خاص جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مقام سڈنہم مین تشریف فرما ہوے ۱۰- گاڑیان سواری خاص اور ملازمین کے واسطے منگوائین نواب جعفر علیخان نواب مہدی علیخان خویشین نواب احمد علیخان رئیس رامپور دو منشی ۴- خواجہ سرا- باقی جلوس سواری ضروری کثرت اہل شہر سے بڑا ہجوم ہوا تماشاے عجیب سمجھکر سب جمع ہوے-

اوس مکان عالیشان کی رفعت و عظمت و نقش و نگار بوقلمون صفائی و شفافی جسے دیکھکر آئینہ کو حیرت آجاسے اور زیب و زینت و آرایش اور آراستگی موزون ہر قسم کے لوازمات سے بتکلف تمام جسکے مشاہدہ سے حیرت و استعجاب ہو کہ کبھی کسینے کسی کہانی یا قصہ خیالی مین بھی ایسے پرستان کا رستانی نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا زمانہ ماضیہ مین شعر مشہور شاہجہان آباد کے واسطے لکھا تھا وہ مختص ایسے مکان کے شایان ہے اور اوسکی مجموع خوبی و صنعت قابل دید ہے شنیدہ ہر چیز کا بیان زبان حال سے ممکن نہین ۔ تراد دیدہ و یوسف راندیدہ ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ خلاصہ فرش پشمینہ قالین کشمیر جسکے وسط مین نقطہ ایلدکار زر دوز تھا جرنل صاحب کو از راہ آداب ایمانی پاؤن رکھنے سے تامل تھا ایک بڑی نہر آب اوسکے صحن مین جاری اوسکی خوبی بیان سے باہر ہے اس طلسم دنیا کے دیکھنے سے شاہزادون کو کمال تفریح و مسرت حاصل ہوئی اتفاقاً جنرل اوٹرم صاحب سے بھی وہین ملاقات ہوئی برنڈن صاحب کے واسطے سے تعارفات ظاہری طرفین سے ہوئی ایک رفیق مرزا ولی عہد کہتے تھے کہ ایکدن جنرل اوٹرم صاحب اکیلے چھتری ہاتھہ مین لے کر مکانپر آئے خبر کہلا بھیجی کہ اوٹرم جسنے تمھارا ملک لیا حاضر ہے جب سامنے گئے مثل دستور ولایت شاہزادہ سمجھ کر کھڑے رہے کرسی پر نہ بیٹھے ہر چند فرمایا کہ مثل ملاقات لکھنؤ بیٹھ جانا چاہیے مگر قبول نہ کیا بعد اسکے مرزا ولی عہد نواب مہدی علیخان بام قصر پر گئے وہان تماشاے ارضی و سماوی دونو دیکھ کر مرزا صاحب فرمائی

مدت طول خلاف زمان ماضیہ جو پارلیمنٹ کو ہوئی جناب ملکہ معظمہ شکار کو تشریف فرما ہوئی تھین یہان جرنل صاحب مولوی مسیح الدینخان برنڈن صاحب بسبب وجوہات سابق الذکر حالت سکوت مین تھے منتظر حکم شاہی اس عرصے مین فرمان شاہی محررہ ۱۱- ربیع الثانی مفید مطلب پہونچا حریف سنکر گوشہ کمین مین جاکر بیٹھے اختیار کلی جنرل صاحب و مولویصاحب و میجر برڈ صاحب کو ہوا اب بنائے کار اور مشورہ یہ ٹھہرا کہ صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس سے عرضحال مشرح گذرانا چاہیے کہ حجت تمام ہو اور انکا پہلے مکنون خاطر و مافی الضمیر دریافت کرنا بہتر ہے کسو اسطے کہ بعد انفصال بھی انھین کی تحت حکومت و اختیار مین رہیگا بظاہر راہ آشتی و صورت آشتی باقی رہیگی چنانچہ ایکدن میجر صاحب مولویصاحب اونکے پاس گئے صاحبان عالیشان کمال اخلاق و پاسداری سے متوجہ حال ہوئے انھین تعارفات کی باتون مین مستفسر اختیار کرنے ایسے سفر دور دراز کے ہوئے مولویصاحب نے جواب دیا کہ نظر بر وثوق مواثیق فیما بین سرکارین عالیین جو مدت ممتد سے نقش کالحجر تھا لیکن تجویز اعالیان سرکار دولتمدار سے وہی نقش کالحجر بالفعل نقش برآب معلوم ہوتا ہے جو بنظر عالم باعث تحیر و استعجاب کا ہوا کہ انتزاع ممالک محروسہ شاہی آیا کس طریق مواثیق ماضیہ سے ہوا ہے چنانچہ بروقت استفسار صاحب رزیڈنٹ لکھنو نے جواب صاف دیا کہ فقط حکم قطعی نواب گورنر جنرل سے تعمیل اسکی نہین ہوئی ہے - اسکے بعد بادشاہ حالت سراسیمگی و بے سرو سامانی مین مع عیال خاص اور جماعت قلیل ملازمین ہمراہ رکاب سے شدت حرارت موسم تابستان مین جلاے وطن اختیار کرکے کلکتہ تشریف لائے نواب گورنر جنرل نے وہی جواب فرمایا کہ ہمنے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس اور او نھون نے باستصواب رکن رکین سلطنت ایسا حکم قطعی جاری کیا ہے اب میرے حیطہ قدرت اور امکان سے باہر ہے اور قطع نظر اسکے بالاتر سب سے یہ ہوا کہ جو لوازمات تعارفات معمولی قدیم سے چلے آتے تھے خلاف رتبہ و قرب منزلت اس خاندان عالیشان کے اعالیان سرکار سے ظاہر ہوے وہ بیان سے باہر ہے پھر کیونکر موجب استعجاب جمیع وابستگان سرکار دولتمدار نہو جسوقت کہ ورود کلکتہ ایک ادنی ملازم سرکار شاہی کا نسبت زمان ماضیہ مقابل کیا جاوے تو بنظر عالم مین نسبت ایک اور نہرار کے بھی نہ ٹھہریگی پس ایسے آلام مصائب

روحانی سے اس شدت حرارت تابستان مین مزاج شاہی زیادہ تر جادہ اعتدال سے منحرف ہوا ان وجوہات سے کچھہ نہ بن پڑا سواے اسکے کہ خود کلکتہ مین قیام فرمائین اور جناب جنرل صاحب مرزا ولیعہد کو اپنا جانشین و قائم مقام و وارث سمجھکر تھوڑے سے ملازمین سے روانہ ولایت فرمایا بس پہلے آپکی حضور مین عرض حال ضرور ہوا کہ آیا مدت دراز سے اس سرکار شاہی سے خلاف عہدنامجات ماضیہ آج تک کونسا امر سرزد ہوا جو باعث انتزاع ممالک محروسہ ہوا۔

جواب۔ ہمنے بھی وزراے سلطنت کے حکم سے یہ امر کیا ہے خان موصوف نے عرض کیا کہ اگر مطابق مد ششم عہدنامہ حضرت فردوس منزل اہالیان سرکار کرتے تو البتہ اتنا مقام شکایت نہوتا جواب دیا کہ ہمنے اوس عہدنامے کو کب منظور کیا ہے عرض کیا کہ اگر بروقت جلوس سلطنت حضرت جنت مکان یا حضرت سلطان عالم مجدداً کوئی اور عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمایئے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا ہے اور وہ عہدنامہ نتھا جو بابت ۱۶۔ لاکھہ روپے دفعہ دوم درجہ نسبت حضرت فردوس منزل ہوا اوسے اہالیان سرکار نے محض بپاس خاطر ہمایون بطریق فرض مؤبد قبول فرمایا ہے غرض اسی گفتگو خاص سے صاحبان موصوف نے تامل فرمایا مختارنامہ طلب کیا اور بعد مطالعہ تحریر مختاری کو منظور فرمایا بعد اسکے شاہزادون کی ملاقات کا ذکر ہوا کہ موجب تشفی شکستہ دلون کا ہوگا جواب دیا کہ اگر ہم پہلے سبقت ملاقات کرینگے موجب توہین سلاطین منتفقہ مین ہوگا لیکن اگر وہ پہلے تشریف لائین خلاف اخلاق نہوگا اور ہماری ولایت کا دستور بھی یہی ہے پھر ہم اونکے مہمان ہونگے عرض کی کیا مضائقہ خلاصہ بڑی عزت و احترام سے پیش آئے اور ہر سوال کا جواب شافی بکشادہ پیشانی دے کر رخصت کیا۔

خان موصوف نے یہ کیفیت خاص جنرل صاحب سے عرض کی اور تاریخ دن وقت خاص ملاقات تعین ہوا دوسرے دن صاحبان موصوف نے ایک جلد کتاب بلوبک جنرل سلیمن صاحب جسمین خرابی بے انتظامی ملک اودھ مندرج تھی بھیجدی مع چٹھی انگریزی یہان مخرب اور حریفون نے آتش افروزی کی کہ پہلے سبقت ملاقات آپکی شان و منزلت کے خلاف ہے مرزا ولیعہد کے فرمانیسے جنرل صاحب کو بھی تامل ہوا۔ ہرچند خان موصوف نے بہت منت

وسماجت سے عرض کیا منظور خاطر نہوا آخر بنا چاری عرض کی کہ اب بناے مقدمہ ہاتھہ
سے جاتی ہے اور مشقت و عرقریزی سب بری برباد ہوئی جاتی ہے مین نے صاحبان
موصوف سے وعدہ کیا ہے ان غمازون کے لگانے بجھانے سے کار سرکار ابتر و خراب ہوجاویگا
اور اونکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوجاؤن جرنل صاحب نے
فرمایا مبادا سبقت ہماری ملاقات سے اوسقدر ہمارا احترام نہو تو موجب ہماری شکستہ دلی کا
ہوگا عرض کی یہ ذمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئینگے خلاصہ بعد اسکے
بنا یہ ٹھہری کہ اس تاریخ معینہ کو موقوف کروا دون اور وقت مقرر کر و خان موصوف نے چٹھی
صاحبان موصوف کو عذر علالت مزاج جرنل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کلی مزاج عرض کیا جائیگا

۲۱ جنوری روز جمعہ ۱۸۵۸ء جرنل صاحب مرزا ولی عہد بلازمین خاص سے بجلوس تمام
ہرلی ہوس سے سوار ہوے ۵ گاڑیان اور تھین پہلے مین مولوی مسیح الدینخان میجر برڈ صاحب
سوار ہوکر انڈیہ ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشائیون کی بہت تھی۔
جب گاڑی شاہزادون کی انڈیا ہوس کے پھاٹک پر پھونچی کئی صاحب پولٹیکل ڈپارٹمنٹ
انڈیہ ہوس کے استقبال کو آئے سی آف شیب اپرڈ پرپوٹ سکرٹری چیرمن کمرہ دربار مین لیگئے
کرنل سیکس چیرمن دربار اڈمی منگلس ام پی ڈپٹی چیرمن وغیرہ ممبر مثل ہر ہنری رانسن۔
کرنل الفیٹ شیب برڈ صاحب۔ کپتان اسٹوک پرنسب صاحب۔ الیٹ میگناٹن صاحب
منتظر شاہزادون کے تھے صاحبان عالیشان بعد مبادلہ سلام شاہزادون سے بغلگیر ہوے
ممبران دربار پہلے دالان مین لے گئے جہان مالک دربار بیٹھے تھے شاعت کر کے ٹھہلایا۔
بعد اسکے میوزیم یعنے عجائب خانے مین سب باتفاق گئے جہان اجسام جانوران ہندوستان
زمان قدیم مثل کالاصل تھے اور تصویرین شاہنشاہ فرنس و ملکہ فرنس جو خیدروز سے ازراہ
ہدیہ آئی تھین اور تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تازمان حال آویزاں تھے اسکے بعد داخل
کمرہ نظامت ہوے جہان طیاری ضیافت اقسام اطعمہ و فواکہات میوہ جات وغیرہ کمال حسن
تکلف سے آراستہ تھے باتیہہ صاحب فصحاے لندن سے سر جیمس ملول سکرٹری کورٹ آف ڈیرکٹرز
رلش صاحب ڈپٹی سکرٹری اور امراے عظام سب جمع تھے بعض فواکہات شاہزادون نے

بخاطر میزبانون کے کمال احتیاط سے میل فرمائے بعد ۲۔ بجے کے رخصت ہوے۔

۱۹۔ ماہ مذکور کو شاہزادوے مع ملازمین خاص سر رفٹر اسے کلکے کی ملاقات کو ریگاڈل مین تشریف لے گئے بعد اسکے رائٹ آنریبل پی ل ٹرکلس صاحب کو طلب فرمایا دو سرے دن چیرمن و ڈیرکٹس ایسٹ انڈیا کمپنی شاہزادون کی ملاقات کو آئے اور بطریق ضیافت بہت تکلف سے ہوا۔

خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہزادے تشریف فرما تھے صاحبان ڈکریٹرنے راہ مین استقبال کیا اور چیرمن نے پھاٹک سے اور جب گاڑی فرودگاہ پر پہونچی سب صاحبونے باہر آکر استقبال کیا اور سب ستور ٹوپی اوتارے کھڑے رہے جبتک شاہزادے گاڑی سے اوترے اوسوقت چیرمن ہم پہلو سے مرزا ولی عہد اور ڈپٹی چیرمن جنرل صاحب کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے باہتمام اور رہبری کو مقام اجلاس تک لے گئے غرض کمال احتشام و احترام سے جو فراخور اس خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پیش آئے اور خوبی اور آراستگی اور زیب و زینت مکان اور شیشہ آلات اور گلدستے تصویرین اور آئینہ اور میز کرسی زنگل۔ کوریخ۔ طلائی۔ و نقرہ اور سب لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو تھے بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے۔

صاحبان عالیشان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدینخان انگریزی مین بات کرسکتے ہین کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہین مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت خوش ہوے فرمایا ہم مین سے اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہین خلاصہ پہلے ہر صاحب سے بغلگیر ہوے پھر معانقہ معمول ہوا۔ پہلے حال سفر اور کیفیت سواری جہاز اور صعوبات راہ کا ذکر ہوا مثل حال پرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب شگفتگی خاطر شاہزادون کا ہوا۔ بعد اسکے مکان میوزیم مذکور مین سب گئے کہتے ہین کہ دور احاطہ مکان خاص کا ایک میل سے کم نتھا اور آراستگی اسکی بنسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین ماضیہ اور تصویرین خاندان عالیشان اودھ کی اور کتب عربی فارسی۔ عربی۔ قلمی۔ عجائب روزگار سے جو اقالیم ہند مین کسینے نہ دیکھی ہون اور کمرہ ضیافت مین انواع کھانے میوہ جات تر و خشک گلدستہ مرصع کار وہان صاحب تکلیف دہ حاضری کی ہوئی انتظام نشست علی قدر مراتب ملازمین خاص

موقوف مرضی مبارک شاہزادون پر تھی۔ جیسر من آدمی طرح دونون شاہزادون کے پہلو مین مولویصاحب بیٹھے۔ پہلو سے مرزا ولی عہد بہادر صاحبان عظام نے ازراہ دانشمندی خان موصوف سے کہا کہ تم مختار بادشاہ ہو بجاے بادشاہ صدر مین بیٹھو یہ خلاف دستور نہین اسمین یہ متردد ہوے کہ شاید ناگوار شاہزادون کے ہو اور قرینے سے معلوم ہوا کہ مرزا ولیعہد بہادر سے علیحدہ بٹھانا منظور ہے شاید گفتگو سے معاملہ بالا واسطہ غرض رفع خدشہ خاطر کرکے یہ اپنے طور پر کنج میز پر بیٹھے لیکن پہلے سے سمجھا دیا تھا کہ نقط لفظ استرداد ملک پر آپ منحصر رکھیے گا خلاصہ باتین تعارفات کی شروع ہوئین ملازمین کبھی بطبیعت ولی نعمی مشغول خورش میوہ جات ہوے اور شاہزادے بھی بپاس خاطر کمال احتیاط اور پرہیز سے نواکہات مطبوع نوش فرمانے لگے بعد اختتام صحبت کمرہ خلوت مین سب صاحب گئے گفتگوے انتزاع ملک شروع ہوئی اور خان موصوف نے ابتدا اور انتہاسے مقدمات بخوبی گذارش کیے صاحب ساکت و خاموش رہے جواب شافی ندیا بلکہ اوسکے خلاف منکر کہنے لگے کہ خانصاحب تم بہت تیز و تند ہو گئے ہو عرض کی آیا خلاف واقعہ یا خلاف قرب و منزلت وگرنہ انصاف شرط ہے کسواسطے کہ اول مرحلہ یہ طے فرمائیے کہ اگر بعد عرض حال مقدمات ہمارا قصور ثابت ہو تو ہم چپ ہو رہین اور اگر نسبت مالیان سرکار ہو تو معترض ہون اس صورت مین البتہ احتیاج ثالث کی پڑیگی پس خواہ نخواہ مرافعہ طرفین محول پارلیامنٹ ہوگا اسکے بعد صحبت برخاست ہوئی۔ شاہزادے فرحان و شادان پھر آئے خلاصہ صورت مقدمہ ایک طریق سے براہ راست چلی آئی ہے۔

۱۲ جنوری کو صاحبان عالیشان مہمان دولتسراے شاہزادون کے ہوے لوازمہ مہمانی و خاطرداری حد سے بہت بھی زیادہ ہوا۔ ہرچند کہ بے سروسامانی و غریب الوطنی سے خاطر خواہ موافق مرضی ممکن نہوا لیکن طعام ہندوستانی سے جو ہر قسم کے موجود تھے صاحبان موصوف کو بہت لذت چاشنی ہند حاصل ہوئی بہت خوش و خورم لطف صحبت اوٹھا کر رخصت ہوے بعد اختتام صحبت کمرہ خلوت مین [illegible] اور شاہزادے رونق افروز ہوے کہنے لگے جنرل سلیمن نے ایکسوکئی خط انسبت بادشاہ لکھی ہین اونمین سے کئی ہیر پھیر ثابت ہوتی ہین لہذا ۱۵ لاکھ پیسا لانہ بذات بادشاہ کو اور عمل ۵ کوس دور لکھنؤ بطور جاگیر ۵ لاکھ

روپیے سالانہ کا تجویز کیا ہے عرض کیا اس آپکے ارشاد کو کچھ سند اور نیز اطمینان موکلوں نکے
واسطے لازم ہے بس اوسیوقت موافق اقرار صاحبان عالیشان یہ تحریر ہوئی مختار شاہی نے
اوسے پارلیامنٹ مین بھیجدیا اور وزراے سلطنت کو بھی گذرانی یعنے اظہار مدعیوں سے ہے
الحمد للہ کہ ہمارے موکلوں کی بے قصوری کلی ثابت و ظاہر ہے اسے وزراے سلطنت اور
اہل انصاف نے بھی مستحسن جانا۔

جنابعالیہ نے بضرورت خرچ لابدیات یا مناسب وقت سمجھکر ایک ہار جواہر دو لاکھ روپے
کو کونٹ ام ڈیمارنی کے ہاتھ بیچا اونھوں نے اپنی عروسی کو لیا۔ یہ خبر لندن میل اخبار سے
معلوم ہوئی۔

۱۴ جنوری کو جلیس الدولہ نواب مہدی قلی خان جرارت علیخان کو اونکی نوکروں نے کھانے مین زہر
دے کر کھلایا۔ ہ۔ آدمی بہزار خرابی مرکر بچے کہتے ہین کہ یہ فکر برعکس ہوئی مثل چاہ کندہ را چاہ
درپیش ہے جب تسلط و اختیار کلی جرنل صاحب کا ہوگیا اور مختار شاہی بھی روبراہ ہوسے
میر اولاد علی مذکور مایوس و ناکام ہوکر ایک عورت ملازم جرنل صاحب سے آشنائی کرکے کلکتہ
آئے حاضر حضور دستور معظم ہوے پچاس روپیہ ماہواری مقرر کرنے لگے راضی نہوے اسخیال سے
جو کلکتہ مین ہین اونکے دوسو مجھے سفر لندن سے اتنے مگر بیگم صاحبہ حضور عالم کی کبھی کبھی کچھ
کفالت خرچ فرماتی تھین مگر نسبت لکھنؤ کے بہت تکلیف سے گذرتی ہے۔ شاید وہاین انتقال
کیا زمان حکام حمقا ہین البتہ صورت فلاح رہی۔

اوسی اخبار مین یہ بھی مندرج تھا کہ لارڈ دالہوزی صاحب اوسی علالت و ناسازی مزاج
مین اب تک صاحب فراش ہین۔ ڈاکٹر سمسن صاحب اونکے معالج ہین اونکی بیٹیان پرستار
ہین اس جہت سے انڈین گورنمنٹ مین جوابدہی کو آنا جانا بیٹھنا محکمہ پارلیامنٹ مین دشوار
ہے جبتک کہ صحت کلی نہو جرنل سلیمن صاحب بھی بسلامت ولایت نہ پہونچے انکی گھر پہونچکر
یہ صورت ہوئی۔ وہ ماسے غرباے مومنین لکھنؤ خالی نگئی۔

خلاصہ اجلاس پارلیامنٹ ہوا اگر نحوست تقدیر رعایاے اودھ سے پہلے مقدمہ جنگ چین اور
ہنگامہ فساد بندر بوشہر ایران درپیش ہوا بعد قیل و قال تنازع کلی میان صاحبان ہوس آف کامنز

واقع ہوا وزراے سلطنت ورعایا وموکلان واکثر ممبران نے اسے کئی وجوہ سے اچھا جانا باقی تمامی رعایا نے غیر مستحسن وخلاف جانکر اظہار اپنی راے کا کیا وزراے سلطنت رعایا سے ملکر اس اجماع کو موقوف کرکے تجویز اجماع جدید کی حالانکہ حسب قانون بعد ۔ برس کے یاد ۔ برس ارین حکم شاہی سے امنائے ہوس آف کامنز موقوف ہوکر نئے بھرتی ہوتے ہین پس ان ممبران خاص وعام نے مشہور کیا کہ ہمین چار سبب سے خارج کیا جنھین ہم اپنے نزدیک اصلاح حال ونیکنامی وعدم زیر باری سرکار سمجھتے تھے اول لڑائی چین بیجا تھی کسواسطے کہ ہمین وہانکی تجارت سے منفعت کلی حاصل تھا چار کروڑ کی صرف ریاست وہا آتی ہے اور اسیقدر افیون وغیرہ ہم وہان لیجاکر بیچتے ہین ۔ دوسرے جنگ ایران سواسکے کہ کئی برس تک لڑین نقصان عظیم اوٹھاوین اور پھر صلح کرلین کسواسطے کہ لینا آسان مگر تسلط تام مشکل اسکے سوا اور سلطنت کے والی کب راضی ہونگے کہ ہم دوسرے کی سلطنت چھین لین تیسرے وہ امور جو خلاف مذہب وملت کسی کے ہون اونکا جاری کرنا اچھا نہین کہ باعث ناراضی خاص وعام وبدنامی سلطنت ہے چوتھے نفع قلیل موہوم پر ممالکات اودھ کا لینا خلاف عہد ومیثاق اور سبب ساقط الاعتباری سرکار ہے ۔

خلاصہ تجویز اجماع جدید مین ایکسو کئی آدمی زیادہ نسبت سابق مشخص ہوے غالب ہے کہ آخری مین اجلاس جدید ہو دیکھا چاہیے کہ راے صواب اس اجماع امت کی مقدمہ خاص اودھ مین کیا پڑتی ہے آئندہ من درچہ خیالیم وفلک درچہ خیال ۔ شوراے خاص وعام بہت خوب ہے لیکن وزراے سلطنت کو بہرصورت اختیار ہے ۔

## بادشاہ کا اور حضور عالم وغیرہ کا قلعہ مین جانا وغیرہ

۔ شہر شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء جب ڈاک انگریزی بند ہوئی خبر کلکتہ بالکل مسدود ہوگئی ارکان دولت شاہی اور صاحبات محل مضطرب ہوے بہت سے وسوسے اور خیالات بد ہر ایک کو گذرنے لگے آخر قاصد بطمع زر تبدیل لباس سے روانہ کلکتہ ہوے اور یہ بھی متواتر سنا گیا کہ گورنمنٹ نے بدظنہ ہوکر بنظر احتیاط پلٹن متعلقہ قلعہ اور بارکپور سے ہتھیار لیے سپاہی فقط گرجے

پہرہ دیتے ہین اور جتنے صاحب ہین فوج کے خوف سے رات کو جہازون پر استراحت کرتے ہین
اور جتنے جہاز ولایت کے دور دراز کی لنگرگاہ مین ہین وہ سب باہر نہین جا سکتے ہین سوا
جہاز دودی یا ڈاک سرکار کے ۔

اب ہم شمہ حال مصیبت حضرت سلطان عالم کا سنا چاہیے کہ آخر ماہ ذیقعدہ مفصل احوال کلکتہ کھلا
کہ ماہ مبارک مین مزاج اقدس بہت ناساز ہو گیا تھا جب شافی حقیقی نے شفاے کلی عطا
فرمائی انھین ایام غدر مین غسل صحت فرمایا ملازمین کو خلعت و انعام ملا نذر و نیاز دسترخوان
وغیرہ اوسی شب ہوا ۔ مگر یہ کسی خیراندیش کے ذہن ناقص مین نگذرا کہ مبادا اس جشن شاہی
سے حکام عالی شان کے خیال مین گذرا ہو کہ بظاہر حیلہ صحت ہے اور باطن مین ہمارے غدر
و فساد کا جشن و شادی کیا ہے سب اپنے خواب غفلت مین بیہوش و بیخبر رہے اسکے سوا اور
کئی امر ایسے ہوے جس سے سرکار کو مظنہ بد ہوا اوسکی تدبیر مناسب وقت بھی تھی جو عمل مین آئی
چنانچہ بجرہ دخانی مال بادشاہ جو لکھنؤ سے پہونچا تھا بادشاہ نے ۵ ہزار روپیہ خرچ کرکے درست
کروایا تھا حضور عالم اوسپر اکثر سوار ہو کر تفریحاً گیلا کا جیہ تک جایا کرتے تھے ایک خیراندیش
نے عرض کیا ایسے وقت فساد مین آپکا متواتر اتنی دور جانا اچھا نہین مبادا سرکار کو احتمال
آپکے نکلجانے کا ہو دوسرے یہ کہ قرائن سے ہین دریافت ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے ہم سب چندروز
کے واسطے نظربند ہو جائین پس مناسب اور صفاے قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ خود نواب
گورنر جنرل سے عرض کیجیے کہ اس شورش ہنگامہ فساد سے جو سارے ہندوستان مین برافروختہ
ہو رہا ہے ایسا نہو کسی صورت اتہام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب ہے کہ ہم
چندے تا رفع ہنگامہ آپ کے قریب کسی کوٹھی مین آکر رہین تو بہتر ہے ۔ یہ بھی حضور عالم اور خود
بادشاہ نے گوارا نہ کیا فرمایا دیدہ و دانستہ از خود قید فرنگ مین اپنا پھنسانا کیا ضرور ہے اور
خلاف جاری شان و منزلت کے بھی ہے اسکے سوا نواب مخدرہ عظمے نے کئی لاکھ روپیہ بنگال بنک مین
دیا تھا پہلے خود قصد روانگی لکھنؤ کیا تھا پھر اپنے دیوان ٹکیٹ راے کو اوسکے زرمنافع لینے
کو بنک مین بھیجا کہ مجھے ضرورت اپنے ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکھنؤ جا کر
تقسیم تنخواہ بدمعاشان سرکار کرینگی ۔ خلاصہ جب ایسے اسباب ظاہری اپنی نافہمی اور بد انجامی کے

پیدا ہون تو عقلاے صاحب فہم کیونکر نہ اسکے سدباب کی تدبیر کرین یا اوسی طرح غافل بیٹھے
رہین چنانچہ مبشرالدولہ مرزا فدا حسینخان نجومی کہتے تھے کہ ہندوستانی افسران فوج نے مجھے
عرضداشت بادشاہ کی لاکر دی مگر بادشاہ نے بتاکید و تہدید فرمایا کہ زنہار ایسے امور رکیک
و فساد کا میرے سامنے پھر ذکر نکرنا مین یہان سرکار کی قید مین ہو کر ایسی حرکت کرون اپنے گھر
مین جب تھا کبھی مجھے ایسا خیال فاسد نہ گذرا یہان ایسی حرکت کا مرتکب ہون۔

غرض ۲۳۔ ماہ شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ شہر کلکتے سے کوئی
شخص باہر نہ نکلنے پاوے اور جو جائے تلاشی لے لو قریب صبح صادق تھی کہ لشکریان شاہی
نمازگذار متوجہ و مشغول نماز و اوراد صبحگاہی ہوا چاہتے تھے اور اکثر خواب غفلت یا عیش و راحت
مین غلطان اپنے اپنے بستر آرامگاہ پہ پڑے ہوئے تھے کہ ناگاہ دو پلٹن گورہ ۴۔ سو برقندار نے
احاطہ خاص کوٹھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا ۱۲۔ توپین بڑے پھاٹک پر اور چار چار اور
دو دو پھاٹک پر لگا کر مہتاب ہر توپ پر روشن۔ میجر ہربرٹ صاحب ٹون میجر کوینا صاحب قلعدار
بے تکلف بے باکانہ داخل کوٹھی ہو کر درجہ اول کوٹھی مین کرسی نشین ہوے اور تین جہاز جنگی
سمت دریا لگا دیے اونپر ہر توپ پر مہتاب روشن تھی بادشاہ غسل کر کے مشغول نماز تھے۔

کنز الدولہ مصلح السلطان کمر مین ولایتی لگائے آئے بادشاہ سے صورتحال عرض کی بادشاہ
نے بعد فریضۂ نماز تبدیل پوشاک فرمائی حمائل قرآن شریف کو حمائل کیا تلوار دھوپ دست
مبارک مین لے کر فرمایا میجر صاحب کو بلالو میجر صاحب بکمال نمائش غرور سامنے آئے اسکا سبب
یہ تھا کہ اسکے پیشتر کبھی بادشاہ نے انسے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آکر
خبر خیریت پوچھ کر چلے جاتے تھے اب اس حکومت پر آئے کہا حکم نواب گورنر جنرل یہ ہے کہ آپ
چندے قلعے مین ہماری حفاظت مین رہتے تو بہتر ہے فرمایا مجھ اسیر بے گناہ پر کس جرم پر یہ قید
جدید ہوتی ہے یہان بھی تو مین تمہاری قید مین تھا سو یہ قرآن ہمارا ایمان ہے ہم بقسم شدید
بدل کہتے ہین کہ بجز اطاعت و فرمانبری سرکار زنہار زنہار کوئی امر فاسد متصور کبھی نتھا اور
نہ ہے جو دشمن سرکار ہو اوسے اپنا دشمن جان و مال و آبرو جانتے ہین خیر اب اگر یہی منظور
ہے بسم اللہ حکم حاکم لیکن جہاز پر سوار نہونگا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا نواب گورنر جنرل

کی جلد گاڑی لاؤ بادشاہ سوار ہوئے میجر صاحب اور ٹون میجر روبرو بیٹھے نواب مجاہد الدولہ
پھوپھا بادشاہ کے مسلح پہلو مین بیٹھے ایک افسر انگریز نے چاہا مین بھی پہلو مین بیٹھون نواب نے
منع کیا ترک ادب ہے کہنے لگا پھر کہان بیٹھون کہا کوچ بخش پر ایک خواص نے چاہا گاڑی
کے پیچھے کھڑا ہو دیانت الدولہ نے کہا آج یہ مقام ہم غلامون کا ہے میر نواب مخاطب عشرت الدولہ
جوان نورسیدہ ملازم مجاہد الدولہ بھی اونکے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سواری کثر الدولہ
سے فرمایا ہماری جان اب تمہارے اختیار مین ہے اور مصلح السلطان سے فرمایا میرے گھر سے
خبردار غرض کچھ سوار جلو سواری مین ہوئے قلعے کے مکان مجوزہ مین داخل ہوئے راحت السلطان
کربلائی خدمتگذار شاہی بیتاب و بیقرار ہو کر قلعہ کے دروازے پر پہونچی گورون نے روکا سنگین
سے دھمکایا اس عورت مرد سیرت نے جواب بہت سخت دیے کہ ہم خود یہان اپنی جان دینے کو
آئے ہین دھمکاتے کیون ہو گولی مارو مین ہرگز یہان سے نہ سرکونگی غرض درانہ بادشاہ کے پاس
چلی گئی انیس الدولہ بھی افتان وخیزان پہونچے اوسدن بادشاہ کے پاس فقط ۶۔ آدمی حاضر
رہے بعد کئی دن کے ۴ ۲۔ آدمی ہر خدمت کو اجازت ہوئی تفصیل خدمت۔

حضور عالم نماز فریضہ پڑھ کر پوشاک بدل کر باہر برآمد ہوئے احسان حسینخان مع احمد علیخان متبنّٰے
میرنجان رفیق قدیم یہ سب جہاز پر سوار ہوئے میرنجان سے تلوار مانگی انھون نے جھنجھلا کر دریا
مین پھینکدی توپ مین ڈانٹ دے کر احسان حسینخان کو اوسکے سامنے کھڑا کیا پوچھا ہم کس
جرم وخطا پر اسکے سزاوار ہوئے ہین کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے مین لگمٹ کرتے ہم تم سبکو جو اس
احاطے مین تھے توپ سے ہر چہار طرف سے اوڑا دیتے رضینا بقضا سمجھکر حالت سکرات مین رہے
۱۲ سو آدمی مجموع اوسوقت احاطہ کوٹھی مین تھے سوائے صاحبات محل وغیرہ۔

جب بادشاہ سوار ہو گئے فوج مع توپ اپنے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہے کوٹھی مین
شمار کرکے لکھی گئی اور ہر روز ان سب کا جائزہ لیا جاتا تھا محلات مین ہر طرف قیامت کبریٰ
برپا ہوئی۔ شاگرد پیشہ خوف جان سے ہر طرف کی دیوارین پھاند کے بھاگے اور تبدیل
لباس فقیر بنکر ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے مین راہ غیر متعارف سے ننگے بھوکے پیاسے افتان
وخیزان لکھنو پہونچے انمین سے بہت سے راہ مین گرفتار ہو کر کلکتہ گئے قید ہوئے ہر ایک کیواسطے

ایک مدت ہوئی تھوڑے سے آشنائی پھانسی بھی ہوے صاحبات محل مین عجب کہرام مچا تھا اور
حالت یاس وبیم مین تھے کہ دیکھیے اب کس بلا مین گرفتار ہوتے ہین کوٹھیان ماتم سرا
ہوگئی تھین اسکے بعد میجر صاحب نے سبکے نام کتاب مین مندرج کیے کہ انکے سوا کوئی آدمی
غیر باہر سے نآنے پاوے اور جائزہ ہر ایک کا ہوتا تھا شام کو جہاز دریا کی طرف آکر لنگر کرکے
تمام شب رہتا تھا سبھون نے خوف سے اپنے ہتھیار دریا مین پھینکدیے تھے۔
جب وہ یوسف کنعان زندان مصر یعنے داخل قلعہ ہوا گورے اور ہر افسر نے زبان طعن وتشنیع
کھولی اور شکایت قتل وقمع زن ومرد واطفال جو ہر مقام ہندوستان مین ہوئی تھی اور اپنے
زعم باطل مین فقط انکا باعث سمجھے ہوے تھے اپنے دل سوختہ کے پھپھولے پھوڑتے تھے خلاصہ یہ
تاک طعام خاصہ بادشاہ تک نہ پہونچا آخر مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ محبوسین کو
آب وطعام ندینا آپ کے خلاف قانون بھی نہین ہے جب حکم نواب گورنر جنرل ہوا خوان طعام
گئے گورے نے تلاشی کے واسطے ہاتھ کھانے مین ڈالدیا بادشاہ نے بکمال غیظ وہ خاصہ نوشیجان
نفرمایا خوان پھر آئے مصلح السلطان نے پھر صاحب سے کہا کہ اب ۱۲ پہر گذرتے ہین حکم ہوا
گورون کے سامنے خواص بادشاہ تلاشی طعام لیا کرین۔
احسن الخیسنخان کو کمرۂ قید مین آٹھہ دن تک کھانا نصیب نہو افاقہ کیا پہرے کا گورہ کہتا تھا جتنے
ستہ ضروری ہین سب میرے سامنے کرو اس عرصے مین جب بیڈن صاحب سکرٹر اعظم اور صاحب قلعہ
نے دوسرے کمرے کی اجازت دی لیکن سب سے زیادہ یہ امر عجیب ہوا کہ میجر صاحب اور سکرٹر صاحب
نے انسے پونچھا کہ تم راجہ مانسنگہ کے بادشاہ کے پاس آنے سے واقف ہو ہمسے کہو وگرنہ تمھارے
واسطے بہت برا ہوگا اسمین سب طرح سے زمین آسمان جھکائے سنگین - بندوق - پھانسی -
وغیرہ سے بھی ڈرایا عرض کی حاشا مجھے مطلق نہین معلوم اور اگر قتل منظور ہے ہم بھی موجود ہین
پھر دیر کرنا کیا ضرور ہے ہم اپنی جان سے ہاتھ دھوکر آئے ہین غرض متواتر اسی خبر کی تصدیق
چاہی وہی جواب صاف دیے گئے بظاہر غالب ہے کہ یہ خبر باعث بلاے ناگہانی ان سبکے واسطے
ہوئی ہو دوسرا سبب شاید یہ ہو کہ میجر صاحب سے بادشاہ سے ملاقات ہوتی تھی اور بادشاہ نے
کانپور سے صاحبون کی ملاقات سے کنارہ کیا تھا چنانچہ چیف کمشنر پنجاب لارنس صاحب بھی

کانپور مین ملاقات بادشاہ چاہتے تھے نہوئی عذر ناسازی مزاج کہا گیا کمشنر صاحب کو بہت ناگوار ہوا اب بحکومت آنے لگی بہرحال کسی مخبر مفسد نے میجر صاحب کو یہ خبر پہونچائی ایسے خدشے اور وسوسے جب گذرے میجر صاحب نے نواب گورنر جنرل سے عرضحال کیا کہ بغاوت و سرکشی سپاہ باغی کی ظاہر ہے ایسا نہو کہ بادشاہ معذور کو لیجا کر اپنا سرپرست بنا وین پھر ہمسے کچھ نہو سکے گا لہذا اگر چندے قیام بادشاہ قلعہ مین ہو تو بہتر ہے۔ نواب معظم الیہ نے باستصواب رائے میجر صاحب اسے منظور کیا تھا ازراہ تامل اندیشی اور خارج سے اکثر معتبرین لکھنؤ کو بھی راجہ کا جانا فقیر بنکر اور بادشاہ کے پاس جانا اور عدم منظوری بادشاہ بخوبی معلوم ہوئی تھی۔ زبانی اون کے جنھون نے بچشم خود دیکھا تھا۔

غرض بعد کئی دن کے فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق مقرب خاقان مرزا جعفر اونکے بھائی بشکستہ حال ملازمین شاہی ہوے بعد کئی مہینے کے جب عوارض لاحقہ سے اونکا حال غیر ہوا مردہ بدست زندہ ہو کر کوٹھی موچی کھولہ مین آئے دو تین دن کے بعد مر گئے۔ میر احمد سوداگر کے باغ مین دفن ہوے جب لکھنؤ سے چلے تھے اکثر دوستون سے ازراہ تفعل کہتے تھے کہ ہماری مشت استخوان مشتاق خاک کلکتہ ہو رہی ہے بہرحال اپنے حقوق ولی نعمی سے ادا ہوے بادشاہ نے اونکا درماہہ اونکے عیال کے واسطے مقرر کر دیا تھا بعد اسکے اونکی بی بی نے بھی انتقال کیا اب سوائے مرزا جعفر کے کوئی نہین رہا۔ مرزا آغا جان اونکے بڑے بھائی نے بھی وہین انتقال کیا لکھنؤ کی املاک امام باڑہ وغیرہ بہت دعامانگ کر بنوایا تھا وہ بھی گیا گذرا اسکے بعد انیس الدولہ بھی عذر بار دگر کے کوٹھی قیام مین چلے آئے دیانت الدولہ ناموافقت نواب مجاہد الدولہ سے اور کم التفاتی بادشاہ سے اور اپنی منہ زوری سے بتوفیق جبری راہی عتبات عالیات ہوے بعد شرف زیارت پھر کلکتہ آئے۔ باریاب شرف ملازمت ہوے جب مر گئے انکی نعش بر سبیل ریل لکھنؤ آئی اپنی کربلا مین مدفون ہوئی۔ کئی لاکھ کے نوٹ گورنمنٹ کے تھے کچھ تلف ہوے اونکا وصی دار اب خواجہ سرا تھا اوسکے اختیار مین کربلا تھی ہر مہینے کی پانچوین کو مجلس عزا بھی مقرر ہے میر خورشید علی نفیس تخلص بیٹے میر انیس مرحوم کے پڑھتے ہین کچھ اونکے واسطے بھی ملتا ہے کربلائی راحت السلطان بھی رخصت ہو کر روانہ مشہد مقدس ہوئی۔ ہزار روپیہ ماہوار

ہوے اب پارلیمنٹ قدیم سلطانی برہم ہوئی دوسری جدید برپا ہوئی ذوالفقار الدولہ میر محمد سجاد بھائی نواب نشاط محل حاضر حضور رہے مرزا کاظم علی سواروں مین نوکر تھے اتفاقاً قلعے مین ملازمین حاضرین سے ایک درد اسا رکی احتیاج ہوئی اور یہ خبر کوٹھی قیام قدیم مین مشہور ہوئی مرزائی مذکور نے نظر بجد اتمناے دل سے کمر ہمت باندھ اور رنگ ابناے زمانہ دیکھکر اس اسیری کو مفتاح فلاح سمجھکر شرفیاب خدمت سلطانی ہوے انجام کار خدا نے اونکے اس اراد ہ صادق مین برکت دی طبیب الدولہ بھی قلعے سے چلے آئے تھے اس حیلہ شرعیہ سے کہ مجھے قلعہ مین رہنے کو استخارہ منع آتا ہے مسیح الدولہ بروقت ضرورت بدستور سابق حاضر ہوتے رہے جبتک کہ صحیح رہے آخر اپنے عارضہ مزمنہ سے انتقال کیا میر احمد سوداگر کے باغ مین دفن ہوے بشیر الدولہ سب سے پہلے مرچکے تھے خلاصہ سبکو یہ گمان تھا بلکہ بمنزلہ یقین کہ یہ قید فرنگ ہے یہانسے نجات تاحین حیات معلوم نہین دیتی اس قید کو قید وزیر علیخان سمجھے ہوے تھے۔

اس مدت قیام قلعے مین مزاج اقدس اعلےٰ بسبب اختلاف آب وہوا و نزو وات صبح و مسا جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلعہ چنارگڈھ ہوئی اور شاید سوار ہونے کو تبدیل ہوا کو کہا ہو مگر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تفریح بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو بواسطہ مسیحہ صاحب لکھو لکر لکھنؤ آتی تھی اور اس مدت قیام مین جب خرچ کی ضرورت ہوئی مسیحہ صاحب سے طلب فرمایا چنانچہ بدفعات ۲- لاکھہ لیے اوسمین سے کچھہ صاحبات لکھنؤ کو مع تحائف بھیجے علی قدر حال سبکو تقسیم کیے مگر اس بلوہ فساد سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا جسطرح شیرازۂ جلد کتاب ٹوٹکر منتشر ہوکر ہر کس وناکس کے ہاتھہ پڑجاتا ہے بادشاہ نے اپنے عطیہ عالیہ کا کچھہ خیال نکیا مبدء فیاض سے بخل نہین ہوتا بہرحال سب دعا گوے حشمت و اقبال شاہی رہتے ہین اور اپنی جاگیر مین بسر اوقات کرتے ہین۔

نواب دلدار محل کا کلکتہ مین انتقال ہوا ہ ۲- ہزار روپے تعمیر مقبرہ کو عنایت ہوے منظور تھا کہ تابوت کو کربلاے معلےٰ روانہ کرین مگر اتفاق نہوا۔

احسن الدولہ خواجہ سرا جسوقت کہ بادشاہ داخل قلعہ ہوے یہ بھی عوارض عارضی سے قافلہ شاہی کے پیچھے رہ گئے راہی کربلاے معلےٰ ہوے وہین ابتک مجاور ہین اندوختہ سرکار شاہی

سے بسر اوقات کرتے ہین خلاصہ ایک ہفتہ عشرہ تک سب طرح کی تشدد و سختی رہی جب نالش
سپریم کورٹ مین ہوئی حکام نے عذر مصلحت وقت پیش کیا بعد اسکے صورت عافیت تدریج
و بفیض جو دہمت پیدا ہونے لگی پہلے بہت دنون تک جب روند گورون کی افسر کے ساتھ
پہرہ بدلنے آتی تھی سنگین چھو کر ہر ایک کو جگاتی تھی تم سوتا ہے یا مر گیا اور ذات شاہی
کے واسطے نام زندان کیا کم تھا اگرچہ نظر بند تھے مصلحت وقت سے معاذ اللہ اگر اختیار مین
بدمعاشان سرکار کے آتی بعد فتح کیا صورت ہوتی یہ بھی مصلحت خدا اور بقاے نام خاندان تھا
اور قطع نظر اور سب تکلیف کے اک قلعہ مین نہین لیجا سکتے تھے اس جہت سے خاصہ طعام
مین کیفیت آب سرد تھی اور ہر افسر اور گورہ ہر ایک کو کس چشم غضب سے دیکھ کر رہ جاتا تھا
یعنے اس خیال سے ہماری قوم کی قتل و قمع خود انکی قید سے ہوئی ہے آخر رفتہ رفتہ بعد تحقیقات
اور ظہور حال تنبیہ ہوئی چنانچہ پہلے بھی کونسل ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر کو خدا نخواستہ جو کچھ
منظور ہو کیجیے تین مرتبہ باتفاق جمہور یہی مشورہ تجویز ہوا اگر خداوند عادل تے اسیے ہونے دیتا
یہ زبانی اون معتمدین کے ہے جو قلعے مین شریک حال تھے۔

نواب مجاہد الدولہ انیس جلیس منتہاے زندان مقرب خاص ہوے ہزار روپیہ درماہہ ملتا تھا
اور رفع زیر باری کو ایک مرتبہ ۲۲- ہزار عنایت ہوے اتفاقاً نحوست ایام سے قول بزرگان
صادق آیا- نزدیکان را بیش بود حیرانی- وہی تقرب و بے تکلفی باعث حجاب نظر رحمت ہوئی
اور آثار و قرائن سے یہ بھی سمجھے اس عرصے مین انکا جوان بیٹا داماد نواب معظم الدولہ لکھنؤ
مین مر گیا یہ سب اسباب برخاستہ خاطر کے ہوے آخر ۶- مہینے کی رخصت لے کر قلعے سے اپنی
کوٹھی مین رہنے لگے۔

جب میدان مقربان شاہی سے خالی ہوا ذوالفقار الدولہ الک الدولہ مرزا کاظم علی
مسبوق الذکر پایۂ تفوق پر پہونچے انکی جہت سے امر خیر یہ ہوا کہ کئی سو مومنین محتاجین اجیب حاجات
کے واسطے علی قدر حال وظیفہ شاہی مقرر ہوا کہ باعث افتتاح و انجاح مرام ہوا چنانچہ
منشی میر محمد شفیع اون سبکو تنخواہ دیا کرتے تھے جب ہنڈوی کلکتہ سے آتی تھی آخر برکت دعاے
مومنین سے بادشاہ قلعہ سے رونق افروز کوٹھی قیام ہوے بعد اسکے نظر بہ تخفیف یہ سب تقسیم

موقوف ہوے اور پھر کوئی مقربان شاہی سے محرک ایسے امر خیر کا نہوا اور نواب مجاہد الدولہ کے قلعہ سے نکلنے سے ایک مہینے کے عرصے مین بادشاہ تشریف لائے بظاہر ساری محنت اور حسن خدمت و رفاقت کا ثمرہ جانثار مالک الدولہ کو ۵۰۲ ہزار روپے انعام مرحمت ہوے تھے مگر انھون نے نہ لیے موقوف بر وقت رکھا بادشاہ نے اسے امتحاناً ہر ایک کی مرضی پر رکھا تھا مگر حال دنیا اور اہل دنیا کا دیکھ کر خاطر اقدس کو زیادہ تر باعث افسردگی اور تاسف کا ہوتا تھا یعنے ہر شخص بظاہر حالت یاس و مایوسی سمجھ کر بلطائف الحیل ہم سے کنارہ کش ہوا ہے مگر مصلح السلطان انجم الدولہ محض اپنے خلوص ارادت و عقیدت خاص سے یکہ تاز رہے رفاقت شاہی سے ہاتھ نہ اوٹھایا اور لکھنؤ مین جیسی انکے گھر کی بربادی ہوئی ظاہر ہے بعد اطمینان کلی اپنے بیٹے کی شادی کرنے لکھنؤ آئے بعد انفراغ کلکتہ گئے وہان انتقال کیا باغ اور کرشنگانون وغیرہ لکھنؤ مین باقی ہے بیٹے کو تنخواہ باپ کی سرکار شاہی سے ملتی ہے۔

اب حیرت افزا مقدمہ مظفر حسین خان یہ ہے جسے بگوش ہوش سنا چاہیے اور تماشاے قدرت خدا کو دیکھیے مثل مشہور ہے سختی کی نا وپر ان چڑھتی ہے اسمٰعیل حبیب اللہ دلو کان نفاستقا جب پردگیان عصمت مآب دستور معظم دونون صاحبزادون کی نسبت سے مرشدآباد مین فراغت کرکے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکم سرکار گوش ہوش خان مین پہونچا کہ جہان ملین گرفتار کیے جائین اور بے تامل مدارج اعلاے پھانسی پر اس دار دنیا سے پہونچین اسکا سبب یہ ہوا کہ سرکار کو گمان قوی یہ ہوا کہ فساد تمام ہندوستان مین جس سے ہماری ساری فوج نے بغاوت پر کمر باندھی - جواب بلوبک جرنل سلیمن صاحب کا خواہین نے لکھا غرض اسی حالت اضطرار و یاس کلی مین متحیر تھے اتفاقاً ایک خضر راہ مین جانب اللہ پیدا ہوا کہ تم جلد ریل پر سوار ہو کر چندن نگر فراس جو انکی عمل شاہنشاہ فرنس مین چلے جاؤ وہان کوئی صورت گرفتاری پیدا نہوگی اور بحجرے پر انکا متلاشی تھانہ دار آیا اوسے کچھ دے کر ٹھنڈا کر دیا خلاصہ جب وہان گئے پہلے وہانکے قاضی سے ملاقات کی اوسکے ساتھ وہان کے گورنر کے پاس جاکر اپنی سرگذشت بیان کی اس آفت ناگہانی سے آگاہ کیا اور موافق وہان کے قانون کے ایک کوٹھی ۱۲ سو روپے کی مول لی اوسکا ٹکٹ ملا امان پاکر اوس گھر مین جا بیٹھے۔

جب یہ خبر کلکتہ مین پہونچی صبح کو بہت سویرے سکرٹر اعظم مع توپ و کمپنی لیکر سرحد پر اپنی آکر کھڑے ہوے یہان گورنر کے پاس ۴۰ بہرے تلنگے کے تھے وہ بھی طیار ہو اپنی حد پر کھڑے ہوے گورنر تنہا جاکر اونسے پرسان حال ہوے کہا کہ سرگروہ باغی ہمارے ملک کا مع اسلحہ حرب تمھارے شہر مین آکر ٹھہرا ہے اوسکے سبب سے ہمارے سب زن و مرد قتل بے گناہ ہوے ہین ہم اوسے گرفتار کرکے لیجائین گے جوابدیا اوسکے پاس اسلحہ حرب نہین ہے اور ہمارا ملک رعیتی اوسنے پایا ہے اور زنہار قدم اپنی حد سے نہ بڑہاتا و گرنہ لندن ہماری ولایت سے دور نہین ان ہمارے چالیس تلنگون کو پہل تن ابدال سے کم نسمجھنا غرض اسمین بہت گفتگو ہوئی آخر سکرٹر تنہا خان موصوف کے گھر مین تلاشی اسلحہ لی یہان سبکے پاس آلات بیاض بانی تھی اور جو کچھ تھے کوٹھے پر پھینکدیے تھے صاحب تلاشی لیکر چلے گئے خانصاحب کی جان بچی باطمینان رہنے لگے بعد اسکے اکثر صاحب کلکتہ اپنی سرحد پر کھڑے ہو کر انھین دم دیتے تھے یہ بھی جواب درست مردانہ وار نڈر ہو کر دیتے تھے جب کلکتہ مین سکو نجات ملی یہ بھی ملک عدم مزاحمت گورنر کے مردانہ وار داخل کلکتہ ہوے خلاصہ ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ۔ یہ کیفیت اونکی زبانی مندرج ہوئی یہ لوگ ہمیشہ تاحین حیات صاحب اودہ رہے قانع نہوے حالانکہ اونکی اوقات کو علاقہ جو خریدا تھا کچھ کم تھا سرکار نواب مرشد آباد مین جو صورت گذری ظاہر ہے۔ رامپور چندر و زکے واسطے گئے وہان کے نواب سے نہ بنی آخر احسنحسینخان نا اتفاقی مظفر حسینخان سے کربلاے معلے گئے بعد شرف زیارت وہین انتقال کیا۔ مظفر حسینخان نے ۱۲۹۲ھ مین انتقال کیا اوسی علاقے پر جو جائداد تھی اولاد از واج پر سہم شرعی جاری ہوا اب اولاد بھی نعلیخان مین فقط رضا حسینخان ذاکر حدیث خوان باقی ہین

## ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے حسب تحریر خطوط لندن

اب لندن کی کہانی سنا چاہیے کہ صورت ملاقات جناب ملکہ معظمہ یہ ٹھہری کہ جناب عالیہ لباس مصری یا عربی سے تشریف لے چلین مگر وصاحب جا ضر حضور جناب ملکہ معظمہ مثل کالنجر حسب دستور رہینگے باقی کوئی اور صاحب سواے عورات کے نہو گا چنانچہ جناب عالیہ مع مقربان خاص

سمبر ۱۸۵۶

جرنیل صاحب مرزا ولی عہد بہادر مولوی مسیح الدینخان سفیر شاہی بہ تکلف گاڑی مین سوار ہوکر
چلے جب گاڑی جنابعالیہ مقام فرودگاہ خاص پر پہونچی ۲۰ میم جو زبان ہندوستانی سے واقف
تھین استقبال کو آئین بعد ادائے سلام شاہانہ مقام خاص مین لیجاکر پر تکلف کرسیون پر بٹھایا
اب آراستگی و زیب و زینت اس دولتسراے شاہی کے اور ہر کمرۂ خاص کی کس زبان سے بیان
کیجائے جس سے سننے والون کی موجب تسکین ہو اور غلبۂ شوق نظارہ بڑھے بعد چند دقیقہ
کے انہین سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ کو خبر کی ملکہ دوران لباس سادہ غیر تکلف سے
رونق افروز ہوئین اور بعد ادائے سلام زینت بخش کرسی عدالت ہوئین جنابعالیہ نے اشرفیان
نذر کی گذرانین دو صاحب حاضر الوقت پشت سر جنابعالیہ مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوئے
جرنیل صاحب آداب سلام زانوے ادب سے بجا لائے نذر دی پشت دست پر اپنے بوسہ دیا چاہتے
تھے کہ جناب ملکہ نے کمال عطوفت سے مصافحہ فرمایا یہی صورت مرزا ولی عہد کے واسطے ہوئی
سفیر شاہی ہم پہلو سے شاہزادون کے بیٹھے شروع کلام دریاے شور سے ہوئی فرمایا تم کبھی
جہاز پر سوار ہوے ہو۔ عرض کی ہمارے شہر مین ایک بہت چھوٹا دریا گومتی ہے کبھی اوسمین
اتفاق سواری کا نہین ہوا جب بیان صدمات جہاز اور تکلیفات کا ہوا بہت ترحم اور تاسف
کیا پھر ذکر مکانات ولایت ہوا کہ اگر نہ دیکھے ہون مین حکم اونکے دکھانے کا دون اوسکے بعد فرمایا
میرے دس اولاد ہین بعض اونمین سے گھوارے سے نہین نکلے لیکن پرنس آف ویلس یعنے
ولیعہد ابھی لڑکا ۱۳ برس کا ہے اگر اجازت ہو تمہارے سامنے آوے عرض کی بسم اللہ ہمین
بھی مشتاق ہون کئی میم جاکر لے آئین جنابعالیہ نے اپنی گودی مین بٹھا لیا بہت پیار فرمایا
اور فرط محبت سے اپنے گلے کا ہار اونھین پہنادیا اتفاقاً وسط ہار مین ایک عطردان مرصع بھی
تھا جناب ملکہ نے اوسے پوچھا عرض کی ہمین عطر رکھتے ہین اور بروقت رخصت دوست
حسب معمول عطر ہمین سے دیتے ہین بس اوسوقت جناب ملکہ کے خیال مین گذرا شاید یہہ
لوگ بسبب خستگی راہ کے رخصت ہوا چاہتے ہین فرمایا تمھین بہت تکلیف ہوئی تھوڑی دیر
استراحت کرکے جانا یہ ملاقات اجمالی ہوئی بعد ہفتہ عشرے کے بہ تفصیل حال ملاقات ہوگی بسبب
یہ نامساعدت ایام نافرجام تھی کہ صورت ملاقات بفرداے قیامت ٹھہری بعد استراحت کے

ڈپی میم نے مشایعت گاڑی تک کی۔
آٹھوین دن کے بعد یہ حضرات منتظرہ و بندۂ سلطانیہ چون روزہ دار گوش ہوش پر ہے کہ دفعتہً
اخبار فساد ہندوستان کوچہ بکوچہ کالشمس شایع ہوے اور اہل شہر مین ایک طلاطم عظیم برپا
ہوگیا اور خاص و عام کو اس تماشے سے ایک چشمک اور شماتت ہوگئی یعنے یہ فساد سب انھین
کی بدولت ہوا ہے اور ان حضرات کو بھی عجب طرح کا ہراس اور یاس کُلی پیدا ہوئی کہ ولایت
غیر مین اس حالت بے بسی و بے اختیاری مین دیکھیے ہم غریب الوطنون پر کیا گذرتی ہے
اور انجام کار کیا ہوتا ہے۔ من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال۔

## انتقال جناب عالیہ و جرنل صاحب شہر پارس مین وغیرہ سوانحات

خلاصہ جناب عالیہ بہت متفکر و متردد ہوئین کہ اب بظاہر چارہ کار و علاج معلوم کہ حصول سلطنت
دنیا کا یہ حال دیکھا معلوم ہوا مشیت خدا نہین اور بالفرض اگر اسکا حصول بھی ہوتا تو جو اسکے
مستحق ہین انھین ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اب جاکر دولت ایمانی حاصل کیجیے یعنے ملک فرانس
سے ہوکر از راہ شہر مشرف بہ حج خانہ کعبہ ہوجیے بظاہر اس خدشہ فتور سے بھی نجات متصور ہے
معہ و خاص سے تشریف فرما ہوئین جب پارس مین پھونچین آلام روحانی سے علالت مزاج
بڑھی آخر ۲۶ تاریخ شہر جمادی الثانی ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۸ء انتقال فرمایا اور سیوقت تار کی
سے خبر وفات لندن پھونچی جرنل صاحب مرزا ولی عہد بہادر معہ ملازمین مرکب دودی سے
تشریف لائے یہانکے حکام نے حکام لندن کو کہلا بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی نے
ہماری سلطنت مین انتقال کیا ہمین ہر حال مین رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب ہے
یہان سنے کچھہ جواب شافی نہ گیا مگر وہانکے وزراے سلطنت اور شاہنشاہ نے اپنا نام و نمود
و بلندنامی سمجھکر موافق دستور کے بڑے تکلف و دہوم سے اوٹھایا کہ قابل یادگار ہے وزراے
سلطنت ارکان دولت اعزا و رئیس شہر ہزارہا بلباس سیاہ ساتھہ ہوے چند قدم جرنل صاحب
پیادہ چلے تھے جب شدت ہم و غم سے طاقت نرہی وزیر اعظم نے اپنی گاڑی مین بٹھالیا پھر
اور سب بھی گاڑیون پر سوار ہوے ہزارہا رعایاے شہر پیادہ ساتھہ تھے ہزارون میم کوٹھون پر سے

کالے رومال غم کے موافق اپنے دستور کے ہلاتی تھین اور سفیر سلطان روم کے صحن مسجد مین مع تابوت دفن کیا یعنے سپرد خاک تا مدت معینہ کی مگر کسینے اسکی فکر نہ کی کہ وہان سے کسی ایکنہ مشرقیہ مین لیجا کر دفن کرتے اور یہ جگھہ بھی کچھہ قدرت خدا سے ملی وگرنہ معلوم نہین کیا صورت ہوتی سارے شہر پارس کے خاص وعام یہ سانحہ دیکھہ کر تاسف وافسوس کرتے تھے اور جنرل صاحب پر جو صدمہ تھا اوسکا کیا بیان ہو۔

جنرل صاحب کو اس صدمۂ روحانی سے شدت عارضۂ مزمنہ زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ ۱۱۔ تاریخ شہر رجب سنہ الیہ کو انتقال فرمایا اوسیطرح انکے بھی جنازے کو بہ اہتمام شاہانہ اوٹھایا ملکہ حضرت دتاسف سبکو اس مرگ ناگہانی کا زیادہ ہوا انکو بھی آغوش مادر گرامی مین مدفون کیا شہنشاہ نے چاہا کہ انکی عورات کو تقریب ماتم پرسے مین بلوا ئین تا ضمنا مرزا ولی عہد سے بھی ملاقات ہو بلکہ بدل منظور تھا کہ جناب ملکہ سے انکے باب مین بخوبی سفارش کرین اور بطریق دوستانہ ازراہ بلند نامی سمجھائین لیکن انکے مشیران خاص نے اسے مناسب وقت نجانا اس احتمال سے کہ ہم متوسل سلطنت انگلشیہ کے ہین مبادا اونکو ہماری طرف سے مظنہ خلاف پیدا ہو لہذا ہمسکو بہرحال اونکی اطاعت چاہیے عذر ظاہری کہلا بھیجا کہ موافق دستور ہند چالیس دن تک صاحبان ماتم کہین نہین جاتے انشاء اللہ بعد مرور ایام حاضر ہونگے اس عرصے مین ایک صاحبزادی خورد سالہ ۴۔ برس کی جنرل صاحب کی اونسے بھی وہین وفات پائی وہ بھی وہین مدفون ہوئی۔

جب یہ خبر دہشت اثر حوادث ناگہانی کلکتہ مین گوش ہوش حضرت سلطان عالم پہونچی وہ کس زبان سے بیان کیا جاوے ایسے صدمات عظیم کا قلب بشری مشکل سے متحمل ہو سکتا ہے مگر بجز صبر وشکر کیا چارہ ہے۔

مرزا ولی عہد بہادر نے تصرف مال عم نامدار چاہا مولوی مسیح الدینخان نے عرض کیا حضور مالک ومختار ہین اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جاوے تو بہتر ہے یہ فہمائش ناگوار خاطر ہوئی حواشی نے اوسپر اور حاشیہ لگایا آخر نوبت باطلاع عدالت ہوئی مولوی صاحب نے تحریر بادشاہ اپنی مختاری کی پیش کی اور ۳۰۔ ہزار روپیہ عین المال عدالت مین جمع کر دیا بادشاہ کو عرضداشت کی دستخط خاص مزین ہوئی کہ امور سفارت مین تمھین اختیار تابدولت نے دیا ہے مرزا ولی عہد اسے

ناگوار خاطر سمجھ کر پھر پارس مین تشریف لائے شاہنشاہ نے پھر ان سے ملاقات چاہی انھون نے اپنے مشیرون سے مشورہ کیا بالاتفاق تجویز یہ ہوئی کہ اپنے ایجنٹ سرکار سے بذریعہ تاربرقی اس صلاح کو پوچھیے تو بہتر ہے اوسنے جواب بھیجا کہ ہم اس امر خاص مین کچھ نہین لکھ سکتے اگر تمھاری ملاقات ہو جاتی تو باعث بھلائی کا تھا کچھ قباحت نتھی یہ سنکر مولوی صاحب نے عرضحال مرزا ولی عہد بہادر شخص واسطہ کو کہدیا کہ ہم حسب سلطنت کے متوسل قدیم ہین فیما بین اونکے اور تمھارے صفائی قلبی نہین لہذا ملاقات نکرینگے جب مرزا ولی عہد نے یہ پیام کہلا بھیجا کہ بے اطلاع ہماری از خود یہ پیام بھیجا بہت سے کلمات عتاب خان موصوف کو فرمائے اور اپنے پاس آنے سے منع کر دیا اور شہنشاہ کو بھی اسکا بہت ملال ہوا چنانچہ پیشتر اسکے ہر روز مرزا ولی عہد ہوا کھانے کو جاتے تھے شاہنشاہ سے صاحب سلامت ہوتی تھی بہت اشتیاق دلی پایا جاتا تھا اوس دن سے جب انکی گاڑی کو دیکھتے تھے دوسری طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنا منہ پھیر لیتے تھے بعد اسکے مرزا ولی عہد بہادر عازم ہندوستان ہوئے داخل مصر ہوئے اور ولایت سے سب متروکہ جرنل صاحب روانہ کلکتہ کیا اور ایک تاج مرصع تلوار ولایتی اور موتیون کا لبادہ اپنے واسطے رکھ لیا جب مصر سے ارادہ کلکتہ کیا ایک خیر خواہ نے مفصل لکھ بھیجا کہ ابھی آپ مصر مین توقف فرمائین تو بہتر ہے مبادا ایسا ہو خدا نخواستہ مثل بادشاہ سیالان مین پہونچکر حفاظت صاحبان عالیشان مین ہو جائین اس جہت سے وہین چندے توقف کیا۔

## رونق افروزی بادشاہ قلعے سے کوٹھی موچی کھولے مین

کئی مہینے سے خبر برآمد حضرت قلعہ سے مشہور ہو رہی تھی جب خطوط کلکتہ آتے تھے پہلے اون اخبار کو غلط العوام جانتے تھے کسواسطے کہ لظاہر فقط پھر وساخدا پر تھا یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ امر محض از راہ مصلحت کیا ہے اور خود بادشاہ کی مجبوری بسبب بے اختیاری کا حال تو ظاہر ہے کبھی اپنے اختیار و حکومت مین کسی طرح کا خیال یا ظنہ بدگمانی خاطر اقدس مین نہین گذرا اسمین بھی کچھ مصلحت جناب باری تھی اور فوج باغی سے کچھ دور نتھا کہ مثل دلی یا لکھنؤ انکے واسطے بھی کچھ کرتے اگرچہ اسباب ایسے ہوئے تھے مگر تقدیر نے بچا لیا خلاصہ دعائے مظلومان درجہ اجابت کو

پھونچی اور متواتر ولایت سے حکم رہائی آیا آخر ۹ - جولائی روز شنبہ ۱۸۵۹ع مطابق ۷ - ذیحجہ شنبہ ۱۲ اھ بعد چار بجے حضرت سلطانعالم مع ملازمین خاص و شاگرد پیشہ وحضور عالم قلعے سے سوار ہوکر کوٹھی مذکور مین رونق افروز ہوے اوسدن بھی عجب دوگانہ عید ہوئی سبنے سجدات شکرادا کیا پہلے ساہوجی کے گماشتے نے حاضر ہوکر اکیسو ایک روپیہ تصدق اور ۲۱ - اشرفی نذر گذرانی اور ۱۱ - اشرفی حضور عالم کو دین اوسدن تار برقیہ سے خبر رونق افروزی بیلیگارد کو پھونچی اتوار کے دن سید نقی صاحب چھوٹے بیٹے سید العلمانے تار برقیہ سے صدق وکذب خبر کو دریافت کیا منگل کے دن خود روانہ کلکتہ ہوے مورد عنایات خسروانی ہوے پھر لکھنؤ اپنے عیال کو لینے آئے ۱۰ - ربیع الاول کو مع عیال روانہ ہوے ۲ - ہزار روپیے عنایت ہوے کچھہ وظیفہ بھی مقرر ہوا کئی مہینے تک ناموافقت آب وہوا سے اور بعض امور کی ناگواری سے پھر چلے آئے -

مفسدین کلکتہ نے باتفاق اپنے ابناے جنس بواسطہ نواب معشوق محلصاحبہ مطلب برآری پر ۳ - لاکھہ روپے کا نوٹ اوسکی ضمانت مین لیا تھا جب یہ خبر مفصل اخبار مین چھپی لاٹ صاحب نے محبت نامہ بھیجا کہ جسنے یہ جعل کیا ہو اوسے سرکار سے سزاے سنگین ملے اوسکا جواب کیا آیا کہ یہ مقدمہ معرفت عورات ناقص العقل سرزد ہوا ہے - اسکے تقصیر وار وہ ہین اس کلمۂ انصاف سے نواب محتشم الیہ بہت خوش ہوے اور وہ نوٹ پھر گیا -

بادشاہ نے قلعہ مین بسبب تکلیف خرچ معرفت میجر ہربرٹ صاحب ۶ - لاکھہ روپیہ بھر و لیا تھا جب لاکھہ روپے کا پنشن جاری ہوا سرکار سے تقاضا ہوا اور پنشن کو اپنے نزدیک روز رہائی قلعہ ٹھہرایا اور بحساب شاہی ابتداے عملداری سرکار چاہیے تھا غرض بادشاہ نے جبر عطیہ سرکار بھی قبول کی اور اس لاکھہ روپے کا بھی خرچ حسابی ٹھہرا تھا اس خیال سے کہ مصارف زائد وفضول نہونے پاوے کسواسطے کہ باعث تکلیف بادشاہ ہوگا میجر صاحب اسکے مہتمم رہین مگر بادشاہ نے اس باب مین محبت نامہ بہت شدومد سے بھیجا آخر محول مرضی مبارک پر رہا اوسکا انجام کار بھی منشی صفدر کے اہتمام سے کھلا گورنمنٹ نے فی الحقیقت ہمین انصاف قرار واقعی کیا اور آئندہ کو اسکا سدباب کردیا آخر سرکار سے وزیر السلطان منشی امیر علیخان مقرر ہوے

بہت غنیمت ہوا وگرنہ سارے کلکتہ کے قرضدار ہو جاتے حاکم کو چاہیے کہ اپنے مداخل و مخارج پر خود متوجہ رہے دوسرے کے بھروسے پر نہ رکھے۔

یہ ایک جملہ معترضہ بر سبیل مذکور زبانی نفتاح الدولہ جب یہ کلکتہ مین حاضر حضور تھے کہ ایکدن میجر صاحب تشریف لائے بر سبیل مذکور پہلے کہا آج کے چوتھے دن مرزا ولی عہد بہادر داخل کلکتہ ہونگے اور نواب گورنر جنرل بہادر معرفت جنگ بہادر مرزا برجیس قدر کو امان دیتے ہین ۱۵- لاکھہ سالانہ اونکا اور ۵- لاکھہ سالانہ جنابعالیہ کا اور ۴- لاکھہ تمھارا اوکا مقرر کرتے ہین چاہیے کہ اسپر راضی ہون اور یہ ہنگامہ فساد موقوف کرین اسکا جواب کچھہ ادھر سے نہ آیا دیکھیے کیا منظور ہے نواب خاص محل نے لبس حلیمن سے جواب دیا جو شخص آپکے گھر آئے قید ہو لوٹا جاے اور سب طرح سے برباد ہو اوسکا لاکہہ روپیہ اور جو مقابلہ و سرکشی کرے اوسکے واسطے اسقدر انصاف شرط ہے جوابدیا وہ صاحب متنبہ ہے اب سنتے ہین کہ مرزا برجیس قدر اپنے حال پر روتے ہین اور متمنی لکھنؤ ہین اب کون سنتا ہے یہ زبانی اون لوگون کے ہے جو اونکے پاس سے آئے ہین امراے ہند کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے نواب شجاع الدولہ سے تصور کرنا چاہیے کہ صوبہ عظیم آباد بسنت دیتے ہین مصالحہ کیجیے اسی طرح جنرل اوٹرم صاحب معرفت مرزا علی رضا جو کچھہ کہلا بھیجا کب کسینے سنا۔

سرکار شاہی سے محبت نامہ گیا کہ جنرل اوٹرم صاحب نے ۱۵- لاکھہ روپے مقرر کیے تھے اومین قید حین حیات تھی بعد ان سب خرابی و بربادی کے بہان آپکے پاس آنے سے یہ دوسری صورت تخفیف نکلی موافق قانون عدالت نسلاً بعد نسلٍ چاہیے غرض بہت تصریح سے لکھا گیا اور وہ راضی نامہ جیسے پہلے طلب کرتے تھے وہ بھی گیا اب اخبار سے معلوم ہوا کہ صاحبان پارلیمنٹ نے اسے جبری سمجھہ کر قبول نکیا اب پھر جو پارلیمنٹ کھلی دیکھا چاہیے کیا انصاف ہوتا ہے مولوی مسیح الدینخان کو عہدہ سفارت سے محض بخوشی خاطر نواب گورنر جنرل موقوف کیا اور بتجویز مرزا ولی عہد بہادر علی اکبر خان شیرازی ٹھہرے اور ۱۵- کروڑ کی نالش پارلیمنٹ مین چاہتے ہین جسکا سود ۶- لاکھہ روپے ماہواری ہوتا ہے آٹھین سے وضع کر در بابت قرضہ زمان ماضیہ و حال جسکی تفصیل مفصل معلوم نہین اگر دعوے پیش ہو دیکھا چاہیے اسکا انصاف کیا ہوتا ہے

اور مشہور ہوا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید موہوم پر پھر روانہ ہونگے تا اینکہ اونکا انتقال ہوگیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

## داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کلکتے مین

۲۷۔ ماہ صفر روز دوشنبہ سنہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۵۹ء ۱۱ بجے گارڈن ریچہ مین جہاز دودھی نے لنگر کیا جب یہ مژدۂ جاوید بسمع مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے بیقرار ہوکر سبکو حکم استقبال ہوا پہلے مصلح السلطان وکنزالدولہ نے جاکر نذردی پوشاک۔ فریدلوائی عنایت الدولہ سید سجاد علیخان مرزا محمد عسکریخان بیٹے مرزا رفیع الشان کے یہ بھی بالغرض کلکتہ گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوے مرزا محمد عسکریخان کو غیر سمجھ کر پوچھا مصلح السلطان نے سبب ورود باطنی بیان کیا کنار دریا سب ہجوم تھا پہلے جہاز سے جتنے مسافر تھے سب اوترگئے جہاز دودھی سلطانی کو حکم ہوا جب ۲ بجے جہاز سے مرزا محمد عسکریخان کی کشتی کرایے پر لی مرزا ولی عہد بہادر باہم ہوکر گھاٹ سے اوترے بڑے جرنل صاحب کے صاحبزادون نے نذردی گلے لگایا۔ دوسرے جرنل مرزا فریدون بخت نے نذر دی کمال محبت سے اونکے گلے مین ہاتھ ڈالدیا پھر مع ان تینون شاہزادے کے گاڑی پر سوار ہوے سواری سلطانی جلو دسواری مین تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوے۔ بادشاہ اوسوقت نواب خاص محل کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوئی قریب شام اپنے خاص محل مین داخل ہوے صحیح گئے سلامت آئے مشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین۔

لندن مین غریب الوطن جانکر اکثر ملازمین نے خیرہ سری کی ازراہ نمکحرامی بہت سا نقصان دیا قلیل من عبادی الشکور رہ گئے مثل نواب سید تقیخان اور اشخاص چیدہ بہار النسا ملازمین جناب عالیہ مع اپنے مخصوصین راہی حج خانہ کعبہ ہوئین بعض ملازمین نے اپنی نمکحلالی سے آپکا در دولت نچھوڑا متروکہ شہر عیہ جناب عالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ کیا اکثر صاحبان ولایت مشتاق ملاقات مرزا ولی عہد بہادر ہوتے ہین مگر بسبب خوف بادشاہ ازراہ اطاعت تامل کرتے ہین گفتگو سے زبان انگریزی سے بسبب معاشرت صاحبان ولایت مہارت ہوگئی ہے میجر صاحب

ان کے لب ولہجہ سے بہت خوش ہوے بلکہ متعجب ایکدن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے
فی الجملہ کچھہ خلاف دستور پیش آئے تھے معقول کیا اور تا مدت قیام ولایت کبھی وہانکا زہیچ
نوش نفرمایا صاحب مقدور تھے محتاج مجبور نتھے اور اگرکہین اتفاق ضیافت ہوا فواکہات
پر اکتفا فرمائی دوسرے یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب مین جانب خلاف متوجہ نہوے
حالانکہ اکثر غربا وہان سے خالی نہین پھرے ہین مثل حسین علی لندنی یا مولوی محمد اسمعیل
سفیر شاہی بعض آپکے ملازمین نے وہین سکونت اختیار کی صاحب عیال بھی ہوگئے ہین
لکھنؤ سے پہلے پہل جو لندن گئے میر حسین گنج ۵ صاحب علم تھے اوسکے بعد میر عبد العلی جائسی خلیل
مرزا محمد علی فطرت میر حسن علی ہ زمان سابق کا حال ہے کہ ۶ چاند سمندر مین دیکھہ کر داخل لندن
ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم مین مسافت راہ ریل وجہاز دخانی سے رہ گئی ہے اور غالب
ہے چند روز مین اس سے بھی کم مسافت رہ جاے مگر ان سب جانے والون سے راجہ رام موہن
راے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالے مین ایسا کوئی نہین اس کمال کے
ساتھہ ۱۳ زبان کے علم مین بحث ومناظرہ علمی کرسکتے تھے ہنود مین ستی کا ہونا اونھین کی
بدولت موقوف ہوا بموجب شناسا ئی ایمانی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ دلی کے وکیل ہوکر گئے تھے
اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے نکالتے مگر پارلیامنٹ کے بند ہونے
سے جب ملک فرنس مین گئے مرگئے اور یہ امر خود اپنی نمود ونام کی راہ سے کیا تھا نہ کچھہ طمع
دنیا سے کسو اسطے کہ محتاج تھے۔

## خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

## دار الخلافت شاہجہان آباد تواریخ انگریزی سے پنسب صاحب کی کتاب سے

مشہور ہے کہ امیر تیمور قصابی کرتے تھے اور مطیع بادشاہ بلخ وبخارا تھے اتفاقاً ۲۲ بی بی فاطمہ کو قید ترکمان سے نجات
دی بادشاہ نے عتاب کیا ان سے مقابلہ ہوا یہ غالب آئے تا آنکہ نوبت سلطنت پہونچی خواب مین جناب
رسولخدا نے ۲۳ خرمے انھین عنایت فرمائے وہی ۲۲ سلطنت تھی جسپر خاتمہ ہوا رطب نتھے وہ شاد آب
ابتدا سے انتہا تک رہتی ہین اور خرمہ پہلے شاداب پھر خشک ہوجاتا ہے واللہ اعلم بہ خبر سوا تحریر تاریخ انگریزی کے اسیطرح

خواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہین ۔

ہندوستان کے ۲۲ صوبے دار السلطنت صوبہ شاہجہان آباد دہلی ۲۴۰ میل کا طول اور تقریباً ۲۰۰ میل کا عرض جانب شمال تا لاہور ملک پنجاب جنوب اکبرآباد اجمیر شرق۔ مملکت اودھ اور بہت بلند پہاڑ حائل ہندوستان شمالی ہین جانب غرب لاہور و اجمیر۔ اور موافق تحقیق ابوالفضل کے صوبہ داخل اقلیم سوم ہے اور خاص دریا گنگ اور جمن انکی سرچشمے اسی صوبے مین ہین اس صوبے کی آب وہوا معتدل ہے اور برسات مین اکثر زمین سیلاب ہو جاتی ہے اور بعض مقام مین ۳ فصلین پیدائش غلے کی ہوتی ہین ۔ ۸ سرکارین ہین ۔ دلی ۔ بداؤن ۔ کماون ۔ سنبھل ۔ سہارنپور ۔ ریواڑی ۔ حصار ۔ فیروزہ یا سرہند ۔ ان سرکارون مین ۲۳۲ پرگنے ہین اور زمین روسے مساحت جغرافیہ ۔ ۱۶ ۔ ۰ ۔ ۷۶ ۵ ۔ ۰ ۔ ۲ بیگھہ ہے مجموع آمدنی ۵۵۵۵ ۔ ۶۱۹ ۔ ۱۰۱ دام ۔

۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۱۸ ہجری تمام ملک شرقی جمن اور مقامات جو گرد شہر اور بہت سے مقام شمال شرقی تحت حکومت سرکار دولتمدار انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق رؤسائے متوسلین سرکار موصوف ہین مثل ماچھڑی ۔ راجہ الور ۔ راجہ بھرت پور ۔ اور اور حکام کی ریاستین جو بالفعل خودمختار مگر باطاعت وحکومت سرکار ہین اور ملک شمالی و غربی دریائے جمن وجنوب دریائے ستلج متعلق سرداران سکھہ وغیرہ بیشتر تھا اور انکی جانب غرب گویا مانع اور عائق مداخلت سرکار ہین اسکے سوا فوج نظامت لدھیانہ فیروزپور مین رہتی ہے اور اس صوبے مین ضلع بریلی قدیم ملک روہیلکھنڈ شامل ہے اور اور خاص شہر بھی مثل بریلی سرہند ۔ سہارنپور ۔ انوپ شہر ۔ میرٹھ ۔ حصار سرہند ۔ پٹیالہ ۔ بداؤن ۔ اور ضلع حال کماون جو قریب ۹۰ میل طول اسی طرح عرض مین ہے بالفعل متعلق سرکار ہوا ہے ۔ اس صوبے کے آدمی خوبصورت زور آور ہنود یا اہل اسلام اور سکھہ وغیرہ ملے ہوئے ہین اور قدیم شہر دلی تخمیناً ۲۰ میل کے دور مین ہے جسکی بالفعل خرابہ سے ظاہر ہوتا ہے اور دلی جدید شاہجہان آباد ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے ۱۶۳۱ء مطابق ۱۰۴۱ھ کنار جانب غرب دریائے جمن واقع ہے ۷ میل کے دور مین بنوایا ہے اسکے محیط شہر پناہ ہے اور اسکے

دروازے عالیشان سنگی ہین ما بین شہر دو بازار ہے جسے چاندنی چوک کہتے ہین امرا و سلاطین کے خانہ عالیشان بنے ہین مسجد جامع اور مسجد نواب روشن الدولہ ہے اور اس زمانے مین قبل از ہنگامہ فساد عمارات عالیہ بہت خوب بنتی تھی ہرچند سارے شہر کی بازار سوا دو بازار کے بہت تنگ ہین دار الامارت بھی جانب کنار غربی ہے تین طرف سے دیوارین سنگ سرخ کی ہین جسکا دور ایک میل ہے جہانگیر بادشاہ کی سلطنت مین نواب علی مردانخان دریاے جمن سے کرنال سو میل کے فاصلے سے نہر آب شیرین شہر مین لائے وہ زمان بدنظمات افغان اور ایرانیون تک جاری رہی بعد اسکے بالکل خشک ہو کر بند ہو گئی تھی لیکن ۱۸۲۰ء مطابق ۱۲۳۶ھ سرکار نے پھر اوسے صاف و درست کر دیا جسکا آج تک چشمہ فیض جاری ہے سارا شہر اور اطراف سرسبز و شاداب رہتا ہے اوسکے آب شیرین سے سب سیراب ہوتے ہین غرض بلد شمالی ۲۸ درجہ ۳۸ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۷ درجہ ۹ دقیقہ ہے فاصلہ کلکتے سے ۹۷۶ میل ہے۔
دلی کے راجہ اور مورخین اہل اسلام نے بنیاد اسکی ابتداے ۳۰۰۰ھ ۱۰۱۱ء مطابق ۴۰۱ھ ضبط تحریر کے ہے یعنے سلطان محمود غزنوی نے اسے لے کر غارت کیا لیکن بعد عہد و میثاق پھر راجہ کو واگذاشت کر دیا تھا اور سلسلہ ریاست پہلے قوم افغان سے شروع ہوا اور انکی سلطنت لشکرکشی شاہ بابر بیٹے طیمور لنگ تک برقرار رہی اور یہ بادشاہ بادشاہ شمالی غربی ہندوستان کو برباد ہی سلطنت چنگیز خان ہلاکو تک نعلبندی دیتے رہے۔

| نمبر | | سنہ ہجری | سنہ عیسوی |
|---|---|---|---|
| ۱- | تاج الدین ایبک | ٦٠٧ | ۱۲۱۰ |
| ۲ | آرام شاہ | | ۱۲۱۰ |
| ۳ | شمس الدین التمش | | ۱۲۱۰ |
| ۴ | فیروز شاہ۔ | ٦٣٣ | ۱۲۲۹ |
| ۵ | ملکہ دوران سلطان رضیہ | | ۱۲۳۵ |
| ٦ | بہرام شاہ | ٦٣٧ | ۱۲۳۵ |
| ۷ | علاء الدین مسعود شاہ | ٦٤٠ | ۱۲۴۲ |

| نمبر | | سنہ ہجری | سنہ عیسوی |
|---|---|---|---|
| ۸ | ناصر الدین | ۶۶۴ | ۱۲۴۴ |
| ۹ | غیاث الدین بالبین | ۶۶۴ | ۱۲۶۵ |
| ۱۰ | کیقباد | ۶۸۰ | ۱۲۸۶ |
| ۱۱ | فیروز شاہ خلجی | ۶۸۸ | ۱۲۸۹ |
| ۱۲ | سکندر ثانی | ۶۹۰ | ۱۲۹۵ |
| ۱۳ | شہاب الدین عمر | ۷۱۶ | ۱۳۱۶ |
| ۱۴ | مبارک شاہ | ۷۱۷ | ۱۳۱۷ |
| ۱۵ | تغلق شاہ | ۷۲۱ | ۱۳۲۱ |
| ۱۶ | سلطان محمود | ۷۲۵ | ۱۳۲۵ |
| ۱۷ | فیروز شاہ ثانی | ۷۵۲ | ۱۳۵۱ |
| ۱۸ | ابوبکر شاہ | ۷۹۲ | ۱۳۹۸ |
| ۱۹ | ناصر الدین محمود شاہ | ۷۹۶ | ۱۳۹۳ |

اسی سلطنت مین طیمور لنگ نے سنہ ۱۳۹۸ء مطابق سنہ ۸۰۱ھ عبور دریاے اٹک کیا دِلّی کو غارت کیا اور سلطنت قوم افغان سنہ ۱۴۱۳ء مطابق سنہ ۸۱۶ھ تک تمام ہوئی اور سنہ ۱۴۰۵ء مطابق سنہ ۸۰۷ ہجری مین طیمور لنگ نے ۷۰ برس کے سن مین انتقال کیا۔

| نمبر | | سنہ ہجری | سنہ عیسوی |
|---|---|---|---|
| ۱ | دولت خان لودی۔ | ۸۱۶ | ۱۴۱۳ |
| ۲ | خضر خان۔ | ۸۱۷ | ۱۴۱۴ |
| ۳ | مبارک شاہ۔ | ۸۲۴ | ۱۴۲۱ |
| ۴ | محمود شاہ ثانی | ۸۳۶ | ۱۴۲۳ |
| ۵ | علاؤالدین ثانی | ۸۵۰ | ۱۴۴۶ |
| ۶ | بلولی لودی۔ | ۸۵۴ | ۱۴۵۰ |

ان دونو سلطنت مین ریاستین ہندوستان کی منقسم ہوئین کسواسطے کہ حکام دکن گجرات

مالوہ جونپور بنگالہ نے اپنے تیئن بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الامرا اور حکام کے ہاتھہ پڑے جو بظاہر وقت سے از راہ سرکشی اطاعت بادشاہ دلی کرنے لگے فی الحقیقت سبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خود مختار ہو گیا سلطنت سے اسکا انتظام نہو سکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسیقدر تین کرور سے زیادہ روپیہ خرچ کرکے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھہ سے جاچکا تھا پس گویا زمینداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ مین مندرج ہے اور ارباب تحقیقات جانتے ہین۔

| | | |
|---|---|---|
| ۷ سکندر بن لودی | ۸۹۴ | ۱۴۸۸ |
| اسی بادشاہ نے | ۹۲۲ | ۱۵۱۶ |

۱۵۲۵ء مطابق ۹۳۲ ہجری سلطان بابر سے شکست کھائی اوسی سال بابر نے دلی کو لے لیا بس ابتداے سلطنت مغلیہ چغطہ شروع ہوئی۔

| | | |
|---|---|---|
| ۱ ظہیر الدین محمد بابر ۹ جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۳۷ سال | ۹۳۲ | ۱۵۲۵ |
| ۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۰ جنوری ۲۵ سال | | ۱۵۳۰ |
| شیر شاہ سے شکست کھائی | ۹۳۸ | ۱۵۳۱ |
| ۳ ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ فروری ۴۹ | ۹۶۴ | ۱۵۵۶ |
| امر کوٹ مین پیدا سنہ مذکور مین شہنشاہ | ۹۴۹ | ۱۵۴۲ |
| اکبر آباد مین انتقال۔ | ۱۰۱۴ | ۱۶۰۵ |

بادشاہان مغلیہ اور افغان مین یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابو الفضل تھا جو ۴۰ برس کے سن مین راہ زن کے ہاتھہ سے مارا گیا۔

| | | |
|---|---|---|
| ۴ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر ۱۷ اکتوبر ۲۲ | ۱۰۱۴ | ۱۶۰۵ |
| ۵ شہاب الدین محمد شاہجہان غازی ۳۱ | ۱۰۳۷ | ۱۶۲۸ |
| ۶ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر | | |
| ۲۲ فروری ۵۵ | ۱۰۶۸ | ۱۶۵۸ |
| انتقال ۲۱ فروری | ۱۱۱۹ | ۱۷۰۷ |

شاہ عالم انکا بڑا بیٹا زہر سے ہلاک ہوا۔

۷ اعظم شاہ شہید۔ چند ماہ

۸ ابو المظفر قطب الدین بہادر شاہ ۲۳۔فروری ۶ ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

۹ معز الدین جہاندار شاہ ۱۱جنوری سلطنت سے خارج ہوکر مارا گیا چند ماہ
۱۱۲۴ ۱۷۱۳

۱۰ محمد فرخ سیر شہید ۱۱جنوری مارا گیا ۷۔سال ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۱ رفیع الدرجات شمس الدین ابو البرکات ۱۔جنوری۔ طفل ۴۔ماہ
۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۲ رفیع الدولہ شاہجہان ثانی ۲۶۔اپریل طفل ۳۔ماہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۳ ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ ۱۲۔اکتوبر ۲۹۔سال ۱۱۳۲ ۱۷۲۰

۱۷۳۸ء مطابق ۱۱۵۱ھ مرہٹوں نے ایسی یورش اور ترقی کی کہ شہر پناہ دلی کو جلا دیا۔

نادر شاہ ۹۔مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ داخل شہر دلی ہوا۔ ۴۔اپریل بعد قتل و غارت

و اموال ولایت کو پھر گیا۔

۱۴ ابو النصر احمد شاہ ۲۰۔اپریل ۶۔ سال ۱۱۶۱ ۱۷۴۹

خارج سلطنت اور اندھے ہو گئے ۱۱۶۴ ۱۷۵۳

۱۵ عزیز الدین عالمگیر ثانی ۲۹۔نومبر ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

مارے گئے اور اسی سال احمد شاہ ابدالی داخل دلی ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۶ کئی مہینے تک شاہجہان سلطنت سے خارج ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۷ جلال الدین مرزا عبد اللہ علی گوہر شاہ عالم ثانی ۴۸ ۱۱۸۵ ۱۷۷۱

الہ آباد سے بحفاظت سرکار کمپنی داخل دلی ہوئے کور ہوئے ۱۲۰۳ ۱۷۸۸

غلام قادر روہیلے کے ہاتھ سے جسنے بہت سے اشخاص خاندان طیموریہ کو قتل و غارت کیا

بعد کئی مہینے کے مہاجی سیندھیہ کی اعانت سے بدترین عذاب سے بعد تشہیر کے مارا گیا۔

۱۱۹۴ ۱۷۷۰ تک تصرف و اختیار مرہٹہ کا سلطنت دلی میں رہا۔ جب جنرل لیک صاحب

۱۱ستمبر ۶ میل کے فاصلے شہر سے فوج مرہٹہ کو شکست دی ۱۲۔ ماہ مذکور کو داخل شہر ہوئے۔ جب سے آج تک صوبہ مذکور اختیار و حکومت سرکار دولتمدار میں ہے اگرچہ بیشتر ہنگامہ فساد ولی جو فوج بدمعاش سرکار نے کیا فقط بنام سلطنت مغلیہ رہی تھی۔

انتقال علی گوہر ۱۲۲۱ ۱۸۰۶

۱۸ ابو الناصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی ۳۔ دسمبر ۳۷ ۱۲۲۱ ۱۸۰۶

۱۹ ابو المظفر بہادر شاہ ثانی تخت سلطنت پر جلوس ۱۲۵۰ ۱۸۳۷

مرزا دارا بخت ولی عہد بہادر بادشاہ ۱۵ صفر عارضہ ورم جگر سے انتقال کیا درگاہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی میں دفن ہوئے ۱۲۶۵ ۱۸۴۹

انتقال بہادر شاہ رنگون قید سرکار۔ ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

## ایضاً جدول بادشاہان شاہجہان آباد بتفصیل تمام

نام بادشاہ و ولدیت امیر تیمور امیر طراغاز او لاد چنگیز خان ہلاکو۔

تاریخ ولادت ۲۵ شعبان سہ شنبہ ۷۳۶ھ ۱۳۳۵ء

محل ولادت مقام جلوس۔ شہر سبز از خط کش شہر بلخ۔

تعداد عمر روز جلوس۔ ۳۵۔ سال ۷۔ ۲۔ یوم

تاریخ مدت جلوس۔ ۲۲۔ شوال ۷۷۱ھ چہارشنبہ ۱۳۶۹ء

مرض الموت تاریخ وفات تپ محرقہ۔ یوم ۱۷ شعبان ۸۰۷ھ چہارشنبہ ۱۴۰۴ء

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت۔ سمرقند ۷۱۔ سال ۱۱ شہر۔ ۲۰۔ یوم ۳۵ سال ۱۰ شہر۔ ۲۵۔ یوم

۲۔ نام و ولدیت۔ جلال الدین میران شاہ ابن تیمور

تاریخ ولادت محل ولادت۔ پنجشنبہ ۱۴۔ ربیع الثانی ۷۶۵ ۱۳۵۴ سمرقند

مقام جلوس تعداد عمر روز جلوس میان سمرقند و آذربائیجان ۳۸ ۴ ۳

مدت جلوس مرض الموت وفات ۱۷ شعبان ۸۰۰ ۱۳۷۵ در جنگ مرزا

محل دفن مدت عمر و سلطنت تبریز ۳۱ ۱۰۰۷ ۱۴-ذیقعدہ ۸۱۰ ۱۴۰۷
۳۴ ۴۳

۳-سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ
۳-ذیحجہ سنہ ۷۹۹ ۱۳۹۷-نامعلوم
مقام جلوس سمرقند- تعداد عمر جلوس- ۹-سال-۲-شہر-۲۴-یوم
تاریخ جلوس-۲۴-ذیقعدہ سنہ ھ ۸۵۰ ۱۴۴۷ مرض الموت عارضہ جسمانی-
تاریخ وفات محل دفن ۳۰-ذیحجہ ۸۵۵ سنہ ھ ۱۴۵۱ خط کش-مدت عمر ۵۵ سال
مدت سلطنت- ۴۵ ۵

۴-سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد مرزا
۱۴-رجب ۸۳۰ ۱۴۲۷ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر جلوس- ۲۵-سال ۳-ذیحجہ ۸۵۵ ۱۴۵۱
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن در جنگ حسین بیگ گرفتار شدہ شہید
شد ۱۲-رجب سنہ ۸۷۳ ۱۴۶۷ نواح سمرقند
مدت عمر مدت سلطنت- ۴۳ سال ۱۷ ۳ ۱۴

۵-عمر شیخ مرزا خلف چہارم سلطان ابوسعید ۳۰-ذیحجہ ۸۶۰ ۱۴۵۵ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر جلوس ولایت اندجان فرجانہ ۱۲ ۶ ۳
تاریخ جلوس مرض الموت تاریخ وفات-دوشنبہ ۱۲-رجب سنہ ۸۷۳ ھ ۱۴۶۷ع
از بام کبوتر خانہ افتادہ مرد- ۱۴-رمضان دوشنبہ سنہ ۸۹۹ ھ ۱۴۹۳ع
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت-سمرقند ۳۹ ۶ ۲۶ ۱ ۲۲

۶-ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ابن سلطان عمر شیخ مرزا جنت مکانی ۶-محرم سنہ ۸۸۹ ھ
۱۴۸۳ع ولایت فرجانہ خط کش-
تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس- ۱۱ ۵ ۱۹ سہ شنبہ ۲۵-رمضان سنہ ۸۹۹ ھ
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن-تپ ۶-جمادی الاول ۹۳۷ ۱۵۳۰ کابل

۱۴۸۵۔ مدت عمر مدت سلطنت۔ ۹ ۴ ۲۷ ۰ ۱۱

۷۔ بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایون ابن بابر شاہ جنت آشیانی۔

ولادت محل ولادت مقام جلوس۔ ۱۴۔ ذیقعدہ ۹۰۳ ۱۴۹۷ ارک شہر کابل آگرہ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس۔ ۲۳ ۴۹ ۹۔ جمادی الثانی ۹۳۷ ۔ ۱۵۳۰

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن۔ از بام افتاد ۱۳۔ ربیع الاول ۹۶۳ ۱۵۵۵

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت مقبرہ ہمایون دلی ۲۹ ۹۴ ۲۵ ۱۰ ۵

۸۔ محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آشیانی یکشنبہ ۵۔ رجب ۹۴۹ ۱۵۴۲ امرکوٹ سہارا

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس مقام جلوس۔ ۱۳ ۰ ۲۰ جمعہ

۲۔ ربیع الثانی ۹۶۳ ۱۵۵۵ کلانور

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن۔ عارضہ جسمانی ۱۲۔ جمادی الثانی

مقبرہ سکندریہ ۱۰۱۴ ۱۶۰۵ قریب آگرہ

مدت عمر مدت سلطنت۔ ۶۴ ۱۱ ۷ ۵۱ ۹۲

۹۔ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکانی۔

۰۔ ربیع الاول ۹۷۵ ۱۵۹۵ فتح پور سیکری۔ اکبر آباد۔

مدت عمر روز جلوس۔ تاریخ جلوس۔ ۳۰ ۲ ۲۰ یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی

۱۰۱۴ ۱۶۰۵

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن۔ ضیق النفس یکشنبہ ۲۸۔ صفر

۱۰۳۷ ۱۶۳۶ باغ نور جہان واقع لاہور

مدت عمر مدت سلطنت۔ ۵۹ ۱۱ ۱۱ ۲۲ ۸ ۱۴

۱۰۔ محمد شہاب الدین۔ شاہجہان بادشاہ فردوس آشیانی

ولادت لاہور لاہور۔ پنجشنبہ سلخ ربیع الاول۔

مدت عمر روز جلوس۔ ۳۷ ۲ ۲۲ ۰

تاریخ جلوس۔ دوشنبہ ۲۲۔ جمادی الاول ۱۶۲۷ ۱۰۳۷

| مرض الموت | وفات | محل دفن | مدت عمر | مدت سلطنت |
|---|---|---|---|---|
| درد گردہ تپ محرقہ | ۲۶۔ رجب دوشنبہ ۱۱۶۷ ۱۷۵۳ | اکبرآباد روضہ تاج گنج | ۶۷ ۶۴ ۲ | ۳۲ |

۱۱۔ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خلد مکانی

۲۵۔ ذیقعدہ یکشنبہ ۱۰۲۸ ۱۶۱۸۔ صوبہ گجرات نواح اکبر آباد

۳۹ ۶ ۵ غرہ جمادی الثانی ۱۰۶۸ ۱۶۵۷

عارضہ جسمانی۔ جمعہ ۲۸۔ ذیقعدہ ۱۱۱۹ ۱۷۰۶ دکھن اورنگ آباد مقبرہ زین العابدین شاہ

۹۰ ۲ ۳ ۵۰ ۵ ۲۸

۱۲۔ اعظم شاہ بن عالمگیر شاہ ۱۲۔ شعبان ۱۰۶۳ ۱۶۵۲ دکن متصل اورنگ آباد ۵۵ ۳ ۲۶۔ ۴۔ ذیحجہ ۱۱۱۸ ۱۷۰۶۔ در جنگ بہادر شاہ کشتہ شد ۸۔ ربیع الاول۔ ۱۱۱۹ ۱۷۰۷ مقبرہ ہمایون بادشاہ دلی۔

۵۵ ۶۰ ۲ ۳ شہر ۱۰

۱۳۔ بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل سلخ رجب ۱۰۴۳ ۱۶۴۳۔ دکن کابل ۶۵ ۶ ۲ ۱۰۔ محرم ۱۱۱۹۔ ۱۷۰۷۔ عارضہ جسمانی ۱۹۔ محرم ۱۱۳۴ ۱۷۲۱ بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۸۰ ۲ ۱۰ ۵ ۲ ۸

۱۴ معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

غرہ شوال چہارشنبہ ۱۰۷۲ ۱۶۶۱ دکن لاہور

۵۲ ۳ ۱۸ ۱۸۔ محرم روز جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۲ فرخ سیر در قید کشت

۲۹۔ محرم ۲۵ ۱۱۳ ۱۷۱۳ مقبرہ ہمایون بادشاہ

۵۳ ۳ ۲۵ ۲ ۱۱ ۵

۱۵۔ فرخ سیر بادشاہ پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید مرحوم

غرہ محرم پنجشنبہ ۱۰۹۸ ۱۶۸۶ دکن نواح اکبر آباد۔

۲۶ ۱۱ ۳ ۲۳ ۲۳۔ ذیحجہ جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۳ اسیر حسین علیخان اسیر کردہ کشت۔

۹۔رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۵ء۔ مقبرہ ہمایون بادشاہ۔ ۳۴ ۲ ۹ ۳ ۳ ۹

۱۶۔ ابوالبرکات شمس الدین پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ رفیع الدرجات
۱۷۔ رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ ء دہلی اکبر آباد۔
۴۷ ۶ ۲۳ ۹۔ ربیع الثانی ۱۱۳۱ ۲۶ ۱۷۔ تپ محرق ۱۹۔ رجب
۱۱۳۱ ۱۷۱۸ مقبرہ ہمایون ۴۷ ۱۰ ۳ ۰ ۳ ۹

۱۷۔ رفیع الدولہ پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ۔
۲۰۔ رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ نواح اکبر آباد اکبر آباد
۴۷ ۲ ۰ ۹۔ رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۹ غلبۂ کوکنار ۱۷۔ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸
مقبرہ ہمایون ۴۸ ۱ ۲۸ ۳ ۲۸ ۲۸

۱۸ روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن جہاندار شاہ ابن بہادر شاہ فردوس آرامگاہ
۲۴۔ ربیع الاول ۱۴ ۱۱ ۱۷۰۲ غزنین۔ کھرا ولی موضع اکبر آباد ۸۔ کروہ
۱۷ ۲۴۷ ۱۷۔ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸
عارضہ جسمانی ۲۷۔ ربیع الثانی ۶۱ ۱۱ ۴۸ ۱۷ بدرگاہ نظام الدین
۴۷ ۱ ۴ ۲۹ ۱ ۱۰

۱۹ ابوالنصر مجاہد الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ
۱۷ ذیحجہ ۱۱۳۰ ۲۵ ۱۷ شاہجہان آباد پانی پت۔
۲۲ ۴ ۱۳۔ غرہ جمادی الاول ۱۱۰۶ ۹۴ ۱۶
بسبب کشیدن میل در چشم ۱۰۔ شعبان سہ شنبہ ۱۱۶۷ ۱۷۵۳
مقبرہ ہمایون ۲۸ ۰ ۲۳ ۳۰ ۳ ۱۰

۲۰۔ محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ عرش منزل۔
غرہ محرم ۱۰۹۹ ۱۶۸۷ صوبہ ملتان ولی۔
۶۸ ۷ ۱۰ ۱۰۔ شعبان ۱۱۶۷ ۱۷۵۳
از قلعہ فیروزہ آباد افتادہ مرد ۱۸۔ ربیع الثانی ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

مقبرہ ہمایون ۴۷ ۳ ۱۷ ۰ ۵ ۸ ۸

۲۱ علی گوہر شاہ عالم بادشاہ بن عالمگیر ثانی فردوس منزل

۲-جمادی الاول ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ دلی-

گھتولی متصل عظیم آباد ۴۲ ۲ ۳ ۴-جمادی الاول ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

عارضۂ جسمانی ۷-رمضان بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۹۰ ۹۳ ۴۸ ۴ ۳

۲۲-ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ بن شاہ عالم

۲۰-رجب ۱۱۷۳ ۱۷۵۹-ریمان مکن پور- دار الخلافت شاہجہان آباد

۴۸ ۹۱ ۷ رمضان ۱۲۲۱ ۱۸۰۰

اسہال و ورم ۷-جمادی الثانی ۱۲۵۳ ۱۸۳۷

بدرگاہ خواجہ قطب الدین برابر والد خود ۸۰ ۳۱ ۱ ۲۰

۲۳ ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۲۱۳ ۱۷۳۶ ۱۰

شاہجہان آباد ایضاً ۶۳ سال- ۱۲۵۳ ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

رنگون ۹۹ سال ۲۶ سال-

۲۳-سلطنت موافق خواب امیر تیمور لنگ درست ہے واللہ اعلم

من ابتداے ۷۳۶ھ ہجری ۱۳۳۵ء تا غایتہ ۱۲۷۳ھ و ۱۸۵۷ء

مجموع پنج صد و ہشت سال ہوتے ہین-

# پانچوان باب

## فساد عظیم بلواے عام شاہجہان آباد تا خاتمہ اور مرزا ابو المظفر سراج الدین بہادر شاہ کا رنگون جانا انتقال بانی رئیسان شہر انجا

مہر صاحب سلام نے احوال فساد بلوے کے جو جہان آباد ہوا لکھواے چنانچہ مرزا نوشہ صاحب اسد اللہ خان غالب مرحوم نے کچھ منظوم کیا اس جہت سے اس مولف کتاب نے بھی مشمول فساد لکھنو و ساے شہر

سے دریافت کرکے لکھا ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ۔

تمام ہندوستان مین دو معرکہ عظیم بلوہ فساد ناگہانی کے ہوئے ایک دلی اور لکھنؤ مین کسواسطے کہ یہ دونون پایہ تخت سلطنت تھے باقی غساد بے بنیاد ہوا ایسا قیام کہین اور نہین ہوا ہر چند دلی مین کئی مرتبہ اس طرح کا فساد و قتل غارت ہوا مثل آمد نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی وغیرہ مین انقلاب ہوا مگر یہ رنگ انقلاب اور تھا اور نہ یہ صورت خاص گذری اور لکھنؤ ہمیشہ امن وامان مین رہا۔

خلاصہ سال بھر پہلے اس ہنگامہ عام کے گورنمنٹ سے کارتوس جنگی آئے کہ فوج مین تقسیم ہون ہندو مسلمان سپاہ نے اوسکے استعمال مین تامل کیا اس جہت سے کہ اوس کارتوس مین چربی سور اور گائے کی لگی تھی چنانچہ اصل یہ مادہ فاسد چھاونی بارک پور کلکتے سے پیدا ہوا جسطرح اکثر وبائے عالمگیر پہلے کلکتے سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن چھاونی کے دو تلنگے دریا پر نہار ہے تھے اتفاقاً تیسرا شخص بھی اونکے برابر نہا کر اپنی دھوتی کو جھٹکنے لگا جسطرح ہندو دھوتے ہین اوسکی چھینٹین ان تلنگون پر پڑین بہت خفا ہوکر کچھ سخت سست کہہ بیٹھے اوسنے کہا سبحان اللہ ان بوندون سے اتنی احتیاط کرتے ہو کل جنگی کارتوس جو ولایت سے آئے ہین کیونکر کاٹوگے جنپر چربی گائے اور سور کی لگی ہے اس عرصے مین دو اور سپاہی چھاونی کے آگئے زمع شہر ہو گیا اور وہ بھی چار چھاونی کا تھا زاہ مین سپاہیون کو چربی کے نام سے کھٹکا ہوا پہلے اوسکی تحقیق صدق و کذب کو دریافت کیا کہ مبادا خلاف ہو تو خجالت ہوگی بس جب خوب ثابت ہو گیا کہ فی الحقیقت دونون چربی ٹھیک ہین اسنے سراسر خلاف مذہب و ملت سمجھ کر بااخفا ہر چھاونی ہندوستان مین افسرون کو لکھ بھیجا باتفاق سبنے سنکر انکار کیا اور مستعد فساد ہوئے چنانچہ برگیڈیر چھاونی مین پریڈ کر کے حکم تعمیل جدید کارتوس سنایا باتفاق ہندو مسلمان نے عذر کیا کہ ہمنے برسون سے سرکار کا نمک کھایا سر فروشی کے واسطے نہ ایمان دینے کو افسرون نے کچھ اعتناع نہ کیا جواب دیا کہ ہم البتہ حکم گورنمنٹ بجا لائینگے اتفاقاً کمانڈر انچیف بھی وہان تھے کچھ انتظام نکر سکے۔

نوک کی پلٹن کی ۵ کمپنی چھٹ گاون ۶ اور ۵۔ اس چھاونی مین تھی اوسنے ۔۔۔ اسلحہ حرب

سرکار مین دیا اور اپنی تنخواہ لے کر گھر کی راہ لی۔ حکام نے کچھ اسپر بھی اعتنا نکی بلکہ اونکا
عفو جرائم کیا اسکے بعد ۲۔ پٹالن بدے کو اضلاع غربی کو چلین اونکے پیچھے پلٹن گورے کو
حکم ہوا کہ راہ مین فرصت وقت پانا انکو سزا دینا تا اورون کو عبرت ہو جاوے اور افسر
ہندوستانی جو وہان سے چلے وہ اپنی موشگ دوانی سے غافل نرہے یعنے اگر کوئی ہمارا سردست
مستحق ریاست ٹھہرے تو فساد باتفاق کر دیجیے لیکن سب سے جواب صاف پایا جب یہ خدشہ فساد
سرکار کو ہوا قلعہ کلکتہ مین تلنگون سے اسلحہ حرب لے لیے فقط بندوق کے گز بھرے کو رہنے دیا
اور بادشاہ کو بھی انھین تعہدات سے قلعے مین رکھا۔ نواب ولی کے نقل کرتے تھے کہ مین جرنل صاحب
کی ملاقات کو گیا کہنے لگے ہم آپ سے اکثر ایک بندوق کی تعریف کیا کرتے تھے اب اوس قسم
کی بندوق ولایت سے آئی ہے وہ اسو گز بلا وسکی گولی جاتی ہی غالب ہے کہ اب ہماری پلٹن مین
اوسکا رواج ہو سکی نہوسکین افسوس یہ ہی کہ ہماری فوج اوسکے استعمال مین کارتوس پر راضی نہین ہوتی
اور یہ کہتے ہین اوسکو منہ سے کاٹنا ہے اور سور کی چربی کا لگا ہے نواب نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر یہ
ہے کہ پہلے گورے استعمال کرین جب انکا رفع خدشہ جاتا رہے گا سپاہی بھی خوا مخواہ استعمال
کرینگے جرنل صاحب نے کہا ہمنے سب طرح سے اسکی تصریح سرکار مین کی اور لکھی منظور نہین خیر
ہم جانتے ہین کہ ہماری اجل اس فوج کے ہاتھ مقدر ہوئی ہے مجبور ہین جب فوج ولایت
سے آویگی انکا استعمال کریگی۔

خلاصہ جب چھاونی میرٹھ مین کمان افسر نے تیسرے رسالہ ترکسوار کو حکم کارتوس کے کاٹنے کا
دیا باتفاق ہندو مسلمان سب نے انکار کیا اور عذر کیا افسر نے ایک دن چاہا کہ سبکو توپ سے
اوڑا دین اتفاقا جب رسالہ توپخانے سے گذرا ایک خلاصی نے سمجھا دیا کہ پریڈ پر نہ ٹھہرنا
سیدھے چلے جانا ہمین حکم قطعی یہ مل چکا ہے یہ سنکر رسالہ ساکت و فراموش اپنی لین کو چلا گیا
ایک صوبہ دار نطفہ حرام سب سے شتر کینہ رکھتا تھا فرصت وقت پاکر اپنا رسوخ دکھانے کو اپنے
افسر سے کل سپاہیون کی چغلی کھائی کہ یہ مفسد و مغوی سب کے ہین انھین پہلے قید کر دیجیے پھر
سب درست ہو جائینگے دوسرے دن صوبہ دار نے پریڈ پر اپنے عرائض سے کارتوس کاٹ کر
سبکو دکھایا تاکہ سب پر حجت تمام ہو سبھون نے جواب دیا کہ یہ ہمارے دین سے نکل گیا ہے اور وقت

کمان افسر نے شتر سوارون کو جیلخانے مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ انکے پانوئین بیڑی ڈالدو صاحب جیلخانہ نے کہا کہ از راہ خدا ترسی کہ سردست اتنی بیڑی طیار نہین۔ اور کہنے لگا معلوم ہوا افسرون کی قضا دامنگیر ہوئی ہے دوبارہ حکم بھیجا کہ بیڑیان لوہے کی سلاخ کی کاٹ کر پہنادو۔ بعد اسکے تین دن تک ان اسیرون سے آب و طعام کی کچھ فکر نہوئی۔

۹۔ مئی روز شنبہ ۱۴۔ ماہ رمضان ۱۲۷۳ھ حسب الحکم کمان افسر اسیرون کو حکم دیا کہ پابجولان پریڈ پر لاؤ بذلت تا اورون کو عبرت ہو اور پھر کوئی سرتابی حکم نہ کرے جب اسیر اسصورت سے گذرے چھاؤنی کی بازاری رنڈیون نے باقی رسالے کے سپاہیون کو گالیان دیکر غیرت دلائی اور سب نون مرچین لگاکر مردنیا یا اکثرون کے منہ پر تھوک دیا کہ تمسے ہم رنڈیان بہتر ہین کیون تلوار باندھکر اپنے تیئن مرد بنایا ہے وائے تمپر۔ یہ سنکر سبکو ایک جوش حمیت و غیرت از حد ہوا۔

دوسرے دن یکشنبہ ۱۵۔ ماہ مبارک بعد دوپہر کے جب نماز ظہر پڑھ چکے اس رسالے کے سیسٹر نے جو لین مین تھے کمر باندھ مسلح ہوکر باہر نکلے اور چھاؤنی قتل و غارت اور بنگلون کو آگ لگانا شروع کیا اور ساری فوج نے اسپر اتفاق کیا اور صاحب جیلخانے کو اوسیوقت باعزت بسلامت چھاؤنی سے نکالدیا اور اوسکے احسانمند ہوئے پٹالن رفیل گورہ ۶۔ رسالہ لامنتر توپخانہ گورہ دمدمے مین مع صاحبان چلے گئے اور بہت متحیر اور متعجب ہوئے کہ اس انتظام و اہتمام پر یہ صورت ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نتھا خلاصہ شام تک یہ ہنگامہ قتل و غارت رہا اور نامردان نا عاقبت اندیش نے جو کسی طرح نکرنا تھا وہ کیا یعنے اطفال بےگناہ خوردسال۔ عورات بےگناہ یا جسے عیسائی جانا قتل کیا پھر دونون پٹالن پہلی بیسوین اُنسٹھ۔ گیارھوین سوارون کے شریک ہوئین شہر مین جاکر روزے سے اور اپنے جہاد بدنفسی کی دوڑ دھوپ سے تھک گئے تھے بازار مین ماکولات پر جھکے رعایائے شہر نے بھی ناحضر موجود کو مجاہدین راہ خدا سے موافق اپنے عقیدے کے حاضر کیا اور خوف جان و مال سے اپنے گھر کے دروازون کو بند کر لیا آدھی رات تک جب کھانے سے فراغت ہوئی دلی کو چلے

اونکے پیچھے کئی کمپنی سپاہی پرس اینرس گئی تھوڑی دور جاکر پھر آئی صاحب کمشنر میرٹ نے چٹھی اس سانحہ کی سائمن فریزر صاحب کمشنر دلی کو لکھ کر بھیجی۔ اتفاقاً وقت شب صاحب مخمور تھے چٹھی کو اپنی پاکٹ مین رکھ لیا یہ بڑی غفلت بداقبالی سے ہوئی وگرنہ پل پر اسکا انتظام کرتے سوار کیونکر دفعتہً چلے آتے۔

۱۶۔ تاریخ ماہ مبارک ۱۱ مئی اول دم صبح ایک سوار دلی مین ثمن برج کے جھروکے کے نیچے سے جہان بادشاہ بیٹھتے تھے پوچھا میر فتح علی خان داروغہ تخت شاہی کہان ہے یہہ اوسوقت چبوترہ لب دریا خضری دروازے کے آگے سے نماز پڑھ رہے تھے جواب دیا کیا کام اونسے ہے کہا مین حکم فوج لایا ہون جلد بادشاہ سے عرض کرو کہ ہمنے سب صاحبان فوج و میرٹ کو قتل و غارت کیا ہے اب یہان کے صاحبون کے استیصال کو آئے ہین اکبر بادشاہ ہمارے شریک دین ہوگا تخت پر بٹھائین گے وگرنہ ابھی ہم تماشا دکھلا دینگے کہا بہت خوب مین ابھی بادشاہ سے جاکر عرض کیے دیتا ہون اوسکے بعد وہی سوار وہانسے شہر مین پھر آیا۔

ایک سوار اور لاہوری دروازے سے قلعہ مین آیا اور دلی دروازے سے باہر جاکر دو کمپنی جو قلعہ مبارک مین متعین تھین اور کمپنی جو میگزین اور خزانے پر کشمیری دروازے مین تھی ان چارون کو ورغلا کر اپنے ساتھ چھاؤنی وزیر آباد اور راجپورے مین لے گیا اور تینون پلٹن ماہمی رَن سنٹ والنٹیر داہنے اور توپخانہ اسی کو اپنے ساتھ لایا اس عرصے مین ۹۔ بجے بادشاہ نے قلعہ معلٰے مین بدستور دربار عام کیا ابھی تک اہل شہر اور حکام کو اس سانحہ سے خبر تھی جب وہ سوار چلا گیا میر فتح علی نے تسبیح خانے مین جاکر معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر جنگ سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا اور میر اشرف علی فوجدار خان سے کہا جواب دیا کہ ایسے امور کو زبان پر لانا نہ چاہیے کہ باعث سراسر ذلت و خرابی کے ہین اوس سوار نے نشے مین ایسی بات کہی ہوگی۔

اس عرصے مین دو سو چالیس ترکسوار میرٹ آن پہونچے اور دریا کے پل کے دونون طرف بنگلے کو آگ لگا دی داروغہ پل نے صاحب مجسٹریٹ سے خبر کی تھوڑے سوار پل پر رہے باقی ثمن برج کے نیچے دریا کے کنارے سب غل مچا کر وہی پیام اول کہنے لگے بادشاہ نے اوسوقت کپتان

ڈگلس قلعدار کو بلوا کر فرمایا یہ کیسا شور و غل تم اپنی فوج کا سنتے ہو کیا کہہ رہے ہین کپتان
اور احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان اور سیف الدولہ مرزا غلام عباس خان وکیل شاہیہ تینون
تسبیح خانے مین آئے سوارون کو جوابدیا کہ کیون گھبراتے ہو جو کہتے ہو وہ ظاہر ہو جائے گا
سوارون نے کہا اگر دروازہ کھول کر آجاؤ ہم تمھین ابھی قتل کرتے ہین ہم تمھاری قوم کے
قتل کو آئے ہین کپتان نے از راہ جراءت چاہا دروازہ کھولکر اونھین جواب دے مگر ان
دونون نے سمجھا کر منع کیا اور اپنے مکان کو چلے آئے۔

رعایائے شہر نے یہ حال دیکھ کر اپنے گھر کے دروازے بند کرلیے یمین الدولہ سائمن فریزر صاحب
ایجنٹ اور کمشنر شہر پادری صاحب ڈاکٹر صاحب اپنی کوٹھی سے مع رسالہ اردلی قلعے مین آکر قلعدار
کے مکان مین ٹھہرے اثنائے راہ اوس رات کی چھٹی کو پڑھا سیف الدولہ سے فرمایا بادشاہ
کی توپ اور گولہ انداز میگزین کو جلد لاؤ اونھون نے دیوان خاص مین ہر چند تلاش کی نپایا ناکام
پھر کر عرض کیا کہ بروقت سواری بادشاہ کار توس سرکار سے گنکر ملتے تھے اسوقت کہان۔

اسعرصے مین سوار جابجا متفرق ہو کر قلعے کے دروازے کے کھولنے کے تجسس مین پھر رہے تھے
کہ ناگاہ ایک شخص گمنام نے راج گھاٹ کے دروازے کو جسمین قفل نتھا اور نہ کوئی پاسبان
وہان تھا کھولدیا بس دفعتہً سوار داخل قلعہ ہوئے دریا گنج کے چھاؤنی کے بنگلون کو آگ لگانی
شروع کی اور وہین سے قتل کرنا شروع کیا تلنگے جو قلعے کے دروازون پر تھے اونھون نے
ان چارون صاحب پر یورش کر کے مع مین میم کے مار ڈالا فریزر صاحب نے چاہا کہ وہان سے
نیچے اوترین ایک سوار نے بندوق ماری گر پڑے عبدالقادر خان ولایتی مرد سودائی ملازم محبوب علیخان
وہان رہتا تھا سوار کی تلوار لے کر صاحب کے پیٹ مین ماری اس عرصے مین قلعہ کے سب دروازے
بہت مستحکم بند کر دیے میگزین مین صاحب میم اطفال تقریباً ڈیڑھ سو تھے شہر حویلی دار اشکوہ
مین جمع ہو گئے تھے سوارون نے دریا گنج سے دونون توپین سلامی بادشاہ لیکر سڑک کی
سنگریزے بھر کر میگزین پر مارے صاحب جو مکان میگزین مین تھے خلاصی سے پیپہ باروت کا
لے کر لال بٹارمو کے نیچے بچھوا دیا ہندوستانی کو وہان سے باہر نکالدیا آگ دے کر سبکو اوڑا دیا
اونھین ایک ہیرو تھا کہنے لگا کہ خود ہلاک کرنا بہتر ہے اوس سے کہ ہم ان سب کتون کے ہاتھ

سے بذلت مارے جائین لیکن فصیل شہر پناہ مین میگزین اور دریا تھی پانسو تماشبین اور سپاہی تماشے
کو کھڑے ہوے تھے وہ سب ہوا سے آسمان مین تنگے ہو کر اور [illegible] یہ سب چار سو سے زیادہ
نتھے تلنگے میگزین مین جا کر اسلحہ [illegible] سب لوٹنے لگے [illegible] قریب گرجہ پہونچی دو افسر آگے
سے چلے آتے تھے اسطرف سے دو سوار جاتے تھے صاحب نے حکم فیر دیا سپاہیون نے ہوا ے
آسمانی چھوڑی دونو سوارون نے زیر تیغ دہر لیا اس عرصے مین [illegible] اس صاحب سو بجے شہر گھبی
پر سوار کر نال کو چلے گئے جہان تکیف صاحب ایجنٹ مجسٹریٹ شہر سے بہاگ کر پہونچے نواب معین الدین
حسینخان تھانہ دار نے گھوڑا اور اپنے کپڑے دے کر روانہ کر دیا افسران توپخانہ اور پلٹن کی
پلٹن کے بسیرو یا بعض سمت کرنال پانی پت۔ آگرہ چلے گئے اس عرصے مین دونو پلٹن میرٹھ
کی بھی پہونچین اب سپاہی ملکر ہر طرف صاحبون کی تلاش مین دوڑنے لگے مرد عورت
بچے کو جہان پایا مارڈالا گھر کو لوٹ کر آگ لگا دی بنک مین ۱۲-لاکھ روپیہ تھا لے لیا کوتوالی
کا بھی یہی حال کیا شرف الحق کوتوال شہر بھاگا کسی کے گھر مین چھپ رہا شہر کے تھانون کو لوٹا
آگ لگا دی فانوس جو سڑک پر بازارون مین نصب تھین توڑ ڈالین۔ غرض دو پہر تک طرفہ
ہنگامہ قیامت برپا تھا۔

اس عرصے مین مرزا ظہیر الدین بہادر عرف مرزا مغل بادشاہ کے بیٹے جو نواب شرافت محل صاحبہ
سیدہ سے تھے مسجد سنہری جو قریب چبوترہ کوتوالی ہے جب نماز ظہر پڑھ چکے حسب الحکم بادشاہ
شہر مین منادی امن و آمان دی اور معین الدین حسنخان کو کوتوال شہر کر کے داخل قلعہ ہوے
اور پانچ لاکھ روپیہ جو خزانے مین تھے وہ بھی لوٹ لیے پھر سب فوج جمع ہو کر دیوان خاص
و عام مین آئی قریب شام بادشاہ تخت پر سوار محل سے برآمد ہوے فوج سے فرمایا مین مرد فقیر
نہ روپیہ نہ فوج میرے پاس پھر کیون میرے پاس آئے ہو گوالیار جے پور حیدرآباد کشمیر
جاؤ وہان یہ تینون چیزین ہین انھین پانچ پلٹنون سے مقابلہ انگریز کیا چاہتے ہو کچھ سمجھ مین
نہین آتا معلوم نہین کیا سمجھے ہو فوج نے عرض کیا کہ سب فوج ہندوستان کی حرارت دین سے
انگریزون سے پھر گئی ہے اب ہم سب جان نثارون کی مصلحت یہ ہوئی کہ حضور کی اطاعت
کر کے استیصال نصاریٰ کرین بادشاہ نے فرمایا تمھین اختیار ہے خیریت بھی شریک حال ہونا

بعد اسکے بادشاہ داخل محلسرا ہوے آدھی رات کو توپخانہ چھاؤنی سے قلعے مین آیا ۲۱ - توپ سلامی کی چلی -

بموجب درخواست سپاہ بادشاہ نے شاہزادون کو افسر سوار و پیدل و توپخانہ کیا بجاے کمانڈر انچیف مرزا مغل کرنل پلٹن و النٹیر ایٹ مرزا خضر سلطان کرنل پلٹن پیلی مرزا عبداللہ کرنل پلٹن الکزنڈر مرزا صحراب ہندی عرف مرزا مینڈو کرنل پلٹن رن سٹ مرزا انجتا ور شاہ کرنل رسالہ - مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر بیٹے مرزا فتح الملک ولی عہد متوفی مادہ تاریخ روز اول اس سانحہ کا رستخیز بیجا مرزا اسد اللہ خان غالب نے کہا -

یکشنبہ ۱۰ - ماہ مبارک ۱۲ مئی بادشاہ نے شقہ خاص خواجہ بخش مستر سوار کے ہاتھ کالون صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ کو بھیجا کہ تمھاری فوج باغی نے بجبر مجھے گرفتار بلاے تازہ کیا ہے آمادہ جدال و قتال ہے اور مایہ دولت سے اسکا دفع کرنا غیر ممکن جو مناسب جانو اسکا علاج کر دین مجبور ہون - گورنر نے شقے کے کرادسے ٹھہرایا اور نقل شقہ سب راجپوتانے مین بھیجدی -

بادشاہ ہر روز موافق معمول دربار کرنے لگے تلنگے اکثر صاحبون کو جو چھپ کر جابجا رہ گئے تھے پکڑ لاکر حکم قتل چاہتے تھے بادشاہ رحمدلی سے حکم قید دیتے تھے تیسرے پہر کو سوار ہو چاندنی چوک مین جو روبروے باغ بیگم ہے تھوڑا ٹھہرے افسرون کو حکم کیا کہ شہر کے تینون دروازون پر دو دو کمپنی متعین ہون اور سلامی بادشاہ بدستور ہوا کرے -

۱۶ - ماہ مبارک تک ۵۲ - صاحب و میم و اطفال قید ہو چکے تھے جب سپاہ نے حکیم احسن اللہ خان معتمد علیہ پر یورش کی کہ تم ابتک خیرخواہی نصارے سے ہاتھ نہین اوٹھاتے ان قیدیون کو ابتک زندہ رکھا ہے ہمین دیدو وگرنہ تمھین اور بیگم صاحبہ کو مار ڈالین گے مرزا مغل نے فرمایا دستور ہماری سرکار کا یہ ہے کہ محبوس کو جان سے امان دیتے ہین سپاہ نے کچھ جواب ندیا اور اون دو نو پر اتہام سازش سے تشدد کیا آخر جب معین الدولہ نے سمجھایا سپاہ نے کہا کہ اگر یہ دو نو قرآن اوٹھالین تو ہم دست بردار ہو جاین غرض اونکے اطمینان کے واسطے مجبوری قرآن اوٹھا کر اپنی جان بچائی تب سپاہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے صاف ہو گئے ہو پھر ان قیدیون کو کیون نہین دیتے حکیم صاحب یہ سنکر بہت گھبرائے بادشاہ سے عرض حال کیا ہر چند شاہزادون نے بہت سمجھایا اون ظالمون نے نمانا

آخر اون اسیرون کو چوک مین جہان فرخ سیر بادشاہ کو مارا تھا دو توپ پویون لاہوری دروازہ قلعہ اور نقار خانہ دیوانخاص کے بیچ مین بٹھا کر گولیون سے گرا دیا اس مجمع مین ایک شخص اہل شہر سے بھی مارا گیا پھر نعش مقتولین چھکڑون پر لدوا کر دریا مین بہادی اور دو صاحب جو توپخانہ کوٹھی راجہ کشن گڈہ مین محصور تھے لڑ رہے تھے اونھین پکڑ کر توپ سے اوڑا دیا اور شاہزادے جنھین اپنا افسر کیا تھا اونھون نے ہر ایک کو خلعت منصوبی دلوایا اور مرزا جوان بخت بیٹا بادشاہ کا جو نواب زینت محل ملکہ دوران سے تھا اوسے خلعت وزارت نیابت بادشاہ دلوایا

۱۹- کو سپاہ باغی و خونخوار نے طمع خام سے چاہا کہ شہر کے روپیہ والون سے باتہام سازش انگریز ذلیل کرین روپیہ بھی لین پہلے اعتماد الدولہ سید حامد علیخان کا گھر تاکا کچھہ اسباب کوٹھی کا لے کر میر صاحب کو قید کر کے نقد و جنس کی پرسش کر رہے تھے جب یہ خبر مرزا نصرت جنگ وزیر شاہ کو پہونچی بہت جلد آئے سپاہ کو کوڑے مار کر گھر سے نکال دیا سید کی جان بخشی کی - وقت عصر حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو اپنے خرچ یومیہ کے واسطے گھیرا بعد قیل و قال فی سوار ایک روپیہ چار آنہ پیدل مقرر کروائے اسیطرح ہر افسر کا یومیہ مقرر ہوا پھر حکم بادشاہ ہوا کہ موافق دستور قدیم جتنے امرا اور رئیس شہر ہین ہر صبح کو دربار شاہی مین حاضر ہوا کرین -

اس عرصے مین - کمپنی سائیرس مینرس سب طرف سے جمع ہو کر آ لی آگ جو میگزین مین لگی تھی رفتہ رفتہ قریب کوٹھہ بان پہونچی ۵- لاکھہ بان وہان رکھا تھا حکم ہوا پہلے آگ بجھاؤ پھر سب بان کو ٹیلہ مجنون سے نکالکر کوٹھہ جوہرا بھورا مین رکھدو -

فورٹ صاحب کلکٹر گڑگانوان خزانہ تحصیل کو مہر سنگڈہ مین رکھوا کر چلے گئے تھے جب سپاہ نے سناہ کمپنی تلنگا و رسوار میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل کمپنی اور گلابخان صوبہ دار ۳- رسالے جا کر لے آئے خزانہ بادشاہی مین داخل کیا ۳- لاکھہ ۲۵- ہزار تھا -

آب رعایائے شہر پر سپاہ کی بازار مین خرید کرنے کم قیمت دینے پر ایک ہنگامہ برپا ہوا - نوبت بکشت و خون پہونچی اسمین ایک ترپ ملازم مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ آکر ملازم ہوا اوسی حساب سے اوسکا بھی یومیہ مقرر ہوا اور اردلی مین فرخ شاہ احمد قلیخان بہادر خسر بادشاہ کے رہنے کو حکم ہوا اب افسرون نے تجویز کیا کہ شاہزادون کی افسری موقوف کر کے امرا کو مامور

کیجیے میر نواب نواب محمد خان نائب مرزا خضر سلطان جو ماپٹ کی پلٹن کے افسر تھے رہتک کے خزانہ لینے کو گیے چار لاکھ کئی ہزار لے آئے۔

۲۹۔ کو مرزا خضر سلطان نے دو سو مذہب عیسائی جو کوتوالی مین قید تھے اونپر رحم کھایا اور بعد تلقین کلمہ اسلام ظاہری چھوڑوا دیا ایک اور امر تازہ یہ ہوا کہ تلنگون نے مسجد جامع کی جوتی والون سے ایک ہنگامہ برپا کیا نوبت کشت وخون پہونچی تھی مرزا مغل شاہزادے گئے بعد مارپیٹ کے تلنگون کو کوتوالی مین قید کیا اس سے فی الجملہ تخفیف عذاب ظلم رعایا کی ہوئی اور موجب عبرت فوج اوسی شام کو ہلال ماہ شوال نظر آیا۔

خلاصہ صاحبان فوج ونظامت اور میم ایسے وقت قیامت وفتنہ ناگہانی مین لاچار پریشان بیہوش وبے حواس ہراسیمہ ومضطر کچھ سوار باقی پیادہ ولباس ژولیدہ پابرہنہ افتان وخیزان راہی چھاؤنی کرنال آگرہ ہوے اور جنکے پانون مین زنجیر اجل پڑگئی تھی چھاؤنی مین شہر کی گلیون مین جابجا اکثر محلون مین چھپ رہے تھے شہر سے باہر نکل سکے اونھین ظالمون نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مارا کئی میم نورسیدہ وبہت قابل ہوکر ولایت سے تازہ وارد تھین وہ ناکام دنیا سے گئین ایسے احوال کی توضیح وتفصیل مین قلم اور ہاتھ دونون کانپتے ہین کیونکر اور کسطرح سے بیان کیجیے سراسر حیرت وتنبیہ الغافلین ہے اگر چشم بصیرت ہو تو یہ مقدمہ بھی مثل حال فوج بنی امیہ نظر آتا ہے کہ جب فوج سلطنت سے منحرف ہوے اپنی سرکشی سے بہت سا فساد برپا کیا اور ہر قبیلہ وطائفہ کو محرک تخت نشینی کیا لیکن ہر شخص مثل صولت ودبدبۂ نصارے سلطنت بنی امیہ ڈرر ہا تھا آخر بعد تجسس کے ہاشم پوتے حضرت عباس عم رسول خدا صلعم کو منتخب کیا اور اوھین طبرح سمجھا کر تخت نشین خلافت کیا مگر سلطنت بنی عباس قدرت خدا سے ایسی چمکی کہ لوگ اوس سلطنت کو بھول گئے اوسکے بعد چنگیز خان ہلاکو نے انکا بھی استیصال کلی کیا غرض دنیا مین کچھ نئی بات نہین ہوئی ہن پڑنا شرط ہے۔

عید کو بادشاہ سوار ہوکر عیدگاہ نہ گئے قلعہ مین مسجد چوبی مین نماز پڑھی لیکن مرزا مغل مرزا خضر سلطان اور بیٹے بادشاہ کے مع فوج نواب محمد حسن خان اور رؤساے شہر بڑی دھوم دھام سے گئے ابھی ان سب نے نماز نہ پڑھی تھی کہ بادشاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا امرا کی نذر لینے لگے

اتنے مین ایک غبار گرد سمت میرٹھ سے اوٹھا لوگون نے کہا دیکھو پار دریا سے فوج انگریزی آپھونچی بس ہلچل پڑگئی شاہزادے داخل قلعہ ہوے آخر معلوم ہوا بنجارے رسد غلہ لاتا ہے پھر قریب شام ایک گوئندے نے خبر دی کہ فوج میرٹھ سے آتی ہے۔

دوسری تاریخ شوال مشہور ہوا کہ جان لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور اور رابرٹ صاحب تفحص احوال کو شہر مین باغ مقبرہ روشن آرا بیگم کے اوترے ہین مرزا خضر سلطان فوج لیکر گئے سنا اسے منبر اور اسباب چاہ و پانی کے کچھ نہ دیکھا اور ایکطرف چوبی زینہ دیوار سے لگا رہ گیا تھا ہر چند تلاش کی نہ پایا۔

ایکدن بادشاہ دربار عام مین تھے کہ ایک فقیر تہمت باندھے کھادے کا کرتہ پہنے سر پر کچھ لپیٹا باندھا ہوا لوہے کا بشت خار ہاتھ مین تسبیح تھامنے کے دروازے پر قریب لال پردہ پھونچا کہ دیکھونگا مجھے خلوت مین کچھ بادشاہ سے کہنا ہے داروغان نے بادشاہ سے خبر کی حکیم احسن اللہ خان کو حکم ہوا تم جاکر مطلب پوچھو فقیر نے کہا مین چچا راجہ چیر کھاری کا ہون مدت سے سیاحت اختیار کی ہے راجہ نے یہ ہنگامہ سنکر عرض خاص کیواسطے مجھے بھیجا ہے امیدوار ہون حاضر ہونیکا حکم نے کہا تم شام کو میرے گھر آنا جب فقیر لال پردے سے چلا تلنگہ باغی جو پہرہ پر تھا اوسنے پہچان کر کہا یہ سپاہی لارنس صاحب کا ہے جو معرکہ کابل مین محمد اکبر خان کا سامنے مقابلہ کر رہا تھا بادشاہ کے لوگون نے کہا بابا یہ تیرا گمان غلط ہو گیا انکی پیٹھ پر ایک زخم تیر اور دو زخم گولی کے ہین اگر یہ ہون تو مین سچا ہون انکا بدن در رنگ خلاف رنگ اور صاحبون کے ہے سپاہی نے چاکو سے صاحب کی جلد بدن کو چھیلا جلد سفید نکلی اوپر روغن ملا تھا جب کرتہ ہزور اوتروایا تینون نشان ٹھیک پائے فقیر نے کہا مین انگریز نہین ہون لیکن مین ان دونو صاحب کا پتا بتاتا ہون سپاہیون نے قبول کیا قدسیا باغ مین لائے جہان ترپ گوالیار کا پڑاو ہوا تھا وہان سے فقیر نے جانا کہین اور لیجاوے سپاہ نے نمانا آخر لاہوری دروازے پر لاکر قتل کیا۔

تیسری تاریخ مفصل خبر پھونچی کہ فوج انگریزی میرٹھ سے غازی الدین نگر دو کوس ہنڈن ندی پر پڑی ہے اس عرصے مین کوئل سے بھی ۵ کمپنی بعد قتل و غارت آپھونچی بادشاہ نے اوسوقت شاہزادے حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو جمع کیا اور قرآن شریف درمیان رکھکر قسم

لی کہ کوئی شخص فوج باغی کے ساتھہ انگریز سے لڑنے کو نجاوے مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابو بکر نے اس اجماع سے خارج ہو کر عرض کیا کہ ہم سب اسیر فوج باغی ہو چکے ہین کیونکہ یہ عہد پیناق بحال رہیگا اتنے مین فوج مستعد مقابلہ انگریزدن کے ہوئی کہا کہ ایک شہزادے کو ہمارے ساتھہ کردو مرزا مغل جو کمانڈر انچیف ہوے تھے انکار کیا کہ اس خفیف مقابلے پر جانا خلاف دستور ہے لیکن مرزا خضر سلطان نے نواب محمد حسنخان اپنے نایب کو مرزا ابو بکر کے ساتھہ ہمراہ سپاہ کر دیا شام تک اسی لڑائی کی تدبیرون مین رہے چوتھے دن صبح کو مرزا آلٰھی بخش خسر مرزا فتح الملک ولی عہد متوفی نے پھونچکر حکم دیا کہ شہر مین جہان پیل پاوے آوے بعد اسکے تین بڑی توپین ہ۔ اپنی نصف فوج کو روانہ کیا پھر دان رہے ہے ندی کے اسپار سے لڑائی شروع ہوئی۔ میرٹھہ کی پلٹن کے گورے شدت گرمی سے پانی مین گر پڑتے تھے اور پھر نکل کر بندوق مارتے تھے شام کو مرزا ابو بکر بھاگ آئی ایک اسپی توپ انگریزی فوج نے چھین لیا اور سب فوج مع توپ حواس باختہ پھر آئی لیکن پلٹن سائی پرس منیرس اپنے مورچے پر قائم رہی اور ایک توپ کا گولہ انگریزی میگزین پر ایسا مارا کہ بیٹھی بارودت راہی گرہ نار ہوگئی اور صبح تک کم کم لڑائی قائم رہی صبح کو اور فوج کمک کو گئی فوج انگریزی نے دفعتہً دھاوا کیا تینون توپون مین کیلین ٹھوک کر نکمہ کر دیا پھر لڑائی شروع ہوئی۔ شام کو فوج انگریزی مع ان تینون توپ کے سمت غازی الدین نگر گئی اور فوج باغی شہر کو پھر آئی۔ اس لڑائی مین تھوڑے سے زخمی ہوے باقی جان سے گئے اور فوج انگریزی سے تین سو بچے باقی ہلاک ہوے۔

کمانڈر انچیف انسن صاحب بہادر شملے سے داخل چھاونی کرنال ہوے اور حکم فوج کے لام باندھنے کا دیا اور خود بسبب الزام ممبران کونسل کے زہر کھا کر مر گئے اب یہان داخلہ فوج باغی ہر طرف سے شروع ہوگیا اور پلٹن نوکیر نظامت دو توپ جو سکندر صاحب کے رسالے سے مع خزانہ چار لاکھہ روپے ہانسی کے اور بلند شہر سے خزانہ تحصیل کئی لاکھہ کا لے کر پھونچے اور یہ سب خبر ۱ ۔ ۱ ۔ لاکھہ ہوا۔ فیروز پور سے کئی کمپنی پلٹن لاٹ مائر اپنے اسلحہ حرب آکر شریک باغیون کے ہوئی میگزین کی لوٹ کے ہتھیار مل گئے۔ حکیم احسن اللہ خان نے بندوبست و انتظام شہر کیا جابجا تھانے اور بندقندار بٹھائے اور قاضی فیض اللہ خان کو کوتوال شہر کیا۔

۹ تاریخ جب یہ خبر آئی کہ فوج انگریزی کرنال سے آپھونچی یہانسے بھی فوج گئی پہلے ان
استحکام فصیل شہر کے واسطے توپین مارین اس عرصے مین وہ رسالہ بھی مین پوری سے آپھونچا
جسنے راہ مین کپتان ہیز صاحب وغیرہ کو مارا تھا ۱۲ تاریخ افسران فوج اور شاہزادے شہر کے باہر
گئے بتجویز مورچال پہلے قریب باغ شالہ مار و باغ جنرل اختر لونی صاحب مورچے قائم کیے۔
دوسری پہاڑی پر جہان فریزر صاحب کی کوٹھی تھی اور مہاراجہ باباہندو راؤ رہتے تھے تیسرے
سیاہ برج پر جو فصیل شہر ہے اور یہان تینون جگہہ فوج بھی مقرر کی۔
۱۴ تاریخ شام کے وقت عرضی مرسلہ رسالہ چہارم جسے صاحبان عالیشان نے حکمت عملی سے
بھیجا تھا بادشاہ کو گذری کہ کل صبح کو معرکہ جنگ درپیش ہے ہمنے فی سبیل اللہ کمر جہاد پر باندھی
ہے فوج شاہی کی جانب [illegible]ست سے ہم آئینگے چاہیے کہ مجاہدین ہمپر گولے نہ مارین یہ مضمون
کسی کی سمجھ مین نہین آتا بلکہ کسی نے تہ کار سے آگاہ بھی نہ کیا قضا نے سبکی آنکھونپر پردہ ڈالدیا
تھا خلاصہ اول صبح تھی کہ فوج انگریزی آلی پور نے سراے بادلی پر پھونچی لڑائی شروع کی
داہنی طرف سے رسالہ گورون کا لباس کابلی سفید پوش عمامے سر پر نمود ہوے اور مجاہدین
للکارے کہ اے بھائی ایمانی بمقتضاے حمیت اسلام ہم بھی آپھونچے سبھون نے جوابدیا کہ بسم اللہ
جب گولی کی زد پر پھونچے دفعتہً برابر گولے مارے دھاوا کیا صدہا مجاہدین گر پڑے باقی موافق
قاعدہ پسپا ہوکر شہر مین آئے فوج انگریزی نے پہاڑی پر آکر اپنا مورچہ قائم کیا اور ۱۷۔ توپ
لڑائی سے لے گئے اور دونون طرف سے ہزارہا مارے گئے اوسوقت افسران فوج انگریزی نے
مشورہ کیا کہ ابھی گیرد دار سے شہر پر یورش کرنا چاہیے لیکن جنرل فوج نے مناسب جانا اور فوج
باغی نے سیاہ برج سے قریب المورے دروازے کے توپ مارنا شروع کیا ہر روز تلنگے شہر سے
باہر جاکر پہاڑی پر دھاوا کرتے تھے دن بھر لڑکر شام کو پھر آتے تھے مورچون سے متواتر توپ چلتی
تھی اور رات کو بہزار دقت راہ گھاٹی کی بند کردیتے تھے صبح کو اوسے فوج انگریزی برابر کردیتی تھی
اس عرصے مین کنب نصیرآباد دو پلٹن دو میکدون ایک توپخانہ اسپی تین سو ترکسوار جوت پور
لیزم سے پھونچا پہلے دن آرام کیا دوسرے دن خزانہ جو اپنے ساتھ لائے تھے جامع مسجد پر آکر
اوسمین سے نصف فقرا و مساکین شہر کو بانٹا اور مقابلہ کو گئے سراے باولی تک ہد کوس لڑ بھڑ کر

پھونچے اور انگریزی اونٹ پکڑکر اپنے محاط کیا پہر رات تک لڑتی رہی فوج انگریزی مٹھائی کے
پل پر پھونچی رسد بند کی اوسوقت مینہ شدت سے برسنے لگا میگزین اور ذوقہ جو ساتھہ تھا ہوچکا
بعد اسکے طرفین سے لڑائی موقوف ہوگئی دوسرے دن پھر بھی کنب لڑا اور شہر کو پھر آیا۔ اسی
لڑائی مین کرنل اور میجر صاحب زخمی ہوے۔

اسکے بعد کنب جالندہر ۳۔ پلٹن سے داخل شہر ہوا اور بخت خان صوبہ دار توپخانہ بریلی ۴۔ پلٹن
۶۔ رسالہ ہندوستانی ایک توپخانہ اسپی بریلی بعد قتل و غارت اور مسند نشینی خان بہادر خان پہونچا
اور راہ مین بابوگڈہ سے پانسو چھکڑے لے لیے تھے بادشاہ سے ملازمت کی اور موافق اپنی درخواست
کے خطاب لارڈ ملکی سے سرفراز ہوا۔

مولوی سرفراز علی ساکن جونپور پیر بخت خان اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا اونکا خطاب
امام المجاہدین ہوا اجل گرفتہ عوام اہل اسلام جوکردہین سے آکر جمع ہوے تھے تقریبا ہزار ہوے
تھے دوا غذا و سیہ خوراک مولوی کے ہاتھ سے پاتے تھے لیکن جب مولوی نے تصرف و غبن شروع
کیا کم ہونے لگی بخت خان دو ہفتہ تک لڑا اس جوت سے کہ خود افسر کل کہلاتا تھا اور تلنگے کہتے
تھے کہ تو ہم مین سے ہے یہ افسری کل سواے شاہزادون کے تجھے زیب نہین دیتی چاہیے کہ
پہلے تو ہمین اپنا تماشا دکھلا پھر ہمین اختیار ہے اس لو مین فوج انگریزی نے دمدمہ فریزر صاحب
کی کوٹھی کے نیچے باندہا بڑی توپین لگائین جب بخت خان مستعد ہوکر چلا مٹھائی کے پل اور تیلی واڑے
سے آگے بڑہنے نہ دیا دو دن تک خوب لڑا اوسکے بعد پھر آیا اپنی افسری پر قائم رہا۔

جھانسی سے ۳۔ توپین ۱۴۔ رجمنٹ ہندوستانی رسالہ ۳۔ کمپنی شیخ فیض علی رسالدار کے ساتھہ
جو کپتان کہلاتا تھا آیا ایکدن یہ رسالہ پیادہ ہوکر صنوبر خان رسالدار کے ساتھہ نہر سے پایاب
اوترکر جرنل کے خیمے مین پہونچا اونکی میم کو مارا صدر بازار لوٹ کر پھر آیا کہتے ہین کہ اسی طعن و تشنیع
کی غیرت سے وہ جرنل زہر کھاکر مرگیا۔

کنب نیمچ ۶۔ ہزار سوار و پیدل ۱۲۔ توپ اسپی ۶۔ کنہوکے اور ۱۰۔ الور کے راجہ سے لیے تھین
ہمراہ جیاجی مہاراج قوم راٹھور سرداران الور سے مع افسران غوث محمد خان ہیرا سنگہ بہادر
اور نواب امراؤ بہادر بیٹے نواب مظہر علیخان جنکے بزرگ رئیس کاموں تھے جوت تھے ہمراہ تھے

سپاہی بے کر آئے شرفیاب ملازمت شاہی ہوے غرض اسیطرح ہر روز داخلہ فوج باغی شہر مین ہوا کرتا تھا کہ یہ سب ۲۳ پلٹن ۴۰ ہزار سوار جنگی ۵ توپخانے جمع ہو گئے اور توپخانہ سنگین شہر جسمین ۴ سو ضرب توپ تھی وہ حساب سے باہر ہے پس اگرچہ سب باتفاق حرارت دین اور باطاعت ایک کے لڑتے ظلم نہ کرتے تو البتہ کیا عجب ہے کچھ ہوتا —

بازار خانم کے کاریگرون نے بندوق کی ٹوپیان بنائین اونپر نام دلی کھودا اور بادشاہ کو گذرانین اس عرصے مین بادشاہ نافرمانی وخودسری سپاہ سے بہت تنگ ہوے آخر ایام گیر وافقرا پہنا اور ہر شخص تا لکار اس فرقے کا سوچنے لگا جسنا سازومو افقت انگریزون سے ہو گیا تھا اونھون نے کمر مستحکم باندھی جانفشانی سرکار مین سرگرم ہوے اور افسران فوج نے یہ تجویز کیا کہ ال پور کی چھاونی کے پیچھے سے اور ہر طرف سے جو کچھ ہو مردانہ وار دہاوا کرکے پہاڑی کو لیجئے اس جہت سے کنپ نیچ اور بختخان بخت گدہ چلا گیا اور نزدیک پہونچا مگر وہان سے قدم آگے نہ بڑھ سکا دوسرا کنپ پل وجھیل کے اوسطرف جاکر ٹھہرا رات کو ناٹسن صاحب ۴ پلٹن گورہ ۲ ہزار سوار ۱۰ توپین بلغار سے لیکر پہونچے فوج سے مقابلہ کیا اوسوقت بختخان مع اپنے کمپ مثل نیچے بخت کے بھاگا اور کنپ نیچ کی توپین جھیل کی دلدل مین پھنس کر بیکار ہو گئین فوج انگریزی نے دہاوا کیا قریب تین ہزار کے اس سپاہ سے مجروح ومقتول ہوے اور جو زندہ رہے دو دن کے بعد ہزار خرابی افتان وخیزان شہر مین پہونچے اور ہر روز مثل ٹوپی کے باروت بھی بنتی تھی خرچ روز ہانہ فصیل ۲ یا ۳ من کا تھا اور ہر روز کے دہاوے مین ۱۰ من یا ۱۵ من صرف ہوتی تھی شام کو باروت طیار کرکے داخل قلعہ کرتے تھے —

ایکدن جہان باروت بنتی تھی سہ پہر تک نوبت اوٹھانے کی نہ آئی تھی کہ آفت سماوی اوسدا وبار سپاہ سے آگ لگ گئی ساڑھے چار سو آدمی جل بھنکر رہ گئے سپاہ کو شگفتہ سازش حکیم احسن اللہ خان کا صاحبان عالیشان سے تھا اس آتش افروزی سے تعین ہو گیا کہ اسکا بانی مبانی وہی ہے اس اہتمام سے اونکا گھر لوٹ کر آگ لگا دی عورات کو بہزار ذلت گھر سے باہر نکال دیا اتفاقاً اوسوقت حکیم صاحب حاضر حضور بادشاہ تھے یہ حال عرض کیا ارشاد کیا مین بھی چلتا ہون نقارخانے تک سواری پہونچی تھی کہ عبد الصمد خان رسالدار ملازم شاہی نے عرض کیا کہ اگر حضور آگے بڑھینگے تو ہم خانہ زاد

سکے سب مارے جائینگے اسصورت مین مراجعت بہتر ہے بادشاہ وہانسے پھر آئے دروازہ دیوان خاص و دیوان عام کے بند ہوگئے بادشاہ اور حکیم صاحب درگاہ پیغمبر صاحب مین جو داخل محل ہے بیٹھے شاہزادون اور افسرون کو طلب فرمایا فوج جمع ہوکر در شاہی پر پہونچی کہا حکیم صاحب کو ابھی ہمین دیدو وگرنہ ہم سبکو مار ڈالین گے پھر بعد از خرابی بصرہ اور ذلت تجویز یہ ہوئی کہ حکیم صاحب کو اپنے پہرے مین منزل محبس مین رکھو اور ایک شاہزادہ بھی ہر وقت حکیم صاحب کے پاس رہا کرے۔ تین دن تک یہی حال رہا بعد اسکے کچھ تخفیف عذاب ہوئی کہ ایک گارد حکیم صاحب کے اردلی مین رہا کرے اور سوائے پیشہ طبابت کسی اور امر مین دخل ندیا کرین بعد اسکے حکیم صاحب کو شاہزادے کے ساتھ اور افسران فوج جلوس سپاہ سے ہاتھی پر سوار کر قلعے مین لے گئے اور تجسس اسباب لوٹ کا کرکے جتنا مال ملا وہ دیدیا۔

اس عرصے مین عرائض میسان فرب وجوار شل مقام جھجر وغیرہ باوصف سازش صاحبان عالیشان فوج باغی کے ڈر سے بادشاہ کو گذرین چنانچہ نذر نواب یوسف علیخان رئیس رامپور اکسو ایک اشرفی معرفت بخت خان باجازت وصلاح صاحبان عالیشان اور نذر خان بہادر خان رئیس قدیم بریلی وحاکم مستعار بہدست محمد اکبر خان بیٹے نواب یعقوب علیخان رئیس دلی اکسو ایک اشرفی گھوڑا مع سازنقرہ اور ہاتھی مع عرضداشت متضمن استدعائے خلعت وخطاب صوبہ داری ملک لکھنؤ گذری چنانچہ خلعت وخطاب مرحمت ہوا اور تلنگون نے نجانے دیا کہ باعث توحش سپاہ ہوگا

## سفیر مرزا برجیس قدر کا آنا اور لکھنؤ پھر جانا

سید عباس مرزا حاجی وزارت بیٹے میر احمد کے داماد ملازمین امانت جناب عالیہ دیکھیے مین ۱۲۷۴ہجری سامان سفارت ضروری سے خیر آباد سے شاہجہانپور بریلی۔ مرادآباد۔ وغیرہ بہزار خرابی طے مسافت راہ کرکے ۱۹ محرم ۱۲۷۴ھ شاہدرے قریب دلی پہونچے راہ مین ہر منزل مین فتنہ وفساد دیکھا مسافر لوٹے جاتے تھے کہین مقام امن وآمان نتھا وتین جگہ نوبت کشت وخون پہونچی تھی لیکن اسکے ساتھ بھی بہت سے مسافر ملکر ایک قافلہ ہوگیا تھا ز میندار رہگذر کا خوف غلط ہوگیا تھا اور بمنزلہ بادشاہ ہوگیا تھا حال عشرہ محرم مثل زمان قدیم دیکھا اور بے انتظامی احکام جدید کی حد سے زیادہ

١٨٥٧ء

ہو گئی تھی مراد آباد مین ولایت حسینخان ڈپٹی معزول سے ملاقات ہوئی اونھون نے خوف راہ
سے ڈرایا اور سازو موافقت ولیس صاحب پر برانگیختہ کیا اور ازراہ مال اندیشی معرکہ دلی کو بازیچۂ
طفلان سمجھایا سفیر نے بمقتضائے اپنی شرافت نمانا کہ مین اپنی سرکار کا امین ہون امانت سے
بعید ہے مگر لکھنؤ پہونچکر یہ سب نشیب و فراز سمجھا سکتا ہون دوسرے دن جب نہل پہونچے اکثر
ہمراہی امیدوار خدمت ملازمی سرکار قدیم جو ساتھ تھے بہت سے اونمین سے چلے گئے کہ مبادا ہم
دونون طرف سے جاتے رہین۔

خلاصہ سفیر نے ایک خط نواب ناظر معین الدولہ بہادر عرف حسین مرزا نواب مظفر الدولہ بہادر
مقتول کلہ قضا کو لکھا حکم شاہی سے جلوس سوار و پیادہ صفدر علیخان نواب نجف خان کے نواسے
کے ساتھ آیا بڑی دہوم دہام سے داخل شہر ہوے مظفر الدولہ کے گھر مین اوترے حکم شاہی دلکشا
مین اوترنے کا ہوا تھا مگر کثرت سپاہ کی جہت سے وہان نہ اوترے شام کو چوبدار سلطانی شقہ خاص
لایا کہ معرفت میر احمد علیخان سفیر لکھنؤ اپنی معروضات کرین کہ وہ حال لکھنؤ سے خوب واقف ہین
پندرہ روپیہ چوبدار کو دے کر بہزار منت رخصت کیا صبح کو تحویلدار شاہی خوان خاصہ اولشن لایا۔
اوسے بہ ہزار منت و سماجت پچاس روپیہ دیکر گلو خلاصی پائی روز جمعہ سب اہل دربار منتظر آمد
سفیر دو پہر تک حاضر دربار رہے لیکن سفیر نے ملازمت معرفت میر حامد علیخان قبول نہ کی عذر خستگی راہ
کہلا بھیجا اہل دربار نے جل کر دربار مین مشہور کیا کہ عدم حضوری سفیر باعث ملال شاہی ہوئی دو دن
کے بعد نواب احمد قلیخان فرخ جاہ وزیر اعظم اور نواب زینت محل صاحبہ کے واسطے سے روز یکشنبہ
ملازمت ٹھہری نواب مظفر الدولہ کو حکم ہوا کہ تم سفیر کو اپنے ساتھ لاؤ اور اہل دربار بھی سب حاضر تھے
جب سفیر دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ نے محل معلے مین بلایا وہان اشخاص مشخصہ حاضر تھے بادشاہ
چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دو ریے کا کرتہ گلے مین عباے سفید بر دوش آداب سلام بجا لائے
عرضداشت گذرانی فرمایا مین نے برجیس قدر کا نام سنا ہے ہمین رمضان علی نام لکھا ہے عرض کی
خلاف داب شاہی تھا فرمایا وہ فرزند دلبند میرا ہے اور کمال شفقت سے سفیر کے شانے پر ہاتھ
رکھکر خطاب سفیر الدولہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین نے تاج بخشی کی یہ آداب بجا لائے ایکسو اکیس ۲۱
اشرفی نذر تاج مرصع ۵۔ ہزار کی قیمت کا ہاتھی حوضہ نقرہ جہول کارچوبی دو گھوڑے ساز نقرہ اور

نذر بنام عالیہ دست بند مرصع گیارہ الماس نواب زینت محلصاحبہ کو دے کر رخصت ہوے اور اپنی یادگاری قسمت سے سیدمحمد بھی اس سب نذر کے ساتھ اوسیوقت مل گئی روز دوشنبہ نحوست ایام کی تدبیرین گذری صبح سہ شنبہ کو سفیر مع اپنے رفقا کے سفر بیٹھے تھے کہ دفعۃً توپ چلی لوگ متحیر ہوے بعض نے کہا فوج جنگی نے شاید فریزر صاحب کی کوٹھی لے لی یہ کہہ رہے تھے کہ غلغلہ ہنگامہ قیامت کبریٰ شہر مین برپا ہوا الغرض گورے کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے داخل شہر و کوتوالی و مکان بنک اور گرجہ ہوے اور ہر شخص کو نشانہ گولی کا کر رہے ہین اور فوج جنگی و مجاہدین و رعایاے شہر و قلعہ کو کسی طرف سے نکلنے نہین دیتے سفیر نے مضطر ہو کر حال بادشاہ پوچھا کہا وہ ابھی تک قلعہ مین ہین بعد کئی ساعت کے شہرت ہوئی کہ انگریزونکو مار کر شہر سے نکالدیا سفیر نے جاہا قلعے مین جا کر شاہزادے کو بھی نذر دین لیکن اس سانحے سے پریشان ہو کر کچھ نہ بن پڑا کپتان نجم و بریلی صوبہ دار افسر بخش اللہ خان کے ساتھ تین منزل تک چلے آئے اوسکے بعد بہزار خرابی لکھنؤ پہونچے۔ اپنی ساری کہانی بیان کی رسید اسباب شیئے بچی وگرنہ اہلکاران نو دولت سے جان نہ بچتی اسیر بھی [illegible] مین رہے کسی میم کی حفاظت رکھنے سے بچ گئے وگرنہ نواب مظفر الدولہ فقط مہمانی سفیر سے کالمہ اجل کھائین اور یہ سفیر ہو کر بچ جائین ۔

## اختتام معرکہ دلی اور فتح فیروزی اولیاے دولت اور سیاست او انتقام اہل شہر وغیرہ

الغرض اس مدت مین خزانہ جو فوج ہر جگہہ سے لوٹ کر لائی تھی اور جتنا شہر کے مہاجنون وغیرہ سے لیا تھا عید الضحیٰ تک سب تمام ہوا تنگی کے سبب یومیہ مایوس ہو کر بر خاطر ہوے اور لکھنؤ کی خبر تسلط سنکر مستعد روانگی ہوے سوارون نے یہ تجویز کیا کہ اب انگریز سے مقابلہ مشکل ہے مناسب یہ ہے کہ ہم ہر طرف جا کر بیٹھیں قضا کی اور راہزنی اختیار کرین جسطرح آگے پنڈاری وغیرہ کرتے تھے اس جہت سے لڑنے مین تندہی کرنی چھوڑدی تھی عذرات بارد حیلہ سازی اتہام سازش صاحبان نسبت ہر ایک کے کرتے تھے ۔

ات کو کسی نے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان عالیشان کو کسی کے مذہب ملت سے کچھ غرض نتھی یہ کارتوس جنگی فقط ترقی بندوق کو بنتے تھے کہ پھر احتیاج توپ کی ہیٹن ہین

نہ ہے حاشا او سپر سور اور گاے کی چربی نہین لگائی جس مفسد نے یہ فساد اور آگ لگائی ہے ہم اہل اسلام کو ہمین کیا دغدغہ ہے یہ نافہم نہ سمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی قدامت کو ضائع کیا نمکحرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوے اور اونکے خلاف قوم سکھہ سواے تلنگون کے باوصف اپنے خلاف مذہب ہونے کے ہمسے برخلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکار مدد و معاون رہی یہ اشارہ راجپوتانہ کی نسبت ہے اور قوم سکھہ کی طرف اسصورت مین مواخذہ اہل اسلام سے ہے لہذا حکم قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کرینگے اور شہر کو مثل خرابہ کر دینگے کہ جسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مرگ ہوے وگرنہ منشیٔ اسکے کسیکا ایسا ارادہ اہل شہر سے نتھا کہ سرکار ہماری لہو کی پیاسی ہوگئی ہے معلوم ہوا جان کسی صورت سے نہ بچیگی خصوصاً جہال اور عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی کے نواسے مجتہد اہل سنت وہ جامع مسجد مین علم جہاد کے اوٹھانے کے باعث ہوے اور اہل اثنا عشری شریک اس جہاد کے نہوے کسواسطے کہ اونکے مذہب مین غیبت امام مین جہاد حرام ہے اس جہت سے اہل سنت جلکر کہتے تھے کہ پہلے جہاد شیعون پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرہ محرم مین مجالس عزا باہر کی موقوف کر دی تھی بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو موقوف کروا دیجیے بادشاہ نے جوابدیا کہ مثل تراویح ماہ مبارک رمضان یہ امر بھی داخل بدعت حسنہ ہے اور اسکے باعث ہمارے اسلاف کرام ہوے ہین۔ ہم کبھی ایسا حکم خلاف نہ دینگے چنانچہ مولوی محمد باقر اس ہنگامے مین مجلس عشرہ بدستور کیے گئے۔

مختصر حال اختتام معرکہ یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ۱۲۔ لڑائیان طرفین سے ہوئین اور مورچہ نیر ۱۵۔ شوال سے ۲۰۔ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ تک دونون طرف سے توپ بندوق کے چھرے برستے رہے آپ ہین ایکساعت بھی توقف نکیا تھا اور اس کثرت بارش مین اہل شہر ۵۰۔ سے زیادہ مجروح و مقتول نہین ہوے اور فوج انگریزی کی تفصیل داخل اخبار تھی اور مورچال پر ۴۰۔ توپ برابر سے دونو طرف سے چلتی رہین کہ زمین لرز جاتی تھی اور نہر ابا گھر مابین کشمیری اور کابلی دروازہ چھلنی ہوگئے تھے۔

اس مدت جلوس مستعار مین باغواے افسران فوج باغی ہر طرف شقہ شاہی اعانت و کمک کیواسطے

روانہ کیے تھے کہ تم ہمارے شریک حال ہو چنانچہ راجہ بتیا نے صاحبان عالیشان کے سمجھانے سے دریافت بطون بادشاہ کو عرضداشت کی بخت خان نے گذرانی دستخط خاص ہوے کہ ہمین نصاریٰ کا استیصال کلی منظور ہے ہرچند حکیم احسن اللہ خان اس سند دستخطی کے مانع ہوے کہ کسی صورت سے یہ نہ ہووے مگر کمبخت خان کب مانتا تھا اونھین جھڑک دیا کہا تمسے سازنصاری نہین جاتا اوسیوقت اوسکے سپرد کرکے روانہ کروادی وہاں سرکار کو حجت والزام ظاہری ہوگئے اگر انصاف کیجیے بادشاہ بہرصورت مجبور ویے اختیار تھا یہ امر جنکے سامنے ہوا مندرج کتاب کیا۔

خلاصہ روز دوشنبہ ۲۴ محرم وقت صبح تیلی واڑی سے فوج راجہ کشمیر نے دہاوا کیا بخت خان پسپا ہوا اٹھائی کے پل سے فوج انگریزی نے کنپ نصیرآباد پر یورش کی توپین رہ گیین بعد اسکے فوج باغی سے مطلع صاف ہو گیا کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے فوج انگریزی داخل شہر ہوئی۔

تین بزن کیے ایک پھاٹک حبش خان لال کنوئین پر گیا وہ قریب لاہوری دروازہ پہونچا سکے پہلے مرزا نادر شاہ شاہزادے نے تلوار کھینچی نواب امراؤ بہادر بھی سامنے ہوے بڑی بہادری سے زخمی ہوکر گھر آئے بعد تین دن کے مرگئے مرزا خضر سلطان نے دلی دروازے کے باہر باغچہ خواجہ میر درد مین گڑوا دیا۔

دوسرا بزن تر پولیہ سے شہر کے کوتوالی چبوترے مین پہونچا قلعے سے فوج باغی نے ایک توپ سے مقابلہ کیا لاہوری دروازے سے بھی توپ چلنے لگی۔

تیسرا بزن دریبے سے سمت مسجد جامع گیا صحن مسجد مین پہونچ کر قتل اہل اسلام شروع کیا طرفین سے خوب گھمسان ہوا اس عرصے مین گورے جابجا ہر شہر کی گلی کوچے مین پھیل گئے دروازہ توڑ کر ہر گھر مین گئے عورات غریب سے جو چاہا کیا اسمین سیکڑون عورات سے جہانتک ہو سکا کنوئین مین گر گر مرگئین پھر گھر کا مال اسباب لوٹ کر آگ لگا دی اور جہان زندہ مرد کو پایا مار ڈالا جب یہ حال اہل شہر نے دیکھا کہ اب جان عزت دونون نہین بچتین خوب دل کھول کے لڑے۔ ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک یہی حال رہا کہ ہر طرف لاشون سے گلیان بھر گیئن اور لہو مثل پانی برسات کے بہنے لگا بعد اسکے فوج انگریزی تھوڑی فصیل پر تھوڑے گلی کوچے مین اور گھرے ہوے مکانون مین جو درمیان کشمیری اور کابلی دروازے کے ہم کے گولون سے خالی پڑے تھے وہان جا کر ٹھہری اور اہل شہر دلی نے کسان

اجمیری دروازے سے جتنے بھاگ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ پکڑکر بیابان مرگ ہوئے اور گھر مین جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسانا شروع کیا اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹنے لگا اسمین جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگجاتا تھا مارا جاتا تھا اور جو باغیون کا آجاتا تھا اوسکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کرکے بیٹھے فوج باغی عازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غرباے شہر حالت یاس کلی مین کلمۂ شہادت پڑھ رہے تھے فقط ہنود شہر بچ جاتے تھے جنسے ہمانشت رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر بھاگے مگر بادشاہ نازان اپنی بے جرمی بے قصوری بے بسی پر ساکت وخاموش بیٹھے رہے کیسواسطے کہ اہالیان سرکار دولتمدار کو عادل ومنصف سمجھتے تھے فوج کے ساتھ جانے سے انکار کیا ورنہ کیا عجب تھا یہ بھی کسی دامن کوہ شمالی مین جاتے بچ جاتے۔ دوسرے دن حکیم احسن اللہ خان غیرہ جو خیرخواہ گورنمنٹ ہوگئے تھے اونکو معتمد ونمکحلال سمجھکر اونکے دام فریب مین آگئے تھے آگے تقدیر مین جو تھا وہ ہوا۔

منگل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلتے ہین یا راہ مین ملنے جاتے ہین او وہان عالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہین غرض کچھ لوگون سے تھوڑی ہی سپاہ سے بادشاہ سوار ہو لال ڈگی پر پہونچے وہان سے جاتے تھے پہاڑی پر جاتے تھے بعض اہل دربار جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص مین حکام کو ساقط الاعتبار سمجھکر مانع ہوئے بادشاہ تک وہین ٹھہر کر پھر قلعے مین داخل ہوئے۔

بدھ کی صبح کو بادشاہ مع لواحقین مشخصہ ملازمین اور رعایاے شہر مقبرۂ ہمایون مین جو کوس بھر قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے دو دن تک امید وبیم مین رہے اتوار کو ہلال ماہ صفر ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اوٹھ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا مجروحین کو نیم جان سکرات مین چھوڑ شہر سے نکلکر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلین حکیم احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ نہین بھاگتا۔ فی الحقیقت بادشاہ کو یقین واثق تھا کہ انکے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہو جائیگی اور رعیت فوج مین سراسر ذلت وخرابی یہان کے ٹھہرنے مین بظاہر امید نان خشک متصور ہے لیکن سفر رنگون سے بے خبر تھی۔

اس عرصے مین فوج باغی سیدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے شقہ جنرل ہاڈسن صاحب کمنڈر فوج کو لکھا کہ تم بندوبست محل سے مطمئن ہو کر بادولت کو اطلاع کر دو شنبہ کو جنرل بہادر نے سو سوار مولوی رجب علیخان کے ساتھہ بادشاہ کے لینے کو بھیجے مولوی صاحب نے دو روپیے نذر دیے بادشاہ ہوادار پر سوار ہو چکے تھے پھر پالکی انگریزی پر سوار ہوے مرزا جوان بخت شاہزادہ نواب زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی فوجدار خان اور شجاع صر نامی وغیرہ نامی یہ سب ۹۶ شمار مین تھے حلقہ سوارون مین چلے قریب دلی دروازہ جنرل نے بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوے اور سب نواب زینت محل کے مکان مین رہے بادشاہ کی پالکی نقارخانے سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی نے زبان طعن و تشنیع بفحش کھو لی گویا سارے بخارات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ مینہ برستا رہا جتنے بخارات نکالے مثل مشہور مردہ بدست زندہ بعد اسکے ایک صاحب نے اپنا ہاتھہ بادشاہ کی ران پر مارا غلام حبشی نے اوسے اوٹھاکر زمین پر دے مارا دو تین صاحب نے ملکر اوس باوفا کو مار ڈالا وہ اپنے حق نمک سے ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان مین لے گئے جو قریب لال کنوان ہے اصطبل مین قید کیا ۵ آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیرون کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان مین بھیجدیا اور بیگم صاحبہ کی خدمت کو د عورتین مقرر کین اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی۔

دوسرے دن وقت سہ پہر مرزا الٰہی بخش سو سوار لیکر مقبرہ ہمایون مین گئے مرزا مغل مرزا خضر سلطان مرزا ابوبکر شاہزادون سے کہا بادشاہ تمہارا خیریت سے ہے تمھین بلایا ہے اور کچھہ نکہا کسواسطے گھر گئے بھیدی اور ابتداے معرکے سے خیر خواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے اجل گرفتہ رتھہ پر سوار حلقہ سوارون مین چلے جب قریب جیلخانہ پھونچے جنرل ہاڈسن بہادر وہان کھڑے تھے سامنے بلواکر کپڑے اتروا کر پھر ادسی رتھہ پر سوار کیا اور اپنے ہاتھہ سے تین تین گولیان مقام قلب پر مارین اور شہرگ کو سنگین سے چیر دیا اور اوسیطرح چبوترہ کوتوالی مین جاکر نعشونکو زمین پر ڈالدیا بعد تین دن کے درگاہ خواجہ باقی باللہ مین گڑوادیا۔ خدا محفوظ رکھے پھر بلا سے۔

رعایاے شہر کو کشمیری دروازے سے مرد اور بچون کو باہر نکالدیا لاہوری دروازے سے پیر جو انکو نکالکر زیر تیغ لیا رعایاے شہر جو حوالی شہر مین پڑی ہوئی تھی لوٹ لیا کچھہ تھوڑا سا مین ہزارون فاقہ

اور شدت جاڑے سے مر کر رہ گئیں اوسکے بعد منادی ہوئی کہ کوئی داخل شہر نہو بعد چند روز کے ہنود کو بعد غارتگری مال و اسباب اجازت شہر مین رہنے کی ملی اور جوانان شہر اہل اسلام جو باہر رہ گئے تھے سبکو گرفتار کیا بے تحقیق اظہار حال دفعتہً پھانسی دیدی اسیطرح جو شہر سے دو تین منزل کے فاصلے پر تھے گرفتار کر کے پھانسی دیدی جب قلعہ معلے مین داخل ہوے اکثر شاہزادے جو مقتضاے جبار وغیرت اپنے ناموس سے رہ گئے تھے خوب دل کھولکر ڈھونڈھکر مارے گئے اونکی شاہزادیان دریاے جمن مین گر پڑین غریق رحمت ہوئین

خلاصہ ۲۷ ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی سات دن تک برابر قتل عام رہا اوسکا حساب نہین اپنے نزدیک گویا نسل تیموریہ کو نہ رکھا مٹا دیا بچون تک مار ڈالا عورات سے جو سلوک کیا بیان سے باہر ہے جسکے تصور سے دل دہل جاتا ہے غرض سانحہ رستخیز عالم ظاہر تھا اور فوج باغی سے آٹھ ہزار مارے گئے فوج انگریزی سے مشہور ہے ۱۸ سو صاحبان فوج و نظامت اور ۵ ہزار گورے ۲۵ ہزار ہندوستانی یہ سب مارے گئے۔

خرچ یومیہ بادشاہ پانچ روپیہ یومیہ مقرر ہوے پھر بادشاہ کو اوس مکان سے قلعے کے مکان نظامت مین رکھا آخر ماہ مارچ ۲۸ چہارشنبہ ۱۲۷۵ مطابق نومبر ۱۸۵۸ع بحراست فوج انگریزی چھ سو سوار گورے ایک توپخانہ بادشاہ کو مع ۱۶ آدمی زن و مرد روانہ رنگون کیا اس تفصیل سے نواب زینت محلصاحبہ نواب تاج محلصاحبہ خیر آبادی ظہور آبادی مرزا جوان بخت شاہزادہ مرزا شاہ عباس یہ بیٹے بادشاہ کے مرزا قیصر موسوم بغلام قنبر پرستار شاہ مرزا سلیمان شکوہ کے بیٹے جنہون نے مرزا الٰہی بخش سے بڑی منت سماجت سے بنام پرستاری شاہ لکھوا دیا فی الحقیقت یہ امر بھی ہر ایک سے نہین ہو سکتا کہ ایسے برے وقت مین کسی کا ساتھ دے دنیا بھلے اور برے سے خالی نہین ہوتی نواب شاہ بادی بی بی مرزا جوان بخت کی اور انکی ساس اور سالے مرزا عبداللہ بادشاہ کے بیٹے کی بی بی جو خیر آبادی سے ہین احمد بیگ آبدار باسط علی وغیرہ چنانچہ ایک دوست نے کانپور مین اسصورت سے دیکھا ایک بہلی مین بادشاہ گھیرے ہوے آپاس سے ۲۵ گورے گرد و اور بہلیں دو تین کرانچیان زنانی مردانی مع آٹھ سو یومیہ مقرر تھے۔ اب سنتے ہین چھ سو روپیہ ماہواری بادشاہ ۲۰ روپیے یومیہ اور تین سو کا ایک شخص مہتمم سرکاری آٹھ کہار ایک گاڑی بخرچ سو روپیہ ماہواری سرکار سے مقرر ہوے کچھ جوڑے

کبوترون کے بادشاہ کو بھیجے تھے حکام رنگون بہت محبت سے پیش آتے ہین شاہزادے اکثر ہوا کھانے گاڑی پر جاتے ہین - فاعتبروا یا اولی الابصار -
خلاصہ بعد ان سب آلام روحانی کے ۹۹ - برس کے سن مین بعد سلطنت ۲۶ - برس ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء روز یکشنبہ انتقال کیا مدفون خاک رنگون ہوے -

## قطعہ تاریخ

چو در دہلی بحسبِ ستر یزدان
سراج الدین بہادر شاہ کان بود
یکے پیرے ترا رسے نقمہ کیشے
مرا ورا باغیان خواندند سلطان
وے آن بے سران و خشک مغزان
پریدند از سرِ این دشت یکسر
روان آن ہمہ از تن روان شد
ازین بس شاہ بد تقدیر دغم دہ
ببردند ش ز دہلی سوے رنگون

بسانِ اہرمن شد فوج گمراہ
ز اخلافِ ثمر خان شاہ نو یجاہ
بنام اندر جہان آباد بدشاہ
قبولش کرد لا باصد اکراہ
ز قہرِ کوراہا و حکم اللہ
ز خشمِ باد صرصر چون پرِ کاہ
بدان شاہان کز غربو شیروروباہ
بدید آن انچہ یوسف دید در چاہ
وزانجا بردو اجل اورا چونا گاہ

ندا در داد ہاتف بہر سالش
بہادر شاہ از دنیا برفت آہ

## احوال جاگیرداران متعلقہ دلّی

نواب عبد الرحمن خان رئیس جھجر مالک جاگیر دس لاکھ روپیے نے دوسو سوار اپنے نوکر کمپ انگریزی کے ساتھ کر دیے تھے اور چالیس ہزار اشرفی مدد خرچ صاحبان عالیشان پہاڑی پر بھیجی تھے اور بدل خیر خواہ سرکار دولتمدار تھے اور فوج باغی نے تین مرتبہ بواسطہ شہ بہادر شاہ پانچ لاکھ روپیہ طلب کیا ایک کوڑی ندی -

جنرل عبد الصمد خان ملازم نواب موصوف دو سو سوار سے فوج باغی سے مل گیا تھا باقی فوج بھی بدل شراکت فوج باغی چاہتی تھی اس جہت سے نواب مجبور تھے چنانچہ روز غدر جہان مٹکیف صاحب ایجنٹ مجسٹریٹ دلی بھاگ کر جھجر گئے اور نواب خوف سپاہ سے کہ مبادا امر خلاف پیش آوے اور باعث روسیاہی ہو جاسے بظاہر چند ان بالتفات پیش نہ آئی یا بوسے سواری اور دس روپے دے کر روانہ کرنال کیا بعد فتح فیروزی شہر صاحب موصوف لشکر سپاہ لے کر یوا ڑی گئے تلارام جسنے وہان فساد برپا کیا تھا خبر آمد صاحب سنکر بھاگ کر کوہسار میوان مین روپوش ہو گیا بعد اسکے صاحب داخل جھجر ہوے نواب کو بلا بھیجا یہ تنہا دو سوار اردلی سے گئے صاحب نے پہلے کنجی قلعہ کی نواب سے لے لی اور کہا عبد الصمد خان کو مع اسلحہ سپاہ ہمارے پاس لے آؤ ورنہ تمھین پھانسی دینگے نواب نے اسی مضمون کا رقعہ لکھ بھیجا لیکن خان مذکور پانسو سوار سے بھاگ کر چلا گیا صاحب چھاؤنی مین آپ چلے گئے اور سپاہ سے اسلحہ چھین لیا اور سپاہی جو بستر بیماری پر تھے مار ڈالا اور شہر کو حکم لوٹ دیا اور کرور روپیے کی دولت نواب کے گھر سے لی اور چند روز نواب کو قلعہ دلی مین قید رکھ کر پھانسی دی اوسدن انتظام شہر بہت کیا تھا مقام تاسف یہ ہے کہ اوسوقت مان نواب کی معلوم نہین کس طرح بے ہوش روتے پیٹتے گرتی پڑتی اپنے بیٹے کے مقتل پر پہونچی دیکھا کہ پھانسی مین لٹکتا سکرات مین تڑپ رہا ہے اوسوقت عجب نالہ و فریاد سے چلاکے بیٹے کی نعش سے لٹک گئی اور اپنی آغوش مادری مین لے کر یہانتک چلاکے روئی آخر بیدم ہو کر زمین پر گر پڑی یہہ حال دیکھ کر جتنے صاحب وہان جمع تھے بے اختیار رونے لگے اور بجبر اوسی بیٹے کی نعش سے چھوڑایا نواب بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ جو اس ہنگامہ فساد مین چپکے بیٹھے رہے اونھین گرفتار کیا ہزار روپیے درماہہ مقرر کر کے روانہ لاہور کیا اور دو تین لاکھ روپیہ اونکے گھر سے لیا۔

راجہ ناہر سنگھ راجہ بلب گڈھ جو روز فساد شہر مین تھے جب یہ ہنگامہ دیکھا بگھی پر سوار ہو بلب گڈھ آئے مٹرو صاحب کرانی مختار کار راجہ اوسوقت راجہ کے ساتھ آیا تھا تین مہینے تک اوسے پوشیدہ رکھا جب فوج نے خبر پائی آکر پکڑ لے گئی مار ڈالا اس اتہام سے راجہ کو پھانسی دی کہ تمنے اوسے کیون نہ بچایا قریب ۲۰ لاکھ کا نقد و جنس راجہ کے گھر سے نکلا۔

نواب احمد علیخان رئیس فرخ نگر کو بے تکلف پھانسی ملی گھر لوٹ لیا سبب ظاہری یہ تھا کہ اونکے

چچا غلام محمد خان نے فرخ نگر کے واسطے دعوے کیا تھا اور نواب نے بعد ثبوت حقیت اپنے تھوڑا روپیہ سپاہ باغی کو دے کر نجات پائی۔

نواب اکبر علیخان رئیس پاٹوڈی جنکے پاس روز فساد فورٹ صاحب کلکٹر گوڑگانوہ مع عیال بھاگ کر گئے تھے بی بی کو نواب کے پاس چھوڑ کر آپ کرنال چلے گئے تھے جب انگریزی پہاڑی پر پھونچے اور سرکشی زمینداروں سے امنیت راہ ہوئی نواب نے اونکی بی بی اور لڑکو نکو بپاس ہندوستانی چھپا رتھہ مین سوار کر سلامت گھر پہونچا کر پھر آئے تھے غلام فخر الدین خان بدمعاش شہر جو کمشنر صاحب کی سفارش سے تحصیلدار علاقہ گوڑگانوہ قاسم ہوا تھا بعد ارسال زر تحصیل خزانہ شاہی مین جمعیت پچاس سوار سے اپنے علاقہ سے پھرا آتا تھا جسدن پاٹوڈی مین پھونچنے لگا محمد نقیخان بڑے بیٹے نواب کو راہ مین گرفتار کر پانچ لاکھ روپیہ مانگنے لگا جب نواب کو خبر پھونچی حکم کیا کہ انھین مار و میرے بیٹے کو لے آو چنانچہ یہی ہوا کہ اون پچاس مین سے ایک کو جیتا نچھوڑا۔ محمد نقیخان کو سلامت لے آئے۔ فخر الدینخان بھاگ کر ریواڑی پھونچا اور تلارام وہان کے رئیس کو اپنے ساتھ لے نواب کا گھر لوٹا آگ لگا دی نواب رانکو مع عیال جھجر چلے گئے اور بعد پھر نے مفسدین کے پھر اپنے مقام پر چلے آئے سرکار سے اونسے کسیطرح کی بازخواست نہوئی۔

نواب امین الدینخان ضیاء الدینخان بیٹے نواب احمد بخشخان کے جاگیردار لوہارو اس ہنگامے مین اپنے گھر چپکے بیٹھے رہے تھے مگر حسب الطلب بادشاہ کبھی کبھی دربار جاتے تھے بعد فتح سرکار بھاگ کر دوجانا مین گئے بروقت امان پھر داخل شہر ہوئے چندروز مقید رہے آخر بعنایت جان لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر رہائی پائی جاگیر بھی ملی لیکن چھ لاکھ روپیہ فوج سرکار نے انکے گھر سے لیے۔

نواب حسین علیخان بہادر رئیس دوجانا اپنے مقام مین رہے تھے ابتک بدستور بحال ہین اور جتنا اس معرکے مین ممکن تھا نیکی سے ہاتھ نہ اوٹھایا۔

## اُمراے قدیم و جدید شاہی

محبوب علیخان مختار سرکار بمنزلہ وزیر مدت سے مرض مزمن مین گرفتار تھے اس معرکے مین مرگئے اونکی جگہ صمصام الدولہ فرخ جاہ پوتے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی درانی نواب احمد قلیخان بہادر

بیٹے نواب عباس قلیخان مرحوم جو کلکتے سے آکر لکھنؤ مین مرگئے تھے باپ نواب زینت محلصاحبہ کے مقرر ہوے بنام کار و بار وزارت کرتے رہے اس زمان فساد مین ازراہ مآل اندیشی بھاگ کر جھجر گئے وہان کے رئیس نے گرفتار کرکے سرکار انگریزی مین بھیجدیا اور بعلت عدم ارتکاب سل ورسائل سرکار مقید ہوے بمقتضاے غیرت زہر کھا کر مرگئے اور بعض یہ کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا۔ قدم رسول مین دفن ہوے لاکھہ روپیہ کا گھر ضبط سرکار ہوا۔

حکیم احسن اللہ خان مقرب خاص بادشاہ کو مزاج بادشاہ مین مداخلت کلی تھی مخبر و معتمد سرکار صاحبان عالیشان تھے انھون نے سرکار سے تین وعدے کیے تھے ایک یہ کہ بادشاہ کو فوج باغی کے ساتھہ جانے نہ دونگا دوسرے شاہزادون کو گرفتار کر دونگا تیسرے دفتر سرکار شاہی کو سرکار مین پہونچا دونگا چنانچہ انھون نے ان تینون کی تعمیل کی اس جلدو مین ان کے حقوق ولی نعمی کے دو سو روپیہ درماہہ کا پنشن مقرر ہوا۔

معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر الملک سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا نیشاپوری اولاد مرزا یوسف بھانجے نواب سعادتخان برہان الملک بسبب علو خاندان عہدۂ نظارت پر مامور تھے بادشاہ کی خواصی مین بیٹھتے تھے انکے بڑے بھائی نواب مظفر الدولہ ناصر الملک مرزا سیف الدین حیدر خان سیف جنگ کسیطرح کا سررشتہ سرکار شاہی مین نرکھتے تھے لیکن بسبب سلسلۂ قدامت اکثر حاضر حضور دربار شاہی ہوتے تھے اس ہنگامہ فساد مین دونون بھائیکو کسیطرح کی مداخلت نہوئی بلکہ بغرض کلمہ حق فوج باغی سے خوف جان و آبرو رکھتے تھے اور اپنے مذہب تشیعہ سے بھی سبکی نظر مین خار تھے لیکن سفیر مرزا ابرجبین قدر لکھنؤ کی تعارف سے انکے گھر مین اُترا اگرچہ وقت کہ سرکار مین قصور سفارت سفیر ثابت نہوا ہو انکی میزبانی کا کیا قصور مگر یہ کہ حکم حاکم۔

خلاصہ بعد خرابی شہر حسین مرزا راہی پانی پت ہوے جب سبطرح سے لٹے کئی مہینے تک حیران اور پریشان رہے آخر گرتے پڑتے زمان فتح لکھنؤ پہونچے جب اشتہار امان جناب ملکہ دوران عادل زمان شہرۂ آفاق ہوا اولیم صاحب قاسم وثیقہ و پنشن سے اظہار حال کیا دعوی وثیقہ کیا جب انکا رپورٹ سرکار مین کیا انکی بقیہ لوری ثابت ہوئی لیکن بسبب انکے عہدہ جاہلیہ اور تقرب بادشاہ کے اجرا وثیقہ مین تامل ہوا جب نواب گورنر جنرل بہادر نے اکثر رئیسون کی املاک شہر اور حکم قیام شہر دیا

یہ بھی مع عیال راہی وطن مالوف ہوے۔

لیکن سید مظلوم مظفر الدولہ کا احوال جگر خراش ہے کہ قلم اپنی تحریر سے عاجز اور ہاتھ بھی قاصر ہے خلاصہ جب یہ دلی سے بھاگے اپنی قرابت مادری کی جہت سے الور گئے ۲۰۔ شاہزادے اولاد طیمور یہ اور ۲۰۔ تلنگے ملازم اوسی ریاست کے اور اکثر رئیس شہر بھی وہان تھے مخبر سرکار متلاشی مجرمین وہان پہونچے ان محتاجین نان شبینہ سے طمع زر کیا کچھہ نپایا امید موہوم کل پر کب مانتے تھے اسی اتہام جرم سے یہ سب اسیر روانہ دلی ہوے راہ مین فورٹ صاحب کلکٹر گرگانون نے بے ثبوت تحقیقات و اظہار حال و حکم صاحب کمشنر بہادر احمد مرزا اکبر خان بنگش امیر خان مرتضیٰ خان جاگیر دار ضلع بلول کا بیٹا عثمان خان بیٹا امیر خان کا ان سبکو نشانہ تفنگ اجل کیا اور مظفر الدولہ کو اتہام ظاہری سفیر لکھنؤ سے کہ تمنے بحکم بادشاہ کیون اپنے گھر مین اوتار اتھا مار ڈالا۔

ذوالفقار الدولہ محمد نجف خان عرف آغا سلطان نواسہ نواب نجف خان مرحوم جو قدیم سے سررشتہ بخشی گری پر مامور تھے اور اس فساد مین کسیطرح شریک باغیان نہوے تھے وہ ابتک مفقود الخبر ہین واللہ اعلم کہان گئے کیا ہوا۔

کپتان دلدار خان اولاد مجد الدولہ بہادر کپتان قدیم شاہی اونکی بھی کچھہ خبر معلوم نہین نائب کپتان میر نواب اگرچہ شریک معرکہ نتھا لیکن کرنال کے رہنے سے جو بعد فتح گیا گرفتار ہوا پھانسی دیا گیا

حسیف الدولہ عرف مرزا غلام عباس وکیل بادشاہ اولاد سید صلابت خان کہ بعد اس ہنگامے کے پھر بھی وکالت بادشاہ کورٹ مین کی کوئی امر معقول قرار نہ پایا اور بادشاہ کے واسطے جو ہونا تھا ہوا وہ ابتک شہر مین موجود ہین اونکے باپ عطاء اللہ خان جاگیر و تنخواہ پر قابض ہین راے مکند لال پیشکار تقسیم تنخواہ شاہی بسبب سازش و حمایت سرکار موجود۔

محمد قدرت اللہ خان منڈو خان رسالدار سرکار شاہ اودھ کا بیٹا داروغہ خانساما فی پیشتر اس ہنگامہ فساد کے رخصت لکھنؤ پا گئے تھے میان شورش فساد دلی گئے بعد فتح پھر لکھنؤ چلے آئے وہان سے بھاگ کر قطب نگر وغیرہ مین سرگردان ہو فتح پور بسوے مین حاضر حضور کمنڈنگ فوج ہوے امان پائی بعد چندے زنکو نسر گرو ائی کے لکھنؤ مین مر گئے۔

میر نجات قلعہ دار اگرچہ شریک فساد نتھا لیکن بخوف آبرو مفقود الخبر ہو گیا۔

میر اشرف علی خان نیلابان شاہی خطاب فوجدار خان بادشاہ کے ساتھ داخل شہر ہوے۔
مہمان حکیم احسن اللہ خان ہوکر سرکار سے اخراج بلد کا حکم ہوا پانی پت پھونچے وہان تین برس کی
قید کا حکم ہوا۔
میر یوسف علیخان مفتی قلعہ اس ہنگامے کے بعد پانی پت گئے۔
مکند لال عرف جامہ پوش میر منشی بادشاہ اجراے اشتہار امان جناب ملکہ دوران تک شہر مین چھپے
رہے بروقت اظہار مقید ہوے سراسر خلاف تحریر اشتہار واقع ہوا۔
میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل جو خزانہ انگریزی فوج کے ساتھ لاے تھے اور مرزا ابوبکر کے کارفرما
تھے جے پور سے پکڑ آئے اپنی سزا کو پھونچے۔
عبد الصمد خان رسالدار قدیم شاہی جو اوس معرکے مین معطل اپنے گھر بیٹھے رہے وقت شب داخلہ شہر
جوانان زبردست خوش ظاہر دیکھ کر مار ڈالا۔
مرزا محمد حسنی خان بیٹے نواب افضل خان اس ہنگامے مین مرزا خضر سلطان کے نایب تھے اور سرکار انگریزی سے
دوسو روپیے کا پنشن قدیم سے پاتے تھے پھانسی دیے گئے کہتے ہین فی الحقیقت ان سے اکثر امور بدنامے
دنیا عاقبت اندیشی سرزد ہوے جسکی سزا کو پھونچے۔
حکیم عبد الحق ملازم قدیم سرکار شاہی سرکار راجہ بلب گڈھ مین بسبب مختار کار ہونے حصول دولت
دنیا کیا تھا اور زمان معرکے مین نگاہداشت رسالہ و ایک پلٹن نجیب کی بادشاہ سے اجازت لی تھی
شریک لڑائی بھی رہے تھے بھاگ کر فرخ نگر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے سزا کو پھونچے۔

## رؤساے شہر دہلی

میان نظام الدین نبیرۂ مولوی فخر الدین صاحب کالی صاحب کے بیٹے پیر برحق بادشاہ ہرچند کہ شریک
معرکہ نتھے لیکن جب فوج داخل ہوئی بخوف آبرو حیدر آباد دکن چلے گئے۔
تدبیر صاحب نبیرہ میان نظام الدین عرف گورا شاہ صوبہ دار دہلی کے بھرت پور تک پھونچنے کی خبر ملی
نواب حسن علیخان بیٹے نواب نجابت خان رئیس جھجر کے باوصف عدم شراکت معرکہ بسبب حاضر
ہونے دربار شاہی کے مطعون خلائق ہوکر بھاگ گئے اور معرفت گماشتہ لکھمی چند سیٹھ متھرا یچا بائی صاحبہ

کے پاس گوالیار گئے وہان بھی صورت امان نپاکر دھولپور مین روپوش ہوے بعد اجراے
اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ گرفتار ہو اکبرآباد گئے کپتان جاءمن صاحب کمشنر آگرہ اور کپتان
ایبٹ کمشنر کپتان قدیم دہلی جو اونکے دوست تھے ساعی رہائی ہوے اور حکام دہلی معترض ہوے
کہ بروقت اشتہار اظہار حال کیون نکیا اس جہت سے دہلی کو طلب ہوے۔

نواب محمد علیخان نبیرہ اسمعیلخان والی بہادر گڈھ باوصف عدم شراکت ہنگامہ فساد لیکن انکے
قریب مکان مولوی امام بخش صہبائی مدرس مدرسہ دہلی رہتے تھے اور اہل محلہ بسبب بے خبری
کے اپنے گھرون سے باہر نہین گئے تھے ایک بے حیا نے نوکر مولوی بسبب سازش واقفیت اپنی
قوم کے ٹکٹ امان لایا تھا ایکدن یہ مردک قراچی قوم مین لڑا لوگ اسکے مدعی کی فریاد سنکر مدد کو
پہونچے اسنے گھبراکر بندوق داغی گورون نے آواز سنتے ہی توپ لاکر محاصرہ محلہ کرلیا سبکو خاک برابر کیا

ناصر الدولہ نواب ناصر الدین حسنخان مخبر ریڈ صاحب کوہ منصوری پر تھے اسی وجہ سے ٹکٹ
امان لایا تھا اور شہر سے باہر ہوے تھے دوسرے دن وقت داخلہ فوج اوسی ٹکٹ اور کاغذ
جاگیر کو لیکر حاضر حضور کمشنر دہلی ہوے اور اظہار اپنی خیرخواہی کا کیا جواب پایا کہ کنار دریا جاکر
کھڑے ہو اپنی جاگیر پاؤگے ایک بندوق ماری گر پڑے فی الحقیقت مقتضائے انصاف اور نمکحلالی آقائے
ولی نعمت قدیم بھی تھا۔

مولوی صدر الصدور دہلی صدر الدین خیرخواہ اور متوسل سرکار ہمیشہ نیز خیرخواہی سے ناتھے نہ اونھا
باغیون نے بجبر و تعدی کاغذ جہاد پر انسے مُہر کروالی تھی اس مظلمے مین گرفتار ہوے گھر کا اسباب
ضبط ہوا لیکن بعد خرابی کے نجات پائی۔

نواب مصطفےٰ خان بہادر رئیس جہانگیرآباد باوصف ہمراہ ہونے اور حمایت سرکار کے بلندشہر سے
گرفتار ہو میرٹھ پہونچے ایک برس قید رہ کر رہا ہوئے۔

میان امیر خوشنویس کامل اوستاد بادشاہ و راجہ الور مرد پیر نوّے برس کے اونسے گورون نے روپیہ
مانگا دو مرتبہ موافق مقدور کے دیا تیسری دفعہ ندیا باہر نکلے مارے گئے۔

قاضی محمد فیض اللہخان ناظر زمان بلوے مین بعد نواب معین الدینخان کے چند روز کے واسطے کوتوال
شہر ہوے تھے بھاگ گئے اب گرفتہ ہوکر شہادت سے پھانسی پائی۔

دیا نظر داؤد بیٹے معلم بادشاہ کے اس ہنگامے مین گھر سے باہر نکلے مارے گئے۔

نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص اولاد ہشنگ افراسیاب استاد بادشاہ فن شعر مین اس معرکے مین لسلامت رہے لیکن اجل بھی در پے تھی ایک سالہ بھی اپنے طرز کلام پر اس معرکہ خاص کا چھپوایا حکام نے بلطائف الحیل اونکا پنشن سرکاری موقوف کردیا بعد اسکے نواب یوسف علیخان رئیس رامپور خدمت کرتے رہے تا اینکہ دلی مین انتقال کیا۔

حکیم محمود خان غلام مرتضےٰ خان غلام اللہ خان عبد الحکیم خان اولاد حکیم شریف خان بسبب توسل راجہ نرندر سنگہ بہادر پٹیالہ سب آفات شہر سے محفوظ رہ کر پٹیالے گئے نواب غلام حسینخان کے بیٹے بروقت داخلہ فوج شہر سے چلے گئے تھے جیتے بچے۔

نواب یعقوب علیخان حیدران داخلہ فوج سرکار ہوا شہر سے درگاہ قطب صاحب کو جاتے تھے راہ مین گوجر راہزنون نے نالہ چھاچھپرہ مین مع اونکے بڑے بیٹے قطب علیخان کے مار ڈالا۔ موسیٰ خان شہر سے بھاگ کر الور گئے وہان سے قید ہو دلی آئے چھوٹ گئے۔

امین الرحمان گرفتار ہوکر دلی پہونچے پھر احوال معلوم نہوا۔

مولوی جعفر علی مدرس اول مذہب شیعہ کو مولوی نظیر حسین نے بعلت کرنے غارت اسباب مدرسے کے گرفتار کرادیا بعد تحقیقات و معتبر ثبوت جرم نجات پائی۔

مولوی محمد باقر نے ٹیلر صاحب مہتمم مدرسہ دہلی کو اپنے گھر مین چھپایا جب شورش ہنگامہ ہوا اپنے گھر سے نکالدیا لوگون نے پتا بتایا محلے کا چمار دوڑا مار ڈالا اور کاغذ نوٹ ایک لاکھ ۱۹ ہزار روپیے کا اونکی پاکٹ سے نکال لیا جب فوج سرکار آئی ہڈسن صاحب کے آگے وہ چمار لباس خاکی پہنے گیا کہا مین مولوی رجب علیخان کا آدمی ہون فرمایا تونے وردی بغیر حکم سرکار کیون پہنی مگر تجھپہ غرض رکھتا ہے اوسوقت اوسنے عرض حال کیا جب تلاشی لی وہ کاغذ نوٹ لے لیا اور گولی ماردی۔

اولاد حکیم زکی اللہ خان شہر سے بھاگی حویلی بالم مین گئی سعید اللہ خان حکیم سعید الدینخان اونکے نواسے اکیلے بھاگ کر منہت پہونچے وہان سے گرفتار ہو دلی آئے مع حسام الدینخان بڑے بیٹے کے مارا گیا۔

حکیم امام الدینخان بسبب علاج بادشاہ زمان اسیری مین سب آفات سے محفوظ رہے درگاہ خواجہ صاحب مین مقیم ہوے۔

میر جلال الدین خوشنویس خط نسخ اوستاد بادشاہ مع اپنے بیٹون کے پہلے پانی پت گیے بعد اسکے رامپور پہونچے۔

بدر الدین علیخان مُہر کُند خاص جناب ملکہ معظمہ عالیہ دل دوران دلی مین رہے۔

مولوی سید محمد مدرس اول مدرسہ دہلی کرانہ بھاگ کر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے۔

شاہ احمد سعید نواسے غلام علی شاہ مجتہد اہل سُنّت موجد و بانی مبانی جہاد قبل از داخلہ فوج سرکار مقبرہ نواب صفدر جنگ مین جا کر رہے انکا مرید جانفشانخان رسالدار ساکن سرونجہ ٹکٹ اور پروانہ راہداری سرکار سے لے کر دیا مولوی حیدر علی کے ساتھ کابل گیے۔

شاہزادہ محمد عظیم بیٹا جہان اختر شاہزادہ وہ بیٹا شاہزادہ سنجر بن احمد شاہ دُرانی سپرنٹنڈنٹ ضلع رہتک مین تھا اور رلپٹن باغی کو کبر کے ساتھ شہر مین پہونچکر مشغول جہاد رہا تھا جب حکام سے لئے اوسکے عیال کو قید کر ہانسی بھیجا بادشاہ سے کچھ فوج لے کر رہتک کو لے لیا تھا جب بادشاہ کا شقہ پہونچا پھر آیا اوسیدن حضور شاہی مقبرہ ہمایون مین گیا جسدن فوج باغی دلی سے روانہ متھرا ہوئی وہ بریلی سے بونڈی گیا قافلہ جنابعالیہ کے ساتھ رہا۔

نواب حامد علیخان نے پہلے جنرل چھاونی کی بیٹی اور ایک صاحب کی بی بی کو اپنے گھر مین چھپایا تھا فوج باغی یہ خبر سنکر دوڑا ئی گھر لوٹ لیا اونھین بھی چاہتی تھی جان سے مارین مرزا ابوبکر شاہزادے سے جلد جا پہونچے جان بچی اوسوقت اوس بی بی کو کہین بھیجدیا تھا اور اخبار ہر روزہ دربار شاہی فرزند علی اپنے بھتیجے کے ہاتھ مولوی رجب علیخان مہتمم اخبار سرکار کے پاس نام صاحب جرنیل فوج کے ملاحظے کو بھیجا کرتے تھے اور دیہات الی پور اور نواب گنج بربست متعلق زمینداری اپنے وطن قدیم عقب پہاڑی سے غلہ رسد وغیرہ ضروریات محاصرین سرکار کو بھیجا کرتے تھے

جب فوج سرکار داخل شہر ہوئی یہ ایکدن پیشتر شہر سے نکلکر برف خانے مین جاکر ٹھہرے تھے
بعد ازان سرکار حسب الطلب ہڈسن صاحب کے پاس حاضر ہوے لاکھہ روپیے کا نوٹ دیا جب اجازت
صاحب لیکر دمی مع اپنے عیال کے اقربا روانہ برست ہوے اور جو شخص رؤسا سے شہر سے شریک
باغیون کے تھا انکی اجازت سے داخل انکے قافلے کے ہوا اور جو محتاج سواری وخرچ کا تھا
اوس سے کچھہ دریغ نہ کیا اور باطمینان کلی اپنی حمایت وسفارش سے نکالدیا اور یہ سب ان مرد
قریب دس ہزار کے جمع ہوگئے تھے اور خود شہر مین جاکر رہے لیکن انکی عیال عالیہ بیگم صاحبہ اور
اعزاو بیگم صاحبہ سالی مع اپنے ہمراہیون کے برست مین رہے باقی جتنا قافلہ جمع ہوگیا تھا ہر طرف
کو چلا گیا بعد دو تین دن کے میر حامد علیخان مولوی رجب علیخان کے ساتھہ برست آئے مولوی
کرنال چلے گئے

۱۵ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء قبل از نماز صبح رچرڈ صاحب کلکٹر کرنال دو سو سوار سے آئے
میر حامد علیخان کا گھر گھیر لیا اور جتنا مال اسباب دولت تھی تقریباً ۹۔ لاکھہ روپیے کی سب لے لیے
یہانتک کہ عورات کے سر سے چادر بھی نچھوڑی چنانچہ ایک شخص باغی جو شریک اس لوٹ کے تھا
پانی پت مین وقت تلاشی خانہ ایک مالا مروارید اور ایک گھڑی نکلا جسکی قیمت ارض بازار
اسی ہزار روپیے تجویز ہوئی تھی فی الحقیقت واقفکار اصل بنیاد اس دولت واسباب کی خوب
جانتے ہین کہ یہ سب مال سرکار شاہ اودھ تھا کسواسطے کہ اصل حقیقت اعتماد الدولہ میر فضل علیخان
اور میر حامد علیخان کی معلوم ہے اور یہ مجموع ثروت مال دنیا فقط ۹۔ مہینے کی وزارت سے حاصل
ہوئی تھی خلاصہ بعد اسکے میر حامد علیخان میر نواب عباس مرزا یوسف مرزا محمد وزیر مرزا اور ۲۲
ملازمین کو قید کرکے پیادہ کرنال لے گئے وہان سے شکرم پر سوار کرکے دلی بھیجا اور باقی عورات کو
زندان وطن مین رہنے دیا کہتے ہین کہ یہ سب مصائب آلام روحانی اور گرفتاری بلاہائے آسمانی
فقط سازش وحمایت ہڈسن صاحب افسر فوج کی جہت سے ہوئی کہ سنڈرس صاحب کمشنر دہلی سے
اور صاحب سے کچھہ بغض باطنی ہوگیا تھا اور بعد فتح دہلی جب ہڈسن صاحب شریک معرکہ عالم باغ
لکھنؤ ہوے چندن دلکشا سے وہ ہاں آکے حضرت گنج کو جاتی تھی کنار نہر مارے گئے انکی قبر عالم باغ
مین ہے اسی جہت سے یہ سید زادہ برتی سید موصوف منقطع ہوچکا تھا غرض بہت ۹ نواب ہاں قید

رہے دو آنہ یومیہ خوراکی سب کو ملتی رہی عورات بنی فاطمہ محتاج نان شبینہ ہوئین موسم سرما
مین کہین سے ایک قنات کہنہ میسر ہوگئی تھی اوسکے ٹکڑے کرکے سب کو بجائے لحاف و نہالی
ہوئی تھی بعد مرور نحوست ایام سب قید سے چھوٹے اوسکے بعد سید موصوف نے انتقال کیا
خانہ فقیر سے خانہ وزیر آباد ہوکر پھر خانہ فقیر ہوگیا وگر نہ مدت عمر تک انکی بامارت بسر ہوتی نائبتر دو
اطراف و نواح دہلی مین قوم بھوات اور گوجر نے اس بلوے مین فرصت وقت پاکر حسب
دستور زمان قدیم راہزنی اختیار کی تھی تلارام جاٹ انکا سرگروہ تھا خلاصہ ہر ایک باغی
اپنی سزاے کردار کو پہونچا۔

## احوال فیروز شاہ شاہزادہ

یہ بیٹے مرزا ناظم بخت نواسے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے ہین انکا احوال یہ ہے کہ قبل از معرکہ
ہندوستان روانہ حج بیت اللہ ہوے تھے وقت مراجعت جب اندور پہونچے خبر ہنگامہ فساد
سنکر وہین ٹھہرے جب حکم سرکار انکی گرفتاری و قتل کا پہونچا بھاگ کر گوالیار آئے راہ مین کمپ
مرار کا طالب انکی ہمراہی کے ہوے انھون نے جواب صاف دیا بعد اسکے عملداری دھولپور
مین پہونچے وہان کے تحصیلدار سے لاکھہ روپیہ لیا جب خبر شکست دہلی سنی عازم اکبرآباد ہوے
اور اپنی جمعیت قلیل سے کئی سو مرد ولایتی کو بھی جنھون نے رجواڑے کی نوکری چھوڑ بہ نیت
جہاد ایمانی اور طمع محاصل دنیا رفاقت انکی اختیار کی تھی محاصرہ آگرہ کیا ایکدن جنگ و جدل مین
گذرا آخر نوبت شمشیر پہونچی پھر کچھہ بن نہ پڑا ساری فوج مجاہدین بھاگی ہرچند صاحبان عالیشان
پہلے سے قلعے مین جاکر رہے تھے تھوڑی سی فوج سے انکا سامنا کیا تھا مگر آتش افروزی اور
بربادی غرباے شہر کو بہت تھی خلاصہ وہان سے اوسی جمعیت قلیل سے میوات پہونچے وہان سے
شیخ فضل علی رسالدار رجمنٹ کی معیت اور جرنل عبدالصمد خان کے ساتھہ ہوکر فرخ آباد شاہجہانپور
ہوتے ہوے داخل لکھنو ہوے یہان انکا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان بہو صاحبہ کے مکان مین
بسبب قرابت کے اوترے پھر دوسرے مکان مین گئے جب فوج باغی لکھنو سے بھاگی شاہزادہ
سراسیمہ ہو جمعیت قلیل اور ایک توپ سے بریلی پہونچے خان بہادر خان رئیس بریلی نے اجازت

داخلہ شہر ندی مرادآباد گئے وہانکا ناظم چچا خان بہادر خان کا تھا اوسنے کہلا بھیجا بہتر ہے کہ
یہان سے چلے جاؤ شاہزادے نے ندرِ خستگی راہ کیا اور کہا ہم افطار روزہ مبارک کر کے کل نجیب آباد
چلے جائینگے آج یہان رہنے دو قبول نکیا ایک پلٹن رسالہ ۴۔ توپین بھیجدین مقابل انکے خیمے
کے توپین لگا دین مع لوی احمد اللہ خان ساکن بنگالہ رفیق خاص کیا گولہ اندازون کو طرح سے
سمجھا کر ترغیب دا ایمانی دی جب شاہزادے نے توپون کو دیکھا اپنے ساتھ کی توپ کو آگ
دی مولویصاحب اوسوقت بھاگ گئے یہ کہتے ہوئے کہ اب تمھارا بچنا مشکل ہے فوج آپہونچی۔
تمسے بھی جہانتک بھاگا جائے چلے جاؤ گولہ اندازمولویصاحب کے اس افسون سے بے سر ہو گئے
توپون کو چھوڑ کر بھاگ گئے رسالہ دار اور پلٹن بھی اونکے ساتھ چلی گئی شاہزادے کے ہمراہیون
نے جا کر ۳۔ ہاتھی ایک چاندی کے عرضے کا ۱۲۰ میگزین۔ دو ہزار روپیہ نقد لے آئے اور باقی
لشکر کا اسباب انکے ساتھیون نے لیا شہر مین اپنی منادی کی اور نگاہداشت فوج شروع کی
قصاب جولاہے اسطرح فرقہ خاص قریب دو ہزار کے جمع ہو گئے۔ دو دن تک یہہ حکومت ناپایدار
رہی چوتھے دن ۷۔ ہزار فوج رامپور ناظم علیخان بھائی نواب یوسف علیخان بہادر کے لیکر
آ گئے کچھ لڑائی ہوئی فتحیاب ہوئے پانچوین دن کچھ فوج سنبھل سے ملازم رامپور آ گئی تھی مجاہدین
کی نمالیش سے توپین چھوڑ کر بھاگ گئی چھٹے دن فوج انگریزی نجیب آباد رامپور سے پہونچی
تینون نے شہر کے کوٹھون پر چڑھ کر ڈھیلے پتھر مارنا شروع کیا تمام دن اسی حال مین گذرا شام کو
قصاب جولاہے بھاگ گئے شاہزادہ اودھ اپنی جمعیت قلیل سے بریلی آیا اوسوقت خان بہادر خان
نے بڑا احترام کیا اور استقبال کر کے آپ خواصی مین بیٹھے شہر مین لے آئے اس عرصے مین فوج انگریزی
تین طرف سے پہونچی خان موصوف نے تکلیف انتظام لڑائی کی دی شاہزادے نے قبول نکیا
جب یہ خبر پہونچی کہ کل معرکہ لڑائی درپیش ہوگا راتارات مع پیشوا نواب تفضل حسینخان رئیس فرخ آباد
رات کو روانہ خیر آباد متعلقہ نظامت اودھ ہو گئے خان بہادر خان کی مجموع فوج نامرد انہین دونو
سردارون کے ساتھ روانہ ہوئی اور راہ چیر دے کی لی صبح کو شاہزادے کا مقابلہ فوج انگریزی
سے ہوا نکچیہ کے پل پر اسطرف شہر کے کہتے ہین جب نوبت تلوار پہونچی طرفین سے بندوق بند ہو گئی
جب تلوار وسنگین چلنے لگی جب شام ہو گئی اور خبر پہونچی کہ خان بہادر خان مع اپنے عیال سیدھے

پہلی ہیبت کو گئے پھر انکے قدم نہ ٹھہر سکے گھبرا کر شاہجہانپور آکر شہر پاس معرکہ احمد اللہ شاہ ہوے
فوج صاحبان عالیشان داخل شہر ہوئی قتل و غارت شروع ہوا رعایاے غریب سب طرف
بھاگی جو جہان ملا مارا گیا حکیم محمد حسنخان اجل گرفتہ پوتے نواب محبت خان کے اس ہنگامے مین
مارے گئے انکا افسوس سبکو ہوا جب شکست شاہجہانپور کی ہوئی شاہزادہ داخل محمدی ہوا
یہان شاہ صاحب کی کم سپاہ نے مدعی سلطنت ہفت کشور ہو کر اپنا سکہ جاری کیا تھا سکہ
سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ + حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ اور نشہ غرور و نخوت
جو دماغ مین سما گیا تھا شاہزادے سے بھی طالب بیعت و فرمانبرداری مثل اور خادمون کے ہوا
شاہزادہ اونکی اس حرکت ناپسندیدہ سے خفا ہو کر سنڈیلے مین آیا تھانہ سرکاری کو لوٹ کر اپنا
تسلط کیا اور اکثر اضلاع تھابخات بانگرمئو صفی پور وغیرہ کو لوٹا غارت کیا برسات بھر اسی
دوا دوش مین گذرا جب سنڈیلے سے شکست کھائی خیرآباد آئے وہان کے ناظم ہر پرشاد کو
مولوی محمد ناظم بسوا باڑی کو واسطے مدد راجہ گلاب سنگھ راجہ پرواگھیا اور خود خان علیخان ناظم
کل خیرآباد کے پاس چلا گیا غرض اسیطرح ہر ضلع و مقام مین اگ لگاتے گذرے اور فوج سرکار
سے مقابلہ بھی کیا مگر کہین پاے ثبات نہ رہا محمود آباد مین آیا وہان رنگ فوج باغی و نامردی کا
دیکھکر متغیر ہوا سب افسرون کو جمع کیا کہا مینے تن بمرگ دیا ہے جسے مرنا ہو میرا ساتھ دے وگرنہ
اختیار رکھتا ہے چلا جاے کہتے ہین کہ اوسدن شاہزادے پر فاقہ گذرا تھا آخر ۴ سو سوار رحمت [۱۲]
مع ظریف خان رسالدار اور ڈاکٹر وزیر خان باقی سوار جنگلے متفرق قریب ہزار آدمی کے بے توپ
جمع ہو کر روانہ باڑی ہوا باقی فوج ازراہ نامردی رفاقت خان علیخان مین رہگئی۔
جرنیل اسمعیلخان قاضی عنایت علیخان برگیڈیر چند سوار باغی سے اطاعت سرکار دولتمدار انگریزی
اختیار کے اور بموجب اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ حاضر حضور کمنڈر فوج ہوے اور بعد پانے امان
کے اپنے اسلحہ حرب سپرد سرکار کرکے اپنے وطن چلے گئے۔
شاہزادہ باڑی سے سیدھا میرمیدان ہو کر بسلامت کنارہ دریاے گنگ پہونچا اور فوج سرکار نے بھی
تعاقب نکیا وگرنہ کیا عجب ہے گھاٹ تک پہونچنا مشکل پڑتا اتفاقاً کشتیان غلّے کی فرخ آباد سے
آکر گھاٹ پر تھین اونکا غلہ خالی کرواکے مع اپنے ہمراہی ملہور کی گھاٹ سے بسلامت پار اوتر گیا

ملاحون کو دو سو روپیہ انعام دیئے پھر فوج مکن پور درگاہ مدار و حوالی اٹاوا وغیرہ لوٹتی ہوئی
شیرپور کے گھاٹ دریاے جمن سے اوتر گیا راہ مین اکثر مقام پر لڑائی بھی ہوئی خوب بہادری سے
لڑا و بسلامت نکلا چلا گیا کئی برس تک حوالی جنگل جےپور بیکانیر ہاڑوتی کوہسار دکن مین
سرگردان رہا وہان قوم بھیل بھی شریک ہوگئی آخر کار اٹک دریا وغیرہ اوتر کر کابل سے
ہوکر داخل ایران ہوا وہان سے رہبری پاکر داخل ملک روس ہوا کہتے ہین کہ وہان اپنی
جماعت قلیل سے بخوبی بسر کرتے ہین وہانکی سلطنت سے بہت ناموری کچھ کفالت ہوتی ہے
باقی ارادے سب خواب خیال ہوگئے ہین انکی اولوالعزمی و ثبات [illegible] سرکار پر ثابت کیا عجب
تھا اگرچہ آشتی انکے [illegible] کچھ کفالت ہو جاتی [illegible] جسطرح زمانہ [illegible] مین لارڈ ہاسٹنگز صاحب
نے صاحبان اولی العزم کو کچھ ملک حکومت [illegible] کے واسطے دیکر سرکار کو نیکنام کیا مثل
نواب امیرخان [illegible] وغیرہ مگر [illegible] حکام کی نیت بخیر تھی [illegible] اب [illegible]
ہے آیندہ دیکھا چاہیے۔

واللہ علی کل شی قدیر

جملہ مختصر ریاست و حکومت نواب برہان الملک مین جسقدر خزانے مین روپیہ جمع تھا وہ
نادرشاہ کو دو کرور دیا گیا جس سے قیام و استقلال صوبہ داری ہوا۔
۲۔ زمانہ نواب صفدرجنگ مین اگر نواب بیگمصاحبہ کچھ اعانت نکرتین صوبہ اودھ مین کیونکر آنا ہوتا
۳۔ زمانہ نواب شجاع الدولہ قحط زر تھا اگر نواب بہو بیگمصاحبہ اعانت نکرتین چالیس لاکھ
گورنمنٹ کو کہان سے دیے جاتے۔
۴۔ زمانہ نواب آصف الدولہ نائب عملہ سرکار کہتا تھا مگر یہ نکہ اہالی سرکار کو نہ بگاڑا تھا۔
۵۔ زمانہ مستعار وزیرعلیخان کچھ گھر سے اوٹھا۔
۶۔ زمانہ نواب سعادت علیخان تامدت مسند نشینی سے ۱۴ کرور اس نصف ملک کی
تقسیم سے جمع ہوے اگر دوسر نصف بھی رہتا غالب کہ اس سے زیادہ جمع ہوتے سواے محاصلات
عملہ سرکار کے۔

۷- زمان حضرت خلد مکان مین وہی خزانہ صرف ہونے لگا مگر دس کرور باقی رہ گئے تھے-
۸- زمان حضرت خلد منزل مین صفائی خزانہ سابق و محاصل حال ملک بالکل ہوگئی نائبان وعملہ سرکار نے کھایا مگر بہت نمکحرامی سے گھر کو بگاڑا-
۹- مناجان ودرساعت نجومی بیٹھے-
۱۰- حضرت فردوس منزل نے ایک انتظام وضبط سلطنت کیا مگر بکمال جزرسی-
۱۱- عہد حضرت جنت مکان مین وہی اندوختہ سلطنت تھا جو بہت جزرسی سے صرف کیا گیا اور کچھ رہ گیا-
۱۲- حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین بالکل صفائی خزانہ بلکہ خزانہ خالی ہوگیا فقط



# تقریظ منظوم

## من نتایج طبع شاعر والا گوہر منشی جواہر سنگھ متخلص بہ جوہر مشیر دربار بلرامپور اودھ

### دیباچہ کتاب تواریخ اودھ موسوم بہ تاریخ عجیب ١٢٩٦ھ

خدای این جہان و زیر و بالا — جہان کا جو ہی پیدا کرنیوالا
وہی خلاق ہی ارض و سما کا — وہ مالک ابتدا سی انتہا کا

قدیر و مالک ملک جہان ہے — خداوند زمین و آسمان ہے
نہ تھا آغاز اوسکی نہ ابد کی — نہین ممکن ہی تعین اوسکی حد کی

عجب شان مین عجب قدرتگری ہے — ہر اک شی اوسکی حکمت سے بھری ہے
کمی منا ظہور شان خلقت — اوسیکی قبضے مین ہی جان خلقت

قدیر شان ہستی و عدم ہے — اوسیکی ذات باقی و قدم ہے
توانا مالک و قادر ہی بیچون — کری اکدم مین عالم کو دگرگون

وہ تخلیق و ربوبیت فنا سے — ہوا ثابت یہان عقل رسا سے
یہ بی پایان بنا کی اوسنی عالم — ہر اک مین صنع بی پایان ہی باہم

نہین کافی ہی ہجدہ الف تعداد — تری فہرست صنعت کسکو ہی یاد
دیا سورج کو نور عالم آرا — کیا ہی نور قدرت آشکارا

اوسیکا کام ہی عقل آفرینی — اوسیکی ہی یہ سب قدرت یقینی
ہماری واسطے کی عقل پیدا — کہ ہو خود عقل سے رہبر ہویدا

دیا ہی رہنما ہی عقل کامل — کرین تا جانب قادر یہ مائل
ہوا و آتش و آب و خاک ہر ایک — مرکب اوسکا نسخہ ہی مگر ایک

یہ کہنی بھر کو لفظین مختصر مین — موالید ثلاثہ کسقدر ہین
ادھر اجرام علوی بیکران ہین — ادھر اجسام سفلی بیگمان ہین

نشان انکا کہان تک کوئی پائے — پتا قدرتکا کیا ممکن لگائے
زمانہ گر تلون زا نہوتا — مقرر ہر ایک قدرت کا نہوتا

یہ دیکھو جنبش ثبات ذرات باری — کسیکو بھی نہین ہی پایداری
کواکب ہین نشان مہر قدرت — فلک ہی مظہر انواع صنعت

ورای مہر و ماہ عالم افروز — کئی ثابت ستاری مہرہ اندوز
حساب قدرت اوسنی جو بنایا — شماری فلکی کوکب کو بنایا

حساب قدرت اوسکا بیکران ہے — شمار اختر کی نقطو نسی عیان ہے
نہین ممکن کواکب کی جو تعداد — محاسب عقل کا کیا کر سکی یاد

فزون تعداد سی قید صنایع — کہ جسمین خاص ہین خلق بدایع
ملایک اوسکی قدرت مین ہین لا دخل — ظہور آدم خاکی کی کیا اصل

عیان ہر ذرہ مین ہی مہر صنعت — ہر اک ظلمت مین ہی نور حقیقت
یہ نفخ روح و ترکیب عناصر — تری صنعت ہی یا رب ہی تو قادر

یہ پرکار جہان ہی کار قدرت — کواکب نقطۂ پرکار قدرت
کواکب کو کیا نظم عالم — اثر ہر چیز مین انکا کیا ضم

ہوا دنیا مین ہفت اقلیم آرا — کیا مخصوص اقلیم اک ستارا
عموماً دورہ ہر اقلیم مین ہے — نظر ہر چیز پر تعمیم مین ہے

سلاطین یونہین ہین تیغ شمشیرزن — کہ رکھین خلق نصفت سے نظر مین
نگہداری انہین مخلوق کی دی — عنانداری قوت اپنی ہر کسی

کبھی کوئی زمانہ گہ کسیکا — کیا بعد اک کی قبضہ گہ کسیکا
بوقت خاص موت آتی ہی سبکی — غرض یہ فسخ ہو جاتی ہی سبکی

تواریخ و نسی یہ باتین عیان ہین — جو نام آور تھی اب بی نشان ہین
مناسب جو ہر اب ذکر دگر ہے — بیان قدرتکا کب حد بشر ہے

## محامد انفاس حضور قدسی

## ہز ہائی نس ڈی اقبال سر مہاراجہ دگبجے سنگھہ بہادر کے سی ایس آئی والی راج

## بلرامپور و تلسی پور بجرولی وغیرہ اضلاع ملک اودھ دام حشمتہ (بہ تبدیل بحر)

مہاراج کا ذکر جو ہے کرو / ٹھیک ہے ذکر منظور کرو
یہ ملتی مظہر پاک نور کریم / ریاست ہے فضل خدا سے قدیم

مہاراجہ سر دگبجے سنگھہ نام / مہاراجہ راجگان کرام
درخشندہ تر اختر ہند ہیں / وہ زیبندہ افسر ہند ہیں

وہ عالی نسب اشرف خاندان / نسب میں بھی افضل ترین جن کے [illegible]
وہ زیبندہ افسر مہر و ماہ / ہلال اونکی اوتری ہوئی کلاہ

تریا ہوا اک طرہ دستار کا / ستارہ کلاہ گہربار کا
نہیں پرورش پائے فضل و کمال / کہ گہوارہ چرخ طفل ہلال

فلک سایہ چتر جاہ رفیع / جہان [illegible] بارگاہ رفیع
نہیں کہکشاں ہے یہ جھل کا عکس / چھپرکھٹ کا فلک پر یہ پہونچا ہے عکس

ستارونکی انپر نظر سعد ہے / نہاد [illegible] سعد ہے
سعادت نہاد و سعید ازل / خدا داد اقبال ہے لم یزل

وہ علم و ہنر میں فضیلت نشان / [illegible]
بجسم [illegible] سب سے زیادہ / صلاحیت علم حسب مراد

دقیقہ رس و نکتہ دان نکتہ سنج / لطیفہ پسند [illegible] گنج
سخن سنج باریک نازک خیال / [illegible]

رموز دل خلق سے آگہی / ہویدا [illegible]
کتابونسے ہے علم کی شوق سے / ہر اک فن میں [illegible] ذوق سے

جہانبین ہیں [illegible] نکتہ رس / خدا کو [illegible]
فتوحات [illegible] / [illegible] اظہر

ہر ان کلکی [illegible] / عرق ریزی [illegible]
اور [illegible] شناس / اور [illegible] قیاس

تواریخ عالم ہیں بر زبان / کرامت [illegible]
[illegible] باغ غزل [illegible] صاف / کہ روشن ہے [illegible] نقاب

عدالت میں ہر لحظ معروف دل / عبادت میں [illegible] معطوف دل
پرستندگی حق کی [illegible] / [illegible]

شب و روز بیدار یاد کریم / بشکر و سپاس قدیر نعیم
پرستشگہ قدرت کردگار / [illegible]

دل پاک ہر وقت مصروف خیر / [illegible]
ہر اک وصف [illegible] / [illegible]

ہر اک وقت بالائے [illegible] / [illegible]
رعایا کے حق میں [illegible] کریم / مسافر نواز [illegible] عظیم

ملازم کو ہے لطف مہمان کا / ہر اک کو [illegible]
جو کچھ [illegible] ہے / تعلل تکبر و نخوت میں ہے

یہ اخلاق ہے فوق آفاق سے / کہ خلقت میں [illegible] اخلاق سے
سیاست کی [illegible] / [illegible]

شفاخانہ کالج ہیں تا لکھنؤ / در عالم [illegible] نام کو
شہنشاہ کی صادق القول [illegible] / ثبات [illegible]

سلیح خانونکی کیا تیں تفصیل دوں / نمائشگہ ہیں ولایت کہوں
جو ایجاد یورپ میں بالفعل ہوئے / وہ ہدیہ یہاں جب سے اول ہوئے

سند ہین مہاراج ہر بات مین
طبیعت کہ خود کاٹھیاوار ہین
کتابت لاایت اندران سے روز
نشانہ لگاتی ہین مشہور ہین
اودہ کی علاقی سی نیپال تک
زنجبار تا صد پلنگ اور شیر
برنگ شفق خون نخچیر کا
بندھی سو کہین ہین کہین ہین بپا
کہین چاند مورت سی الست پل
طیور نوا سنج اقسام کے
عمارت کا بھی شوق ہی بیقدر
عجائب گھر اس نوع تیار ہے
ہین حجرہ بڑھکر ہر شاہ سے آرا
فتوحات کین زور شمشیر سے
جو یادگار اک ملک مشہور ہے
عدد تیغ اونکی حد بھر پھیل گئی
ریاست ہوئی یہ بہ نصف سال کی
گیا ملک اعد علی شاہ سے
سنو دہرہ دون جانب شمال وار
وسہری کی اس ملک کی دوہرم ہے
تواضع ہر اک خلق مہمان کی ہے
سخاوت سی پیدا عجب بات کی
دو شالی دیئی جاتے ہین بیشمار

سند لیتی ہین سب لایت مین
پڑی گھر مین تھی کر رہوار ہین
تحایف کی آمد ہے جو ہر مین روز
ہر اک ملک مین شہرتا دور ہین
ہزار ون کیے صید میبال تک
ہر اک سال گولی سی ہوتی ہین زیر
تماشا ہے چرخ فلک پیر کا
نر و مادہ ہر عمر کے بقیاس
کہ فیل فلک سی بھی کرتی ہین پیل
کہ داد اونکی الحان ہے اوپر دو سے
کہ ہو سیکڑوں کوس ہر کوس تیر
کہ عقل اوس سے حیر تمین ہر بار ہے
بزرگ آگے تھے کاٹھیاوار سے
لیے ملک یاں آکی تدبیر سے
وہ مہاراج کا ماخذ نور ہے
خطر کھاکی فوج صد دل گئی
ترقی ہی ہر روز اقبال کی
ستاروں کو نور ابھی ہو اس ماہ سے
سہی صید فیلان ہین ہر سال ہنگام
ہر اک سال یہ جشن ہر سوم ہے
مدارات ہر نوع انسان کی ہے
کہ ہوتی ہے تقسیم خلعات کی
ایسی جاتی ہے روز و شب ہر قطار

یوہین سب تاتار و چین و عرب
رہ و رسم ایران و غیاث سے
مہاراج جتنی ہین عالی نسب
یہ شیروں کی صیاد رہ جو شن ہین
ہینا تو کوئی ہی خالی ضرور
بہت آکے حکام عالیمقام
یہیں ہین وہ مہاراجہ نامدار
کہین جھیل پانی کہ بہریان ہین
کہین گینڈے شیر اور چیتے پلنگ
کتبخانہ خیرات خانہ درست
یہ پابندی وقت داد و فات سے
کالج ہیں طرز جلتی ہین انجمن و اش
شجاعت تو اس قوم کا کام ہے
وہ یکتا ہین یہ بزم ہین رزم مین
بزرگو نمین تھو راجا بلرام ساہ
نہ رستم تھا ایسا نہ اسفندیار
مشیر گورنر مہاراج ہین
ہوا کرتا ہے صید فیلان بھی ہین
پکڑ لاتی ہین تیس چالیس فیل
یہ تقریب نفیس و سخا عام ہے
جلوس جلوہ کا ہو کہنا شمولیت
اعلی اعلی سے تا خاکروب
تماشے کو جو دور سی آتی ہین

سہیلے آتی ہین تحفہ لیلیٰ کو سب
تو وفق ہر اک اہل اقبال سے
بہت دوست ہین سب ہین گر بنہ
کہ صحرا مین سب شیر و شیر ہین
مگر سال ہین جیسی عالی ضرور
رہا کرتی ہین ہر کاہی ہین عام
نہین جنکے گھر ہاتھیوں کا شمار
کہین بکنی بالیدہ ندان کہین
کہین بازہ بحری جری رنگ رنگ
ہر اک شیء کا ہے کارخانہ رفیع
کہ موقع پر اونکو ہر اک بات ہے
ملازم ولایت کو سب کاروان
بہادر یہ سب خاندان تمام ہے
حکیمانہ ہو طور ہر بزم مین
وہی اسکے بانی تھی اسبحا کی شاہ
نمایان نمایان ہین ہین کارزار
اودہ کے راجہ جو نکی سرتاج ہین
سوا سبی ہے اسکا سامان ہین
پسند آتی ہین جو جشن سبیل
کہ اس روز جود و عطا عام ہے
کہانتک ہو ترقیم سامان طول
مناع بہ پشمینہ کارچوب
وہ رومال و دو شالی پاتی ہین

زر نقد و زیور جواہر نگار — کہیں عرش پر کوئی کشتی میں بار
بہشتی ہیں سے چہ کیسی فیلبان — طلائی گردن ہیں ہیں سب کامران

دو شالی زری کار و کشمیر کے — مناسب کیے پروانے جاگیر کے
ترقی تنخواہ کی شقہ جات — تہ جا فسروں کو خطوط برات

ملا کرتے ہیں زر فیض عام — ہیں مشغلہ روز و شب شام و بام
یہی جا ہو ہے مقصد عام کی — یہی سرزمین حاصل کام کی

ہزار روپئی کی گنتی نہ سو کا شمار — یہ جنگی چہ ملکی چہ خدمتگذار
ہر اک کامران آج دلخواہ ہے — یہ تقریب بھی فضل اللہ ہے

قواعد بھی ہے فوج کی لیں پر — کہ ہے فتح اس فوج کی جابگیر
زمانہ سدا یونہی قائم رہے — ترقی پر اقبال دائم رہے

دکھاتے ہیں کشتی یہاں پہلوان — کہ ہر کوہ البرز اک جوان
دیے جاتے ہیں اشتہار تمام — بامید انعام آتی ہیں عام

غرض [illegible] — کہاں اور ایسی میسر ہے بات
فقیران مہمان برسات کو — ملیں خلعت عام خیرات کو

کیے بارہا حلقی ہاتھی کو دان — شمار اور انکا کیا ہو بیان

## تعریف جامع تواریخ اودھ سید کمال الدین حیدر عرف جناب سید محمد میر صاحب زائر و مجاور کربلای میر خدا بخش واقع لکھنؤ (بہ بحر دیگر)

لکھنے کی حاجت نہیں جو ہے سر اور — ہے جو عیاں اوسے کیا بیان غور
وصف ہے اوس کا عیاں عام ہے — اور سوا لکھنے سے کیا کام ہے

ہاں سبب طبع کتاب اب لکھو — طبع کو اسباب ہوا اب سنو
کہتا ہے سخن سنج مورخ و دبیر — نام میں سید محمد میر

بارگہ شاہ میں بھی تھے وکیل — نوکری شاہ کی تھی تھی جلیل
عمدہ رسدگاہ و ریاضی جو تھا — اوس میں بھی شامل تھے عقیل ازل

تابع و آسودہ طبیعت جو تھی — رغبت دنیا نہ زیادہ ہوئی
دل کا تعلق کیا دنیا سے کم — دین سے دنیا کا بدلا وہ غم

بیٹھ گئے روضہ شبیر پر — لعن کی منصب و جاگیر پر
متکی و معتکف کربلا — خازن گنج شہدا برملا

خاک ہے مستی در پاک حسین — طوق گلو سبحہ خاک حسین
خادم پرستار مزار امام — سید و نمین افضل و عالی مقام

صادق و عابد بہ طبیعت سلیم — پیر طریقت و حرکات حکیم
قبلۂ دین بیشتر از رہ ضمان — کعبۂ اسلام ہندوستان

منکسر النفس امام طریق — ہادی اثنا عشری فریق
سجدہ فشانی سے ترے اکرم قرار — کھلے مزار پہ جبین دار اقدار

سینہ طریقہ میں ہر اک مقتدا — آبرو گوہر آل عبا
روز و شب اس حج زیارت کا کام — تعزیوں کا طوف و درود و سلام

نام شہید انپہ دل و جان نثار — شیفتہ شاہ ہے و دل سوار
مست می خالص حب سے علے — شمع صفت سوز محبت جلے

حاجی و اولاد علی و امام — جو عقیقیں ترے شیعیان ہیں ہی ہام
عمدہ اولاد علی و بتول — فخر امم سرور آل رسول

راسی سیہ پوش عزادار روز و شب — کعبہ کی صورت کی رعا روز و شب
زائر و طواف ضریح شریف — یاد میں اجداد کی زار و نحیف

رونق درگاہ عظیم امام — پیر و معصوم عزادار تمام
ذکر بلب زینب و کلثوم کا — واقعہ حائلہ شوم کا

جز بشہیدان بدل پاک نہ | حشر ہم از حب علی پاک نہ
مومن و مخدوم ہمہ مومنان | شمع رہ اہل تشیع جہان

بیکس و مظلوم پرست ازل | طاعت و ذکر شہدا ہے عمل
چشم ز گریہ ہمہ دم غرق … | چاک گریبان و بحال زبون

سینہ زن و نوحہ گر و گریہ ناک | آہ بلب دل بشہیدان ہلاک
واقع ہے قرآن میں ہر جا ارشاد … | اہل عرب جامع کفر و نفاق

صادق گفتار و حقائق رقم | صدق لکھا جس نے بحرف القلم
شوق جو تھا دلسے تواریخ کا | یاد تھا دریافت تھا ہر ماجرا

باہمہ عالم ہے جو دل آشنا | جانتے ہیں ایک ہی سبکا خدا
خوب یہ … بھی تھا … | قرینہ صدق کو تھا پہونچا سوانح

واقف حالات ضمیر منیر | اور یہ تحقیق ہوئی جا بجا
صاف مفصل لکھا اور کتاب | آئینہ جج کا ہے یہ گویا جواب

لاکی مہاراج کو کی پیشکش | پیش نظر شاہد خورشید وش
دیکھنے میں شاہد زیبا جمال | پھر خود و دفتر شیرین مقال

مایہ آگاہی حال اودھ | صورت ارژنگ آل اودھ
صاف بیان جملہ ہے … | یہ بھی صداقت کا ہے پیراستہ

جیساکہ دیکھا وہ بجا لکھدیا | سچ جو مصنف نے سنا لکھدیا
آئینہ تکلیف تکلف نہیں | راست میں تحریف تکلف نہیں

صاف رقم واقعہ روزگار | آئینہ گردش لیل و نہار
شہر کی دو حصہ … شباب | ہوگئی ہیں ختم دو دفتر کتاب

اہل نظر منصفی سے داد دیں | سہو جو ہو کہتی ہے امداد دیں
دیکھو مہاراج کا حسن سلوک | طبع میں ہو کیا بھرا حسن سلوک

سب کے صوابو یہ نظر کرتی ہیں | سقم اگر ہو تو حذر کرتی ہیں
دیکھئے جا کر تبھی اسی کلام … | جانتے تھے ترجمہ عام بھی

آہی گیا جو ثمین دریای فیض | چھپا … ہوگیا … [illegible]
پوری مصنف کی ہوئی آرزو | گوہر الفاظ نے لی آبرو

## اوصاف حمیدہ عالم گزیدہ جناب منشی نولکشور صاحب زینت دہ اخبارات زمانہ بہ تجمیع اخبار نویسان فخر و یگانہ (بہ تبدیل بحر)

منشی ذی رتبہ و اہل کرم | نام ہے جو شیخ میں سبکا رقم
شائق علم و … بخش نام | یاور ہر جو ہی ہر اہل کلام

یاد اہل جہان ذی ہنر | واحد و یکتای عالم مشتہر
… جہان میں … | قابل ہر فن میں بفضل کریم

شاکر رب سکو سب افضال ہے | جو ہے مطلق کو ذاکر …
… کیش … | صاحب صدق و صفا صالح نکو

اہل الفت مردم ہر شہر سے | صلح طینت میں بادیہ دہر سے
باہر اندر ہے بیان سے خلق عام | الغرض اونپر لیاقت ہے تمام

ہے وہ مطبع جیسا عالم میں نہیں | کارخانہ ایسا عالم میں نہیں
خوشنویس ہیں لکھا کرتا … | ہے عطارد کرتا … مطبع میں کام

یہ صفا ہے ہر ورق مہتاب ہے | قطعہ قطعہ گوہر نایاب ہے
جتنی عالم میں کتب … | … موجود … تحریر میں …

کیا ہی رونق ہے اودھ اخبار کو | ایک رتبہ دیدیا اس کار کو
سب سے افضل ہے یہ اخبار صحیح | عام پر ظاہر ہے یہ امر صریح

محکمہ کار آمد حکام سے ہے | جملہ مضمون سے مفید عام ہے
چھپتا ہے روزانہ اک … | … ہوتی ہیں مضمون عمیم

مہر بن ہی راز خاص و عام کا
ہے مقام ملک ہر ہنگام کا

ہے خبر ہر مردم ہشیار کو
فوق ہے سب پر اودھ اخبار کو

یہ خدا جانے کہ جو کیا اہتمام
[illegible] کیا ہو عام

بخشی رونق نسخۂ تاریخ کو
سادگی سے پایا پیرایہ نکو

اسم اعظم کر دیا گویا کہ وہم
[illegible] پہنچایا اگر [illegible]

او سطر [illegible] ایسا ہوا مزاج کا
یہ ادھر دلی سے ہوئی زینت فزا

اس کتابت کو مضمون لگ گیا
[illegible] گرد ون لگ گیا

کچھ سے کچھ یہ اہتمام خاص سے
پائی عزت اسنے نام خاص سے

ہر ورق ایسی صفائی سے چھپا
ہو گئی آئینہ جیسے جلا

نقش سادہ تھا یہ اب رنگت ہیں
اب تو آگے سے دگر گون ڈھنگ ہیں

شاید [illegible] کو اب جامہ ملا
عور کو خوش رنگ پیرا ملا

جلوہ گر ہیں جو جو کر عام میں
دیکھو لائق ہے ہر ہنگام میں

اور مطبع میں ہے کیسا بیان
یوں صنعت میں کرنا انکا کام ہے

آ گیا جو ہے رقم ہو صفت دوست
گو [illegible] ہر عالم [illegible]

## خلاصہ مضمون کتاب ندرت انتساب بہ تبدیل بحر

جو چھپی ہوئی اک کتاب تیار
وہ دیکھی [illegible] رونما ہیں اشعار

توصیف رقم تو ہو چکی بہ
باقی یہ بات رہ گئی ہے

مضمون کا خلاصہ بھی بتا دو
عنوان سے تو پیشتر بتا دو

اب شیخ خیال رکھو فصو کا
لیتا ہوں میں نام لکھنؤ کا

وہ پاک مقام ہے مقدس
تفصیل اسکا خلاصہ ہے اس

ہے جا احاطہ کا اودھ نام
ہے صبح ازل سے بہترین نام

اوتار وہ مظہر اسکو ہے
[illegible] ہے

یعنی مہری راجہ [illegible] اوتار
اسجا پہ ہوا تھا اونکا اٹھار

وہ پاک ترین سرزمین ہے
دنیا میں یہ جنت برین ہے

ہے تخت گہ قدیم دنیا
گو بیچ میں کارخانہ الٹا

دہلی سے رہا تعلق اسکو
جب بھی سب پر تفوق اسکو

اب [illegible] اسکی شاہ
سو سال سے تھی یہاں سپاہی

دہلی سے تھی صوبہ دار آئے
بنکر ابر بہار آئے

تا دور [illegible] کیا برابر
اس صوبہ کا تھا نہ کوئی ہمسر

انگریزوں نے دیکھ لیا ہی
تسلیم کی اونکی بادشاہی

اٹھی تھی رہی غنیموں کے ساتھ
ہی فتح و شکست غیب کے ہاتھ

القصہ یہ جائی سلطنت تھی
بستی یہ تھی آبروئے گیتی

اٹھی ہے ہی سلطنت کی پشت
اوٹھی تھی ہلال وار انگشت

ہر اک کو حد کمال بھی ہے
کامل کو لیے زوال بھی ہے

لکھا ہے مفصل اسکا احوال
ہیں قیصر ہند مالک الحال

ہیں شاہ اب اپنی حد سے خارج
ہمزہ کی طرح عدد سے خارج

واجد علی شاہ اب ہیں موجود
کلکتہ میں ہیں بذات محمود

ذکر انکی ہے سارے خاندان کا
ہی خاتمہ سارے داستان کا

حالات درونی و بیرونی
منسوب نکوئی و زبونی

جو گذرے ہیں جیسے سب بیان ہیں
جو راز تھے بر محل عیان ہیں

ہیں آئین تمام [illegible] کاست
مجموعہ ہیں علم [illegible] کاست

جسطرح تھا انتظام اسجا
لکھا ہے بہر مقام اسجا

دیکھی جو ہو شائق تماشا
حالات اودھ کی آگہی کا

یہ بھی ہے بہار نامہ
جو یہ ہے عجیب کارنامہ

ہجری میں ہے یہ سال نام لکھو
تاریخ عجیب نام لکھو ۱۲۹۲ھ

# قطعات تاریخ تصنیف و طبع کتاب تواریخ اودہ مصنفہ سید کمال الدین حیدر

## قطعہ تاریخ تصنیف کتاب نتیجہ طبع والاگوہر منشی جواہر سنگہ صاحب متخلص جوہر مشیر دربار بلرام پور

وہ سید باکمال دین و دنیا — لکھ لائے کتاب یہ نہایت عمدہ

آئینہ حال ہے اودہ کا روشن — صاف و بے ہیچ رو رعایت عمدہ

گذرانی حضور مین مہاراج کے نذر — تا حال پر او [illegible] عمدہ

دیگر زر وافر از رہ قدر و سخا — فرمائی حضور [illegible] عمدہ

منشی نولکشور صاحب ہین لئیق — چھاپین اسے از راہ عنایت عمدہ

جوہر ہے یہ سال عیسوی تصنیف — تاریخ اودہ لکھی نہایت عمدہ

۱۸۷۷ ع

## قطعہ تاریخ طبع کتاب من نتائج طبع شاعر شیرین مقال منشی جواہر سنگہ صاحب متخلص جوہر مشیر دربار بلرامپور

تاریخ کمال دین حیدر — مطبوع تمام خاص و عامش

فیض مہراج اختر ہند — فرمود ز لطف انتظامش

منشی نول کشور صاحب — کردند بطبع اہتمامش

زین مطبع و بذل فیض مہراج — افزود بخلق احترامش

جوہر پی سال فصلی ختم — تاریخ نکو بخواند نامش

۱۲۸۷ فصلی

شایع چو شود بسال ہجری — نیکو تاریخ نام عامش

۱۲۹۷ ہجری

## قطعہ تاریخ طبع کتاب نتیجہ طبع گرامی سید میر نصاحب متخلص بہ نامی ملازم سرکار بلرام پور

| | تاریخ عجیب وابداع غریب | |
|---|---|---|
| ۱۹۳۶ س | ۲۹۶ ھ ۱۲۹۶ | ۱۸۷۹ع |

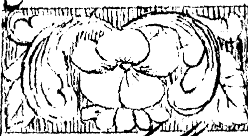
| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۹۰ | صد شکر بحکم محکم اختر ہند | ۴ | ۴۰ | مقبول جناب ظل حق قیصر ہند | ۴ |
| ۸۰ | فیاض سرانربل مہاراج نکو | ۶ | ۲۰ | کی سی الیس آئی قدردان وخوشخو | ۶ |
| ۱۰۰ | قاآن زمانہ عادل و بانی خیر | ۲۰۰ | ۱۰ | یکدست مدد دہندہ خویش وغیر | ۲۰۰ |
| ۹۰ | طباع ذکی فصیح اہل دانش | ۳۰۰ | ۱۰ | یکرو و خلیق صاحب داد و دہش | ۳۰۰ |
| ۴۰۰ | تاریخ اودھ چھپی بہت خوش اسلوب | ۲ | ۴۰ | مطبوع صحیح واضح وعمدہ وخوب | ۲ |
| ۵۰ | ناگہ ہوا بزم خاص مین اسکا ذکر | ۲۰۰ | ۴۰۰ | تاریخی نام کی ہوئی نامی فکر | ۲۰۰ |
| ۴ | دلنی وہین کوکب التواریخ کہا | ۱ | ۴ | ڈہونڈہا تو پہر امجد التواریخ آیا | ۱ |
| ۶۰ | سرکار کو نام یہ سنائے دونون | ۵۰ | ۳۰۰ | شان انکی بڑہی پسند آئے دونون | ۵۰ |
| ۸۰ | فرمان یہ ہوا کہ نظم مین شامل ہون | ۵۰ | ۲ | بہتر ہی کہ یہ کتاب مین داخل ہون | ۵۰ |
| ۵۰ | نافذ ہوا جب یہ حکم والا فی الفور | ۲۰۰ | ۴۰ | موزون کئی چند شعر بی فکر وغور | ۲۰۰ |

صنفہ ترقی طلب نحیف بندہ نامی

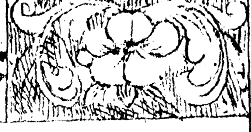
۹۶ ۱۲ف

نظم بالا کے اگر اعداد حروف اول وآخر مصاریع اول جمع کیے جائین تو ۱۹۳۶ سمبت نکلتا ہے اور اعداد حروف اول مصاریع اول وآخر مصاریع ثانی سے بھی یہی سمبت برآمد ہوتا ہے اور اعداد حروف مصرعہاے اول وآخر مصرعہاے ثانی ایک جا کیے جائین تو ۱۸۷۹ع پیدا ہوتے ہین اور اعداد حروف مصرعہاے آخر وآخر مصرعہائے اول سے بھی یہی سن ظاہر ہوتا ہے

تمت



# خاتمۃ الطبع تاریخ اودھ



## از نتائج طبع مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مہتمم صیغہ طبع لیتھو گرافک

بعد حمد شہنشاہ اقلیم کائنات و نعت فخر موجودات ضمائر ارباب شوق فن اخبار و تواریخ پر مبرہن ہو کہ علم تواریخ بھی کیا آئینہ اسرار ہے جس سے ہر زمانے مین ایک تازہ حالت صفحۂ دل پر نمودار ہے۔ تاریخ کے دیکھنے سے تمام دنیا کی حقیقت پیش نظر ہوتی ہے چشم بصیرت کے لیے ایک عبرت بلکہ انواع و اقسام کی کیفیات طرح طرح کے حالات مشاہدہ کرنے سے قدرت خدا یاد آتی ہے جو بے اختیار زنگ طبیعت کے لیے صیقل بنجاتی ہے۔ معائنہ حالات گذشتگان سے غبار کدورت صفحۂ دل سے دور ہوتا ہے طبیعت کو ہر دم تازہ سرور ہوتا ہے دیدۂ عبرت سے دیکھیے تو کیسے کیسے سلاطین نامدار اور کیسے کیسے شہنشاہ باوقار گذرے کہ جنکے رعب و داب کا سکہ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام جہان مین بیٹھا مگر آخر کار سب نے راہ فنا لی منزل عدم سبکو طے کرنی پڑی۔

یہ ذخیرہ سوانحات سلاطین اودھ جو ہمارے پیش نظر ہے اور جسمین جابجا فرمانروایان اودھ کی ہستی و فنا کا تذکرہ اکثر ہے اور مرقعہ التصاویر ہر ایک فرمانروا کا محاذی اونکے حالات کے جلوہ گر ہے بنظر غور دیکھیے تو ایک عجیب کارنامہ ہے جسمین آغاز سے انجام تک عہد دولت حکومت خاندان شاہی اودھ کا تذکرہ نہایت عمدگی سے تحریر کیا ہے اور ایک آئینہ صورت نما ہے جسمین انقلابات سلطنت اودھ و سوانحات غدر و بغاوت کا حال صاف صاف جیسا کہ چاہیے بے رو و رعایت عکس افگن ہوا ہے۔ فی الواقع وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہین جنکا نام نامی صفحۂ دہر پر نیکی کے ساتھ یادگار رہے اور باداے فرض وقایع نگاری اون لوگون کا بھی مذکور ہے جنکا تذکرہ برائی کے ساتھ مشہور دیار و امصار ہے حقیقت تو یہ ہے کہ مصنف نے بہت عمدہ کام کیا ہے کہ جسکا جو حال ہے من و عن بکم و کاست لکھدیا ہے۔ اسمین کلام نہین کہ ہر ایک حالت کو باعتبار تحریر کے بڑا اثر ہے اسیکا نام تواریخ مقرر ہے واقعی بہ نسبت تقریر کے اگر تحریر کا وثوق و اعتبار نہوتا تو زمانہ اسکا محتاج یادگار نہوتا مگر علم تواریخ ایک دریاے زخار ہے جسمین غواصی کرنا نہایت دشوار ہے۔ اسکی تہ کو وہی شخص پاسکتا ہے اور گوہر مراد سے دامن آرزو بھر کر لاسکتا ہے جسنے ایسے دریاے ناپیدا کنار مین غواصی کی ہو ہمیشہ ہی معاملات پیش آئے ہون اور اکثر سوانحات و انقلابات براے العین مشاہدہ فرمائے ہون ورنہ تاریخی اختلافات بمنزلہ گرداب کے ہوتے ہین ایسے ہوش کھوتے ہین کہ طالب مدت العمر غوطے کھاتا ہے مقصود ہاتھ نہین آتا ہے۔ البتہ ایسی کتاب کا دیکھنا جیسے کہ یہ تواریخ اودھ ہے بہت بڑی واقفیت کا سبب ہے اور مطالعہ اوسکا تواریخی معلومات کے لیے نہایت مفید مطلب ہے۔

اس کتاب کے مصنف سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی علوی نہاد لکھنوی نژاد متوکل بمشیت رب قدیر عرف

سید محمد میر زائر متکی کربلای میر خدا بخش ہین نہایت عالیخاندان و الا دودمان مولد و مسکن آبای کرام حضرت مصنف کا قصبۂ طبس کونہ آباد منتقات مشہد مقدس ہے آپکے اجداد کرام مین میر عماد صاحب نہایت مشہور شخص گذرے جنکے علم و فضل کا شہرہ شرق سے غرب تک مشہور ہے خامہ مقطوع اللسان اونکی تحریر اوصاف مین معذور ہے کہ وہ اونکے اوصاف سے واقف ہین کہ سید جلیل فاضل نبیل مقرب خاص سلاطین و امراے نامدار تھے اور فن خوشنویسی خاص نستعلیق مین شہرۂ آفاق اور اپنے زمانہ مین عدیل و نظیر نرکھتے تھے چنانچہ یہ نقل مشہور ہے کہ حضرت شاہ عباس بادشاہ اصفہان نے میر موصوف سے فرمایا کہ محمود غزنوی نے صلۂ تصنیف شاہنامہ فردوسی طوسی مین ایک اشرفی شعر انعام فرمایا تھا مین تمکو بصلۂ کتابت ایک بیت کی ایک اشرفی دونگا میر ممدوح نے قبول کیا اور تحریر کتابت شروع کی چنانچہ عرصۂ قلیل مین دو ہزار بیت تحریر کیے جب بادشاہ نے طلب فرمایا او سیقدر تحریر گذرانی بادشاہ بہت پر غضب ہوے اور فرمایا انسے زر انعام جو ملا ہے پھیر لو میر ممدوح نے ہر فرد کو مقراض کر ڈالا جب یہ خبر تقادان قدردان کو پہونچی مغتنمات سمجھکر ہر بیت کو پانچ اشرفی سے دس تک ویکر ہاتھا خرید لیا میر صاحب نے جس قدر خزانہ عامرۂ شاہی سے لیا تھا داخل کیا بادشاہ یہ خبر سنکر زیادہ غضبناک ہوے اور انگوٹھے قلم کرنیکا حکم دیا چنانچہ اسی صدمے سے روز سوم میر صاحب نے انتقال کیا بعد ازان پھر بادشاہ کو بہت تاسف ہوا مگر کیا فائدہ قضائے الٰہی جاری ہو چکی تھی اونکا مقبرہ شہر اصفہان ایران مین ہے۔ آغا عبد الرشید ویلمی شاگرد رشید تھے اور بھانجے حقیقی میر مرحوم کے تھے اور میر مغفور زمان حیات مین ایک مدت تک تبریز مین رہے۔

میر ابراہیم خان ابن میر عماد جو حضرت مصنف کے اجداد مین سے تھے عہد نواب سربلند خان صوبہ دار کشمیر مین کہ اونکے عزیز قریب تھے مع اپنے بیٹے میر محسنخان کے ولایت سے ہندوستان مین آئے اور سکونت ایران کو چھوڑ دیا۔

میر مشرف خان اپنے باپ میر محسنخان سے خفا ہوکر کوڑہ جہان آباد مین آئے اور وہین سکونت اختیار کی۔

میر محمد اسمٰعیل صاحب جد امجد حضرت مصنف عہد نواب آصف الدولہ بہادر مین اکثر عہدہ چکلہ داری و عاملی پر ممتاز رہے چنانچہ تا زمان رحلت علاقہ داری رہڑہ پر مامور تھے۔

میر نصیر الدین صاحب والد ماجد حضرت مصنف ملازم سرکار شاہی رہے دربار مہاراجہ ٹکیت رائے مین بھی حاضر رہتے تھے عہد نواب سعادت علیخان مین ترک روزگار کرکے تجارت وغیرہ اختیار کی۔

حضرت مصنف عہد نواب غازی الدین حیدر مین بزمانہ ترقی و عروج مرزا حاجی و محمد آفرین علیخان ملازم سرکار ہوے اور اکثر دربار مین باریاب مجرا و سلام ہوتے تھے۔ اسی زمانے مین کہ ۱۲۳۱ھ ہجری تھا واسطے زیارت عتبات عالیات کے روانہ کربلای معلے ہوے اور زیارت سے مشرف ہوکر ۱۲۳۲ھ ہجری مین مراجعت فرماکر لکھنؤ مین تشریف لائے اکثر بلاد ہندوستان و عراق عرب وغیرہ کے سوانحات و عجائبات ہر شہر و دیار اس سفر مین مشاہدہ ہوے۔ عہد دولت غازی الدین حیدر ہی مین تحصیل علوم انگریزی کی شروع کی اُوس زمانے مین ہندوستانی انگریزی دان شہر مین دو ہی چار شخص تھے عہد سلطنت حضرت

نصیر الدین حیدر مین زمانہ عروج نواب قدسیہ محلصاحبہ وردوورہ نواب روشن الدولہ بہادر مین واسطے تعلیم انگریزی و اتالیقی میر نفیسہ صاحبزادہ قدسیہ محلصاحبہ کے مقرر ہوے۔ اوسی عہد مین بزمانہ نیابت نواب معتمد الدولہ حکیم مہدی علیخان جب بنا کے اسکول انگریزی حضور سلطانی قائم ہوئی مصنف صاحب ممدوح نے علم ریاضی و فلاسفی و علم طبیعات کی تحصیل شروع کی اور کتاب ہنچز فلاسفی یعنی طبیعات کا جسمین مختصر پانچ رسالے نجوم اور ہوا پانی وغیرہ کے تھے اُردو مین ترجمہ کیا بعدہ رسالہ لارڈ بروہم صاحب کا ترجمہ اردو مین لکھا جسکے صلے مین مصنف صاحب کو پانسو روپیہ اسکول بک سوسائٹی سے عطا ہوا اور اکثر رسالہ علمی انگریزی کے ترجمے اردو مین کر کے کلکتہ۔ آگرہ۔ شاہجہان آباد بھیجدیتے تھے اُسکے صلے مین انعام سرکار سے ملتا تھا اسی عہد مین جب ولکاکس صاحب مہتمم رصد خانہ سلطانی ہوے مصنف صاحب بھی رصد خانہ سلطانی مین بمواجب سو روپیہ ماہواری ممتاز رہے۔ الغرض اوسی زمانہ مین ۱۹۔ رسالے علمی انگریزی سے اُردو مین ترجمہ کیے مثل رسالہ آلات جرثقیل۔ رسالہ آلات آب وغیرہ۔ رسالہ علم ہیئت۔ رسالہ علم ہوا۔ رسالہ علم مناظرہ۔ قصہ راسلس ڈاکٹر جانسن صاحب۔ رسالہ مقاصد علوم صدر الصدور لندن لارڈ بروہم صاحب۔ رسالہ حرارت۔ رسالہ ہیئت ڈاکٹر برنکلی صاحب۔ رسالہ معرفت طبیعی بیلی صاحب۔ رسالہ آلات رصدیہ سمسن صاحب۔ رسالہ علم مقناطیسی۔ رسالہ علم کمسٹری۔ رسالہ قوانین دستور العمل سلطنت لندن۔ رسالہ میل مرکزی ارل صاحب مہتمم رصد خانہ لندن۔ تواریخ مملکت اودھ فارسی انگریزی ترجمہ کرنیل جیمبرلین صاحب۔ رسالہ کالو انترم۔ رسالہ جغرافیہ۔ ان رسالون مین سے اکثر مطابع کلکتہ و شاہجہان آباد و اکبر آباد و مطبع سلطانی لکھنؤ مین طبع ہوے چنانچہ عہد حضرت نصیر الدین حیدر بہادر سے تا زمانہ حضرت سلطان زمان امجد علیشاہ رصد خانہ سلطانی مین منصوب رہے۔ عہد نیابت نواب امین الدولہ مین ہمراز تھے خلوت مین صلاح و مشورہ رہا کرتا تھا۔ اسی زمانے مین حضرت مصنف کربلا مین جاکر دس روز تک قیام کرتے تھے مجلس عزای امام علیہ السلام و لطف مجاورت و عبادت خدا مین مصروف رہا کرتے تھے تیاری سبیل کی ابتدا آپ ہی کی ذات سے ہوئی اور مجلس امام باڑہ آغا باقر بھی آپنے برپا کی۔

عہد سلطنت حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ مین جب ولکاکس صاحب مہتمم رصد خانہ سلطانی نے انتقال کیا اور انتظام و ہانکا بسبب رحلت صاحب موصوف کے ڈانواڈول ہوا بمشورہ میجر برڈ صاحب اسسٹنٹ اول صاحب رزیڈنٹ بہادر بزمانہ نیابت نواب علی نقی خان صاحب تخفیف عملہ رصد کی تجویز ہوئی چنانچہ کچھ عملہ برطرف ہوا لیکن حضرت مصنف مع کچھ عملے کے بحال رہے اور مشاہدات رصد خانہ بدستور جاری رہا صحت وقت کیواسطے اسی رصد خانے کے مشاہدہ زوال شمسی سے موتی محل کے میدان مین دوپہر کی توپ چلتی تھی القصہ اوسی زمانے مین حسب الایما الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ ہند کے تواریخ مملکت اودھ فارسی اور اردو مین تالیف کی اور تقویم سال نوروز بھی بطرز جدید موافق دستور و طرز انگریزی لکھی اور سرکاری مطبع مین چھپکر جابجا شہر مین تقسیم ہوئی۔ الغرض اس تواریخ کی خوب شہرت ہوئی شدہ شدہ حضرت سلطان عالم کے حضور مین اسکا تذکرہ ہوا حضرت نے طلب فرماکر ملاحظہ فرمائی عہد حضرت مکان تک کا حال ملاحظہ فرماکر بہت خوش ہوے جب اپنی سلطنت کے حالات ملاحظہ فرمائے چونکہ مصنف صاحب نے باداے فرض وقایع نگاری جملہ حالات بلا رو و رعایت تحریر کیے تھے بادشاہ کو ناگوار گذرا خلاصہ یہ کہ نوابصاحب سے برطرفی عملہ رصد خانہ کا حکم فرمایا حضرت مصنف کے

خانہ نشین ہو کر مکان ورسید الشہدا علیہ السلام ہوے یعنے کربلا مین رہنا اختیار کیا۔ اسی عرصے مین حوادث روزگار و انقلاب زمانہ سے
کارخانہ سلطنت اودھ بھی درہم برہم ہو گیا بعد ازان فساد بلوہ لکھنؤ ہوا حضرت مصنف وہین کربلاہی مین مقیم رہے۔ بعد تسلط تقرر
پنشن بکیفیت سرکار انگریزی مین تحریک ہوئی اکثر صاحبان انگریز پنشن کے باب مین ساعی ہوے۔ چنانچہ کرنل چیمبرلین صاحب سابق
سکتر چیف کمشنری لکھنؤ نے بھی صاحب چیف کمشنر بہادر اودھ سے عرض کیا اور بہت اشتیاق سے اس تواریخ اودھ کا ترجمہ انگریزی مین خود فرمایا
آخرش بتقریب ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب مرحوم رسالہ جات علمی مترجمہ حضرت مصنف اور یہی تاریخ مملکت اودھ جنرل بیرو صاحب کی حضور مین
پیش ہوئی صاحب ممدوح نے سنکر بہت تعریف کی اور بکمال اشتیاق مصنف صاحب سے ملاقات فرمائی اور تقرر پنشن کے لیے رپورٹ بحضور گورنر جنرل
بھیجی چنانچہ کل امر مرہون یاد تھا چند عرصے کے بعد پہنچیگا نواب ممدوح الشان نے پچاس روپیہ ماہواری کی پنشن مقرر ہوگئی غرضکہ صاحبان
عالیشان و حکام اودھ مصنف صاحب کی نہایت قدر فرماتے رہے ہین اور اس کتاب کو جس حاکم والا شان نے دیکھا نہایت پسند فرمایا۔
مصنف صاحب ہمیشہ بدو سن تمیز سے جستجوی کوائف روزگار مین مصروف رہے و شوق تحریر و تکمیل تواریخ و سوانح و وقایع انقلابات سلطنت
و حکومت ممالک اودھ کہ عمدہ و متبرک مقام اعاظم امکنہ ہندوستان جنت نشان سے ہے تحقیق و تنقیح مد نظر رہا چنانچہ مصنف ممدوح نے نہایت
تحقیق و تنقیح سے اس تواریخ کو مکمل تالیف کرکے دو جلدون پر منقسم کیا۔ جلد اول مین حالات تاریخی وزرا و سلاطین اودھ کے
بسلسلہ ازواج و اولاد خاندان عالیشان از عہد نواب سعادتخان برہان الملک تا زمان امجد علیشاہ مسطور ہین اور دوسری جلد مین
احوال تخت نشینی حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ و سوانحات انقلاب سلطنت و ذکر ایام غدر و حکومت مصنوعی مرزا برجیس قدر و دیگر
کوائف متعلقہ بلوہ و فساد ہندوستان مرقوم ہین و نقشہ ملک اودھ و شہر لکھنؤ و تصاویر وزرا و شاہان اودھ و اہلکاران و معتمدان سلطنت
نہایت ترتیب کے ساتھ اپنے اپنے موقع پر نصب کی گئی ہین۔ الغرض یہ کارنامہ وقایع اودھ بحضور عالیجناب قدردان علم و ہنر جوہر شناس
شریف پرور صاحب جود و سخا معدن حلم و صفا مجسم خرد صاحب علم و صلاحیت دقیقہ شناس و بذلہ سنج نازکخیال باریک بین لطیفہ پسند جامع فضل و کمال
ہزاکسلنسی مہاراجہ سر دگبجی سنگہ صاحب بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ والی بلرام پور و تلسی پور اودھ پیش ہوا۔ مہاراجہ صاحب بہادر ممدوح نے بکمال
قدردانی نہایت پسند فرمایا اور حکم محکم صادر ہوا کہ یہ شاہد زیبا حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر جلوہ گر ہو کہ اوسکے مطالعہ سے صاحبان تواریخ دوست حظ وافر اوٹھائین
فائدہ متکاثر پائین حضرت مصنف کا نام نامی بھی تا بقائے کتاب مذکور صفحہ دہر پر یادگار باقی رہے۔ اور مہاراجہ ممدوح الشان کی دریا دلی کا شہرہ مشہور
دیار و امصار ہوکر فیاضی کا تذکرہ زبان خلق پر جاری رہے۔ غرض نقشیست کز ما یاد ماند + کہ ہستی را نمی بینم بقائے چنانچہ کتاب موصوف نے حسب الایماء
مہاراجہ ممدوح الشان مطبع فیض منبع مشہور نزدیک و دور جامع فضل و کمال شائق علم و ہنر ممدوح روزگار افتخار دیار و امصار جناب منشی نولکشور صاحب
مالک مطبع اودھ اخبار مین زیور طبع سے آراستہ ہوکر جلوہ ظہور پایا۔ شائقان علم تواریخ کی مراد بر آئی جلوہ گری ترتیب و تہذیب نقشہ جات
و تصاویر سے رونق تازہ پائی فہرست انگریزی و فارسی سے استخراج حالات مین نہایت تسہیل ہوئی مختصر تفصیل ہوئی۔ ماہ دسمبر
ف۱۸۹۶عیسوی مین اس شاہد رعنا نے شہرت اشاعت پائی سخن سنجان افسانہ دلفریب کو ایک مرقعہ صورتحال بے طول مقال
ہاتھ آئیگا جو مشاہدہ کریگا لطف بے اندازہ پائیگا امید کہ مقبول انام ہو منظور خاص و عام ہو فقط